حدیقۃ الاولیا

پنجاب کے اکابر صوفیہ کا مستند تذکرہ

تالیف

مفتی غلام سرور لاہوری

متوفی ۱۳۰۷/۱۸۹۰ء

تحقیق و تعلیق

محمد اقبال مجددی

پروگریسو بکس

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

کتاب ______ حدیقۃ الاولیا

مولف ______ مفتی غلام سرور لاہوری (۱۸۳۷/۱۸۹۰ء)

تحقیق و تعلیق ______ محمد اقبال مجددی

طبع سوم ______ ۱۴۳۷ء/۲۰۱۴ء

مطبع ______ 2016

قیمت ______ روپے

ملت پبلی کیشنز
فیصل مسجد اسلام آباد Ph:051-2254111
E-mail: millat_publication@yahoo.com

ملت پبلی کیشنز
دوکان نمبر 5 مکہ سنٹر اُردو بازار لاہور 0321-4146464

اسلام بُکڈپو
۱۲ گنج بخش روڈ لاہور
فون:042-37112941

پروگریسو بکس
یوسف مارکیٹ ○ غزنی سٹریٹ
اُردو بازار ○ لاہور
فون 042-37124354 فیکس 042-37352795

ملنے کا پتہ

تنظیم الاسلام پبلی کیشنز، مرکزی مسجد نقشبندیہ، ماڈل ٹاؤن، گوجرانوالہ

Marfat.com

حدیقۃ الاولیا

پنجاب کے اکابر صوفیہ کا مستند تذکرہ

تالیف

مفتی غلام سرور لاہوری

المتوفی ۱۳۰۷/۱۸۹۰ء

تحقیق و تعلیق

محمد اقبال مجددی

پروگریسو بکس

یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ

اردو بازار لاہور

☎ 37352795

Marfat.com

انتساب

حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ
کے نام

علم وحکمت کا یہ آفتاب بھی ۱۷ نومبر ۱۹۹۹ء کو غروب ہو گیا

رفتید ولے نہ از دل ما

☆☆☆☆☆

Marfat.com

فہرست

عنوانات	صفحہ
نقش ثالث	23
پیش لفظ	25
(طبع دوم)	25
مؤلف	29
خاندان	30
مفتی غلام محمد	30
مفتی رحیم اللہ	30
مفتی رحمت اللہ	31
حافظ محمد نقی	31
مفتی محمود تقی	31
شیخ الاسلام مفتی عبد السلام لاہوری	31
مخدوم مفتی شیخ محمد قریشی معروف بہ میاں کلاںؒ	32
مفتی غلام سرورؒ	32
مؤلف کا ماحول	34
مؤلف کی دیگر تالیفات	35
حدیقۃ الاولیاء	37

Marfat.com

عنوانات	صفحہ
محاسن	38
دوسرا رُخ	39
حمد	43
نعت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم	43
منقبت چہار یار کبار رضی اللہ عنہم	43
دراظہار باعث تالیف کتاب حدیقۃ الاولیاء	44
پہلا چمن	
سلسلہ قادریہ کے مشائخ کے ذکر میں	46
(۱) میر سیّد شاہ فیروز قدس سرہٗ	49
(۲) حضرت سیّد عبدالقادر ثانی بن سیّد محمد حلبی اوچی گیلانی قدس سرہٗ	50
(۳) سیّد محمود حضوری لاہوری قدس اللہ سرہ العزیز	51
(۴) میراں سیّد مبارک حقانی بن سیّد محمد اوچی حلبی گیلانی	52
(۵) سید محمد غوث بالا پیر بن سید زین العابدین بن سیّد عبدالقادر ثانی اوچی گیلانی	52
(۶) شاہ لطیف بری قادری قدس سرہٗ	53
(۷) سیّد بہاء الدین گیلانی المشہور بہ بہاول شیر قلندر حجروی	54
(۸) سیّد حامد گنج بخش بن سید عبدالرزاق بن سیّد عبدالقادر ثانیؒ	55
(۹) شیخ داؤد چونی وال شیر گڑھی قدس سرہٗ	56
(۱۰) شیخ بہلول قادری قدس سرہٗ	58
(۱۱) شیخ ابواسحاق قادری لاہوری	58

Marfat.com

عنوانات	صفحہ
(۱۲)شاہ معروف چشتی و قادری	59
(۱۳)سیّد محمد نور بن سید بہاول شیر گیلانی	59
(۱۴)شاہ قمیص بن سید ابی الحیات گیلانی سادھوری	60
(۱۵)سیّد موسیٰ پاک شہید قدس سرہٗ	61
(۱۶)سیّد کامل شاہ لاہوری قدس سرہٗ	62
(۱۷) شیخ حسین المشہور بہ لال حسین لاہوری قدس سرہٗ	63
(۱۸)شاہ شمس الدین قادری لاہوری قدس سرہٗ	66
(۱۹)عاشق لاؤبالی شاہ خیر الدین ابوالمعالی لاہوری قدس سرہٗ بن سیّد رحمۃ اللہ بن سیّد فتح اللہ کرمانی قادری قدس سرہٗ	67
(۲۰) شیخ محمد طاہر لاہوری قادری ونقشبندی قدس سرہٗ	68
(۲۱) شیخ محمد میر المشہور بہ میاں میر قادری لاہوری قدس سرہٗ	70
(۲۲)سیّد شاہ بلاول بن سیّد عثمان بن سیّد عیسیٰ قادری لاہوری قدس سرہٗ	72
(۲۳)سیّد محمد مقیم محکم الدین بن شاہ ابوالمعالی بن سید محمد نور بن سیّد بہاول شیر گیلانی حجرویؒ	73
(۲۴) شیخ مادھولاہوری قدس سرہٗ	75
(۲۵)خواجہ بہاری علیہ رحمۃ اللہ الباری قادری لاہوری قدس سرہٗ	76
(۲۶)شاہ سلیمان قادری قدس سرہٗ	77
(۲۷)سیّد جان محمد حضوری بن شاہ نور بن سید محمود حضوری لاہوری قدس سرہٗ	78
(۲۸)سیّد عبدالرزاق المشہور شاہ چراغ قادری لاہوری قدس سرہ	78
(۲۹) شیخ شاہ محمد المشہور بہ ملّا شاہ قادری لاہوری قدس سرہٗ	79

Marfat.com

عنوانات | صفحہ

(۳۰) شیخ حاجی محمد قادری المشہور بحضرت نوشہ گنج بخش قدس سرہ 81
(۳۱) سیّد حسن پشاوری قادری گیلانی قدس سرہٗ 83
(۳۲) شاہ رضا قادری شطاری لاہوری قدس سرہٗ 85
(۳۳) سید احمد شیخ الہند گیلانی قدس سرہٗ 86
(۳۴) شاہ عنایت قادری شطاری لاہوری قدس سرہٗ 86
(۳۵) شیخ محمد فاضل قادری بٹالوی قدس سرہٗ 87
(۳۶) شیخ پیر محمد المشہور بہ پیر محمد سچیار نوشاہی قدس سرہٗ 88
(۳۷) حضرت شاہ محمد غوث گیلانی قادری لاہوری قدس سرہٗ 88
(۳۸) شیخ عبدالرحمن المشہور بہ پاک رحمن نوشاہی قدس سرہٗ 91
(۳۹) سید بہلی شاہ قادری شطاری قصوری قدس سرہٗ 92
(۴۰) شیخ عبداللہ شاہ بلوچ لاہوری قادری قدس سرہٗ 93
(۴۱) شیخ غلام حسین ساکن وایاں والی قدس سرہٗ 94

دوسرا چمن

تذکرہ پیران خاندانِ چشت اہل بہشت میں 96
(۴۲) خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی دہلوی قدس سرہٗ 97
(۴۳) حضرت شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر اجودھنی پاک پٹنی قدس سرہ 99
(۴۴) حضرت خواجہ علاء الدین علی احمد صابر کلیری قدس سرہٗ 103
(۴۵) شیخ شمس الدین ترک پانی پتی قدس سرہٗ 107
(۴۶) شیخ شرف الدین بوعلی قلندر پانی پتی قدس سرہٗ 107
(۴۷) سلطان المشائخ نظام الدین بداونی دہلوی قدس سرہٗ 108

عنوانات	صفحہ
(۴۸) خواجہ امیر خسروؒ شاعر چشتی دہلوی قدس سرہٗ	111
(۴۹) شیخ نصیر الدین محمود اودہی المخاطب چراغ دہلی قدس سرہٗ	113
(۵۰) شیخ جلال الدین محمود پانی پتی گازرونی قدس سرہٗ	114
(۵۱) شاہ کاکو چشتی لاہوری قدس سرہٗ	115
(۵۲) شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہٗ	116
(۵۳) شیخ جلال الدین تھانیسری قدس سرہٗ	118
(۵۴) شیخ جان اللہ چشتی صابری لاہوری قدس سرہٗ	119
(۵۵) شیخ حاجی عبدالکریم چشتی لاہوری قدس سرہٗ	120
(۵۶) شیخ ابوسعید چشتی صابری گنگوہی قدس سرہٗ	121
(۵۷) شیخ محمد صادق بن فتح اللہ گنگوہی حنفی چشتی صابری قدس سرہٗ	122
(۵۸) شیخ عبدالخالق لاہوری چشتی صابری قدس سرہٗ	123
(۵۹) شیخ محمد عارف چشتی صابری لاہوری قدس سرہٗ	123
(۶۰) شیخ محمد صدیق چشتی صابری لاہوری قدس سرہٗ	124
(۶۱) شیخ محمد داؤد بن شیخ محمد صادق گنگوہی قدس سرہٗ	125
(۶۲) شاہ ابوالمعالی چشتی صابری قدس سرہٗ	126
(۶۳) شیخ عبدالرشید جالندھری چشتی قدس سرہٗ	127
(۶۴) شیخ سوندھا ولد شیخ مومن صدیقی چشتی صابری قدس سرہٗ	128
(۶۵) سید محمد سعید المخاطب بمیراں شاہ بھیکھ چشتی صابری قدس سرہٗ	129
(۶۶) شیخ عتیق اللہ چشتی جالندھری قدس سرہٗ	132
(۶۷) شیخ محمد سلیم چشتی صابری لاہوری قدس سرہٗ	132

صفحہ	عنوانات
132	(۶۸) شاہ بہلول برکی چشتی صابری جالندھری قدس سرہٗ
134	(۶۹) شاہ لطف اللہ چشتی قدس سرہٗ
135	(۷۰) مولانا فخر الدین فخر جہاں شاہجہاں آبادی چشتی قدس سرہٗ
138	(۷۱) شیخ سیّد علیم اللہ بن سیّد عتیق اللہ چشتی جالندھری قدس سرہٗ
139	(۷۲) شیخ نور محمد چشتی المشہور نور محمد بُھبل مہاروی قدس سرہٗ
141	(۷۳) سیّد علی شاہ چشتی صابری جالندھری قدس سرہٗ
141	(۷۴) شیخ محمد سعید چشتی صابری شرقپوری قدس سرہٗ
142	(۷۵) شیخ محمود سعید چشتی جالندھری قدس سرہٗ
142	(۷۶) شیخ خیر الدین المشہور خیر شاہ چشتی لاہوری قدس سرہٗ
143	(۷۷) حافظ موی چشتی مانک پوری قدس سرہٗ
143	(۷۸) خواجہ محمد سلیمان چشتی قدس سرہٗ
145	(۷۹) مولوی امانت علی چشتی صابری قدس سرہٗ
146	(۸۰) شیخ حاجی رمضان لاہوری چشتی قدس سرہٗ
146	(۸۱) شیخ فیض بخش لاہوری صابری چشتی قدس سرہٗ
	تیسرا چمن
149	تذکرہ مشائخ خاندانِ نقشبندیہ قدس اللہ سرہم العزیز
149	(۸۲) خواجہ محمد باقی المشہور باقی باللہ نقشبندی دہلوی قدس سرہٗ
151	(۸۳) شیخ احمد مجدد الف ثانی فاروقی کابلی سرہندی قدس سرہٗ
154	(۸۴) حضرت خواجہ خاوند محمود لاہوری المشہور بحضرت ایشاں نقشبندی قدس سرہٗ
157	(۸۵) شیخ محمد سعید نقشبندی مجددی قدس سرہٗ

Marfat.com

عنوانات	صفحہ
(۸۶) شیخ محمد معصوم نقشبندی مجددی سرہندی قدس سرہٗ	158
(۸۷) خواجہ معین الدین خلف خواجہ خاوند محمود نقشبندی لاہوری قدس سرہٗ	159
(۸۸) شیخ سیف الدین بن شیخ محمد معصوم بن شیخ احمد مجدد الف ثانی سرہندی قدس سرہم	161
(۸۹) شیخ سعدی بلخاری مجددی لاہوری قدس سرہٗ	162
(۹۰) سیّد نور محمد بدایونی قدس سرہٗ	164
(۹۱) شیخ عبدالاحد بن شیخ محمد سعید بن شیخ احمد مجدد قدس سرہٗ	165
(۹۲) شیخ محمد عابد نقشبندی مجددی قدس سرہٗ	166
(۹۳) شاہ شمس الدین حبیب اللہ المخاطب بہ مرزا جاں قدس سرہٗ	167
(۹۴) شاہ عبداللہ المخاطب بسیّد غلام علی شاہ نقشبندی مجددی دہلوی قدس سرہٗ	169
(۹۵) شاہ ابوسعید مجددی دہلوی قدس سرہٗ	171
(۹۶) شاہ رؤف احمد نقشبندی مجددی قدس سرہٗ	173
(۹۷) حضرت غلام محی الدین قصوری مجددی قدس سرہٗ	175
(۹۸) شاہ احمد سعید مجددی قدس سرہٗ	179
(۹۹) سیّد امام علی شاہ سامری الحسنی الحسینی نقشبندی مجددی قدس سرہٗ	180
(۱۰۰) شیخ محمود شاہ نقشبندی مجددی لاہوری قدس سرہٗ	183
چوتھا چمن	
خاندانِ سہروردیہ کے مشائخ کے تذکرہ وغیرہ میں	184
(۱۰۱) شیخ الشیوخ بہاء الدین زکریا قریشی ملتانی قدس سرہٗ	184
(۱۰۲) شیخ صدرالدین عارف خلف شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی قدس سرہٗ	187
(۱۰۳) سید جلال الدین شیر شاہ المخاطب بمیر سرخ بخاری اوچی قدس سرہٗ	188

Marfat.com

عنوانات	صفحہ
(۱۰۴) شیخ احمد معشوق الٰہی قدس سرہٗ	190
(۱۰۵) شیخ رکن الدین ابوالفتح بن شیخ صدرالدین بن شیخ......	191
بہاء الدین زکریا ملتانی قدس سرہٗ	191
(۱۰۶) شیخ حمیدالدین ابوالحاکم قریشی ہکاری سہروردی قدس سرہٗ	194
(۱۰۷) سیّد جلال الدین بخاری الملقب بخدوم جہانیاں جہاں گرد بن سیّد احمد کبیر بن سیّد جلال الدین شیر شاہ میر سرخ بخاری اوچی قدس سرہٗ	195
(۱۰۸) سیّد صدرالدین المعروف بشیخ راجن قتال بن سیّد احمد کبیر بخاری اوچی قدس سرہٗ	197
(۱۰۹) سیّد ناصرالدین بن مخدوم جہانیاں جلال الدین بخاری اوچی قدس سرہٗ	200
(۱۱۰) شیخ عبدالجلیل المعروف بقطب العالم چوہڑ بندگی قریشی حارثی ہکاری لاہوری قدس سرہٗ	200
(۱۱۱) سیّد عثمان المشہور شاہ جھولہ بخاری لاہوری قدس سرہٗ	202
(۱۱۲) شیخ علم الدین چونی وال قدس سرہٗ	202
(۱۱۳) شیخ موسیٰ آہنگر لاہوری قدس سرہٗ	203
(۱۱۴) شیخ سیّد حاجی عبدالوہاب بخاری دہلوی قدس سرہٗ	205
(۱۱۵) سیّد جمال الدین سہروردی دہلوی قدس سرہٗ	206
(۱۱۶) مخدوم شیخ حمزہ کشمیری قدس سرہٗ	206
(۱۱۷) بابا داؤد خاکی کشمیری سہروردی قدس سرہٗ	207
(۱۱۸) سیّد جھولن شاہ المشہور گھوڑے شاہ لاہوری قدس سرہٗ	208
(۱۱۹) شیخ حسن کنجد اگر المشہور حسو تیلی لاہوری قدس سرہٗ	209
(۱۲۰) میراں محمد شاہ المشہور سیّد موج دریا بخاری لاہوری قدس سرہٗ	210

Marfat.com

عنوانات | صفحہ

(۱۲۱) سیّد سلطان جلال الدین حیدر بن صفی الدین بخاری قدس سرہٗ 212
(۱۲۲) بابا نصیب الدین سہروردی کشمیری قدس سرہٗ 212
(۱۲۳) حضرت شاہ جمال سہروردی لاہوری قدس سرہٗ 215
(۱۲۴) شاہ دولا دریائی گجراتی قدس سرہٗ 216
(۱۲۵) شیخ جان محمد سہروردی لاہوری قدس سرہٗ 216
(۱۲۶) شیخ محمد اسماعیل لاہوری المشہور میاں کلاں قدس سرہٗ 217
(۱۲۷) شیخ جان محمد ثانی لاہوری سہروردی قدس سرہٗ 219
(۱۲۸) شیخ کرم شاہ قریشی حارثی ہکاری قدس سرہٗ 221

پانچواں چمن

مشائخ متفرقات خاندانوں کے تذکرے میں 223
(۱۲۹) شیخ محمد اسماعیل محدث و مفسّر لاہوری قدس سرہٗ 223
(۱۳۰) شیخ ایاز لاہوری قدس سرہٗ 225
(۱۳۱) شیخ علی مخدوم جلابی غزنوی ہجویریؒ المخاطب بہ داتا گنج بخش قدس سرہٗ 226
(۱۳۲) سید احمد المشہور بہ سخی سرور قدس سرہٗ 230
(۱۳۳) سید حسین زنجانی لاہوری قدس سرہٗ 231
(۱۳۴) سید احمد توختہ ترمذی لاہوری قدس سرہٗ 233
(۱۳۵) سید یعقوب المخاطب صدر دیوان زنجانی لاہوری قدس سرہٗ 234
(۱۳۶) سید شیخ عزیز الدین مکی لاہوری قدس سرہٗ 235
(۱۳۷) سیّد مٹھہ لاہوری قدس سرہٗ 236
(۱۳۸) موید الدین بلبل شاہ کشمیری قدس سرہٗ 236

Marfat.com

عنوانات	صفحہ
(۱۳۹) شیخ سیّد ابواسحاق گازرونی المشہور میراں بادشاہ لاہوری قدس سرہٗ	238
(۱۴۰) شیخ نورالدین ولی کشمیری قدس سرہٗ	239
(۱۴۱) شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ	241
(۱۴۲) شیخ عبدالحکیم سیالکوٹی قدس سرہٗ	243
(۱۴۳) حکیم سرمد دہلوی مقتول قدس سرہٗ	245
(۱۴۴) سید ابوتراب المعروف بشاہ گدا حسینی شطاری لاہوری قدس سرہٗ	245
(۱۴۵) خواجہ ایوب قریشی لاہوری قدس سرہٗ	246
(۱۴۶) شیخ فتح شاہ شطاری لاہوری قدس سرہٗ	248
(۱۴۷) شیخ حاجی محمد سعید لاہوری قدس سرہٗ	249
(۱۴۸) شیخ میر محمد یعقوب لاہوری قدس سرہٗ	253
(۱۴۹) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہٗ	254
(۱۵۰) خواجہ حافظ عبدالخالق اویسی قدس سرہٗ	255
(۱۵۱) شیخ محکم الدین صاحب الیر اویسی بن حافظ محمد عارف قدس سرہٗ	257
(۱۵۲) سید عبدالکریم المشہور بہ پیر بھاون شاہ بن شاہ بلاق لاہوری قدس سرہٗ	259
(۱۵۳) مولوی غلام فرید لاہوری قدس سرہٗ	259
(۱۵۴) مفتی رحیم اللہ بن مفتی رحمت اللہ قریشی قدس سرہٗ	260
(۱۵۵) شیخ نور احمد المشہور نور حسین قادری قدس سرہٗ	260
(۱۵۶) مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی قدس سرہٗ	261
(۱۵۷) سلطان بالا دین اویسی قدس سرہٗ	262
(۱۵۸) مولانا عبدالقادر بن ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہٗ	263

Marfat.com

عنوانات	صفحہ
(۱۵۹) میراں سیّد غلام محی الدین قدس سرہٗ	263
(۱۶۰) مولوی غلام رسول فاضل لاہوری قدس سرہٗ	265
(۱۶۱) شیخ لدھے شاہ موئنہ ساز لاہوری قدس سرہٗ	266
(۱۶۲) مولانا محمد اسحاق دہلوی قدس سرہٗ	266
(۱۶۳) سیّد منور علی شاہ نقشبندی سہروردی لاہوری قدس سرہٗ	267
(۱۶۴) مولانا جان محمد فاضل لاہوری قدس سرہٗ	267
(۱۶۵) مولوی غلام اللہ فاضل لاہوری قدس سرہٗ	268
(۱۶۶) مفتی غلام محمد بن مفتی رحیم اللہ قریشی لاہوری قدس سرہٗ	269
(۱۶۷) شیخ احمد شاہ کشمیری تازہ بلی قدس سرہٗ	270
(۱۶۸) میراں سیّد غلام المشہور شاہ صاحب قدس سرہٗ	271
(۱۶۹) سیّد غلام غوث قدس سرہٗ	272
(۱۷۰) سائیں قطب شاہ لاہوری قدس سرہٗ	273
چھٹا چمن	
مجانین ومجاذیب کے ذکر میں	274
(۱۷۱) میاں سرنگا مجذوب ہانسوی قدس سرہٗ	274
(۱۷۲) سوبھن مجذوب اجودھنی پاک پٹنی قدس سرہٗ	274
(۱۷۳) شیخ الہ دین مجذوب نارنولی قدس سرہٗ	275
(۱۷۴) میاں معروف مجذوب دہلوی قدس سرہٗ	275
(۱۷۵) شیخ حسن بودلہ مجذوب قدس سرہٗ	276
(۱۷۶) شاہ ابوالغیث بخاری مجذوب قدس سرہٗ	276

Marfat.com

عنوانات	صفحہ
(۱۷۷) میاں مونگر مجذوب لاہوری قدس سرہٗ	277
(۱۷۸) جیتی شاہ مجذوب کشمیری قدس سرہٗ	277
(۱۷۹) شاہ بدیع الدین مجذوب کشمیری المشہور بہ بادی شاہ قدس سرہٗ	278
(۱۸۰) خواجہ داؤد مجذوب کشمیری قدس سرہٗ	278
(۱۸۱) شیخ مٹھا مجذوب نوشاہی قدس سرہٗ	279
(۱۸۲) سید شاہ عبداللہ مجذوب نوشاہی قدس سرہٗ	279
(۱۸۳) نانو مجذوب نوشاہی قدس سرہٗ	280
(۱۸۴) حافظ طاہر مجذوب نوشاہی قدس سرہٗ	281
(۱۸۵) معصوم شاہ مجذوب لاہوری قدس سرہٗ	282
(۱۸۶) مستقیم شاہ لاہوری فیض پوری مجذوب قدس سرہٗ	283
(۱۸۷) فقیر تاجے شاہ مجذوب لاہوری قدس سرہٗ	283
(۱۸۸) نظام شاہ لاہوری مجذوب قدس سرہٗ	284
(۱۸۹) مستان شاہ لاہوری مجذوب قدس سرہٗ	285
(۱۹۰) جھلے شاہ مجذوب لاہوری قدس سرہٗ	286
ساتواں چمن	
عورات' صالحات کے ذکر میں	287
جو پنجاب میں گزر چکی ہیں	287
(۱۹۱) بی بی حاج' بی بی تاج' بی بی نور' بی بی حور' بی بی گوہر' بی بی شہباز	287
(۱۹۲) بی بی سارہ قدس سرہا	289
(۱۹۳) بی بی فاطمہ سام دہلوی قدس سرہا	290

Marfat.com

عنوانات	صفحہ
(۱۹۴)بی بی قرسم خاتون والدہ فریدالدین گنج شکر قدس سرہا	291
(۱۹۵)بی بی زلیخا قدس سرہا	292
(۱۹۶)بی بی اولیاء قدس سرہا	292
(۱۹۷)بی بی راستی قدس سرہا	293
(۱۹۸)عارفہ کاملہ بی بی اللہ کشمیری قدس سرہا	293
(۱۹۹)بی بی فاطمہ سیّدہ المشہور بی بی بڑی قدس سرہا	294
(۲۰۰)بی بی جمال خاتون قدس سرہا	295
(۲۰۱)مائی بھاگی لاہوری قدس سرہا	296
زیارات عالیات موجودہ شہر لاہور	298
تفصیل زیارات موجودہ قلعۂ لاہور	301
تفصیل زیارات حصہ دوم جو فقیر صاحبوں کے خاندان میں موجود ہیں	303
حالات بزرگان پنجاب جن کی وفات کا	305
سن و تاریخ بپایہ ثبوت نہیں پہنچا	305
(۲۰۵)حضرت سید صوف لاہوری قدس سرہٗ	305
(۲۰۶)سید سربلند قدس سرہٗ	305
(۲۰۷)حضرت پیر ذکی قدس سرہٗ	306
(۲۰۸)حضرت پیر بلخی قدس سرہٗ	306
(۲۰۹)پیر سراج الدین المشہور پیر سراجی قدس سرہٗ	307
(۲۱۰)پیر بھولا لاہوری قدس سرہٗ	307
(۲۱۱)مزار شہید گنج واقعہ محلہ سادھواں	308

عنوانات	صفحہ
(۲۱۲) دان شہید قدس سرہٗ	308
(۲۱۳) حضرت سلطان باہو قدس سرہٗ	308
(۲۱۴) پیر سیّد کمال المشہور پیر جہانیاں قدس سرہٗ	310
(۲۱۵) شیخ فتح شاہ امرت سری قدس سرہٗ	310
(۲۱۶) شیر شاہ قادری ملتانی قدس سرہٗ	310
(۲۱۷) پیر محمد شیرازی چشتی قدس سرہٗ	311
(۲۱۸) پیر ہادی رہنما قدس سرہٗ	311
(۲۱۹) شرف شاہ لاہوری قدس سرہٗ	311
(۲۲۰) حضرت شاہ درگاہی قادری قدس سرہٗ	312
(۲۲۱) شاہ ضیاء الدین شروانی قدس سرہٗ	312
(۲۲۲) مخدوم شاہ عالم صدر جہاں قدس سرہٗ	313
(۲۲۳) سید مخدوم میر جہاں صدر جہاں قدس سرہٗ	313
(۲۲۴) ایوب صابر میراں خلف سیّد مبارک حقانی گیلانی قدس سرہٗ	313
(۲۲۵) شاہ عبد الرزاق مکی قدس سرہٗ	314
(۲۲۶) پیر زھدی لاہوری قدس سرہٗ	314
(۲۲۷) پیر غازی المشہور بہ پیر از غیب قدس سرہٗ	315
(۲۲۸) حضرت پیر برہان قدس سرہٗ	315
(۲۲۹) حضرت شاہ رحمۃ اللہ قریشی قدس سرہٗ	315
(۲۳۰) مکان مزار حاجی جمعیت مرحوم و مزار قدم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	316
(۲۳۱) فضل شاہ مجذوب نوشاہی قدس سرہٗ	317

Marfat.com

عنوانات	صفحہ

(۲۳۲) حضرت شاہ کنٹھہ نوشاہی قدس سرہٗ 317
(۲۳۳) شیخ موسیٰ کھوکھر قدس سرہٗ 318
(۲۳۴) شیخ محترم قدس سرہٗ 318
(۲۳۵) حضرت شاہ فرید نوشاہی قدس سرہٗ 318
(۲۳۶) سید عبدالقادر لاہوری قدس سرہٗ 319
(۲۳۷) مزارات احاطہ تکیہ انبلی والا موجودہ شہر لاہور 320
(۲۳۸) مزار چراغ شاہ قدس سرہٗ 320
(۲۳۹) مزار مرگ نینی قدس سرہٗ 321
(۲۴۰) گنبد مقبرہ حافظ غلام محمد المشہور رامام گاموں بن محمد صدیق قدس سرہٗ 321
(۲۴۱) حضرت پیر ڈھل مجذوب قدس سرہٗ 321
(۲۴۲) حضرت شاہ گردیز ملتانی قدس سرہٗ 321
(۲۴۳) مفتی شیخ محمد مکرم قریشی قدس سرہٗ 322
(۲۴۴) شیخ علی رنگ ریز قدس سرہٗ 323
(۲۴۵) شیخ حامد قاری سہروردی قدس سرہٗ 324
(۲۴۶) شیخ گھلن شاہ سرمست قادری قدس سرہٗ 325
(۲۴۷) حضرت شاہ حسن ولی کامل قدس سرہٗ 325
خاتمہ تالیف کتاب منجانب مؤلف 326
از رائے کنھیا لال صاحب بہادر تخلص ہندی 327
از مفتی غلام حیدر صاحب لاہوری خلف مؤلف 328
از ڈاکٹر سیّد شاہ صاحب الفت لاہوری 328

Marfat.com

عنوانات	صفحہ
از مفتی غلام صفدر صاحب لاہوری خلف مؤلف	328
از مفتی چراغ دین صاحب روشن لاہوری	328
از غلام اکبر صاحب لاہوری	329
از چراغ دین صاحب لائق لاہوری	329
خاتمۃ الطبع	329
ضمیمۂ اول	331
مزاراتِ لاہور کا موجودہ محل وقوع	331
ضمیمۂ ثانی	337
ضمیمۂ ثالث	341
ضمیمۂ رابع: تعلیقاتِ جدیدہ	343
ماخذ مقدمہ وحواشی	355
عکسیات	373

☆☆☆☆☆

نقش ثالث

۱۹۷۴ء کے آغاز کی بات ہے، میں نیا نیا لکچرر منتخب ہوا تھا، مخدومی حکیم محمد موسیٰ امرتسری مرحوم کے مطب (۵۵۔ ریلوے روڈ، لاہور) پر جانا آنا لگا رہتا تھا، حکیم صاحب نے ایک روز کہا کہ مفتی غلام سرور لاہوری کی ایک چھوٹی سی کتاب ہے حدیقۃ الاولیاء اگر تم یہ کتاب حواشی کے ساتھ مرتب کر دو تو خوب ہو گا لیکن ہم تمہیں ایک ماہ سے زیادہ کا وقت نہیں دے سکتے، دورانیہ کم ہونے کے باعث میں نے دبے لفظوں میں ہامی بھری تو دوبارہ دریافت کیا کہ کیا بات ہے؟ میں نے کہا کہ قدرے زیادہ مہلت درکار ہے، فرمایا: نہیں نہیں! سارے مآخذ تو تیرے پاس ہیں، بس بیٹھ جاؤ اور کام کر ڈالو، چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا اور بہت جلد اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ کام ہو گیا۔ ادارہ المعارف، لاہور کے مالک حاجی ارشد قریشی مرحوم نے اس کی کتابت کروائی اور میں نے بھی جلد ہی پڑھ کر فارغ کر دی۔

۲۰۰۰ء کو حاجی صاحب مرحوم نے کہا کہ اب ہم اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن طبع کروانا چاہتے ہیں، تم نظر ثانی کرو گے؟ تو میں نے دیگر علمی مصروفیات کا عذر کیا لیکن ایک مزید ضمیمہ لکھ کر دینے کا وعدہ کیا، چنانچہ یہ ضمیمہ رابع کے طور پر اس کے طبع دوم میں شامل ہے، علمی تحقیقات میں مصروفیت کا اب تک یہی حال ہے جو ۲۶ سال قبل اس کی دوسری طباعت کے دوران تھا، اب تو اس کتاب کو شائع ہوئے چالیس برس سے زیادہ گزر چکے ہیں، اب بھی اس میں ترمیم و اضافہ کی کوئی عملی صورت نظر نہیں آئی، تو اسے بعینہٖ مطبع کے حوالہ کیا جا رہا ہے، پروف خوانی کے دوران

Marfat.com

چند ضروری ترامیم کر دی گئی ہیں، جناب عارف رحمٰن چغتائی نے اپنی انگریزی کتاب Legacy of Nawab Wazeer Khan میں کتاب حدیقۃ الاولیاء میں شامل دستاویزات کے عکسیات بغیر حوالہ کے شائع کر دیئے ہیں، ہم اس علمی سرقہ پر چغتائی صاحب سے نالاں ہیں۔

کتاب کے ناشر میرے عزیز دوست چودھری غلام رسول صاحب (مالک پروگریسو بکس، لاہور) میرے شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے اسے اپنے اشاعتی پروگرام کا حصہ بنا کر اہل علم کے لیے ایک قدیم اور کمیاب کتاب کو جدید طریقہ پر کمپوز کروا کر شائع کیا۔

مخلص:
محمد اقبال مجددی
۱۲/ دسمبر ۲۰۱۵ء
۲۸ صفر ۱۴۳۷ھ
(یوم وصال امام ربانی مجدد الف ثانی)

دار المؤرخین
۱۹۶۔بی، سبزہ زار، لاہور

☆☆☆☆☆

Marfat.com

پیش لفظ
(طبع دوم)

۱۹۷۴ء کے اوائل کی بات ہے کہ مرتب کتاب ہذا پنجاب یونیورسٹی لاہور کے شعبہ تاریخ میں متعلم تھا، ایم اے کا مقالہ لکھتے ہوئے خیال آیا کہ مفتی غلام سرور لاہوری کی مختصر سی کتاب ''حدیقۃ الاولیاء'' کو حواشی کے ساتھ مرتب کر دینا چاہیے، مفتی صاحب سے میں اپنے آغازِ مطالعہ سے ہی واقف تھا، ابھی ساتویں جماعت کا طالب علم تھا کہ مفتی صاحب کا مؤلفہ مشہور تذکرہ ''خزینۃ الاصفیاء'' خریدا اور اس کے مندرجات کی ایک فہرست مرتب کی، اسی انسیت کے تحت میں نے ایم اے کے دوران ہی ''حدیقۃ الاولیاء'' مرتب کر ڈالی جو لیکچرر لگنے کے بعد ۱۹۷۶ء کو پہلی مرتبہ طبع ہوئی اور بہت جلد اس کی جلدیں ختم ہو گئیں، اب اس کی اشاعت ثانی کا تقاضا شروع ہوا میں اسے تجدید نظر کے بغیر شائع نہیں کروانا چاہتا تھا لیکن نظر ثانی کے لیے جس وقت کی ضرورت تھی وہ عرصہ دراز سے میرے پاس نہیں تھا کیوں کہ میں علمی تحقیقات کی دنیا میں ایسا گم ہوا کہ آج ۲۳ سال کے بعد اس کو ہاتھ لگایا تو اس پر صرف ایک ضمیمہ کے سوا کوئی اضافہ نہ کر سکا۔

ان ۲۳ برسوں میں اللہ کے فضل و کرم سے علمی تحقیقات کی غرض سے طویل

Marfat.com

سفر کئے ان میں مصر' ایران' افغانستان' ہندوستان اور انگلستان و جرمنی کے اسفار نے احقر کی کایا ہی پلٹ دی' اس دوران بعض ضخیم و جسیم متن بھی مرتب کئے ان میں حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید کے سلسلہ کی کتابیں مقاماتِ مظہری' معمولاتِ مظہریہ' بشاراتِ مظہریہ اور کمالاتِ مظہریہ کی تصحیح و تعلیق کے علاوہ حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی (ف ۱۰۷۹ھ) کے ملفوظات حسنات الحرمین اور حضرت خواجہ کے احوال و مناقب پر ایک مخطوطہ مقاماتِ معصومی بھی ایڈٹ کیا جس پر ایک جلد تعلیقات کی اور دوسری جلد اس پر مقدمہ کے طور پر جداگانہ لکھی جو گویا سترھویں صدی عیسوی کے پاکستان و ہند کی معاشرتی و نظریاتی تاریخ کا مرقع بن گئی' انہی ایام میں آکسفورڈ یونیورسٹی' انگلینڈ کے تحقیقی منصوبے Socio-Cultural and Intellectual Atlas of the Muslims of South Asia کے لیے پاکستان و ہند کے علماء و صوفیہ کی تصانیف' ملفوظات' مکتوبات اور تذکروں پر کام کر کے اپنے وطن پاکستان کی نمائندگی کا شرف حاصل کیا' اسی دوران تقریباً ایک ہزار مقالات پاکستان اور دنیا کے موقع جرائد اور داشنامہ شبہ قارہ' تہران' ایران کے لیے لکھے جو ان میں شامل ہیں گویا ''حدیقۃ الاولیاء'' کی اشاعت و تجدید کے عمل میں اس غیر معمولی تاخیر کے اسباب خالصتاً علمی و ملی نوعیت کے تھے۔

کتاب ''حدیقۃ الاولیاء'' مصنفہ مفتی غلام سرور لاہوریؒ مطبوعہ لکھنؤ (۱۹۰۶ء) کے جدید محشی ایڈیشن مطبوعہ لاہور (۱۹۷۶ء) کا یہ نقش ثانی بااضافہ حواشی و تعلیقات

Marfat.com

جدیدہ تصوف فاؤنڈیشن لاہور اپنے روایتی اہتمام سے شائع کر رہا ہے' اہل تصوف اور اہل علم اس روحانی اور علمی کاوش کو یقیناً پسند کریں گے' اللہ تعالیٰ قبول فرمائے' آمین!

محمد اقبال مجددی

۶ نومبر ۱۹۹۹ء لاہور

☆☆☆☆☆

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پاک و ہند کے بیشتر مورخین ایرانی نظریۂ تاریخ سے متاثر تھے' یہی وجہ ہے کہ اس دور کی تاریخوں میں صرف بادشاہوں کے حالات اور جنگی مہمات کی تفصیل ملتی ہے' عوام کی زندگی اور ان کے مسائل کی کہیں کوئی جھلک بھی دکھائی نہیں دیتی' مشائخ کے تذکرے' مکتوبات اور ملفوظات ہمارے تاریخی مآخذ کی اس تکلیف دِہ کمی کو ایک حد تک پورا کر دیتے ہیں' ان سے نہ صرف صوفیہ کی زندگی اور ان کے افکار و نظریات ہی پر روشنی پڑتی ہے بلکہ اس دور کی ذہنی فضاء' معاشی حالات' ادبی تحریکات اور سماجی رجحانات کا اندازہ بھی ہوتا ہے۔ ان مآخذ میں عوام کے دلی جذبات' اُن کی پوشیدہ آرزوئیں' کش مکش حیات میں ان کی ہار جیت' ان کی مایوسیاں' اور پریشانیاں سب ہی محفوظ ہوگئی ہیں' روزمرہ کی زندگی کے چھوٹے سے چھوٹے اور بڑے سے بڑے مسئلے کے متعلق ان مشائخ سے رجوع کیا جاتا تھا گویا ملفوظات میں جگہ جگہ اس نوعیت کے واقعات ملتے ہیں۔ جن سے اس دور کی بڑی دلچسپ تصویر ہمارے سامنے آجاتی ہے۔

تصوف کے اس لٹریچر کو غور سے پڑھا جائے تو اندازہ ہوتا ہے کہ پاک و ہند میں تصوف کی تحریک کن حالات میں کن دائروں میں رہ کر آگے بڑھی اور اس نے کیا کیا نتائج پیدا کیے۔

بادشاہوں' شہزادوں اور امراء کی زندگی کے بعض گوشوں سے متعلق بھی اس لٹریچر میں دلچسپ معلومات ملتی ہیں' ان کے مشائخ وعلماء سے روابط اور ان تعلقات کی نوعیت بھی معلوم ہو جاتی ہے جو سلاطین و مشائخ کے مابین تھے۔ دوسرے الفاظ

Marfat.com

میں سلاطین کے مذہبی رجحانات کا اندازہ صرف اسی لٹریچر سے ہی لگایا جا سکتا ہے۔

مختلف زبانوں کی نشو ونما میں جو کردار صوفیۂ کرام نے ادا کیا ہے' وہ شعراء سے کسی طرح بھی کم نہیں۔ جس کی تفصیل اس تصوف کے لٹریچر سے ملے گی' صوفیۂ کرام نے عوامی زبانوں سے واقفیت پر خاص زور دیا ہے' اس کے بغیر ان کی تحریک عوام تک پہنچ ہی نہیں سکتی تھی۔

صوفیہ نے سماج کے صحت مند عناصر کو اُبھارنے اور اخلاقی قدروں کی فضیلت دل نشیں کرانے کے سلسلہ میں جو جدوجہد کی' احترامِ انسانیت کی تلقین' مساوات و اخوت کی تعلیم' ترویجِ علم کی فکر' خدمتِ خلق کے لیے بے چینی کی تفصیل ملفوظات کے ہر صفحے پر ملتی ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ کسی ملک (خصوصاً پاکستان و ہند) کی کوئی سماجی تاریخ اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتی جب تک صوفیہ کے تذکرے اور ملفوظات سے پورے طور پر استفادہ نہ کیا جائے۔[1]

ملفوظات اور تذکروں کی اہمیت میں اس وقت اَور بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔ جب ایک خطّہ کی تاریخ کے مآخذ کا فقدان ہو یا تاریخی تسلسل میں خلا ہو اس اعتبار سے پنجاب سب سے محروم القسمت خطہ ہے یہاں کی اب تک کوئی باقاعدہ اور تحقیقی تاریخ نہیں لکھی گئی۔

پنجاب کی تاریخ پر جتنے لوگوں نے بھی لکھا ہے فقط رسمی ابواب کے تحت چند باتیں بنا کر ٹال دیا گیا ہے' صوفیہ کے تذکروں کو اہمیت دینا یا انہیں بنیادی مآخذ کی

---

[1] خلیق احمد نظامی: ''ملفوظات کی تاریخی اہمیت'' مشمولہ نذرِ عرشی ۴۳۵-۴۴۷۔ یہ تمام تر معلومات (بہ تغیر قلیل) اس گراں بہا مقالہ سے ملخصاً ماخوذ ہیں۔

حیثیت سے استعمال کرنا تو درکنار انہیں چھو کر بھی نہیں دیکھا گیا۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ پنجاب کی سیاسی' ثقافتی اور روحانی تاریخ میں جو خلا پائے جاتے ہیں انہیں پُر کرنے کی حتی المقدور کوشش کی جائے' اس سلسلہ میں آغاز سے لے کر آج تک پنجاب کے صوفیہ کرام کے تذکرے' ملفوظات اور مکتوبات کی ایک فہرست ''پنجاب کی تاریخِ تصوف کے مآخذ'' کے عنوان سے ہم نے مرتب کی ہے جو عنقریب کتابی صورت میں شائع کر دی جائے گی جو حدیقۃ الاولیاء ۱۲۹۲ھ/ ۱۸۷۸ء کو سمجھنے اور مزید کام کرنے والوں کے لیے مددگار ثابت ہوگی۔

پنجاب کے صوفیہ کے حالات ومقامات' ان کی تبلیغِ دین کے سلسلہ میں مساعی جمیلہ کی تفصیلات کا حامل کوئی جامع تذکرہ اب تک ہماری نظر سے نہیں گزرا' اس سلسلہ میں پنجاب کے ایک اہم فرد حضرت مفتی غلام سرور لاہوری (مصنف کتاب ہذا) نے صوفیہ کرام کے عمومی تذکرے لکھے۔ جن میں پنجاب کو بھی نمائندگی دی یہ حقیقت ہے کہ اس فردِ فرید کی تصانیف نہ ہوتیں تو آج ہمیں پنجاب میں کوئی عالم وعارف نظر ہی نہ آتا۔

ذیل میں ہم اسی مردِ بزرگ مفتی غلام سرور لاہوری کے آباؤاجداد اور تصانیف کا مختصر خاکہ پیش کر رہے ہیں۔

مؤلف

مؤلف کا شجرۂ نسب حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ کے ساتھ اس طرح ملتا ہے:
مفتی غلام سرور بن مفتی غلام محمد بن مفتی رحمت اللہ بن مفتی حافظ محمد نقی[1] بن

---

[1] مفتی محمود عالم مرحوم نے خواجہ محمد ایوب لاہوری (مصنف شرح مثنوی) کو مفتی محمد نقی کا فرزند لکھا ہے اور انہیں اپنے شجرۂ نسب میں شامل کر لیا جو درست نہیں۔ خود مفتی غلام سرور نے خواجہ ایوب کو مفتی محمد نقی کا شاگرد و داماد لکھا ہے (خزینہ ۲/ ۳۷۰) خود مفتی غلام سرور سے مفتی رحیم اللہ کے بعد مفتی محمد نقی کا نام رہ گیا ہے۔ (ایضاً)

مفتی محمد تقی بن مولانا کمال الدین خُرد بن مفتی عبد السمیع بن مولانا عتیق اللہ ابن مولانا برہان الدین بن مفتی محمد محمود بن شیخ الاسلام عبدالسلام بن شیخ عنایت اللہ بن مولانا کمال الدین بن شیخ مخدوم مشہور بہ میاں کلاں بن شیخ قطب الدین بن شیخ شہاب الدین انور بن شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی قدس اسرارہم۔[1]

خاندان

مفتی صاحب کے خانوادہ عالی کے سارے افراد اپنے زمانے کے باکمال اصحاب تھے۔ ان میں سے چند ایک کا مختصر ذکر کیا جاتا ہے۔

مفتی غلام محمد

یہ مؤلف کے والد تھے' مروّجہ علوم میں دخل تھا' عابد و زاہد' طبیب حاذق' مدرس اور معلّم تھے' ابتدائی تعلیم اپنے والد اور مولانا غلام رسول لاہوری سے حاصل کی تمام عمر درس و تدریس میں گزار کر ۹ ربیع الاوّل ۱۲۷۶ھ/ ۱۸۵۹ء میں انتقال کیا۔[2]

مفتی رحیم اللہ

اپنے والد مفتی رحمت اللہ کے خلیفہ و جانشین تھے' تمام عمر اپنی آبائی مسجد مفتیاں کوٹلی میں درس و تدریس میں گزاری' آپ کا دور سکھ گردی کی بدترین مثال تھا' آپ کا خاندان بھی دو دفعہ سکھوں کی غارت گری کا نشانہ بنا' کوٹلی مفتیاں کی حویلیاں سکھوں کے ہاتھوں مسمار ہوگئیں' مسجد ویران ہوگئی' برسوں کا جمع شدہ کتب خانہ بھی برباد ہوگیا۔ لیکن آپ کے پائے استقلال کو جنبش نہ آئی اور اس حال میں بھی یہیں مقیم رہے اور ہدایتِ خلقِ خدا میں مصروف نظر آتے تھے۔

---

1. غلام سرور' مفتی: حدیقۃ الاولیاء ۱۱۸۔۱۱۹
2. غلام سرور' مفتی: حدیقۃ الاولیاء ۱۱۸۔۱۲۰' خزینۃ الاصفیاء ۲/ ۳۹۲۔۳۹۶ محمود عالم: ذکر جمیل ۶۸۔۷۳

Marfat.com

۱۲۳۵ھ میں انتقال کیا۔[1]

مفتی رحمت اللہ

حافظ مفتی محمد نقی کے فرزند،[2] خلیفہ و جانشین تھے۔ تفسیر، حدیث، فقہ، منطق اور طب وغیرہ میں مہارت رکھتے تھے اپنی آبائی مسجد کوٹلی مفتیاں میں مدرس تھے۔ ۱۱۹۰ھ میں انتقال کیا۔ آپ کا زمانۂ حیات بہت ہی پُر آشوب تھا، پاک و ہند مرہٹہ گردی، سکھ ظلم و ستم اور احمد شاہ ابدالی کے حملوں کا شکار ہو کر رہ گیا تھا، ان حالات میں بھی آپ کے معمولات میں فرق نہ آیا۔[3]

حافظ محمد نقی

حافظ مفتی محمد تقی کے فرزند تھے۔ ۱۱۴۶ھ میں انتقال کیا، کامل دستگاہ رکھتے تھے۔[4]

مفتی محمود تقی

مفتی کمالؔ الدین خرد کے خلفِ اکبر تھے، لاہور کے جیّد علماء میں شمار ہوتا تھا، ۱۳۱۱ھ میں انتقال کیا۔[5]

شیخ الاسلام مفتی عبدالسلام لاہوری

خلف شیخ مفتی عنایت اللہ[6] تھے۔ والد نے انہیں حینِ حیات ۱۰۱۴ھ/۱۹۰۴ء

۱۔ محمود عالم: ذکر جمیل ۶۶

۲۔ مفتی محمود عالم مرحوم نے انہیں خواجہ ایوب قریشی کا فرزند لکھا ہے (ذکر جمیل ۵۹) جو خود مفتی غلام سرورؒ کی تحریات کی روشنی میں درست نہیں ہے۔

۳۔ محمود عالم: ذکر جمیل ۵۹۔۶۰

۴۔ ایضاً صفحہ ۵۴ ۵۔ ایضاً صفحہ ۵۳

۶۔ مفتی محمود عالم نے مفتی عبدالسلام کے والد کا نام قاضی مفتی محمد طاہر لکھا ہے جو درست نہیں، خود مفتی غلام سرور نے ان کے والد کا نام شیخ مفتی عنایت اللہ تحریر کیا ہے (حدیقۃ الاولیاء)

میں اپنا جانشین مقرر کر کے آبائی مسجد مفتیاں کی امامت وخطابت وتولیت اور فتویٰ نویسی کے فرائض آپ کو تفویض کیے ۱۰۳۱ھ/ ۱۹۲۱ء میں انتقال کیا۔[۱]

مخدوم مفتی شیخ محمد قریشی معروف بہ میاں کلاںؒ

اس خاندان مفتیاں میں سے یہ پہلے بزرگ ہیں جو ملتان سے لاہور آ کر آباد ہوئے۔[۲] سلطان بہلول لودھی نے آپ کو ملتان سے عہدہ افتا پر مامور کر کے لاہور بھیجا تھا اور علاقہ ہیبت پور (موجودہ پٹی قبل تقسیمِ ہند ضلع لاہور' حال ضلع امرتسر' بطور مدد معاش دیا تھا' آپ لاہور آ کر محلہ علاول خاں لوہانی (حال گذر حویلی میاں خاں اندرون موچی دروازہ' لاہور) میں اقامت گزیں ہوئے۔ اپنی سکونت کے لیے ایک حویلی تعمیر کی اور ایک محلہ آباد کیا جو کوٹلی مفتیاں کے نام سے مشہور رہا۔ آپ نے ۸۹۱ھ میں انتقال کیا۔[۳]

مفتی غلام سرورؒ

حدیقۃ الاولیاء کے مؤلف مولانا حکیم مفتی غلام سرورؒ لاہوری مفتی غلام محمد کے فرزند سوم تھے ۱۲۴۴ھ/ ۱۸۳۷ء میں اپنے آبائی محلہ کوٹلی مفتیاں لاہور میں پیدا ہوئے' ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی' طب بھی انہیں سے پڑھی' سلسلہ سہروردیہ میں انہیں سے بیعت تھے پھر مولانا غلام اللہ لاہوری کے حلقۂ درس میں شامل ہو کر علوم تفسیر وحدیث' فقہ' ادب' صرف ونحو' معانی ومنطق اور تاریخ کی تکمیل کی اور اپنے زمانے کے بے مثل عالم' ادیب' شاعر' بے نظیر تاریخ گو' مورخ' شہرۂ آفاق تذکرہ نویس کہلائے۔

۱۔ محمود عالم: ذکر جمیل (۳۲'۱۷) مفتی عبد السلام بن عنایت اللہ کے معاصر مفتی عبد السلام بن عبد العزیز لاہوری (مصنف نافع المسلمین) ف ۱۰۳۷ھ/ ۱۶۲۸ء بھی اپنے وقت کے نامور عالم تھے (اظہر' ظہور احمد: مفتی عبد السلام لاہوری' مقالہ مشمولہ المعارف' مئی ۱۹۷۰ء)

۲۔ غلام سرور: حدیقۃ الاولیاء ۱۱۹ ۳۔ محمود عالم: ذکر جمیل ۲۹۔۳۰

Marfat.com

تمام عمر تصنیف و تالیف میں گزار دی' زندگی کا ابتدائی حصہ ملازمت میں بھی گزارا' پہلے سردار بھگوان سنگھ رئیس[1] لاہور و جاگیر دار فتح گڑھ چونیاں کی جائیداد کے مہتمم رہے پھر رائے بہادر کنھیا لال[2] ایگزیکٹو انجینئر لاہور ڈویژن نے جو آپ کے تلامذہ میں تھا اپنے محکمہ میں ایک مشاہرہ پر ملازمت دلا دی تھی مگر آپ نے تھوڑے ہی عرصے بعد یہ ملازمت بھی چھوڑ دی درحقیقت آپ ایسی طبیعت لے کر آئے تھے جو تصنیف و تالیف اور شعر و ادب ہی کے لیے موزوں تھی۔

جون ۱۸۹۰ء میں آپ اپنے برادر زادہ مفتی جلال الدین بن مفتی سید محمد کی معیت میں حج کے لیے روانہ ہوئے۔ بیس ذی الحجہ کو آپ مدینہ منورہ روانہ ہوئے۔ تیسری منزل پر پہنچ کر مسافروں میں اچانک وبائے ہیضہ پھوٹ پڑی اور پانچویں منزل میں آپ بھی اس مرض میں مبتلا ہو گئے اور ساتویں منزل کے قریب پہنچ کر جمعرات کے روز چوبیس ذوالحجہ ۱۳۰۷ھ' ۱۴/ اگست ۱۸۹۰ء کو وفات پائی۔ منزل بیر بالا حسانی (مضافات جنگِ بدر) میں دفن کیے گئے۔[3]

مولانا غلام دستگیر قصوریؒ نے جو رفیقِ سفر تھے' نمازِ جنازہ پڑھائی۔

---

1. لاہور میں آنریری مجسٹریٹ تھا۔ اس کا والد راجہ ہربنس سنگھ خلف راجہ تیجا سنگھ رنجیت سنگھ کے امراء میں سے تھا' جس کے سپرد کچھ عرصہ کشمیر کی نظامت بھی رہی تھی۔

2. کنھیا لال ف ۱۳۰۶ھ/ ۱۸۸۸ء جلیسر ضلع اٹیہ کا رہنے والا تھا۔ اس کی زندگی کا زیادہ حصہ بسلسلہ ملازمت لاہور میں گزرا فارسی و اردو میں کامل دستگاہ تھی۔ ہندی تخلص تھا۔ ملازمت کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کا شوق بھی تھا' گلزارِ ہندی' بندگی نامہ' مامقیمان' یادگار ہندی' مناجات ہندی' مخزن التوحید' اخلاق ہندی' ظفرنامہ رنجیت سنگھ معروف بہ رنجیت نامہ' تاریخ پنجاب' نگارین نامہ اور تاریخ لاہور اس کی معروف اور مطبوعہ تصانیف ہیں۔ (کسریٰ منہاس: مؤرخین لاہور۔ مقالہ مشمولہ نقوش لاہور نمبر ص ۹۸۱۔۹۸۵

3. محمود عالم: ذکر جمیل ص ۱۰۱۔۱۰۳

Marfat.com

مؤلف کا ماحول

طبع عالی میں حد درجہ استغناء تھا' حکامِ وقت سے ملنا پسند نہیں کرتے تھے۔ پنڈت نیج ناتھ' فقیر شمس الدین اور ڈاکٹر لائٹز رجسٹرار پنجاب یونیورسٹی نے کئی بار کوشش کی کہ آپ حکامِ وقت کے ساتھ راہ و رسم رکھنے میں گریز نہ کریں کہ آپ ایسے فاضل مصنف کی حکومت کو بے حد ضرورت ہے نیز حکومت آپ سے متعدد کتابیں مختلف علوم میں لکھوانا چاہتی ہے لیکن آپ نے کہا کہ نہ تو مجھے خطاب و جاگیر کی ضرورت ہے اور نہ ہی میں اپنی تصانیف کو حکومت کے زیر اثر لکھنا چاہتا ہوں' ان لوگوں کی تصنیف و تالیف کا مقصد کچھ اور ہے اور میرا رستہ اُن سے الگ ہے حتیٰ کہ ڈاکٹر لائٹز کے اصرار کے باوجود آپ نے پنجاب یونیورسٹی کا اعزازی فیلو بننا بھی منظور نہ کیا اور تادم زیست اپنے اسی مسلک پر قائم رہے اور حکومت کے ساتھ کسی قسم کا ادبی و سیاسی اتحاد نہ کیا۔

۱۸۸۴ء میں سر سیّد احمد خاں نے علی گڑھ کالج کی مالی امداد کے لیے پنجاب کا دورہ کیا اور اپنے دوست خاں بہادر ڈپٹی برکت علی کے ہاں فروکش ہوئے۔ خاں بہادر نے اکابر لاہور کا ایک نمائندہ جلسہ اپنی کوٹھی واقع بیرون موچی دروازہ لاہور میں بلایا جس میں مفتی صاحب بھی مدعو تھے' خان بہادر نے آپ کا تعارف سر سیّد سے کرایا' سر سیّد آپ کی ذات سے بڑے متاثر ہوئے' کہنے لگے: نام سنا ہوا تھا' آج مل لیا پھر اپنے مشن کا کچھ کام ان کے سپرد کرنا چاہا' مفتی صاحب نے فرمایا: ''سید صاحب! میں اس کام کے لیے موزوں نہیں ہوں' میرا شغل تصنیف و تالیف ہے' آپ نے جن لوگوں کی جماعت اپنے گرد اکٹھی کر لی ہے' اس مقصد کے لیے بہت مفید ہے اور پھر جماعتی اتحاد کے لیے عقائد کے اتحاد کی بھی ضرورت ہوتی ہے اور یہ چیزیں میں یہاں نہیں دیکھتا''۔ سر سید آپ کا یہ جواب سن کر

Marfat.com

خاموش رہے۔[1]

آپ کی ساری عمر عزیز تصنیف و تالیف میں صرف ہوئی' آپ کا دور نہایت ہی پر آشوب تھا' ہندوستان کی سلطنت انگریز مسلمان سے چھین چکے تھے اور مسلمانوں کی تہذیب و تمدن' اخلاق و اطوار اور مسلمان اعیان کے کارناموں کو فرسودہ قصے کہہ کر ردّ کیا جا رہا تھا ایسے ماحول میں آپ کے قلم نے معلّمِ اخلاق بن کر ایک زبردست تذکرہ نویس کے رُوپ میں گرتی ہوئی قوم کو سنبھالنے کی سعی کی۔

مؤلف کی دیگر تالیفات

حدیقۃ الاولیاء کے علاوہ مفتی غلام سرور کی دوسری تالیفات کا ذکر یہاں سنین تصنیف کے اعتبار سے کیا جا رہا ہے۔

۱۔ گلدستہ کرامت: (۱۲۷۷) (مناقبِ غوثیہ تالیف شیخ محمد صادق شہبانی) کا عام فہم اُردو ترجمہ ہے۔ لاہور اور پھر متعدد مرتبہ نولکشور' لکھنؤ نے شائع کیا۔

۲۔ خزینۃ الاصفیاء: (۱۲۸۰ھ۔۱۲۸۱ھ) صوفیہ کرام خصوصاً اہل ہندوستان کے مجمل حالات پر بہترین شہرہ آفاق کتاب[2] ہے لاہور ۱۲۸۴ھ' پھر مطبع ثمر ہند لکھنؤ ۱۸۷۳ء' کانپور ۱۳۱۲ھ اور پھر ۱۹۰۲ء میں شائع ہوئی۔ صفحات تقریباً ۱۱۷۶ (مکتبہ المعارف لاہور نے خزینۃ الاصفیاء کا ترجمہ شائع کرنا شروع کیا' پہلا حصہ چھپ چکا ہے۔

۳۔ گنجینۂ سروری معروف بہ اسم تاریخی گنج سروری: (۱۲۸۴ھ) اس میں

---

[1] محمود عالم: ذکر جمیل (۱۰۶۔۱۱۱) ملخصاً

[2] مفتی صاحب کی اس کتاب کو جو شہرت حاصل ہوئی ہے' پاک و ہند کے کسی اور تذکرۂ اصفیاء کو نہیں ہوئی' دنیا میں جہاں کہیں بھی صوفیہ کرام کے حالات پر ۱۲۸۱ھ کے بعد کام ہوا ہے' خزینۃ الاصفیاء اس میں بہ حیثیت ماخذ ضرور شامل نظر آتی ہے۔ خصوصاً مسٹر سٹوری (ج ۱ حصہ ۲ صفحہ ۹۲۳۔۱۳۴۷) نے اس کے کثرت سے حوالے دیے ہیں۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، خلفائے راشدین اور زمانۂ تصنیف تک کے صوفیہ کرام اور علماء کے سنینِ وفات نظم کیے گئے ہیں، مطبع نولکشور، لکھنؤ سے شائع ہوئی۔

۴۔ تاریخ مخزنِ پنجاب: (۱۲۸۵ھ) پنجاب کی عام تاریخ اُردو زبان میں لکھی گئی ہے لاہور سے ۱۲۸۵ھ میں پھر لکھنؤ سے دو مرتبہ ۱۸۷۷ء اور ۱۸۸۹ء میں شائع ہوئی، آخری ایڈیشن لاہور سے ۱۹۹۶ء کو طبع ہوا۔

۵۔ اخلاقِ سروری اُردو: مطبوعہ لاہور ۱۲۸۸ھ، لکھنؤ ۱۸۷۸ء۔

۶۔ گلشن سروری: (۱۲۸۹ھ) اخلاق، سیاست مدن اور روزمرہ کے مسائل پر مشتمل منظوم کتاب ہے، مطبوعہ لاہور ۱۸۷۴ء، لکھنؤ ۱۲۹۵ھ/۱۸۷۸ء

۷۔ مخزن کرامت (اخلاقی باتیں): لاہور ۱۸۷۱ء۔ لکھنؤ ۱۸۷۸ء

۸۔ دیوانِ سروری: مناقب حضرت شیخ عبد القادر جیلانی، لاہور ۱۸۷۲ء، ۱۸۷۳ء، ۱۲۹۲ھ

۹۔ نعت سروری: اُردو نظم، لاہور ۱۲۹۰ھ/۱۸۷۷ء، لکھنؤ ۱۸۷۸ء/۱۸۸۰ء

۱۰۔ حدیقۃ الاولیاء: کتاب ہذا ۱۲۹۲ھ

۱۱۔ بہارستان شاہی یا گلزارِ شاہی: (اُردو) ہندوستان کی عام مختصر تاریخ تا عہد انگریزی، لکھنؤ ۱۸۷۷ء

۱۲۔ زبدۃ اللغات یا لغات سروری: عربی، فارسی اور دیگر غیر ملکی الفاظ کے معنی اُردو زبان میں لکھے گئے ہیں، لکھنؤ ۱۸۷۷ء

۱۳۔ دیوان حمد ایزدی: (اُردو) لکھنؤ ۱۸۸۱ء

۱۴۔ مدینۃ الاولیاء: (اُردو) صوفیہ کرام کا عام تذکرہ ہے، اس میں عموماً وہ تراجم شامل ہیں جو خزینۃ الاصفیاء میں ہیں، لکھنؤ سے دو جلدوں میں چھپ چکی ہے۔

Marfat.com

۱۵۔تحفۃ الابرار: پندنامہ عطار کا اُردو ترجمہ ہے۔

۱۶۔اقوال الآخرت: بزبان پنجابی (نظم)

۱۷۔مخزنِ حکمت: (اُردو نثر و نظم) ۱۲۸۸ھ میں پھر ۱۲۹۵ھ کو طبع ہوئی۔ اس میں حکمائے متقدمین و متاخرین اور صوفیہ کے حالات شامل ہیں۔

۱۸۔تحفۂ سروری: (منظوم اُردو) اخلاق و تصوف ۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء میں لکھی گئی، نولکشور نے کئی مرتبہ شائع کی۔

۱۹۔انشائے یادگار اصغری: (اُردو نثر و نظم) اپنے فرزند اصغر کے نام پر اس کا نام رکھا جو بارہ برس کی عمر میں ۱۲۸۸ھ میں وفات پا گیا' اس میں علمی و ادبی مضامین ہیں۔

۲۰۔جامع اللغات: بسال ۱۸۹۰ء اس میں عربی' فارسی اور ترکی الفاظ و محاورات کے معنی تحریر کیے گئے ہیں۔[۱]

۲۱۔مفتاح الیقین والایمان علیٰ طریقۃ اھل العرفان: (عربی) خطی نسخہ بخط مؤلف مخزونہ کتابخانہ ملی' تہران[۲]

حدیقۃ الاولیاء

اس میں پنجاب کے ۲۴۴ صوفیہ کرام کے حالات شامل ہیں' اس کو سات

---

[۱] مفتی صاحب کی تصانیف کی اس فہرست کی تیاری کے سلسلہ میں ہم نے:

(i) Storey: Persian Literaturre vol. I, part: II, pp: 1044, London 1953.

(ii) محمود عالم: ذکر جمیل۔ لاہور ۱۹۶۸ء' صفحہ ۱۱۱۔۱۴۱

(iii) دیوانِ وصال سرور اور کلیات سرور کے مقدمات سے مدد لی ہے۔

[۲] فہرستوارہ دستنوشتہای ایران ۱۰۷۹/۹

Marfat.com

چمن میں تقسیم کیا گیا ہے' چمن اول' سلسلہ قادریہ کے صوفیہ کرام' (چمن دوم) در احوالِ مشائخِ چشتیہ (چمن سوم) مشائخ نقشبندیہ (چمن چہارم) مشائخ سہروردیہ (چمن پنجم) مشائخ متفرق سلاسل (چمن ششم) مجانین ومجاذیب کے حالات (چمن ہفتم) عورات صالحات کے حالات۔

اس میں سلطان محمود غزنوی سے لے کر ۱۲۹۲ھ/ ۱۸۷۵ء تک کے پنجاب کے صوفیہ کرام کے حالات سادہ اور سلیس اُردو زبان میں تحریر کیے گئے ہیں لیکن اس میں بعض معروف صوفیہ کرام کے حالات بھی آ گئے ہیں جن کا پنجاب سے کوئی تعلق نہیں تھا۔

محاسن

پنجاب کے بعض مشائخ کے حالات صرف اسی ''حدیقۃ الاولیاء'' میں ملتے ہیں مفتی صاحب سے پہلے کے مصنفین نے اُن کے حالات نہیں لکھے' مثلاً سیّد کامل شاہ لاہوری' شیخ محمد عارف چشتی صابری لاہوری' شیخ محمد صدیق لاہوری' شیخ محمد سلیم لاہوری' شیخ فیض بخش لاہوری' سید مٹھا لاہوری' خواجہ ایوب قریشی لاہوری' شیخ فتح شاہ شطاری لاہوری' مولوی غلام فرید لاہوری' مفتی رحیم اللہ قریشی' شیخ نور احمد معروف بہ نور حسین قادری' میراں سیّد غلام محی الدین' مولوی غلام رسول لاہوری' شیخ لدھی شاہ لاہوری' مولانا جان محمد فاضل لاہوری' مولوی غلام اللہ فاضل لاہوری' مفتی غلام محمد (والد مؤلف) میراں سید غلام شاہ' سید غلام غوث' سائیں قطب شاہ لاہوری' معصوم شاہ مجذوب لاہوری' مستقیم شاہ فیض پوری' فقیر تاجے شاہ' نظام شاہ لاہوری' مستان شاہ لاہوری' جلی شاہ لاہوری' بی بی فاطمہ زوجہ شیخ موج دریا بخاری لاہوری' مائی بھاگی لاہوری' سید سر بلند' پیر ذکی' سید صوف' پیر بلخی' پیر سراج دین' پیر بھولا لاہوری' شیخ فتح شاہ امرتسری' شرف شاہ لاہوری' شاہ ضیاء الدین لاہوری' پیر

Marfat.com

برہان لاہوری، مخدوم شاہ عالم صدر جہان، شاہ عبد الرزاق مکی لاہوری، پیر زہدی لاہوری، پیر غازی لاہوری، شاہ رحمت اللہ قریشی ملتانی ثم لاہوری، شیخ موسیٰ کھوکھر، شیخ محترم، مفتی محمد مکرم قریشی، شیخ گھلن شاہ، شاہ حسن۔

بعد کے تذکرہ نویسوں نے ان صوفیہ کرام کے حالات فقط حدیقۃ الاولیاء سے نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

(۲) مفتی صاحب پہلے تذکرہ نویس ہیں، جن کے ہاں ہمیں مشائخ کے سنین وفات کے اندراج کا خاص اہتمام نظر آتا ہے۔ گویا اصولِ تذکرہ نویسی کی خشتِ اوّل سے مفتی صاحب نہ صرف شعوری بلکہ عملی طور پر بھی آگاہ تھے۔

(۳) بہت سے معاصر مشائخ کے حالات مفتی صاحب نے محفوظ کر کے پنجاب پر بڑا احسان کیا ہے، گویا ان کے حالات کے لیے حدیقۃ الاولیاء کو منفرد ماخذ کی حیثیت حاصل ہے۔

(۴) حدیقۃ الاولیاء میں مفتی صاحب نے مشائخ کے حالات کے ضمن میں بعض اہم سیاسی واقعات بھی لکھ دیئے ہیں۔ مثلاً پنجاب کے اعیان کی سکھوں کے ہاتھوں بے عزتی اور مشائخ کے مقابر کی تباہی کے بعض حالات خود مؤلف نے چشم دید گواہ کی حیثیت سے لکھے ہیں۔ خود مفتی صاحب کا خاندان سکھ گردی کا نشانہ بن چکا تھا۔ جس کی تفصیلات مفتی صاحب کی تالیفات میں ہی نظر آئیں گی۔ علاوہ ازیں بعض حالات ثقہ اصحاب کی زبانی بھی تحریر کیے ہیں۔

دوسرا رُخ

(۱) تذکرہ نویسی کے جملہ اصول وضوابط ملحوظ نہیں رکھے گئے۔

(۲) ایک نشست میں اکابر پنجاب کے جو اسمائے گرامی ذہن میں آئے، ان کے

Marfat.com

حالات لکھ دیئے گئے ہیں، اس سلسلہ میں زیادہ محنت نہیں کی گئی حالانکہ مفتی صاحب اس مضمون کو پھیلا سکتے تھے۔

(۳) اکثر بزرگوں کے شجرۂ نسب وطریقت یا جن کا ہم نے معاصر مآخذ کی مدد سے تقابل کیا ہے، درست نقل نہیں کیے۔

(۴) آج یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ مصنف نے مشائخ کے تاریخی حالات لکھنے کی طرف کم توجہ کی ہے اور سارا زور ان کی کرامات کے اندراج میں صرف کر دیا ہے۔[1]

(۵) مفتی صاحب نے سماعی باتیں بھی شاملِ کتاب کی ہیں۔ جہاں کہیں مفتی صاحب اپنی تصانیف میں کوئی اہم نقطہ قلم بند کرتے ہوئے ''باقوالِ صحیحہ'' کی ترکیب سے کام لیں وہاں سمجھنا چاہیے کہ یہ اقوال محض سماعی ہیں، تحریری صورت میں موجود نہیں ہیں۔

---

[1] اس سلسلہ میں پروفیسر محمد حبیب نے لکھا ہے: اس کتاب (خزینۃ الاصفیاء) کا بڑا نقص یہ تھا کہ مصنف نے عقائد کا سہارا لے کر ان تمام اصولِ اسناد کو یکسر نظر انداز کر دیا تھا جو علمائے اسلام کی نظر میں صدیوں تک علم وحکمت کی روح سمجھے جاتے رہے ہیں تنقیدی اصولوں سے چشم پوشی کر کے محض عقائد پر علم کی عمارت تعمیر کرنا، ناسمجھی نہیں تو کیا ہے......... صاحب خزینۃ الاصفیاء نے اپنی کتاب میں ہیبت ناک قسم کی ایسی کرامات کی تفصیل دی ہے جن کو پڑھ کر انسانی عقل و خرد کو شرم آ جاتی ہے...... الخ (تاریخ مشائخ چشت، مقدمہ ص ۲۰۔۲۱) یہاں پروفیسر حبیب نے یہ بات نظر انداز کر دی ہے کہ اُس زمانے میں کرامات تذکروں کا ایک جزو لاینفک سمجھی جاتی تھیں اور یہاں کے عوام کرامات کے ظہور اور تحریر کا تقاضا کرتے تھے پھر پاک و ہند کے صوفیہ کرام کو تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں یہاں کے ہندو جوگیوں اور شعبدہ بازوں سے مقابلہ کرنا پڑتا تھا اگر مسلمان صوفیہ کرام ان کے مقابلہ میں کرامات کا اظہار نہ کرتے تو کیا کرتے؟ اور اسی تقاضے کے پیش نظر ان کا اندراج بھی ہوا ہے اور مفتی صاحب سے پہلے پاک و ہند کا کوئی تذکرہ ایسا نہیں جس میں کرامات مندرج نہ ہوں اور ایک مسلمان کا کرامت کے نام سے اس قدر بدکنا معنی دارد!

Marfat.com

(۶) اخبار الاخیار کو بنیادی ماخذ کی حیثیت سے استعمال کرنے کے باوجود حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ نے تذکرہ نویسی میں جس تبدل، تجدد، انقلاب اور تحقیق کی طرح ڈالی تھی، اسے ملحوظ نہیں رکھا۔

(۷) ہاں مفتی صاحب کی تصانیف میں ایک اہم خصوصیت یہ نظر آتی ہے کہ انہیں متقدمین کے تذکروں میں ایک بڑی خامی مشائخ کے سنین ولادت و وفات کا فقدان نظر آیا تھا جسے انہوں نے ہر ممکن طریقے سے دور کرنے کی سعی کی ہے اور اس میں بھی بے شمار سنین قیاسی اور غلط ہو کر رہ گئے ہیں اور جن کے سنین وفات مفتی صاحب کو نہیں مل سکے ان کا علیحدہ باب بنا دیا ہے۔

حدیقۃ الاولیاء کے اب تک حسب ذیل ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں:

(۱) لاہور ۱۸۷۵ء

(۲) کانپور ۱۸۷۷ء

(۳) کانپور ۱۸۸۹ء

(۴) منشی نولکشور، لکھنؤ ۱۸۹۹ء

(۵) منشی نولکشور، کانپور ۱۹۰۶ء

یہ متن مؤخر الذکر نسخہ ۱۹۰۶ء پر مبنی ہے، کتاب کے متن میں کسی قسم کا ردّ و بدل نہیں کیا فقط سہو کتابت کی تصحیح کر دی ہے، اس کے علاوہ ہم نے حواشی میں حسب ذیل اُمور پیشِ نظر رکھے ہیں:

(۱) مصنف کے تسامحات کی نشاندہی کر دی گئی ہے۔

(۲) کسی شخصیت کے حالات کا کوئی ایسا پہلو جو بہت اہم تھا اور اصل متن میں اس کا ذکر نہیں تھا تو اس کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے۔

(۳) رجال کے حالات کے جو مزید مآخذ ہو سکتے تھے ہم نے ان کی بھی نشاندہی کر

Marfat.com

دی ہے۔ اس سلسلہ میں معاصر اور مفرد (جو ایک شخصیت کے متعلق ہو) کو ترجیح دی گئی ہے اور متاخر مآخذ نظر انداز کر دیئے گئے ہیں۔

دارالمؤرخین
196-بی، سبزہ زار، لاہور

احقر
محمد اقبال مجددی
۱۲۔ دسمبر ۱۹۷۴ء

☆☆☆☆☆

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد

خدا سے محبت کا چمکا ہے نور اسی نور سے سب نے پایا ظہور
پیا جس نے اس کی محبت کا جام نہیں اس کو غیروں کی الفت سے کام
وہ محبوب کیا ایک محبوب ہے کہ ہر ایک طالب کا مطلوب ہے
زمانہ محبت کا پابند ہے محبت کا ہر اِک سے پیوند ہے
محبت کی ہستی سے ہستی ہوئی اسی سے بلندی و پستی ہوئی
محبت سے جس کو رسائی ملی خدا مل گیا اور خدائی ملی!

نعت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

خدا کی محبت کے ہیں رہنما جناب محمد رسولِ خدا
محمدؐ ہے مرغوب دنیا و دیں محمدؐ ہے مطلوب اہلِ یقیں
محمدؐ ہے معشوق پروردگار محبت کا رکھا ہے جس پر مدار
اُسی شمع کے سارے پروانے ہیں اسی گُل کے سب لوگ دیوانے ہیں
عیاں نورِ کثرت محمدؐ سے ہے کہ اظہار وحدت محمدؐ سے ہے
نبی سے محمدؐ کی ہے ابتدا اسی پر ہوا خاتمہ عشق کا

منقبت چہار یار کبار رضی اللہ عنہم

ابوبکر صدیقؓ عالی جناب کہ تھا اوج پر صدق کے آفتاب
شہنشاہِ عادل عمرؓ داد گر بدریائے لطف و مروّت گہر
خدا دوست عثمانؓ رحیم و کریم رہِ صدق و اخلاق پر مستقیم
علیؓ پہلوان شاہ مشکل کشا محمدؐ کا دل دار شیرِ خدا

غرض جتنے حضرت کے اصحاب ہیں | محمدؐ کے وہ پیارے احباب ہیں
مرا ان پہ پہنچے دُرود و سلام | خدا اپنی رحمت کرے اُن پہ عام
جہاں میں ہے جتنی محمدؐ کی آل | کرے اُن پہ لُطف ایزد لایزال
خدایا میری مان لے التجا | طفیلِ محمدؐ رسولِ خدا
کروں جب میں دنیا سے عزمِ سفر | میرا خاتمہ ہووے ایمان پر
میرے تن سے جب جان جانے لگے | یہ دَم اپنا جس دم ٹھکانے لگے
تیرا نام اس دم رہے بر زبان | تیرے غم میں آنکھیں ہوں گوہر فشاں
میرا نیک ہو خاتمہ یا الٰہ! | بحقِ محمدؐ رسالت پناہ
الٰہی میری عاجزی کر قبول | نہ رکھ مجھ کو دنیا و دیں میں ملول

در اظہار باعث تالیف کتاب حدیقۃ الاولیاء

اس کتاب کی تالیف سے پہلے بھی احقر الحقر غلام سرور خلف مفتی غلام محمد قریشی لاہوری اولیائے کرام و پیرانِ عظام کے حالات میں ایک کتاب خزینۃ الاصفیا نام بزبانِ فارسی تالیف کر چکا ہے جو دو مرتبہ لاہور و دہلی میں چھپ کر تحفہ نظرِ اربابِ شوق ہو چکی ہے۔

اس میں ہر ایک سلسلہ اور خاندان کا ابتدا سے اس زمانے تک حال ہے' اَب میرے واثق محبان قدیم صادق دوستان صمیم امام الدین حکیم مدح خوانِ رسول کریم میرے مکلّف حال ہوئے کہ ایک اور مجموعہ مختصر اُردو زبان میں لکھو کہ جس میں ملک پنجاب کے اولیاء کا حال ہو یعنی دہلی سے پشاور تک جس قدر علاقہ اس وقت پنجاب کے ساتھ متعلق ہے اور مشہور اولیاء کے مزار اس میں ہیں سب کا حال ضروری ضروری اس میں تحریر ہو پس ایک دوست کے فرمانے اور ولی محبت نے جو قدیم سے مجھ کو اولیائے اللہ کے ساتھ ہے اس کام پر مجھ کو آمادہ کیا اب خداوند تعالیٰ سے امداد

Marfat.com

چاہتا ہوں کہ یہ کام بخیر و خوبی انجام پائے اور بعد مرنے میرے کے یہ کتاب دنیائے فانی میں یادگار رہ جائے' آمین!

اس کتاب کا نام حدیقۃ الاولیاء رکھا گیا ہے اور سات چمن پر تقسیم ہوئی' پہلا چمن مشائخ قادریہ کے احوال میں' دوسرا چمن مشائخ چشتیہ کے احوال میں' تیسرا چمن مشائخ نقشبندیہ کے احوال میں' چوتھا چمن مشائخ سہروردیہ کے احوال میں پانچواں چمن مشائخ متفرقات' چھٹا چمن مجانین ومجاذیب کے حالات میں' ساتواں چمن عورات صالحات کے ذکر میں۔

قطعہ تاریخ:

یہ کیا اچھا ہے سرورؔ کا حدیقہ ۔۔۔ یہ کیا باغ و بہار اولیاء ہے
نہیں دخل خزاں اس بوستان میں ۔۔۔ کہ باغ اتقیاء و اصفیاء ہے
کہاں ہے باغ کوئی اس کے ہم رنگ ۔۔۔ کہ یہ گلزارِ فیض کبریا ہے
یہ ہے سرسبز باغ اہلِ عرفان ۔۔۔ کہ جس پر عندلیب دل فدا ہے
کہیں سبزہ' کہیں غنچہ' کہیں گل ۔۔۔ کہیں سنبل' کہیں لالہ کھلا ہے
غرض روئے زمین پر مثل فردوس ۔۔۔ بنا سرورؔ کا یہ بستان سرا ہے
کہا رضوان نے بہر سال تالیف ۔۔۔ کہ گوناگوں حدیقہ خوش نما ہے

(مفتی غلام سرور لاہوریؔ)

☆☆☆☆☆

Marfat.com

پہلا چمن

سلسلہ قادریہ کے مشائخ کے ذکر میں

یہ سلسلہ حضرت محبوبِ سبحانی قطب ربانی شیخ سید سلطان محی الدین ابومحمد عبدالقادر گیلانی کے ساتھ منسوب ہے' ابتدا اس کی حضرت امام اولیاء علی بن موسیٰ رضا آٹھویں امام سے ہے' جن سے پہلے فیض باطنی حضرت معروف کرخیؒ نے پایا' ان سے شیخ سری سقطیؒ نے خلافت حاصل کی' ان سے شیخ جنیدؒ بغدادی' ان سے شیخ ابوبکر شبلیؒ' ان سے شیخ عبدالواحد تمیمیؒ ان سے شیخ ابوالفرج طرطوسیؒ' ان سے شیخ ابوالحسن قریشی ہکاریؒ' ان سے شیخ ابوسعید مبارک مخرمیؒ' ان سے جناب محبوب سبحانی محی الدین ابومحمد عبدالقادر جیلانیؒ نے فیض پایا' حضرت غوث الاعظم قدس سرہٗ صحیح الطرفین حسنی و حسینی سیّد تھے' ان کے والد کا نام سیّد ابی صالح (موسیٰ) بن سیّد موسیٰ[1] بن سیّد عبداللہ بن سیّد عمر بن زاہد بن سید محمد رومی بن سید داؤد بن سید موسیٰ ثانی بن سیّد عبداللہ ثانی بن موسیٰ ثالث بن سیّد عبداللہ محض بن سید محمد المشہور بہ حسن مثنیٰ بن امام حسنؓ بن علی کرم اللہ وجہہٗ تھا اور والدہ ماجدہ کا نام بی بی فاطمہ بنت سیّد کمال بن سیّد علی بن سیّد علاء الدین بن سیّد محمد بن سید امام جعفر صادقؒ بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسینؓ بن علی کرم اللہ وجہہٗ تھا۔

---

1 حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے والد کا اسم گرامی سیّد ابی صالح موسیٰ بن سید عبداللہ بن سید محی زاہد بن سید محمد رومی .... برائے تفصیل نسب شریف حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ر۔ک نورالدین ابی الحسن: بہجۃ الاسرار مطبوعہ مصر' ۱۳۰۴ھ ص ۸۸

Marfat.com

حضرت رہنے والے جیلان کے تھے۔ اس لیے حضرت کو جیلی[1] اور جیلانی کہتے ہیں‘ کنیت حضرت کی طریقت میں امام الائمہ اور شریعت میں محبوب سبحانی وابو محمد ومحی الدین اور مذہب حضرت کا حنبلی تھا‘ سینکڑوں اولیاء حضرت کی بیعت میں آ کر مقرب ربانی ہوئے‘ حضرت کے خوارق وکرامات اس قدر ہیں کہ جس قدر آسمان پر ستارے‘ جس کی تشریح بہت طویل ہے‘ حضرت کے سلسلہ میں سے حضرت سیّد محمد غوث اوچ جیلی گیلانی اول پنجاب میں آئے‘ اُن کے بزرگوں سے سیّد ابوالعباس احمد بن سیّد صوفی اپنے چھوٹے بھائی سیّد ابوسلیمان کے ساتھ بوقت قتل وغارت بغداد کے جو ہلاکو خاں کے وقت وقوع میں آئے تھے[2] بغداد سے نکل کر روم میں تشریف لے گئے جب فساد ہلاکو خاں کا ختم ہوا تو جیل میں پہنچ کر سکونت اختیار کر لی‘ حضرت سیّد محمد بھی وہیں پیدا ہوئے اور ابتداء جوانی میں دور دور کے ملکوں کی سیر کی‘ کئی مرتبہ حج بھی کیا آخر لاہور میں آ کر چند سال قیام کیا‘ پھر حلب میں گئے اور بعد وفات اپنے باپ کے خراسان کے راستے ملتان میں آئے اور اوچ کے مقام پر سکونت[3] اختیار کی‘ حضرت کی اولاد کثرت سے ہندوستان میں بھی پھیلی ہوئی ہے‘ شجرہ نسبی حضرت کا غوث الاعظم قدس سرہٗ کے ساتھ اس طرح ملتا ہے[4] کہ سیّد محمد خلف محمد شمس الدین بن سیّد شاہ میر بن سیّد ابوالحسن علی بن

---

[1] جیل بکسر الجیم وسکون الیاء وھی بلاد متفرقہ وراء طبرستان و بھا ولد فی نیف قصبۃ منھا ویقال فیھا ایضاً جیلان و کیلان و کیل ایضاً قریہ بشاطئ الدجلۃ علی مسیرۃ یوم من بغداد مما یلی طریق واسط ویقال ایضاً جیل بالجیم ومن ثم یقال کیل العجم و کیل العراق وجیل العجم وجیل العراق (نورالدین ابوالحسن: بہجۃ الاسرار‘ مصر ۱۳۰۴ھ ص ۸۸)

[2] ۶۵۶ھ/ ۱۲۵۸ء میں ہلاکو کے ہاتھوں بغداد کا سقوط ہوا۔

[3] بقول علی اصغر گیلانی آپ ۸۸۷ھ میں اوچ میں داخل ہوئے (خزینۃ الاصفیاء ۱/ ۱۱۶ بحوالہ شجرۃ الانوار)

[4] یہاں مفتی صاحب سے شجرہ نسب درج کرنے میں غلطی ہوئی ہے۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

سیّد مسعود بن سیّد ابوالعباس احمد بن سیّد صفی الدین المشہو ر سید جھونی بن سید سیف الدین عبدالوہاب بن حضرت محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ بعد سکونت اوچ کے سلطان حسین میرزا' حاکم سند اور سلطان سکندر لودھی بادشاہ ہند حضرت کے مرید ہوئے' لاکھوں آدمیوں نے فیض حاصل کیا' خوارق و کرامات ہزاروں ان سے سرزد ہوئیں' حضرت کے چار صاحبزادے[1] تھے' ایک سیّد عبدالقادر ثانی دوم سیّد عبداللہ ربانی سوم مبارک حقانی چہارم سید محمد نورانی قدس اللہ سرہم العزیز' جن سے الگ الگ فیض جاری ہوا ۹۲۳ھ میں فوت ہوئے اور اوچ میں دفنائے گئے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) اخبار الاخیار میں ہے: ''سیّد محمد بن سیّد شاہ امیر بن سیّد علی بن سیّد مسعود بن سیّد احمد بن سیّد صفی الدین سیف الدین عبدالوہاب بن شیخ عبدالقادر جیلانیؒ (عبدالحق دہلوی: اخبار الاخیار ص ۱۸۹)

[1] شیخ عبدالحق دہلویؒ نے آپ کے تین فرزند بتائے ہیں:

او راسہ پسر بود' شیخ عبدالقادر کہ اورا مخدوم ثانی گویند و سیّد عبداللہ...... وسیّد مبارک...... واز ایشاں خلفی ماندہ کہ نام ایشاں میر میراں گویند بغایت مسن و متبرک در لاہور سکونت دارند (اخبار الاخیار ۱۸۹۔۱۹۰)

حضرت سید محمد غوث اوچی عالم اور شاعر بھی تھے' قادری تخلص کرتے تھے' آپ کا دیوان شعری ذخیرۂ سراج الدین آذر کتب خانہ دانش گاہ پنجاب نمبر ۴۸۱ میں موجود ہے' اس کے علاوہ مفتاح الاخلاص تلخیص خلاصۃ المفاخر بھی آپ کی تالیف ہے' تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو:

۱۔ عبدالحق محدث دہلوی: اخبار الاخیار ۱۸۹۔۱۹۰

۲۔ علی اصغر گیلانی: شجرۃ الانوار قلمی مخزونہ کتب خانہ دانش گانہ پنجاب

۳۔ عبداللہ مارواڑی اوچی: مناقب الاصفیاء' معاصر سیّد حامد گنج بخش' قلمی مملوکہ سیّد نور محمد صاحب' گجرات

۴۔ محمد ادریس اوچی: نتائج الاخبار قلمی مملوکہ مولوی غلام احمد اختر' اوچ

۵۔ شرافت نوشاہی: شریف التواریخ جلد اوّل ص ۹۔۸ قلمی مملوکہ مصنف مدظلہ

Marfat.com

''محمد مخدوم عالم'' حضرت کی تاریخ وفات درج خزینۃ الاصفیاء ہے اور ''محمد حسنی پاک رفت'' شجرۃ الانوار[1] میں ہے۔

(۱) میر سیّد شاہ فیروز قدس سرہٗ

یہ حضرت بھی گیلانی سادات میں سے بزرگ اور پیر طریقت تھے' ان کے جدّ بزرگوار شاہ عالم بھی بغداد سے ہند میں آئے اور بعد سیرِ ہند لاہور میں آ کر سکونت کی ان کی وفات کے بعد شاہ فیروز دادا کی مسند پر بیٹھے اور تلقین و تدریس جاری کی' تمام عمر خلقت کی ہدایت میں مصروف رہے' ان کے پیران کے دادا شاہ عالم ان کے شاہ نواز دین[2] ان کے شیخ حامد' ان کے عبدالرزاق اور ان کے سیّد عبداللہ[3] گیلانی اور ان کے سید احمد قادری[4] اور ان کے سیّد مسعود اور ان کے سیّد علی اور ان کے سیّد صوفی اور ان کے سید سیف الدین عبدالوہاب اور ان کے حضرت غوث الاعظم قدس سرہٗ تھے۔ وفات حضرت کی ۹۳۳ھ میں واقع ہوئی اور مزار لاہور ڈنڈی گراں[5] کے تکیے میں ہے۔

---

[1] شجرۃ الانوار سیّد علی اصغر گیلانی کی تصنیف ہے جو اسی خانوادہ اوچ کے احوال و انساب پر مشتمل ہے۔ ۱۱۹۳ھ میں مکمل ہوئی' مؤلف اپنا شجرۂ نسب خود لکھتا ہے:
سیّد علی اصغر گیلانی بن سیّد عبدالقادر مشہور بہ شاہ گدا بن سیّد عمر بن سیّد محمد ہاشم بن سید صوفی بن بدرالدین بن اسمٰعیل بن سیّد عبداللہ بن سید محمد غوث اوچی (شجرۃ الانوار قلمی مخزونہ کتب خانہ دانش گاہ پنجاب) مفتی غلام سرور نے اس کے مؤلف کا نام اصغر علی غلط لکھا ہے (خزینہ ۱/۱۱۶)

[2] یہاں شیخ احمد کا نام رہ گیا ہے کیونکہ شاہ نواز دین شیخ احمد کے مرید تھے (خزینہ جلد اول ص ۱۱۸)

[3] سیّد عبداللہ مرید سیّد علی مرید سیّد مسعود مرید شیخ احمد مرید سید صوفی۔

[4] سید احمد قادری' سید میر کے خلیفہ تھے' اس لیے مندرجہ بالا شجرہ میں سید احمد کے بعد سید میر کا نام لکھنا چاہیے (ایضاً ص ۱۱۸)

[5] تکیہ ڈنڈی گراں' خزینہ ۱/۱۱۸

(۲) حضرت سیّد عبدالقادر ثانی بن سیّد محمد حلبی اوچی گیلانی قدس سرہ'

یہ بزرگ اپنے وقت کے امامِ طریقت و مقتدائے حقیقت تھے' تعلیم علوم ظاہری و باطنی اپنے باپ سے پائی' ہزاروں خوارق و کرامات ان کی درج کتب ہیں' مشہور کرامت ان کی یہ تھی کہ جو کوئی کفار یا فساق و فجّار میں سے ان کی خدمت میں حاضر ہوتا مسلمان اور تائب ہو جاتا اور ان حضرت کو ایک نسبتِ خاص حضرت غوث الاعظم کے ساتھ تھی اور حضرت غوث الاعظم سے ہی ان کو خطاب عبدالقادر ثانی کا بعالمِ باطن عطا ہوا تھا' نقل ہے کہ جب بعد وفات والد بزرگوار کے سیّد عبدالقادر سجادہ نشین ہوئے تو انہوں نے بادشاہوں اور امیروں کی صحبت ترک کر دی' اس لیے شاہ دہلی ان سے رنجیدہ ہو گیا اور چاہا کہ سجادہ نشین ان کا بھائی ہو' ابھی یہ تجویز عمل میں نہیں آئی تھی کہ حضرت نے فرامین جاگیر و ائمہ و ظائف وغیرہ جو متعلق خانقاہ فقراء تھے' بادشاہ کے پاس بھیج دیئے اور لکھا کہ ہم کو بادشاہی جاگیر و ائمہ کی ضرورت نہیں' جس کو سجادہ نشین آپ بنائیں وے دیں' بعد ازاں صرف کا صرف غیبی خزانہ سے تھا' ایک مرتبہ جو بادشاہ نے حضرت کو بہزار التجا اپنے پاس بلایا تو حضرت نے جانے سے انکار کر دیا اور یہ شعر جواب میں لکھے:

بہ ہیچ باب ازیں باب روئے گشتن نیست
ہر آنچہ بر سر ما میرود مبارک باد
کسی کہ خلعت سلطان عشق پوشیدہ است
بحلّہ ہائے بہشتی کجا شود دل شاد!

حضرت کی وفات بتاریخ ہژدہم ربیع الاوّل ۹۴۰/۱۵۳۳ء میں ہوئی اور مزار اوچ میں ہے۔[۱]

۱۔ حضرت شیخ عبدالقادر ثانیؒ نے ۸۷ سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔ آپ کے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(۳) سیّد محمود حضوری لاہوری قدس اللہ سرہ العزیز

یہ بزرگ سادات صحیح النسب موسوی غوری تھے' ان کے باپ خواجہ شمس الدین المشہور بہ شمس العارفین غور کے ملک کے رہنے والے تھے' ان کی وفات کے بعد سید محمود نے ہند کی سیر کا ارادہ کیا اور لاہور میں آ کر بہ محلہ حاجی سوائی[1] سکونت کی' مشہور کرامت ان کی یہ تھی کہ جس روز کوئی مرید ان کے ہاتھ پر بیعت کرتا' اسی روز کی شب کو حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہو جاتا' اسی لیے حضرت حضوری کے خطاب سے مخاطب ہوئے' سلسلہ قادریہ میں حضرت کا شجرہ حضرت غوث الاعظم تک اس طرح پہنچتا ہے کہ سیّد محمود مرید اپنے باپ شمس الدین کے اور وہ مرید سیّد یعقوب کے اور وہ مرید سیّد عبدالقادر کے اور وہ مرید سیّد علی کے اور وہ مرید سیّد مسعود کے اور وہ مرید سیّد احمد[2] کے اور وہ مرید سیّد اصغر کے اور وہ مرید سیّد ابوفرح کے اور وہ مرید سیّد عبدالوہاب کے اور وہ مرید حضرت غوث الثقلین کے۔

وفات سید محمود کی ۹۴۲ ہجری میں واقع ہوئی اور مقبرہ لاہور کے باہر میاں میر

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) دو فرزند تھے' اوّل شیخ عبدالرزاق (ف ۵ جمادی الآخر ۹۴۲ھ) دوم سید زین العابدین (شیخ عبدالحق محدث دہلوی: اخبار الاخیار ص ۱۹۳) دوسری روایت ہے کہ آپ کے سات فرزند تھے۔ جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

(۱) سید عبدالرزاق (۲) سید فتوح الملک (۳) سید جلال (۴) سید حسن (۵) سید جعفر (۶) سید حسین (۷) سید زین العابدین (شرافت نوشاہی: حدائق الانوار قلمی ص ۴۸)

[1] محلہ حاجی سوائی' لاہور قدیم کے بیرون شہر تھا' سکھوں نے اسے تباہ کر دیا تھا' تباہی کا نقشہ بہ الفاظِ مفتی غلام سرور ملاحظہ ہو:

محلہ حاجی سوائی بیرونی شہر کہ حال از دستِ سکھاں جاہل رُو بہ ویرانی آوردہ است (خزینہ ۱/۱۲۲)

[2] شیخ احمد مرید سید صوفی وہو مرید سید عبدالوہاب' اس سے پہلے کے دو نام زائد ہیں۔

Marfat.com

کی سڑک کے پاس ہے۔

(۴) میراں سیّد مبارک حقانی بن سیّد محمد اوچی حلبی گیلانی

قادریہ سلسلہ میں یہ حضرت بڑے بزرگ صاحبِ زہد و تقویٰ و عبادت و ریاضت و ترک و تجرید و عشق و محبت و جذب و سکر تھے' حضرت نے آبادی چھوڑ کر جنگل میں سکونت اختیار کی کوئی بنی آدم ان کے روبرو نہیں جاسکتا تھا اور جو جاتا مست و مجذوب ہو جاتا' سوائے ایک شخص معروف چشتی کے کسی نے نعمتِ خلافت ان سے حاصل نہیں کی' بارہ سال تک یہ حضرت مستی کی حالت میں رہے' پھر لاہور تشریف لائے اور یہاں ہی نو سو چھپن سال ہجری میں وفات کی' نعش مبارک حضرت کی اوچ میں لے جاکر دفن کی۔[۱]

(۵) سید محمد غوث بالا پیر بن سید زین العابدین بن سیّد عبدالقادر ثانی اوچی گیلانی

یہ حضرت طریقت میں مرید اپنے جدّ بزرگوار سیّد عبدالقادر کے تھے اور پرورش و تکمیل ظاہری و باطنی بھی انہیں سے پائی کیونکہ ان کے والد بزرگوار بعمرِ جوانی اپنے والد کے روبرو کفار کے ہاتھ سے شہید ہوئے تھے' جب ان کے جدّ امجد بھی وفات پا گئے تو یہ اپنے چچا سیّد حامد گنج بخش سے ناراض ہو کر اوچ سے نکل آئے اور بمقام ستگھرہ جو پنجاب میں مشہور قصبہ ہے سکونت اختیار کی اور اسی جگہ تاریخ ۵ شوال ۹۵۹ھ میں وفات کی' روضہ حضرت کا بھی ستگھرہ میں[۲] ہے۔

---

۱ مزید حالات کے لیے ملاحظہ ہو:

سیّد شرافت نوشاہی: شریف التواریخ جلد اوّل ص ۸۴۵ تا ۸۵۲ قلمی بخطِ مؤلف مملوکہ مؤلف مدظلہ ساہن پال گجرات۔

۲ ملاحظہ ہو: (۱) علی اصغر گیلانی: شجرۃ الانوار قلمی مخزونہ کتب خانہ دانش گاہ پنجاب۔

(٦) شاہ لطیف بری قادری قدس سرہٗ

بزرگانِ پنجاب سے یہ حضرت بڑے بزرگ مشہور ہیں، خوارق و کرامات ہزاروں حضرت کے مشہور ہیں، حضرت بڑے عابد، زاہد گوشہ نشین مست و مجذوب تھے، ہزاروں مرید مدارجِ تکمیل کو پہنچے، حضرت نے نعمتِ باطنی حضرت حیات المیر زندہ پیر[1] سے پائی، جو حضرت غوث الاعظمؒ کے پوتوں سے زندۂ جاوید ہیں۔ حضرت کی وفات ۹٦۴ھ[2] میں واقع ہوئی اور روضۂ مقدس مشہور ہے۔

---

[1] حیات المیر کا ذکر معاصر کتب تاریخ اور نسب ناموں میں نہیں ملتا، حضرت شاہ ابوالمعالی لاہوریؒ نے لکھا ہے کہ شیخ عبدالرزاق بن حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے فرزندوں میں شیخ جمال اللہ اس زمانے میں بسطام کے جنگلوں میں موجود ہیں لیکن شاہ ابوالمعالیؒ نے ان کا عرف حیات المیر نہیں لکھا (تحفۃ القادریہ) شیخ جمال اللہ کا عرف حیات المیر مفتی صاحب سے پہلے احمد علی استر آبادی نے تذکرہ مقیمی (۱۱۷۲ھ) میں ص ۲۰ (قلمی مخزونہ کتاب خانہ گنج بخش، اسلام آباد) لکھا ہے جس کا کوئی تاریخی ثبت نہیں ہے۔

[2] شاہ لطیف بری کا یہ سال وفات بہت متنازعہ فیہ ہے، اس وقت موجودہ خاندانی ریکارڈ میں آپ کا سالِ وفات ۱۱۱۷ھ/۱۷۰٦ء لکھا ہے جو قرائن کے عین مطابق ہے اس لیے کہ حضرت سید حسن پشاوریؒ ۱۰۷۷ھ میں شاہ لطیف سے پوٹھوہار میں ملے تھے، فرماتے ہیں: چوں در ملک پوٹھوہار سیدم سیّد شاہ لطیف مجذوب دیدم کہ خیلے صاحب نظر اثر بودند و با من بسلوکِ تمام ملاقات کردند، یک دوروزی گذرانید و مرخص شدم۔ (میر غلام کشمیری: خوارق العادات ۱۱۸۹ھ قلمی مملوکہ مولانا سیّد امیر شاہ قادری پشاور ورق ۸۔ الف، ب) اور پھر حضرت شاہ محمد غوث لاہوری بن سید حسن پشاوریؒ ۱۱۱٦ھ میں شاہ لطیف سے ملے تھے، واقعہ ملاقات خود ہی لکھا ہے (شاہ محمد غوث: رسالہ در کسب سلوک و معرفت پشاور ۱۲۸۳ھ ص ۴۱) ملاحظہ ہو:

۱۔ شاہ محمد غوث لاہوری: رسالہ در کسبِ سلوک و بیانِ معرفت، مطبوعہ پشاور ۱۲۸۳ھ

۲۔ میر غلام کشمیری: خوارق العادات ۱۱۸۹ھ (حالات سید حسن پشاوری) قلمی مملوکہ مولانا سید امیر شاہ قادری، پشاور) (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(۷) سیّد بہاء الدین گیلانی المشہور بہ بہاول شیر قلندر حجروی

مشائخ عظام و ساداتِ کرام قادریہ سے یہ حضرت بڑے بزرگ و مست و مجذوب تھے اور شجرۂ نسب ان کا حضرت غوث الاعظمؒ کے ساتھ اس طرح پر ملتا ہے کہ حضرت سیّد بہاول شیر بن سیّد محمود بن سید علاء الدین المشہور زین العابدین بن سیّد مسیح الدین[۱] بن سیّد صدرالدین بن سیّد ظہیرالدین بن سیّد شمس الدین بن سیّد مومن بن سیّد مشتاق بن سید علی بن سیّد صالح بن سیّد قطب الآفاق سیّد عبدالرزاق بن حضرت غوث الاعظمؒ محی الدین عبدالقادر جیلانی' سیّد بہاول شیر بغداد میں پیدا ہوئے پھر اپنے باپ اور پھوپھی کے ہمراہ ہندوستان میں آ کر شہر بدایوں میں سکونت اختیار کی وہاں ان کے باپ بھی فوت ہو گئے اور انہوں نے تربیت و تکمیل اپنی پھوپھی سے جو رابعہ عصر تھی' پائی اور تمام عمر ریاضت و عبادت و سکر و جذب و عشق و شوق و ذوق میں گزاری' دو سو پچاس برس کی حضرت نے عمر پائی' بلکہ اس قدر عمر کسی نے مشائخ قادریہ سے نہیں پائی' حضرت تین مرتبہ بارہ بارہ برس کی خلوت میں بیٹھے اور اس عرصہ میں بے خور و خواب عبادت کرتے تھے' ایک مرتبہ جو ایک غار میں چالیس برس بحالت سکر و جذب ایک مقام پر بیٹھے رہے تو پشت مبارک ایک پتھر کے ساتھ جو تکیہ گاہ آپ کا تھا چمٹ گئی جب وہاں سے اُٹھے تو

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) (۳) مقیم محکم الدین حجروی: درالعجائب ترجمہ' لاہور

(۴) گل حسن شاہ: تذکرہ غوثیہ لاہور (س۔ن)

(۵) محمد قاسم راجوروی: حیات بری امام راولپنڈی

(۶) منظور الحق صدیقی: شاہ لطیف بری' لاہور ۱۹۷۰ء

بری' شاہ لطیف مقالۂ محمد اقبال مجددی' مشمول دانشنامۂ شبہ قارہ' تہران

[۱] معاصر ماخذ تذکرہ مقیمی ۱۱۷۲ھ میں مسیح الدین کی بجائے فتح اللہ درج ہے (قلمی مخزونہ کتابخانہ گنج بخش' اسلام آباد ص ۱۲۰)

Marfat.com

چمڑہ اسی پتھر کے ساتھ رہ گیا' یہ حضرت جب ایک سو برس کی عمر کو پہنچے تو ریش مبارک کا آغاز ہوا۔

نقل ہے کہ جب چالیس برس کی خلوت کے بعد حضرت غار سے نکلے تو اس جگہ پر آئے جہاں اب قصبہ' حجرہ آباد ہے' یہاں اس وقت دریا چلتا تھا' دریا کے کنارے حضرت نے صوبہ بنایا اور سکونت اختیار کی' زمینداران قوم ڈھول نے جن کی ملکیت میں وہ زمین تھی حضرت کو وہاں سے اُٹھا دیا' حضرت نے دوسری جگہ قیام کیا' وہاں بھی یہی معاملہ وقوع میں آیا' اس پر حضرت جلال میں آ گئے اور دریا کو حکم دیا کہ تُو یہاں سے ہٹ جا اور جگہ ہمارے رہنے کے لیے خالی کرو۔ پانی فی الفور وہاں سے کئی میل تک دور چلا گیا اور ایک گریوہ بلند جو دریا سے نکلا تھا' اس پر حضرت نے قیام فرمایا' کرامت حضرت کی جو زمینداروں نے دیکھی سب مرید ہو گئے اور اس مقام پر آبادی ہو گئی' مدت العمر حضرت وہاں ہی رہے آخر اٹھارویں شوال ۹۷۳ھ میں فوت ہو کر حجرہ میں دفن ہوئے اور مادۂ ''عبدالقادر ثانی'' سے حضرت کی تاریخ وفات ظاہر[1] ہے۔

(۸) سیّد حامد گنج بخش بن سید عبدالرزاق بن سیّد عبدالقادر ثانیؒ

خاندان قادریہ اعظمیہ میں سے یہ حضرت بڑے بزرگ صاحبِ شریعت وطریقت

---

[1] ملاحظہ ہو:

(۱) احمد علی استر آبادی: تذکرہ مقیمی (۱۱۷۲ھ) قلمی مخزونہ کتاب خانہ گنج بخش' اسلام آباد۔

(۲) محمد مقیم محکم الدین حجروی: دُرّ العجائب' حجرہ ۱۹۶۴ء

(۳) محمد بخش میاں: بوستان قلندری (تذکرہ حضرات حجرہ)' لاہور

(۴) عبدالباقی حجی: مقامات داؤدی خطی۔ مملوکہ محمد اقبال مجددی (میں لکھا ہے کہ حضرت داؤد کرمانی کے زمانۂ اعتکاف میں حضرت بہاء الدین حجروی ملاقات کے لیے آئے تو بوجہ اعتکاف ملاقات نہ ہو سکی۔

Marfat.com

وحقیقت ومعرفت تھے' ہزاروں خادم حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر مراتبِ تکمیل کو پہنچے' بادشاہانِ وقت بھی ان کی آستان بوسی کو اپنا افتخار جانتے تھے' تمام عمر انہوں نے عبادت و ریاضت میں گزاری اور اوچ میں سکونت رکھی' حضرت کے خلفائے کامل ومکمل بہت تھے چنانچہ سید شیر شاہ ملتانی اور شیخ داؤد کرمانی حضرت کے کاملین خلفاء میں سے تھے' حضرت کی وفات ۹۷۸ھ[1] میں ہوئی اور بمقام اوچ میں مدفون ہوئے اور بعد ان کی وفات کے سید جمال الدین موسیٰ مسندِ مشیخت پر بیٹھے' "شیخ محبوبی" ان کی تاریخ وفات ہے۔

(۹) شیخ داؤد چونی وال شیر گڑھی قدس سرہٗ

پنجاب کے قادریہ بزرگوں سے یہ حضرت صاحب حال وقال وشریعت و طریقت مشہور ہیں' شام سے صبح تک یہ حضرت عبادت میں مصروف رہتے' تمام رات کبھی سوتے نہ تھے اور عبادت کا یہ حال تھا کہ تمام رات کبھی قیام اور کبھی سجود اور کبھی رکوع اور کبھی قعدہ میں گزر جاتی اور کثرتِ ریاضت سے ایک طرح کی نسبت خاص ان کو حضرت غوث الاعظمؒ کے ساتھ پیدا ہوئی اور حضرت کی باطنی اجازت سے یہ حضرت سید حامد گنج بخش کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مراتب تکمیل کو پہنچے' خرقۂ خلافت حاصل کیا' صاحب شجرۃ الانوار ان کا شجرہ نسب اس طرح امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ملاتے ہیں کہ سید داؤد بن سید فتح اللہ کرمانی بن سید مبارک بن سید قمیص اللہ بن صفی الدین آدم کرمانی بن سید نقی الدین احمد بن عبدالمجید بن سید عبدالحفیظ بن سید عبدالرشید بن ابوالقاسم بن سید ابوالمکارم بن سید ابوالمحاسن بن سید ابوالفیض بن سید ابوالفضل بن سید عبدالباقی بن سید ابوالمعانی بن

---

[1] سید حامد گنج بخشؒ کا انتقال ۱۹ ذی قعدہ ۹۷۸ھ میں ہوا' اپنے دادا حضرت شیخ عبدالقادر ثانیؒ کے مرید تھے۔ (عبدالحق' شیخ: اخبار الاخیار ص ۱۹۴)

Marfat.com

سید عبدالوہاب بن سید ابوالحیات بن سید محمد بن سید محمد ماہ بن سید شاہ محمد پیر بن سید مسعود بن سید محمود بن سید ابوالاحمد بن سید داؤد بن سید ابوابراہیم اسمٰعیل بن سید محمد اعرجی بن موسیٰ مبرقع بن امام موسیٰ رضا رضوان اللہ عنہم اجمعین۔

مگر ایک اور شجرہ میں اس طرح صحت ہوئی کہ سید محمد اعرجی بن سید موسیٰ مبرقع بن امام محمد تقی بن امام علی موسیٰ رضا۔ کیونکہ سید مبرقع کوئی صاحبزادہ حضرت امام رضا کا نہ تھا' صاحب سفینۃ الاولیاء لکھتا ہے کہ اول سید فتح اللہ والد بزرگوار ان کا عرب سے ہند میں آیا اور بمقام ہیبت پور پٹی سکونت اختیار کی' پھر وہاں سے قصبہ چونیاں میں رہائش کی' جب وہ مر گئے تو سیّد داؤد ان کے مرنے کے چار ماہ بعد پیدا ہوئے اور مولانا اسمٰعیل لاہوری کی خدمت میں حاضر ہو کر علومِ ظاہری سے بہرہ کامل پایا' پھر باطنی علوم حاصل کرنے میں مشغول ہوئے' وفات حضرت کی ۹۸۲ھ میں اور مزار گوہر بار بمقام شیر گڑھ زیارت گاہ خلق اللہ ہے اور ہر سال بڑا ہجوم حضرت کے مزار پر ہوتا ہے اور تاریخ وفات حضرت کی ''پیر حق پرست'' سے ظاہر ہوتی ہے اور ''مشتاق منان'' مادۂ تاریخ درج اخبار الاخیار[1] ہے۔

---

[1] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو:

(۱) ابوالمعالی شاہ لاہوری: نغمات داؤدی بحوالہ عبدالقادر بدایونی: منتخب التواریخ ص ۱۸۸

(۲) عبدالباقی بن جان محمد جھجی قادری: مقامات داؤدی ۱۰۵۶ھ مکتوبہ ۱۲۰۱ھ قلمی مملوکہ محمد اقبال مجددی

(۳) عبدالقادر بدایونی: منتخب التواریخ نولکشور ایڈیشن ۲۸۷۔۲۹۱

(۴) نظام الدین احمد: طبقات اکبری۔ ۱۱

(۵) عبدالحق' شیخ: اخبار الاخیار ص ۱۹۴ تا ۱۹۵

(۶) غوثی: اذکار ابرار ترجمہ گلزار ابرار ۲۰۷

(۷) دارا شکوہ: سفینۃ الاولیاء ۱۹۳

Marfat.com

(۱۰) شیخ بہلول قادری قدس سرہٗ

یہ حضرت قادریہ سلسلہ میں بڑے شیخ مشہور ہیں' شاہ لطیف بری سے فیض پایا' سہروردیہ فیض بھی اسی سلسلہ میں تھا کہ شاہ لطیف نے سوائے حیات المیر زندہ پیر کے شیخ نصیرالدین قریشی ملتانی سے بھی فیض حاصل کیا تھا' شیخ بہلول نے سفر بہت کیا اور بڑے بڑے بزرگوں سے فیض باطنی پایا چنانچہ اول بمقام نجف اشرف پھر کرکربلائے معلیٰ میں جا کر اعتکاف کیا' وہاں سے مکہ معظمہ میں جا کر مناسک حج ادا کیے' پھر مدینے میں جا کر کئی مہینے خلوت اختیار کی' وہاں سے بغداد میں جا کر روضۂ عالیہ غوث الاعظمؒ میں جا کر چہلم تک معتکف رہے' پھر مشہد مقدس میں جا کر فوائد حاصل کیے پھر کوہ پنج شیر غازی پر جا کر ایک بزرگ سے جو قطب زمانہ کا تھا' نعمت باطنی پائی' آخر سال (۹۸۳) نو سو تراسی میں وفات پائی' مادۂ ''شیخ بہلول'' (۹۸۳ھ) سے حضرت کی سالِ وفات حاصل ہوتی ہے اور روضۂ مبارک چنیوٹ کے علاقہ میں ہے۔

(۱۱) شیخ ابواسحاق قادری لاہوری

یہ حضرت بڑے خلیفہ حضرت سیّد شیخ داؤد کرمانی کے تھے' علوم ظاہری و باطنی و اتقاء میں بوسیلہ اپنے پیر کے مدارج علیہ پہنچے' ہزاروں خوارق و کرامات ان سے سرزد ہوئیں' حضرت داؤد کی اجازت سے یہ حضرت لاہور میں آئے اور بمحلہ پیر عزیز مزنگ مغل کے سکونت اختیار کی' ہزاروں آدمی ان کی بیعت میں داخل ہوئے اور صدہا لوگوں نے تعلیم علوم وفقہ وحدیث وتفسیر کی پائی' آخر سال نو سو پچاسی ہجری میں وفات کی' روضہ حضرت کا موضع مزنگ میں جو لاہور سے جانب جنوب دو میل پر واقع ہے' زیارت گاہ خلق ہے۔[1]

[1] شیخ ابواسحاق لاہوری کا علم سلوک پر قلمی رسالہ ناطقہ' مخزونہ رضالائبریری' رام پور' (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

(۱۲) شاہ معروف چشتی و قادری

یہ بزرگ اول طریقہ چشتیہ میں اپنے والد بزرگوار کے جن کا شجرہ حسبی و نسبی حضرت فریدالدین گنج شکر کے ساتھ ملتا تھا' مرید تھے اور اسی طریق میں کامل ہوئے' من بعد جب شہرۂ کرامت و خوارق جاذب و استغراق حضرت سیّد مبارک حقانی کا ان کے کان میں پہنچا تو کمالِ شوق کے ساتھ بمقام لکھی جنگل ان کی خدمت میں پہنچے اور سلسلہ عالیہ قادریہ میں خرقہ خلافت حاصل کیا اور انہیں کی ذات بابرکات سے پنجاب میں سلسلۂ نوشاہیہ نے فروغ پایا' وفات حضرت کی سال نوسو ستاسی (۹۸۷) ہجری میں وقوع میں[۱] آئی۔

(۱۳) سیّد محمد نور بن سید بہاول شیر گیلانی

بڑے بیٹے اور خلیفے سید بہاول شیر گیلانی حجروی کے' خسران کے شاہ کمال بخاری[۲] تھے جن کا مزار قصبہ چونیاں میں ہے اور پیر جہانیاں کے خطاب سے مشہور ہیں' نقل ہے کہ جب سیّد بہاول شیر فوت ہو گئے' سیّد محمد نور[۳] حاضر نہ تھے' ان کی غیر حاضری ہی میں وہ دفنائے گئے' جب آئے تو باپ کے دیدار کے لیے سخت بے قرار ہوئے اور چاہا کہ قبر کھدوا کر باپ کا چہرہ دیکھیں' اس ارادے پر قبر پر خیمہ برپا کرایا (نصب کروایا) اور سب کو نکال کر (تخلیہ و تنہائی میں) اپنے

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) کے ترقیمہ میں مؤلف کا سالِ وفات ۹۷۴ھ درج ہے' ملاحظہ ہو: مقالہ ابواسحاق قادری لاہوری نوشتہ محمد اقبال مجددی' مشمولہ دانشنامۂ شبہ قارہ' تہران

۱۔ مفصل حالات کے لیے ملاحظہ ہو:
(۱) شرافت نوشاہی' شریف التواریخ جلد اوّل صفحہ ۸۵۳۔۸۶۴ قلمی مملوکہ مصنف مدظلہ

۲۔ مادرِ ایشاں دختر سید کمال بود کہ از کبریٰ سادات جوہر اند و سیّد جلال مذکور نیز از بطنِ ایں پاک دامن بودند (تذکرہ مقیمی قلمی ص ۱۷)

۳۔ معاصر ماخذ تذکرہ مقیمی' (ص ۱۷ و بعد) میں یہ نام نور محمد لکھا ہے جو درست سمجھنا چاہیے۔

ہاتھ سے قبر کو کھودا اور زیارت کی' اس وقت ناگہاں ایک معمار جو حضرت کے مریدوں میں سے تھا' بے اختیار اندر آ گیا مگر بسبب اس کے کہ بلا اجازت آیا تھا اندھا ہو گیا' چند سال کے بعد جب سیّد محمد نور کا ارادہ ہوا کہ باپ کی قبر پر گنبد بنائیں تو اس معمار نے عرض کی کہ اگر میں بینا ہو جاؤں تو مقبرہ حضرت کا میں خود بناؤں گا' فرمایا کہ دن بھر جب تو کام کرتا رہے گا' بینا رہے گا اور جب کام سے اُٹھے گا تو اندھا ہو جائے گا۔ چنانچہ جب تک مقبرہ تیار ہوتا رہا' ایسا ہی ہوتا رہا۔ وفات ان کی سال نو سو اٹھاسی ہجری میں وقوع میں[1] آئی۔

(۱۴) شاہ قمیص بن سید ابی الحیات گیلانی سادھوری

یہ بزرگوار بزرگان دین و مشائخ اہل یقین سے جامع شریعت و طریقت علوم ظاہری و باطنی ہوئے ہیں' شجرۂ نسب ان کا بچند واسطۂ درمیانی بحضرت محبوب سبحانی قطب ربانی سیّد سلطان شیخ عبدالقدر محی الدین قدس سرہٗ تک پہنچتا ہے' اس طرح پر کہ شاہ قمیص گیلانی بن سید ابی الحیات بن تاج الدین محمود بن بہاء الدین محمد بن جلال الدین بن شاہ داؤد بن جمال الدین علی بن ابی صالح نصر بن سید آفاق عبدالرزاق بن حضرت غوث الاعظم محی الدین عبدالقادر جیلانی ان کے باپ ابی الحیات اول بغداد سے ہند میں آئے اور چندے بنگال میں تشریف رکھی' پھر قصبہ سادھورہ خضر آباد جو انبالہ کے علاقہ میں ہے' آئے اور سکونت کی اور ایک شخص نصر اللہ نام نے جو عالم و عامل تھے' اپنی بیٹی ان کے نکاح میں دی' اس کے بطن سے سیّد شاہ قمیص پیدا ہوئے جو ولی مادر زاد تھے' باپ نے ان کو ظاہری اور باطنی تعلیم

---

[1] ملاحظہ ہو:

(۱) احمد علی استر آبادی: تذکرہ مقیمی، قلمی ص ۷ او بہ بعد

(۲) محمد مقیم ججروی: درالعجائب' مقدمہ' ججرہ

Marfat.com

دی، ہزاروں ان کی ذاتِ بابرکات سے کمالاتِ صوری و معنوی کو پہنچے، گویا سلسلہ قادریہ ان کی ذات بابرکات سے ہند میں شائع ہوا، ان کی اولاد[1] اب بھی سادھورہ میں رہتی ہے، اس زمانے کے پیروں میں سے ان کی ذات بھی مغتنمات سے ہے، وفات حضرت شاہ قمیص کی سوم ذی قعدہ سال نو سو بانوے ہجری (میں) وقوع میں آئی اور مقبرہ سادھورہ میں ہے۔

(۱۵) سیّد موسیٰ پاک شہید قدس[2] سرہٗ

فرزند دل بند حضرت سیّد حامد گنج بخش گیلانی اوچی صاحب مقامات بلند و مدارج ارجمند تھے، جب باپ کے روبرو انہوں نے تکمیل ظاہری و باطنی پائی تو

---

[1] شاہ قمیصؒ کی اولاد میں سے سید رحم علی شاہ (ف ۱۲۱۴ھ) بن شاہ محمد باقر بن شاہ محی الدین بن شاہ ابو محمد بن شاہ محمد قادری بن شاہ قمیص الاعظمی، سید رحم شاہ کے خلیفہ حاجی شاہ عبدالرحیم شہید اور ان کے خلیفہ حضرت میاں نور محمد جھنجھانوی اور ان کے خلیفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ تھے۔ ملاحظہ ہو۔

(۱) غوث محی الدین سید: شرف الانسان، دکن ۱۳۳۲ھ

(۲) روشن علی: تذکرہ اولیائے رائچور، مطبوعہ دکن

(۳) پیر محمد لاہوری: خوارقات شاہ قمیص، قلمی ذخیرہ آذر نمبر ۱۱۹۔T

[2] شیخ حامد گنج بخشؒ کی وفات کے بعد ان کے بیٹوں شیخ موسیٰ اور شیخ عبدالقادر میں سجادہ نشینی کے مسئلہ پر جھگڑا شروع ہوا جو عرصہ تک چلتا رہا۔ بقول بدایونی: درمیان شیخ عبدالقادر و شیخ موسیٰ برادرِ خوردش سالہائے دراز بر سر سجادۂ شیخت مناقشہ افتاد۔ (منتخب التواریخ جلد سوم ص ۹۱)

شیخ موسیٰ اوچ چھوڑ کر اکبر کے دربار میں آ گئے اور یہاں اکبر نے آپ کو پانچ سو کا منصب دیا۔ (ایضاً جلد ۲ ص ۴۰۴)

ملا بدایونی کا بیان ہے کہ مذہبی معاملات میں وہ بادشاہ کی بھی پروا نہیں کرتے تھے اگر وہ بادشاہ کے حضور میں ہوتے اور نماز کا وقت ہو جاتا تو دیوان خانہ میں خود اذان دے کر نماز باجماعت شروع کر دیتے تھے اور کسی کو ان کے روکنے کی جرأت نہیں ہوتی تھی۔ (ایضاً جلد سوم ۹۲) (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

بخطاب جمال الدین ابوالحسن مخاطب ہوئے۔ بڑے بڑے علماء فضلاء ان کے مرید بنے۔ چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی بھی انہیں کے مرید بااخلاص تھے۔ ان کو حضرت غوث الاعظمؒ کی روحانیت کے ساتھ ایک نسبت خاص تھی کہ ہر وقت حضور رہتا تھا اور صدہا دفعہ بیداری و خواب میں زیارت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مستفید ہوئے۔ تمام عمر انہوں نے ریاضت ومجاہدہ وعبادت وتعلیم وتلقین میں گزاری۔ آخر سال ایک ہزار ایک ہجری[1] میں بدخواہانِ قوم لنگاہ کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ روضہ حضرت کا ملتان میں زیارت گاہِ خلق اللہ[2] ہے۔

(۱۶) سیّد کامل شاہ لاہوری قدس سرہٗ

بزرگانِ خطہ لاہور سے بڑے بزرگ تھے' پہلے سلسلہ قادریہ میں بیعت کی اور بعد عبادات وریاضات ولی کامل ہوئے پھر بخدمت شیخ الہ داد مداری کے حاضر ہو کر فیض پایا' پنجاب میں لوگ ان کو دیوانِ کامل کہتے تھے' ورود ان کا لاہور میں

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ ۶ شوال ۹۸۵ھ/ ۱۵۷۷ء کو حضرت سید موسیٰ گیلانی کے دامن سے وابستہ ہوئے تھے' شیخ نے ان پر خاص توجہ فرمائی تھی (رسالہ وصیت قلمی بحوالہ خلیق احمد نظامی: حیات شیخ عبدالحق ۱۳۴)

شیخ موسیٰ پاک شہید کی ایک کتاب تیسیر الشاغلین (اوراد ومعمولات) بھی شائع ہو چکی ہے۔

[1] حضرت موسیٰ پاک شہید کا سالِ وفات ۱۰۰۱ھ غلط ہے بلکہ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے ''شمع جمع سیادت'' سے ۹۹۸ھ اخذ کیا ہے (بیاض خطی مخزونہ کتاب خانہ دانش گاہ پنجاب)

[2] ملاحظہ ہو:

(۱) بحر السرائر (احوال وعملیات وغیرہ شیخ موسیٰ پاک شہید) قلمی مملوکہ مولوی حکیم الہ بخش انصاری

(۲) عبدالحق دہلوی' شیخ: اخبار الاخیار ۴۔۱۹۳

(۳) عبدالقادر بدایونی: منتخب التواریخ ۳/۶۳ (طبع تہران)

(۴) موسیٰ پاک شہید شیخ: تیسیر الشاغلین' مطبوعہ فیروز پور ۱۳۰۹ھ

Marfat.com

اکبر بادشاہ کے وقت بخارا سے ہوا اور موضع بابوسابو[1] میں ساتھ سکونت رکھی اور وہیں سال ایک ہزار پانچ میں فوت ہو کر مدفون ہوئے۔[2]

(۱۷) شیخ حسین المشہور بہ لال حسین لاہوری قدس سرہٗ

شیخ بہلول دریائی کے خلیفوں سے یہ بزرگ صاحب حال و جذب وشوق و ذوق و وجد و سماع مشہور ہیں' طریق ان کا ملامتیہ[3] تھا' پوشاک سرخ رکھتے تھے' اس لیے لال حسین مشہور ہوئے' ان کا دادا (کلجس رائے) ہندو تھا' جس نے فیروزشاہ تغلق کے وقت میں اسلام قبول کیا' اس کا بیٹا عثمان دیندار آدمی تھا اور جولاہوں کے کام سے قوتِ حلال پیدا کر کے گزارہ کرتا' اس کے گھر شیخ حسین پیدا ہوئے' سات برس[4] کی عمر میں یہ ایک فاضل ابوبکر نام کے پاس قرآن پڑھتے تھے کہ ناگاہ ایک روز شیخ بہلول کا گزر اس مسجد میں ہوا اور حضرت کی نظر فیض اثر حضرت حسین پر ایسی ہوئی کہ خُردسالی کی عمر میں ہی ولی کامل ہو گئے' من بعد حضرت مدت مدید عبادات و ریاضاتِ شاقہ میں مصروف رہے اور کئی چلّے مزار گوہر بار علی مخدوم گنج بخش ہجویریؒ پر کیے اور تکمیل کو پہنچے' حضرت کے خوارق و کرامات بے تعداد درج کتاب حقیقۃ الفقراء[5] ہیں اور چند ان میں سے درج کتاب

۱۔ درمیان نیستاں متصل موضع بابوسابو طرح اقامت انداخت (خزینہ ۱/۱۴۱)

۲۔ عبدالرحیم نامی شخص پسر دار خاص شاہی مریدوی بود (ایضاً)

۳۔ صوفیہ کے ایک سلسلہ کا نام ملامتیہ ہے۔

۴۔ حقیقۃ الفقراء میں بعمر دس سال ۹۵۵ھ میں حافظ ابوبکر کی شاگردی اختیار کرنے کا ذکر ہے (ص ۴۷)

۵۔ حقیقۃ الفقراء شیخ محمود معروف بہ پیر محمد نے شاہ حسین کے حالات و کرامات پر ۱۰۷۱ھ کو فارسی نظم میں لکھی' جسے مجلس شاہ حسین' لاہور نے ۱۹۶۶ء میں شائع کر دیا تھا۔ اس کا اردو منثور ترجمہ بھی چھپ چکا ہے' یہ کتاب زیادہ تر سماعی حکایات پر مبنی ہے۔ بغیر کسی تحقیق کے رطب و یابس اس میں شامل کر دیا گیا ہے' جس سے شاہ حسین کی ذات پر کئی الزامات عائد ہوتے ہیں۔

خزینۃ الاصفیاء بھی ہیں، اس مختصر میں ان کی گنجائش نہیں، اس لیے ترک کی گئیں۔
حقیقۃ الفقراء میں لکھا ہے کہ خادم کامل و مکمل شیخ حسین کے نو ہزار کس تھے اور مرید ایک لاکھ پچیس ہزار، ان میں سے سولہ خلفاء نامی گرامی ہوئے جن میں سے چار تو مخاطب بہ خطاب غریب تھے اور چار کا خطاب دیوان اور چار کا خطاب خاکی اور چار کا خطاب بلاول تھا، چار غریب تھے، یہ پہلا شاہ غریب بمقام رتی ٹھٹہ متصل وزیر آباد مدفون ہے، دوم شاہ غریب لنگرمی والے ضلع وزیر آباد میں، تیسرا شاہ غریب بمقام چیلا پور علاقہ دکن میں مدفون ہے، چوتھے شاہ غریب کی قبر حضرت کی قبر کے پاس ہے اور چاروں دیوانوں میں سے پہلے دیوان حضرت کے معشوق و محبوب شیخ مادھو[1] دوسرے دیوان گورکھ، تیسرے اللہ دیوان لاہور میں مدفون ہیں۔ چوتھے دیوان بخشی بیجاپور دکن میں اور چار خاکی پہلا مولا بخش خاکی، دوسرا خاکی شاہ لاہور میں مدفون ہیں۔ تیسرے خاکی شاہ وزیر آباد میں، چوتھے حیدر خاکی دکن میں آسودہ ہیں اور چار بلاول اول شاہ رنگ بلاول، دوم بدھو بلاول، سوم شاہ مست بلاول لاہور میں، چہارم شاہ بلاول دکن میں مدفون ہیں، ولادت باسعادت شاہ حسین کی سال نو سو پینتالیس اور وفات[2] ۱۰۰۸ھ بعہد شاہ اکبر وقوع میں آئی اور

---

[1] رجوع کنید بہ احوال مادھو کتابِ ہذا۔

[2] شاہ حسین کے سالِ وفات میں اختلاف ہے، تمام مقامی کتب تاریخ میں آپ کا سال وفات ۱۰۰۸ھ/ ۱۵۹۹ء لکھا ہوا ہے، ان میں حقیقت الفقراء ۱۰۷۱ھ قدیم ترین ہے، اس کے ۲۵ سال بعد ۱۰۹۶ھ میں مفتاح العارفین تالیف ہوتی ہے جس میں سالِ وفات ۱۰۱۳ھ درج ہوا ہے۔ (عبدالفتاح: مفتاح العارفین قلمی ورق ۲۲۹۔الف) جس سے قیاس کیا جا سکتا ہے کہ حقیقت الفقراء میں مندرج سالِ وفات مشکوک ہے لیکن معاصر مؤرخ ملا عبدالقادر بدایونی نے وضاحت کی ہے کہ نجات الرشید کی تصنیف ۹۹۹ھ/ ۱۵۹۰ء کے دوران مجھے لاہور میں معلوم ہوا کہ شاہ حسین ایک خوش الحان مغنیہ کا نغمہ سن کر بے خود ہو کر مکان کی چھت (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

مزار گوہر بار لاہور میں[1] ہے۔ قطعۂ تاریخ:

طالبِ عشق و عاشق جانباز ماہِ عالم حسین نور العین
گفت خوشحال دل بتولیدش سال ترحیل شمع عشق حسین ۹۴۵ھ

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) سے گرے اور فوت ہو گئے (نجات الرشید ص ۳۲۰) اس لیے ہمارے نزدیک معاصر مؤرخ بدایونی کے بیان کو دیگر متاخر تذکرہ نویسوں کے بیانات پر ترجیح حاصل ہے۔ تحقیق کا حاصل یہ ہے کہ شاہ حسین کا صحیح سال وفات ۹۹۹ھ ہے نہ کہ ۱۰۰۸ھ۔

[1] شاہ حسین ابتداء میں ایک راسخ العقیدہ مسلمان تھے، پھر اچانک اپنے استاد شیخ سعد اللہ لاہوری (ف ۹۹۹ھ/۱۵۹۰ء) سے تفسیر مدارک پڑھ رہے تھے کہ جب استاد نے آیت ''وما الحیوٰۃ الدنیا الا لھو ولعب'' (قرآن ۳۲۔ انعام ۶) کے معنی بیان کیے تو شاہ حسین سمجھے کہ دنیا محض لہو ولعب کا نام ہے، شاہ حسین نے استاد سے کہا۔ مجھے حال درکار ہے قال نہیں، آپ نے طالب علمی کی زندگی ترک کر کے طریقہ ملامتیہ اختیار کیا (حقیقت الفقراء ۵۷۔۶۴) ہمارا خیال ہے کہ شاہ حسین اپنے استاد شیخ سعد اللہ ملتانی ثم لاہوری کے نظریات سے ضرور متاثر ہوئے ہوں گے، شیخ سعد اللہ اکثر ملامتی مکتبہ فکر کی ترجمانی کرتے تھے، معاصر مؤرخ نظام الدین احمد نے واضح طور پر شیخ سعد اللہ کے بارے میں لکھا ہے۔ ''بردشِ ملامتیہ سلوک می نمود'' (طبقات اکبری، لکھنؤ ص ۳۹۱) لیکن یہ حقیقت ہے کہ شاہ حسین نے آخری عمر میں تمام خلافِ شرع حرکات سے توبہ کر لی تھی اور صوم وصلوٰۃ کے پابند ہو گئے تھے اور اسی حالت میں وصال فرمایا تھا (عبداللہ خویشگی قصوری: معارج الولایت، قلمی۔ ورق ۵۱۹ ب) عبداللہ خویشگی نے ہی غایت درجہ پابند شریعت بزرگ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت شیخ محمد طاہر لاہوری (ف ۱۰۴۰ھ) کا شاہ حسین کے بارے میں ایک قول نقل کیا ہے کہ ''اگر مجھے علمائے ظاہر کے طعنوں کا خدشہ نہ ہوتا تو میں اکثر شیخ حسین کے مزار پر جا کر استمداد کرتا'' (ایضاً: اخبار الاولیاء قلمی۔ ورق ۱۵۴ ب) اس قول سے ہم یہ نتائج اخذ کر سکتے ہیں: (۱) اس قول سے اس خبر کو مزید تقویت ملتی ہے کہ شاہ حسین نے آخر عمر میں غیر مشروعہ افعال سے توبہ کر لی تھی (۲) شیخ محمد طاہر لاہوری کی مزار شاہ حسین پر حاضری اور استمداد کی آرزو (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

(۱۸) شاہ شمس الدین قادری لاہوری قدس سرہٗ

لاہور کے بزرگوں میں سے یہ بزرگ بڑے بزرگ صاحب مراتب عالیہ و مقامات جلیلہ تھے، حضرت شاہ ابواسحاق قادری لاہوری سے انہوں نے نعمتِ خلافت پائی اور لاہور ہی میں سکونت رکھ کے مشغول تدریس و تلقین ہوئے، دنیا کے طالب بھی ان کی خدمت میں حاضر ہو کر کبھی خالی نہ جاتے، شاہ جہانگیر بادشاہ ان کا کمال معتقد تھا، ہر سال جب کشمیر کے سفر کو جاتا، ان کی خدمت میں حاضر ہوتا

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ شاہ حسین ایک راسخ العقیدہ مسلمان تھے اور ان کی ولایت مسلمہ تھی۔

شاہ حسین کی اس وقت تک دو تصنیفات یعنی کافیاں پنجابی اور رسالہ تہنیت (فارسی نثر) منصۂ شہود پر آئی ہیں، رسالہ تہنیت میں تصوف کے مسائل سہل طریقے سے پیش کیے ہیں، راقم محمد اقبال مجددی کی تصحیح و تقدیم کے ساتھ اس رسالہ کا مکمل متن مجلّہ معارف اعظم گڑھ اگست ۱۹۷۰ء اور پھر صحیفہ، لاہور جولائی ۱۹۷۲ء میں چھپ چکا ہے۔

ملاحظہ ہو:

(۱) شاہ حسین: کافیاں مرتبہ چوہدری محمد افضل، لاہور ۱۹۶۷ء

(۲) ایضاً: تہنیت مرتبہ محمد اقبال مجددی، مشمولہ صحیفہ، لاہور جولائی ۱۹۷۲ء

(۳) عبدالقادر بدایونی: نجات الرشید ۹۹۹ھ مرتبہ ڈاکٹر سیّد معین الحق، لاہور ۱۹۷۲ء ص ۳۲۰

(۴) داراشکوہ: حسنات العارفین، لاہور ص ۱۷۔ ص ۴۷

(۵) پیر محمد: حقیقت الفقراء (۱۰۷۱ھ) لاہور ۱۹۶۵ء

(۶) عبدالفتاح بن محمد نعمان بدخشی: مفتاح العارفین قلمی ذخیرہ شیرانی ۱۶۱۳، ورق ۲۲۹۔ الف

(۷) عبدی، عبداللہ خویشگی قصوری: اخبار الاولیاء (۱۰۷۷ھ) قلمی مملوکہ مولانا محمد طیب ہمدانی قصور، ورق ۱۵۴۔ الف، ب

(۸) ایضاً: معارج الولایت، قلمی ذخیرہ آذر نمبر 25H۔ ورق ۵۱۹، الف۔ ب

(۹) محمد اقبال مجددی: ''مادھولال حسین'' مقالہ مشمولہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب

ان کے کامل ومکمل مرید بہت تھے' چنانچہ شاہ بلال لاہوری بھی ان کے کامل خلفاء میں سے ہیں' وفات ان کی سال ایک ہزار اکیس (۱۰۲۱) ہجری میں ہوئی اور روضہ منورہ لاہور میں ہے۔

(۱۹) عاشق لاؤبالی شاہ خیرالدین ابوالمعالی لاہوری قدس سرہٗ بن سیّد رحمۃ اللہ بن سیّد فتح اللہ کرمانی قادری قدس سرہٗ

یہ بزرگ برادر زادہ حقیقی شیخ داؤد کرمانی شیر گڑھی کے ہیں اور نہیں کے مرید تھے' تیس سال تک یہ اپنے پیر روشن ضمیر کی خدمت میں حاضر رہ کر تکمیل کو پہنچے اور بعد عطائے خرقہ خلافت لاہور کو مامور ہوئے' راستے میں جس جس مقام پر یہ منزل گزیں ہوئے' چاہ وباغیچے وتالاب پختہ بنوائے جواب تک جھوکھائی عبدالمعالی مشہور ہیں' لاہور میں آ کر انہوں نے قبولِ عظیم حاصل کیا اور ہزاروں مرید و خادم ہوئے' ادنیٰ کرامت ان کی یہ تھی کہ مرید ان کا بیعت کے روز ہی حضرت غوث الاعظم کی زیارت سے مستفید ہو جاتا تھا' ان کو ایک نسبت خاص حضرت غوث الاعظم کے ساتھ تھی اور اعتقاد حد سے زیادہ تھا' کتاب تحفہ القادریہ غوث الاعظم کے خوارق و کرامت کے ذکر میں ان کا تالیف کیا ہوا مشہور اور دیوان اشعار ان کی اولاد کے پاس موجود ہے' اولاد ان کی لاہور میں سکونت پذیر ہے مگر افسوس کہ ایسے عالم و فاضل وولی کی اولاد علم سے بے بہرہ ہے' ولادت شاہ ابوالمعالی کی سال نو سو ساٹھ (۹۶۰ھ) اور وفات سال ایک ہزار چوبیس (۱۰۲۴ھ) میں واقع ہوئی۔[1]

---

[1] حضرت شاہ ابوالمعالی' شیخ داؤد کرمانی شیر گڑھیؒ کے برادر زادے' داماد اور خلیفہ تھے' قادریہ سلسلہ کی نشرواشاعت کے لیے انہوں نے مسلسل اور انتھک کوششیں کی تھیں' آپ کی تصانیف میں سے تحفۃ القادریہ' نغماتِ داؤدی (درحالت مرشد خود شاہ ابوالمعالی' (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

(۲۰) شیخ محمد طاہر لاہوری قادری و نقشبندی قدس سرہٗ

مرید و خلیفہ شاہ سکندر نبیرہ کمال کیتھلی جامع عبادات و ریاضات و علوم دینی و دنیوی و رموزاتِ صوری و معنوی و خوارق و کرامت و جذبات وَ الہامات تھے' پہلے انہوں نے تکمیل اپنے مرشد ارشد شاہ سکندر کیتھلی کی خدمت (میں) پائی' پھر بخدمت امام ربانی مجدد الف ثانی پیر احمد فاروقی سرہندی حاضر ہو کر فوائد عظیم حاصل کیے اور ان کے ارشاد سے لاہور میں آ کر بہدایتِ خلق مصروف ہوئے۔ ہزاروں لوگ ان کے ارشاد کی برکت سے مراتب عالیہ پر پہنچے' یہ حضرت تمام عمر کسی دولت مند کے پاس نہ گئے اور نہ ان کو اپنے دربار میں بار دیا' کتب احادیث و

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) اس کا ذکر بدایونی نے کیا ہے۔ منتخب التواریخ ۲۸۸) مونس جان' زعفران زار' گلدستہ باغ ارم (قلمی مملوکہ محمد اقبال مجددی) شرح یازدہ بیعت حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ (قلمی مملوکہ محمد اقبال مجددی) شعر بھی کہتے تھے' غربتی تخلص کرتے تھے۔

(ظہور الدین احمد: شاہ ابوالمعالی (شاعر) مقالہ مشمولہ نذر رحمٰن)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے تصنیفی کارناموں میں بھی ایک حد تک شاہ ابوالمعالی کے مشورہ اور اصرار کو دخل تھا' فتوح الغیب اور مشکوٰۃ کی شرح انہیں ہی کے اصرار کا نتیجہ ہیں۔

مزید حالات کے لیے ملاحظہ ہو:

عبدالحق دہلوی' شیخ: اخبار الاخیار ۱۹۵

بدایونی' عبدالقادر: منتخب التواریخ ۲۸۸۔۳۱۳۔۳۱۴

عبدالحق' شیخ: شرح فتوح الغیب ص ۴۲۱

ایضاً: کتاب المکاتیب و رسائل ۲۲۷

خلیق احمد نظامی: حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی ۲۲۶/۲۲۹

عبدالحی حسنی: نزہۃ الخواطر ۵/۳۲۔۳۴

غلام سرور مفتی: خزینۃ الاصفیاء ۱/۱۴۹

ظہور الدین احمد: شاہ ابوالمعالی' شاعر' مقالہ مشمولہ نذر رحمٰن' لاہور ۱۹۶۶ء

Marfat.com

تفاسیر کی کتابت حضرت کرتے اور ہدیہ کر کے گزارۂ اوقات کرتے اور رات بھر خدام کی تلقین اور عبادتِ الٰہی میں گزارتے' سلسلہ قادریہ میں یہ بزرگ اپنے عہد کے قطبِ وقت تھے' کوئی سائل دین و دنیا کا جوان کے دروازے پر آیا خالی نہ گیا' سیّد آدم نبوڑی مجددی نقشبندی نے جب ان کی بزرگی کا شہرہ سنا پاپیادہ بنور سے لاہور میں آیا اور فیض یاب[1] ہوا' وفات ان کی بروز پنجشنبہ وقت چاشت آٹھویں محرم سال ایک ہزار چالیس ہجری میں ہوئی اور عمر چھپن برس کی پائی اور حضرت فرماتے تھے کہ میری وفات کے بعد جو شخص میرے احاطۂ مزار[2] میں مدفون ہوگا' میں نے خدا سے مانگا ہے کہ وہ جنتی ہوگا۔

قطعۂ تاریخ

شیخ طاہر پاک باز و پاک دین	اوج عرفان پر تھے مثل آفتاب
جب گئے دنیا سے سال خاتمہ	ہوگیا روشن کہ روشن آفتاب[3]

---

[1] حضرت شیخ آدم نبوڑی لکھتے ہیں:

ایں نسبت جذبہ را از حضرت شیخ طاہر لاہوری کہ خلفائے کبار حضرت پیر ماست' یافتہ ام و ایں نسبت در اہل ایں طریقہ بر روح کمتر تاثیری تواند نمودن' بنا بر آنکہ اول نسبت جذبۂ ایں بزرگواران از روح بقلب بظہور کردہ بسرعت بہ بدن متاثری گردد و ہم در اوائل نسبت آگاہی بے چونی بروح می رسد' پس بقلب بخلاف اہل طرق دیگر کہ تا دیر آں نسبت آگاہی بی کیف در ابتدأ شان میسر من گردد و نسبت جذبہ قادریہ در اوائل حال از روحانیت حضرت شیخ عبدالقادر جیلیؒ یافتہ بودم اما برقا و در وسطِ حال خود ایں نسبت را ہم از خدمت شیخ طاہر مذکور من حیث استقرار یافتم و ایشاں را ایں نسبت بتوسط شاہ اسکندر نبیرہ شاہ کمال کیتھلی رسیدہ بود علیہم رحمۃ (آدم بنوری' شیخ: خلاصۃ المعارف جلد دوم قلمی ورق ۲۵۹ ب)

[2] موجودہ مزار جناب پیر بشیر حسین گیلانی مدظلہ کا تعمیر کردہ ہے' ان کا کہنا ہے کہ جدید تعمیر کے لیے مزار کی کھدائی کی گئی تو قدیم مزار بالکل مزار حضرت مجدد الف ثانیؒ کی طرز پر بنا ہوا تھا۔

[3] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

(۲۱) شیخ محمد میر المشہور بہ میاں میر قادری لاہوری قدس سرہٗ

یہ بزرگ حضرت شیخ خضر سیستانی کے خلیفہ تھے۔ ان کا شجرہ اس طرح پر کتابوں میں لکھا ہے کہ میاں میر لاہوری[1] مرید و خلیفہ شیخ خضر سیستانی اور وہ مرید

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) محمد ہاشم کشمی: زبدۃ المقامات ۳۴۰/۳۴۶

بدرالدین سرہندی: حضرات القدس۔ دفتر دوم ۲۸۸/۲۹۶

کمال الدین محمد احسان: روضیۃ القیومیہ۔ رکن اوّل ۳۲۶/۳۲۸

نامی غلام دستگیر: تاریخ جلیلہ ۲۰۹ عبدالحی حسنی: نزہۃ الخواطر ۵/۳۸۱

نور احمد چشتی: تحقیقات چشتی ۱۶۳/۱۷۱

عبداللہ خویشگی قصوری: اخبار الاولیاء، قلمی ورق ۱۵۶اب' ۱۵۴ب

عبدالفتاح بن محمد نعمان بدخشی: مفتاح العارفین، قلمی، ذخیرہ شیروانی' کتب خانہ دانش گاہ پنجاب

شاہ محمد قریشی: مخزن ہدایت و مرات المعرفت ۱۲۸۱ھ، قلمی، ذخیرہ آذر، دانش گاہ پنجاب نمبر ۸۲۳۱' ورق ۵۰ب ۵۱

نور احمد چشتی: تحقیقات چشتی ۱۶۳/۱۷۱

[1] آپ کا نام میر محمد اور لقب میاں میر اور شاہ میر تھا' میاں مقامی زبان میں صاحب کے معنوں میں اور جیو عزت و تعظیم کے لیے مستعمل ہے (داراشکوہ: سکینۃ الاولیاء ۲۵) آپ کی ولادت سیوستان میں ۹۵۷ھ/۱۵۵۰ء کو ہوئی (ایضاً: سکینۃ الاولیاء ۹۵) والد کا نام قاضی سائیں دتا بن قاضی قلندر فاروقی تھا' آپ کا شجرہ نسب از روئے سکینۃ الاولیاء یہ ہے:

قاضی سائیں دتا بن قاضی قلندر فاروقی

قاضی بولن | میاں میر لاہوری | قاضی عثمان | قاضی طاہر | قاضی محمد | بی بی جمال خاتون | بی بی بادی

لاہور میں مولانا سعد اللہ لاہوری اور اخوند نعمت اللہ سے مروجہ علوم کی تحصیل کی (ایضاً ص ۳۱) تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو:

داراشکوہ: سفینۃ الاولیاء ۶۹_۷۳

ایضاً: سکینۃ الاولیاء (دراحوال و مقامات حضرت میاں میرؒ) تہران ۱۹۶۵ء (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

احمد اور وہ مرید سید احمد اور وہ مرید سیّد عابد کبیر اور وہ مرید سید ابوالقاسم اور وہ مرید شیخ موسیٰ حلبی اور وہ مرید شاہ ابوبکر اور وہ مرید شاہ داؤد اور وہ مرید شاہ سلیمان اور وہ مرید شیخ زید اور وہ مرید شیخ قرشی اور وہ مرید حضرت قطب الآفاق سید عبد الرزاق اور وہ مرید اپنے والد ماجد محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر گیلانی قدس اللہ سرہم العزیز کے تھے' ان کے باپ کا نام قاضی سائیں دتہ بن قاضی قلندر فاروقی اور والدہ کا نام بی بی فاطمہ بنت قاضی قادن تھا' سیوستان میں آپ پیدا ہوئے' سات برس کی عمر میں ان کے باپ فوت ہو گئے' بارہ برس کی عمر میں علومِ دینی کی تعلیم سے فارغ ہوئے اور اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت میں بسلسلۂ عالیہ قادریہ بیعت کر کے مصروف بعبادات وریاضات ہوئے' جب صفائی حاصل ہوئی تو اپنی والدہ کی اجازت سے شیخ خضر سیستانی کی خدمت میں آئے اور تکمیل پائی اور بعد حصول خرقہ و خلافت پیر روشن ضمیر کے ارشاد سے لاہور میں پہنچے اور سکونت اختیار کی' ان کی ریاضت کا یہ حال تھا کہ رات کو کبھی نہ سوتے اور حبس دم کی یہ حالت تھی کہ ایک دم میں تمام رات گزر جاتی تھی اور ایک ہفتہ کے بعد روزہ افطار ہوتا تھا اور کبھی بحالتِ جذب و استغراق ایک ایک ماہ تک طعام کھانے کی نوبت نہ پہنچتی تھی' حضرت کے خوارق و کرامت کے حال میں شہزادہ داراشکوہ نے ایک کتاب سکینۃ الاولیاء نام لکھی ہے۔

اس میں سب حال درج ہے' ولادت حضرت میاں میر کی بقول صاحب سفینۃ اولیاء سال نوسو ستاون اور وفات ۱۰۴۵ھ میں ہوئی اور عمر ستاسی برس کی اور حضرت

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) عبدالحمید لاہوری: بادشاہ نامہ جز اوّل ص ۱۲۔۲۵۔۳۲۹۔۳۳۱۔۳۳۳۔۳۳۶

محمد صالح کنبو لاہوری: عمل صالح ۳۵۷۔۳۶۰ جلد سوم

قانع ٹھٹھوی: تحفۃ الکرام ص ۴۳۴۔۴۳۵ (اُردو ترجمہ)

ایضاً: مقالات الشعراء' حواشی از سیّد حسام الدین راشدی ۵۰۰۔۵۰۳

عبدالحی: نزہۃ الخواطر ۵/۳۹۲

پچیس سال کی عمر میں لاہور میں تشریف لائے اور ساٹھ برس تک قیام رکھا اور حضرت میاں میرؒ کے چار بھائی اور تھے اور دو بہنوں اور بھائیوں سے ایک کا نام میاں قاضی اور دوسرے کا قاضی عثمان' تیسرے کا قاضی طاہر' چوتھے کا قاضی محمد نام تھا اور بہنوں کا نام بی بی بادی اور بی بی جمال خاتون تھا' روضہ حضرت کا لاہور میں زیارت گاہ خلق اللہ ہے۔

قطعہ تاریخ

میر دنیا و دیں میاں میر ست	واقف راز و محرم اسرار
ہست میر بہشت تولیدش	ہم میاں میر چشمۂ انوار
ہادی صدق میر اشرف خوان	وصل آں شاہ زبدۂ اخیار
نیز فیاض حق و لی آمد	ہم میاں دستگیر اے یار

(۲۲) سیّد شاہ بلاول[1] بن سیّد عثمان بن سیّد عیسیٰ قادری لاہوری قدس سرہٗ

مشائخ متاخرین میں سے یہ حضرت نہایت متقی و متشرع و صائم و قائم و عابد و

---

[1] شاہ بلاول لاہوری اپنے وقت کے جید عالم تھے۔ شاہ جہاں اور داراشکوہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہتے تھے' آپ کے حالات پر ایک رسالہ آپ کے پوتے شیخ عبدالغنی کے حینِ حیات لکھا گیا تھا' اس کا مصنف بعض روایتیں ان کی زبانی بیان کرتا ہے' عبدالغنی بن شیخ محمد حیات بن شاہ بلاول کا ذکر بھی اسی رسالہ میں ہے' تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو:

عبدالحمید لاہوری: بادشاہ نامہ جلد دوم جز دوم ۳۳۴

محمد صالح کنبولاہوری: عمل صالح جلد سوم ۳۶۱

داراشکوہ: سکینۃ الاولیاء مطبوعہ تہران ۵۰۔۱۲۶

: رسالہ در حالات شاہ بلاول اردو ترجمہ' ناشر ملک فضل الدین' لاہور

مقصود ناصر: تاریخ شیخوپورہ' لاہور ۱۹۶۳ء ۳۰۲۔۳۰۵

شیخ بلاول لاہوری نے غنیۃ الطالبین کا فارسی میں ترجمہ کیا تھا' جس کا خطی نسخہ مولوی محمد یعقوب فراہی (تاجر مخطوطات) کوئٹہ کے پاس دیکھا تھا۔

Marfat.com

زاہد تھے' خرقہ فقراء انہوں نے حضرت خواجہ شمس الدین لاہوری سے پایا' بزرگ ان کے ہمایوں بادشاہ کے ساتھ ہرات سے ہند میں آئے' بادشاہ نے قصبہ شیخوپورہ ان کی جاگیر میں دیا اور وہ اسی مقام پر سکونت پذیر رہے' ولادت شاہ بلاول کی بھی اسی مقام پر ہوئی۔ کتاب محبوب الواصلین میں لکھا ہے کہ یہ بزرگ مادرزاد ولی تھے' سات برس کی عمر میں ایک روز حضرت کے ہمسائے کا ایک لڑکا جو آٹھ برس کا تھا' مر گیا' اس کے ماں باپ رونے لگے' شاہ بلاول مُردہ کی چارپائی کے پاس جا کھڑے ہوئے اور کہا کہ اے دوست! بے وقت سونا کیا ضروری ہے' اُٹھ بیٹھ کہ آپس میں کھیلیں' لڑکا فی الفور زندہ ہو گیا اور اُٹھ کر ان کے ساتھ روانہ ہوا' حضرت نے تعلیم ظاہری مولانا ابوالفتح لاہوری سے پائی اور تلقین حضرت شاہ شمس الدین سے' جب تکمیل کو پہنچے قبولِ عظیم پایا' ہزاروں طالب ان کے مرید ہوئے' حضرت نے لنگر عام جاری کیا' ہزاروں مسافر' غرباء' مساکین دو وقتہ کھانا آپ کے لنگر سے کھاتے تھے' وفات حضرت کی ایک ہزار چھیالیس ہجری میں واقع ہوئی اور تاریخ اٹھائیسویں ماہ شعبان اور عمر ستر برس کی' مزار گوہر بار دروازہ دہلی شہر لاہور کے باہر ہے۔

قطعۂ تاریخ

شاہ بلاول شاہ عالی جاہ تھے — حضرتِ حق سے ملا ان کو بہشت
ان کا نورِ معرفت ہے خاتمہ — دوسری تاریخ ہے نیکو سرشت

(۲۳) سیّد محمد مقیم محکم الدین بن شاہ ابوالمعالی بن سید محمد نور بن سیّد بہاول شیر گیلانی حجرویؒ

مرید و خلیفہ سید جمال اللہ حیات المیر زندہ[1] پیر جامع سیادت و نقابت و نجابت

---

[1] احمد علی استر آبادی: تذکرہ مقیمی (۱۱۷۲ھ) قلمی مخزونہ کتابخانہ گنج بخش' اسلام آباد ص ۲۰ (ر۔ک کتاب ہذا تحت شاہ لطیف بری)

Marfat.com

و شرافت و عبادت و ریاضت و خوارق و کرامت تھے' جب ان کے باپ شاہ ابوالمعالی فوت ہو گئے تو یہ خرد سال رہ گئے' بعد حصول فراغ علومِ ظاہری ان کو شوق تحصیل رموز باطنی ہوا تو یہ ہر روز اپنی عقدہ کشائی کی اُمید پر اپنے جدّ بزرگوار بہاول شیر کے روضہ میں جاتے اور بعد ذکر و شغل وہاں ہی سو رہتے' ایک رات جدّ بزرگوار کو خواب میں دیکھا اور انہوں نے فرمایا: اے نور العین! تیرا حصہ ہمارے پاس نہیں بلکہ حیات المیر زندہ پیر کے پاس ہے' تم لاہور جاؤ' وہاں ان کو پاؤ گے اور وہ تم کو نعمتِ باطنی بخشیں گے پس شاہ محمد مقیم اس ارشاد کے بموجب لاہور کو روانہ ہوئے جب گورستان میانی میں بجوار مزار شیخ محمد طاہر لاہوری[1] پہنچے تو حیات المیر کو ایک حجرہ میں پایا' ان کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے اور ایک نظر فیض اثر پیر روشن ضمیر سے تکمیل[2] پائی' حضرت کی ذات بابرکات سے خوارق و کرامات بہت صادر ہوئے' جن کی تشریح کتابوں میں لکھی ہے' وفات حضرت کی سال ایک ہزار پچپن[3] ہجری میں واقع ہوئی اور مزار پرانوار بمقام حجرہ زیارت گاہ

۱۔ تذکرہ مقیمی میں میانی شریف میں حاضری کے بارے میں ضرور تحریر ہے لیکن جوار مزار حضرت شیخ محمد طاہرؒ کا ذکر نہیں ہے' اگر مفتی صاحب کی یہ روایت درست ہے تو اس کا یہ مطلب ہو گا کہ شیخ محمد طاہر کی وفات ۱۰۴۰ھ کے بعد شاہ جمال اللہ سے بیعت ہوئے تھے۔

۲۔ اس کا ذکر خود ایک شعر میں فرماتے ہیں:

مُرا مُربی ہجراں بداں غلط پرورد — کہ مُو بہ مُو ہمہ حسن و جمال گردیدم (تذکرہ مقیمی، قلمی ص ۲۱)

۳۔ قریب العہد ماخذ تذکرہ مقیمی (قلمی ص ۲۳) میں آپ کا سال وفات نہم شوال ۱۰۵۰ھ ہے جو درست تسلیم کرنا چاہیے۔ سید محمد مقیم محکم الدین حجرویؒ کی ایک تصنیف درالعجائب (در بیان معرفت وطریقت) سجادہ نشینانِ حجرہ نے شائع کی ہے' مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی بھی فصوص الحکم کے بعض مطالب کا حل دریافت کرنے کے لیے ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے' (تذکرہ مقیمی قلمی ص ۲۲)

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

خلق اللہ ہے۔

(۲۴) شیخ مادھولاہوری قدس سرہٗ

خلفائے شیخ حسین لاہوری سے یہ بزرگ اپنے پیر روشن ضمیر کے محبوب و مطلوب تھے، قصبہ شاہدرہ میں ان کے باپ ماں جو قوم کے برہمن تھے، رہتے تھے حضرت حسین ان کے حسن و جمال پر بدل و جان عاشق ہو گئے اور بجذب محبت اپنی طرف کھینچا چنانچہ شیخ مادھو بھی بارادت صادق ان کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام[1] ہوئے اور تربیت و تکمیل پا کر ولی کامل ہوئے، تمام عمر اپنے پیر کی خدمت میں حاضر رہ کر وہ فوائد حاصل کیے کہ مشائخِ وقت سے ممتاز ہوئے۔ جب حسینؒ نے وفات پائی۔ ان کے مزار پر مجاور رہے۔ ولادت شیخ مادھوؒ کی نوسو تراسی (۹۸۳) اور وفات ایک ہزار چھپن (۱۰۵٦) ہجری میں واقع[2] ہوئی اور تہتر (۷۳) سال کی عمر پائی۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) ملاحظہ ہو:

(۱) احمد علی استر آبادی: تذکرہ مقیمی (۱۱۷۲ھ) قلمی مخزونہ کتاب خانہ گنج بخش، اسلام آباد

(۲) محمد مقیم محکم الدین سیّد: دُرّ العجائب، حجرہ ۱۹٦۴ء

(۳) محمد بخش میاں: بوستان قلندری (اُردو ترجمہ)

1. میاں مادھو نے اسلام قبول کر لیا تھا (پیر محمد: حقیقت الفقراء ص ۸۲)

2. ۲۲ ذی الحجہ ۱۰۵٦ھ/ ۱٦۴٦ء (پیر محمد: حقیقت الفقراء ص ۱٦۵) اور اپنے شیخ کے احاطہ میں دفن ہوا، میاں مادھو کا ذکر ہمیں فقط حقیقت الفقراء ہی میں ملتا ہے۔ ورنہ تعجب ہے کہ ۹۹۹ھ/ ۱۵۹۰ء سے لے کر ۱۰۹٦ھ/ ۱٦۸۴ء تک جو کتابیں تالیف ہوئی ہیں اور جن میں شاہ حسین کا ذکر موجود ہے ان میں مادھوؒ کا نام تک درج نہیں ہوا، ان میں عبدالقادر بدایونی کی نجات الرشید ۹۹۹ھ حسنات العارفین، داراشکوہ ۱۰٦۲ھ، اخبار الاولیاء عبدی (۱۰۷۷ھ)، مفتاح العارفین عبدالفتاح ۱۰۹٦ھ اور معارج الولایت عبدی (۱۰۹٦ھ) کا ذکر کیا جا سکتا ہے۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

(۲۵) خواجہ بہاری علیہ رحمۃ اللہ الباری قادری لاہوری قدس سرہٗ

میاں میر بالا پیر لاہوری کے خلیفہ صاحب کمال اہل حال و قال تھے' میاں میرؒ کی وفات کے بعد انہوں نے ہنگامہ مشیخت گرم کیا' ہزار ہا خلق خدا ان کی خدمت میں حاضر ہو کر مراتب ولایت کو پہنچے' محمد داراشکوہ سفینۃ الاولیاء میں لکھتے ہیں کہ ایک رات خواجہ[۱] بہاری نواب غازی خاں کے گھر بتقریب دعوت مہمان تھے

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) خاص طور پر داراشکوہ نے حسنات العارفین لکھی ہی اسی نقطۂ نظر سے تھی' اس کے لیے شاہ حسین کی داستان عشق مجازی سے بڑھ کر کون سی شطح قابل تحریر ہو سکتی تھی لیکن پھر اچانک ۱۰۷۱ھ/۱۶۶۰ء میں ایک غیر محتاط اور عقیدت کیش مصنف پیر محمد حقیقت الفقراء کے نام سے شاہ حسین کے سوانح کے موضوع پر تمام رطب و یابس جمع کرتا ہے اور اسی کے ذریعہ مادھوؒ کی داستانِ عشق کو ہوا ملتی ہے۔

تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو:

(۱) پیر محمد: حقیقت الفقراء' مجلس شاہ حسین لاہور

(۲) غلام سرور لاہوری: خزینۃ الاصفیاء ۱/۱۶۶

(۳) محمد اقبال مجددی: مادھو لال حسین لاہوری مقالہ مشمولہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ' لاہور

(۴) نور احمد چشتی: تحقیقات چشتی ۱۶۳

[۱] ملاّ خواجہ بہاری کا تعلق حاجی پور پٹنہ سے تھا' ابتدائی عمر میں تحصیل علوم کے لیے قصبہ کودہ پور میں شیخ جلال اولیاء کی خدمت میں رہے' پھر حضرت میاں میرؒ کی کشش انہیں لاہور لے آئی اور لاہور ہی میں ملا فاضل سے علوم متداولہ کی تحصیل کے بعد حضرت میاں میرؒ سے بیعت ہوئے (داراشکوہ: سکینۃ الاولیاء ۲۰۵) داراشکوہ لکھتا ہے کہ ۱۰۵۱ھ/۱۶۴۱ء میں شاہِ ایران نے قندھار پر حملہ کرنے کا قصد کیا تو میں نے اس سے نجات کے لیے ملا خواجہ بہاری سے دعا کی درخواست کی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اسے زہر دے کر مار دیا گیا (ایضاً ۲۰۸) ملا خواجہ بہاری کا مسکن لاہور میں ملا فاصل کے مدرسہ میں تھا بعد میں کہیں اور منتقل ہو گئے (ایضاً ۲۰۸) تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

اور موسم سرما کے سبب سے آگ روشن تھی، اتفاقاً توحید کے مسائل شروع ہوئے، ہر شخص الگ تقریر کرتا تھا، خواجہ بہاری اپنی جگہ سے اُٹھ بیٹھے اور آگ میں جا کر ایک ساعت تک ٹھہرے رہے، ایک بال ان کا نہ جلا، پھر اپنی جگہ پر آئے اور کہا کہ توحید کے لیے حال درکار ہے نہ قال، جب انسان پر حال غالب ہو جاتا ہے تو آگ، پانی، ہوا، خاک، شیر، سانپ غرض کوئی دشمن اس کو آزار نہیں پہنچا سکتا بلکہ سب مخلوق اس کی مطیع ہوتی ہے، وفات خواجہ بہاری کی سال ایک ہزار ساٹھ ہجری میں ہوئی اور مزار متصل روضہ میاں میرؒ کے ہے۔

(۲۶) شاہ سلیمان قادری قدس سرہٗ

یہ بزرگ شاہ معروف چشتی کے خلیفہ تھے، ان کا باپ منگو قوم موچی[1] موضع بھیلووال[2] میں رہتا تھا، جب شاہ سلیمان خردسال تھا تو ایک رات شاہ معروف منگو کے گھر مہمان ہوئے، شاہ سلیمان اس وقت گھر کے صحن میں کھیل رہے تھے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) (۱) داراشکوہ: سکینۃ الاولیاء ص ۵۳، ۶۴، ۹۵، ۱۱۴، ۱۳۵، ۲۰۵، ۲۰۸

(۲) ایضاً: سفینۃ الاولیاء ۷۳

(۳) عبدالحمید لاہوری: بادشاہ نامہ ۳۳۳۔۳۳۴

(۴) محمد صالح کنبولاہوری: عمل صالح ۳/ ۳۷۰ (میں سال وفات ۱۰۰۰ھ درج ہے، مطبوعہ نسخوں میں سال وفات کے بعد سوالیہ نشان ڈالا گیا ہے اور پھر خطی نسخوں میں بھی یک ہزار کے بعد بیاض ہے جس کا مطلب ہے کہ مصنف کو صحیح سالِ وفات کا علم نہیں ہو سکا تھا۔

(۵) غلام سرور لاہوری: خزینۃ الاصفیاء ۱/ ۱۶۸۔۱۶۹

[1] شاہ سلیمان قادریؒ کے والد شیخ عبداللہ معروف میاں منگو قوم قریشی سے تھے، آپ موچی نہیں تھے، شجرۂ نسب قریشیاں بحوالہ شرافت نوشاہی: شریف التواریخ جلد اوّل ۸۶۵، عمر بخش رسولنگری: مناقبات نوشاہی قلمی مملوکہ سیّد شرافت نوشاہی

[2] بھیلووال کی بجائے بھلوال ہونا چاہیے۔

شاہ معروف نے ان کو بغل میں لے کر پیار کیا اور منگو کو ارشاد کیا کہ یہ لڑکا ہماری امانت ہے‘ اس کی پرورش بخوبی کرنا‘ غرض جب شاہ سلیمان بالغ ہوئے تو شاہ معروف کی خدمت میں حاضر ہو کر تکمیل پائی اور کاملانِ وقت سے ہوئے‘ یہ بزرگ سماع سنتے اور وجد میں ایسے بے ہوش ہوتے کہ مرگ کی حالت تک پہنچ جاتے‘ ہزاروں ان کی بیعت میں آ کر مدارج اعلیٰ تک پہنچے‘ تمام عمر حضرت طلبہ کی ہدایت میں مصروف رہے‘ آخر سال ایک ہزار پینسٹھ (۱۰۶۵) ہجری میں وفات پائی۔[۱]

(۲۷) سیّد جان محمد حضوری بن شاہ نور بن سید محمود حضوری لاہوری قدس سرہٗ

لاہور کے بزرگوں میں سے یہ بزرگ صاحب محبت و جذب و خوارق و کرامت مشہور ہیں‘ جدّ بزرگواران کے سیّد محمود جن کا ذکر جزو اوّل اس کتاب میں درج ہو چکا ہے‘ کوہِ غور سے آ کر لاہور میں سکونت پذیر ہوئے‘ انہوں نے تربیت و تکمیل اپنے باپ سیّد نور اور جدّ بزرگوار سے پائی اور ان کی وفات کے بعد مسند ارشاد پر بیٹھے‘ ہزاروں خدّام ان کے حلقۂ ارادت میں آئے اور قبولِ عظیم حاصل ہوا‘ لاہور میں متصل موضع گڑھی شاہو میں ان کا مزار ہے اور ۱۰۶۵ھ میں حضرت فوت ہوئے‘ ان کی اولاد بھی لاہور میں رہتی ہے‘ مگر علمی دینی و دنیوی سے بے بہرہ ہے‘ جلدسازی وغیرہ کاموں پر گزارہ کرتے تھے‘ مزار پر سجادہ نشین وہی ہیں۔

(۲۸) سیّد عبدالرزاق المشہور شاہ چراغ قادری لاہوری قدس سرہ

مشائخ قادریہ میں سے یہ بزرگ صاحب عبادت و ریاضت و زہد و تقویٰ جامع

[۱] آپ ۲۷ رمضان ۱۰۱۲ھ میں فوت ہوئے (عمر بخش: مناقبات نوشاہی قلمی‘ ۱۰۶۵ھ (ر۔ک) شرافت نوشاہی: شریف التواریخ جلد اوّل ص ۸۶۵۔۸۹۹‘ جلد دوم ۱۰۳۰۔۱۰۳۱

Marfat.com

علوم ظاہری و باطنی تھے' ان کے باپ کا نام سید عبدالوہاب بن سید عبدالقادر ثالث بن محمد غوث بالا پیر بن زین العابدین بن سید عبدالقادر ثانی بن سید محمد غوث اوچی حلبی گیلانی تھا' جس روز یہ پیدا ہوئے' ان کے والد بزرگوار نے فرمایا کہ یہ فرزند ہمارے گھر کا ایک چراغ پیدا ہوا ہے' جس سے تمام خاندان روشن ہو گا' ان کا نام شاہ چراغ مقرر ہوا' ان کو سیر کا شوق تھا' اکثر ملکوں کی انہوں نے بطور تجرید سیر کی' حرمین شریفین میں بھی تشریف لے گئے' شاہ جہان بادشاہ ان کا کمال معتقد تھا۔ اس نے ہر چند چاہا کہ ایک اپنی لڑکی ان کے یا ان کے فرزند سیّد مصطفیٰ کے ساتھ منسوب کرے' قبول نہ کیا' وفات حضرت کی بائیسویں ذی قعدہ سن ایک ہزار اڑسٹھ ہجری میں واقع ہوئی اور روضہ حضرت کا لاہور میں ہے۔

(۲۹) شیخِ شاہ محمد المشہور بہ مُلّا شاہ قادری لاہوری قدس سرہٗ

حضرت میاں میر بالا پیر لاہوری کے خلفاء میں سے یہ حضرت بڑے زاہد و عابد و موحد و متقی تھے' کنیت ان کی اخوند[1] اور لقب لسان اللہ[2] اور باپ کا نام ملّا عبدی[3] مولد و وطن موضع ارکسان[4] ملک بدخشاں تھا' بچپن میں یہ حضرت طالبِ حق ہو کر وطن سے نکلے اور آگرہ تک گئے پھر لاہور میں آئے اور حضرت میاں میر بالا پیر لاہوری کے مرید ہوئے اور اپنے پیر کے مریدوں میں سے زہد و ریاضت و مجاہد و ترکِ دنیا میں امتیاز حاصل کیا' یہاں تک کہ کوئی خادم اپنے پاس نہ

۱۔ یاران و معتقدان حضرت ایشاں را حضرت اخوند می گویند (داراشکوہ: سکینۃ الاولیاء تہران ۱۵۲)

۲۔ لقبِ ایشاں از جانب حق لسان اللہ است (ایضاً ۱۵۲)

۳۔ ملا عبدی قاضی موضع ارکسا بودہ اند (ایضاً ۱۵۴)

۴۔ مولد حضرت ایشاں موضع ''ارکسا'' است کہ از مضافاتِ روستان بدخشاں است چنانچہ ایں بیت را خود فرمودہ اند

ملک من از ملکہا ملک بدخشاں آمدہ   از بلاد روستان واز قری از ارکسا   (ایضاً ۱۵۴)

رکھتے، اپنے گھر میں کبھی کھانا نہ پکاتے اور نہ رات کو چراغ جلاتے، سوائے ایک بوری کے کبھی فرش کے محتاج نہ ہوتے، ذکر ان کا ہمیشہ حبسِ دم کے ساتھ ہوتا، تمام عمر میں کبھی آنکھیں ان کی نیند سے آشنا نہ ہوئیں اور نہ نکاح کیا اور ہمیشہ یہ ان کی عادت میں داخل تھا کہ عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھتے اور اکثر فرمایا کرتے تھے کہ تمام عمر میں ہم کو غسلِ جنابت اور احتلام کی حاجت نہیں ہوئی کیونکہ یہ دونوں غسل نکاح اور نیند سے متعلق ہیں اور ہم نے نہ تو نکاح کیا اور نہ سوئے ہیں، سات برس میں انہوں نے تکمیل پائی اور اپنے پیر کے حکم سے کشمیر جا کر سکونت پذیر ہوئے، ہزار ہا طالبانِ خدا ان کی توجہ سے مراتب قربِ الٰہی سے مستفید ہوئے، کشمیر میں شیعہ لوگ ان سے سخت عداوت رکھتے تھے مگر جب روبرو آتے تائب ہو جاتے، یہ حضرت شاعر بھی تھے۔ ان کا دیوانِ[1] فارسی عمدہ تصانیف ان کی میں سے ہے اور ہر ایک شعر میں سے مضامین وحدت وجودی مترشح ہیں، وفات حضرت کی ۱۰۶۹ھ[2] میں واقع ہوئی اور مزار گوہر بار لاہور میں بیرون مزار میاں میر بالا پیر ہے، اب ان کے مزار کے احاطہ میں موضع میاں میر آباد ہے، ان کا روضہ دارا شکوہ نے کئی لاکھ روپے خرچ کر کے بنوایا تھا، جس کے پتھر تمام و کمال رنجیت سنگھ اتروا کر امرتسر[3] لے گیا۔

---

1. ملا شاہ بدخشی کی رباعیات کا ایک ضخیم خطی نسخہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری نمبر pi/Vi-158 میں موجود ہے۔
2. ملا شاہ کا سالِ وفات ۱۰۶۹ھ غلط ہے کیونکہ نزع کے عالم میں ملا شاہ نے اپنا سال وفات ۱۰۷۲ھ خود نظم کیا تھا (محمد اعظم: تاریخ کشمیر اعظمی ۱۶۲) توکل بیگ مصنف نسخہ احوال شاہی ملا شاہ سے ۱۰۷۱ھ میں ملا تھا (توکل بیگ: نسخۂ احوال شاہی، خطی، برٹش میوزیم، ریو۔ ضمیمہ ۱۳۰) اور سالِ وفات ۱۰۷۲ھ میں کوئی معاصر اختلاف نہیں ہے۔ متاخرین میں اختلاف پایا جاتا ہے جو چنداں اہم نہیں۔
3. کنھیا لال: تاریخ لاہور ۲۴۵

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

(۳۰) شیخ حاجی محمد قادری المشہور بحضرت نوشہ[۱] گنج بخش قدس سرہ

یہ بزرگ مادر زاد ولی حضرت شاہ سلیمان قادری کے خلیفہ تھے۔ حالات

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) ملا شاہ بدخشی نہ صرف ایک صوفی بلکہ شاعر بھی تھے ان کا مجموعہ رباعیات مذکورہ کے علاوہ قرآن مجید کی ایک تفسیر کے ۲ خطی نسخے ہمارے علم میں ہیں: (۱) نسخہ جی معین الدین صاحب لاہور۔ (بقول ڈاکٹر ظہور الدین احمد صاحب چند اجزاء کی تفسیر ہے) (۲) نسخہ بانکی پور پٹنہ' ملا شاہ ۱۵۸۴/۹۹۲ء کو بدخشاں میں پیدا ہوئے ۱۰۲۳ھ/۱۶۱۸ء کو ہندوستان آئے' ملاحظہ ہو:

(۱) جہاں آراء: صاحبیہ (احوال و کراماتِ ملا شاہ) ۱۰۵۱ھ مرتبہ پروفیسر محمد اسلم لاہور' جس کا ملخص اردو ترجمہ محمد ابراہیم ڈار نے تیار کیا تھا' مشمولہ اورینٹل کالج میگزین' لاہور' اگست ۱۹۳۷ء

(۲) داراشکوہ: سکینۃ الاولیاء ۱۰۵۲ھ' تہران ۱۵۲' ۲۰۴' ۲۰۷' ۱۲۴' ۱۳۲' ۱۴۰' ۱۴۶' ۲۱۲۔

(۳) ایضاً: سفینۃ الاولیاء (۱۰۴۹ھ) لکھنؤ ۷۰ (۴) ایضاً: شطحیات اُردو ترجمہ ۲۱' ۳۹' ۴۹

(۵) عبدالحمید لاہوری: بادشاہ نامہ (۶) محمد صالح کنبو: عمل صالح جلد سوم ۳۶۴۔۳۷۷

(۷) توکل بیگ: نسخہ احوال شاہی (حالات و مقامات ملا شاہ) ۱۰۷۷ھ برٹش میوزیم (ریو ضمیمہ ص ۱۳۰) اس کے فرانسوی خلاصہ کے لیے دیکھئے:

Molla Shah et le Spiritualisme oriental, par M.A de Kremer (Journal Asiatique vi Serie, Tome xiii, (1869) pp.105-59 (Storey: 12,1009)

(۸) فانی محسن: دبستان مذاہب' بمبئی ص ۳۱۹۔ص ۳۲۷

(۹) ایضاً: مثنویات فانی مرتبہ امیر حسن عابدی' کشمیر ۱۹۶۴ء

(۱۰) طاہر نصر آبادی: تذکرہ ص ۶۳

(۱۱) بختاور خاں: مراۃ العالم' قلمی دانشگاہ پنجاب ورق ۱۰۵۵ب

(۱۲) شیر خاں لودھی: مراۃ الخیال ۱۲۷۔۱۳۹ (۱۳) محمد اعظم: تاریخ کشمیر اعظمی ۱۶۱۔۱۶۲

(۱۴) محمد اسلم پسروری: فرحۃ الناظرین ۴۸۔۵۰

(۱۵) زمرد: احوال و آثار ملا شاہ بدخشی (مقالہ برائے حصول درجہ پی ایچ ڈی' پنجاب یونیورسٹی' لاہور)

۱۔ متن میں نادشاہ لکھا ہے جو کتابت کی غلطی ہے۔

Marfat.com

جذب وسکر ومحبت وعشق وشوق وذوق ان کی طبیعت پر غالب تھی اور زہد وریاضت' تقویٰ وخوارق وکرامت میں طاق یگانۂ آفاق تھے' طریقہ نوشاہیہ جس کے فقیر پنجاب میں ہزاروں ہیں ان سے شروع ہوا' ان کے والد بزرگوار حاجی علاء الدین بھی بڑے بزرگ تھے' جنہوں نے تمام عمر میں سات مرتبہ حج کیا اور زیارتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے شرف یاب ہوئے' حضرت کی والدہ ماجدہ بی بی جیونی بھی بڑی عابدہ زاہدہ تھیں' سترہ سال کی عمر تک حضرت نے علومِ ظاہری سے فراغت حاصل کی پھر تارکِ دنیا ہوکر نیستاں ساندل بار[1] میں قیام کیا اور ذکر الٰہی میں مشغول ہوئے مگر والدین نے ان کو وہاں نہ چھوڑا' وہاں سے آکر حضرت بوسیلۂ ملا کریم الدین شاہ سلیمان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت کیا اور چند سال میں بکمال زہد وریاضت تکمیل کو پہنچے' کرامت وخوارق جو حضرت سے سرزد ہوئے' ان کا انتہا نہیں ہے جو کتاب تذکرہ نوشاہی مصنفہ محمد حیات[2] میں مفصل مرقوم ہیں' وفات حضرت کی ۱۱۰۳ھ میں واقع[3] ہوئی اور ''پیر فیاض'' حضرت کی تاریخ وفات ہے۔

---

1. ساندل بار کی بجائے گوندل بار ہونا چاہیے۔

2. تذکرہ نوشاہی حضرت حافظ سید محمد حیات ربانی نوشاہی ساہنپالوی (ف ۱۱۷۳ھ) کی تصنیف ہے' اس کا سالِ تالیف ۱۱۴۶ھ ہے' یہ کتاب اصل میں رسالہ مؤلفہ مرزا احمد بیگ لاہوری کی مشروح نقل ہے' بعض حالات کا اضافہ بھی کیا ہے' اس میں صرف حضرات نوشاہیہ کے حالات ہیں' اس کتاب کے کئی خطی نسخے پائے جاتے ہیں' چار نسخے مولانا سید شرافت نوشاہی مدظلہ کے کتب خانے میں ہیں' دو نسخے پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں ہیں۔

3. حضرت نوشہؒ کا سالِ ولادت ۹۵۹ھ بمطابق یکم رمضان ہے (مناقبات نوشاہی قلمی) آپ کا صحیح سال وفات ۸ ربیع الاوّل ۱۰۶۴ھ ہے' ۱۱۰۳ھ غلط ہے' سید شرافت نوشاہی نے تحقیق سے ثابت کیا ہے (شریف التواریخ جلد اوّل ص ۹۰۰۔۱۰۳۵' (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

قطعہٴ تاریخ

حضرت حاجی محمد پیر نوشہ گنج بخش
آنکہ شد مشہور در اہل جہاں اجلال او
کرد چوں آخر عروج از فرش بر عرش بریں
"پیر فیاض" است ہم اہل سخاوت سال او

(۳۱) سیّد حسن پشاوری قادری گیلانی قدس سرہٗ

یہ بزرگ نسبت قادریہ اعظمیہ میں اپنے باپ سید عبداللہ گیلانی کے مرید تھے' پہلے ان کا جدّ امجد سید محمود بغداد سے ہجرت کر کے ٹھٹھہ کے ملک میں

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) جلد دوم ۱۶-۳۳' ۸۹۲-۹۰۹' جلد سوم ص ۸-۵۹

آپ کا مزار شریف اس وقت ساہنپال شریف ضلع گجرات پنجاب میں ہے' نوشہ صاحب کا اُردو اور پنجابی کلام: "گنج شریف" سیّد شرافت نوشاہی نے انتخاب کر کے مرتب کیا ہے' جسے دارالمؤرخین لاہور نے ۱۹۷۵ء میں شائع کیا ہے' ملاحظہ ہو:

(۱) رضی الدین قاضی کنجاہی: رسالہ تحفہ رضویہ' مشمولہ رسالہ' مؤلفہ مرزا احمد بیگ لاہوری' قلمی مملوکہ سید شرافت نوشاہی۔

(۲) احمد بیگ' مرزا لاہوری: رسالہ ۱۱۰۷ھ قلمی مملوکہ ایضاً

(۳) صداقت' محمد ماہ کنجاہی: ثواقب المناقب ۱۱۲۶ھ قلمی مملوکہ ایضاً

(۴) محمد حیات' حافظ: تذکرہ نوشاہی ۱۱۴۶ھ قلمی مملوکہ ایضاً

(۵) پیر کمال بن شیخ عثمان لاہوری: تحائف قدسیہ ۱۱۸۶ھ' قلمی مملوکہ ایضاً

(۶) امام بخش برقندازی جالندھری: مراۃ الغفوریہ ۱۱۸۶ھ' قلمی

(۷) محمد اشرف منچری: کنز الرحمت ۱۲۲۰ھ مطبوعہ لاہور ۱۳۳۰ھ

(۸) غلام محی الدین فقیر لاہوری: تشریف الفقراء (حدود ۱۲۴۱ھ) قلمی مملوکہ ایضاً

(۹) شرافت نوشاہی سید: شریف التواریخ ۱۳۵۵-۱۳۹۴ سہ جلد سات ہزار صفحات قلمی مملوکہ مصنف مدظلہ

آئے[1] اور چند سال سکونت رکھی، جب وہ فوت ہوئے تو ان کے باپ سید عبداللہ نے پشاور میں آ کر سکونت[2] اختیار کی، ان کی نسبت آبائی بچند واسطۂ درمیانی بحضرت محبوبِ سبحانی قطبِ ربانی شیخ سید سلطان محی الدین عبدالقادر جیلانی تک پہنچتی[3] ہے۔ اس طرح پر کہ سیّد حسن بن سیّد عبداللہ بن سیّد محمود بن سیّد عبدالقادر بن سیّد الیاس بن بدرالدین حسن بن سیّد شہاب الدین احمد بن علاء الدین علی بن سیّد احمد بن شمس الدین بن یحییٰ شہید تا تاری بن احمد متقی بن سیّد صالح بن ابی نصر صالح بن قطب الآفاق سیّد عبدالرزاق بن محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ، تمام عمر انہوں نے عبادت و ریاضت و تلقین طلبہ میں صرف کی، آخر سال ایک ہزار ایک سو پندرہ میں فوت ہوئے، پشاور میں مدفون ہیں۔[4]

---

[1] بغداد سے سیّد محمود نہیں بلکہ سیّد عبداللہ المعروف بہ صحابیؒ ٹھٹھہ تشریف لائے تھے۔

[2] سیّد عبداللہؒ پشاور نہیں گئے، بلکہ ٹھٹھہ ہی میں رہے اور وہیں انتقال کیا (امیر شاہ قادری گیلانی: تذکرہ عبداللہ صحابیؒ' پشاور ۱۹۷۱ء)

[3] یہ شجرہ نسب مفتی صاحب نے غلط لکھا ہے۔ صحیح شجرۂ نسب خود حضرت شاہ محمد غوثؒ نے اس طرح درج فرمایا ہے: حضرت علیؓ ابن ابی طالبؓ، حضرت امام حسنؓ، حضرت حسن مثنیٰ، حضرت عبداللہ محض، موسیٰ الجون، عبداللہ، حضرت موسیٰ، داؤد، حضرت محمد، حضرت یحییٰ زاہد، ابوعبداللہ، ابوصالح موسیٰ، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی، سیّد عبدالرزاق، سیّد ابوصالح نصر، سیّد شہاب الدین احمد، سیّد شرف الدین احمد یحییٰ، سید شمس الدین، سیّد علاء الدین، سیّد بدرالدین حسن، سیّد شرف الدین یحییٰ، سیّد شرف الدین قاسم، سیّد احمد، سیّد حسین، سیّد عبدالباسط، سیّد عبدالقادر، سیّد محمود، سیّد عبداللہ، سیّد حسن رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ (بحوالۂ امیر شاہ قادری گیلانی: تذکرہ مشائخ قادریہ حسنیہ ۲۶)

[4] حضرت سید حسن پشاوری کی ولادت جمادی الآخر ۱۰۲۳ھ/۱۶۱۴ء میں ٹھٹھہ میں ہوئی، آپ کے حالات اور مساعی ارشاد و تبلیغ کا مفصل جائزہ حضرت میر محی الدین معروف بہ غلام کشمیری بن سیّد محمد عابد بن شاہ محمد غوثؒ نے اپنے رسالہ خوارق العادات میں لیا ہے، مزید حالات کے لیے ملاحظہ ہو:

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

(۳۲) شاہ رضا قادری شطاری لاہوریؒ قدس سرہٗ

یہ بزرگ لاہور کے بزرگوں میں سے صاحبِ علم و عمل، جامع شریعت و طریقت تھے، دعوت اسمائے الٰہی میں حکم ان کا حکمِ قطعی تھا، جو زبان سے فرماتے ظہور میں آ جاتا، ہزارہا خوارق و کرامات بے اختیار ان سے ظاہر ہوتے تھے، شجرہ ان کا حضرت شاہ محمد گوالیاری کے ساتھ اس طرح منتہی ہوتا ہے کہ حضرت شاہ محمد رضا مرید و خلیفہ شیخ محمد فاضل لاہوری اور وہ مرید شیخ اللہ داد قادری اکبرآبادی اور وہ مرید شیخ محمد جلال اور وہ مرید سیّد نور اور وہ مرید سیّد زین العابدین حسینی اور وہ مرید شیخ عبدالغفور اور وہ مرید شیخ وجیہہ الدین گجراتی اور وہ مرید شاہ محمد غوث گوالیاری

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) (۱) شاہ محمد غوثؒ لاہوری: رسالہ درکسب سلوک و بیان طریقت و حقیقت، مطبوعہ پشاور ۱۲۸۳ھ

(۲) محمد امیر شاہ قادری گیلانی: تذکرہ مشائخ قادریہ حسنیہ ۲۶۔۶۴

(۳) محمد امیر شاہ: تذکرہ علماء و مشائخ سرحد، دو جلد

(۴) میر غلام کشمیری: خوارق العادات و در حالات و مقامات سید حسن پشاوری بزبان حضرت شاہ محمد غوثؒ لاہوری) بسال ۱۱۸۹ھ قلمی مملوکہ مولانا سید محمد امیر شاہ قادری، پشاور)

(۵) نامی، غلام دستگیر: سوانح شاہ محمد غوث لاہوری، لاہور (س۔ن)

ل شاہ رضا قادری نے اپنی تصنیف ارشاد العاشقین میں اپنا پورا نام و شجرۂ نسب اس طرح لکھا ہے: محمد رضا بن شیخ محمد فاضل بن شیخ اسد اللہ لاہوری قادری (شاہ رضا: ارشاد العاشقین قلمی مملوکہ محمد اقبال مجددی)

یہ کتاب اکبرنگر میں ۱۰۶۸ھ/ ۱۶۵۷ء کو تصنیف کی گئی جس میں مختلف اَوراد و وظائف کا بیان و اسناد ہیں، آپ اپنے والد کے مرید و خلیفہ تھے، مفتی صاحب نے شیخ محمد فاضل لاہوری کے بارے میں وضاحت نہیں کی کہ آپ شاہ رضا کے والد تھے لیکن آپ نے خود انہیں اپنا والد لکھا ہے، شاہ رضا بھی اپنے والد کی طرح لاہور کے قاضی تھے، مولانا عبدالحی لکھتے ہیں: صرف عمرہ فی الفتیا والتدریس (عبدالحی: نزہۃ الخواطر ۶/ ۳۰۵)

Marfat.com

کے وفات ان کی بارھویں جمادی الاوّل ۱۱۱۸ھ میں واقع ہوئی اور مزار شہر لاہور کے اندر ہے۔

(۳۳) سید احمد شیخ الہند گیلانی قدس سرہٗ

مشائخ قادریہ میں سے یہ بزرگ صاحب مقامات بلند و مدارج ارجمند تھے' اوّل بغداد سے ہند میں آئے اور متصل وزیر آباد کے ایک گاؤں کٹلہ (کوٹلہ) نام آباد کر کے سکونت اختیار کی' نسبت آبائی اس طرح پر بحضرت غوث الثقلین محی الدین عبدالقادر جیلانی منتہی ہوتی ہے کہ شیخ سید احمد شیخ الہند بن سید عبدالرزاق بن تاج العارفین یحییٰ بن شہاب الدین احمد بن علاء الدین علی بن احمد بن شمس الدین قاسم بن محی الدین محمد بن علاء الدین علی بن شمس الدین شہید تاتاری بن سید احمد متقی بن سید صالح بن ابی نصر صالح بن قطب الآفاق سید عبدالرزاق بن حضرت محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہم العزیز' وفات ان کی ۱۱۳۶ھ میں واقع ہوئی اور بمقام کوٹلہ مدفون ہوئے' ان کی اولاد موضع خان پور میں سکونت رکھتی ہے اور سلسلہ پیری کا اب تک جاری ہے۔

(۳۴) شاہ عنایت[1] قادری شطاری لاہوری قدس سرہٗ

حضرت شاہ رضا قادری لاہوری کے خلفاء میں سے صاحب مراتب عظیم

[1] شاہ عنایت قادری پہلے بزرگ ہیں جنھوں نے سب سے پہلے ہندوستان کے ہندو اکثریت والے صوبوں کو دارالحرب قرار دیا' آپ کا پورا نام حافظ ابوالمعارف محمد عنایت اللہ حنفی قادری شطاری تھا (شاہ عنایت: ذیل الاغلاط قلمی مملوکہ محمد اقبال مجددی' شاہ عنایت: غایۃ الحواشی قلمی مخزونہ کتب خانہ دانش گاہ پنجاب) آپ کے والد کا نام پیر محمد تھا' شاہ عنایت نے علومِ ظاہری کی تحصیل مولانا سید ابوالنصر عرف سید الیاس' مولوی عبدالہادی لاہوری سے کی اور پھر حضرت شاہ علی رضا فاروقی نبیرۂ حضرت مجدد الف ثانیؒ (ف ۱۱۴۱ھ/ ۱۷۲۸ء) اور شیخ محمد سلطان بخاری سے باطنی استفادہ بھی کیا ۱۱۱۱ھ کے بعد آپ شاہ رضا قادری (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

جامع علوم ظاہری و باطنی و مظہر انوار صوری و معنوی تھے' اوّل سکونت ان کی قصبہ قصور میں تھی' پھر بسبب اس کے کہ حسین خاں حاکمِ قصور سے ان کی رنجیدگی ہوگئی' لاہور میں آ کر قیام پذیر ہوئے' ہزاروں طالبانِ خدا حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر مراتب تکمیل کو پہنچے اور ہنگامۂ مشیخت ان کی زندگی تک گرم رہا' وفات حضرت کی ۱۱۴۱ھ میں ہوئی اور مزار پر انوار لاہور میں ہے اور حضرت قوم کے باغبان تھے' اولاد اب بھی ان کی لاہور میں ہے۔

(۳۵) شیخ محمد فاضل قادری بٹالوی قدس سرہٗ

یہ حضرت اجلۂ علماء و کبریٰ فضلاء و عظمائے فقرائے پنجاب میں سے تھے' تمام عمر انہوں نے تدریس و تعلیم میں گزاری اور ہزاروں لوگ ان کے ذریعے سے تکمیل ظاہری و باطنی کو پہنچے' شجرہ ان کا اس طرح پر حضرت شیخ محمد طاہر لاہوری کے ساتھ پہنچتا ہے کہ حضرت شیخ محمد فاضل مرید و خلیفہ شیخ محمد افضل کلانوری اور وہ مرید شیخ ابو محمد لاہوری اور وہ مرید شیخ محمد طاہر لاہوری تھے' ہزاروں روپیہ یومیہ ان

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) شطاری لاہوری ف ۱۱۱۸ھ/ ۱۷۰۷ء سے منسلک ہو گئے تھے' شاہ عنایت کی اب تک سولہ عربی و فارسی تصانیف کا سراغ مل سکا ہے جن میں غایت الحواشی ضخیم ترین کتاب ہے' شاہ عنایت کا سالِ وفات کسی معاصر تذکرہ نویس نے نہیں لکھا' پہلی مرتبہ مفتی صاحب نے ہی ۱۱۴۱ھ بغیر کسی سند کے لکھ دیا' جسے بعد کے مؤرخ نقل کرتے رہے لیکن یہ سال وفات اس لیے غلط ہے کہ شاہ عنایت کے ایک معاصر عالم حاجی محمد شریف قصوری (ف ۱۱۵۳ھ) جن کے شاہ عنایت سے گہرے روابط تھے' اپنے ایک مکتوب بنام شاہ عنایت میں شاہ عنایت کی ایک تصنیف سے اقتباس لیا ہے اور شاہ عنایت کے نام کے ساتھ سلمہ اللہ تعالیٰ لکھا ہے اور اپنی مہر العبد الفقیر محمد شریف ۱۱۴۸ ہجری ثبت کی ہے (محمد شریف قصوری: مکتوب قلمی مملوکہ محمد اقبال مجددی) جس سے ظاہر ہے کہ شاہ عنایت ۱۱۴۸ھ تک بقید حیات تھے اور تخمیناً ۱۱۵۰ھ/ ۱۷۳۷ء کے بعد فوت ہوئے' تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: (محمد اقبال مجددی: حیات شاہ عنایت قادری)

کے خانقاہ میں خرچ ہوتا اور لنگر عام جاری رہتا' یہ سب خرچ حضرت خزانۂ غیب سے دیتے تھے' وفات حضرت کی چودھویں ماہ ذی الحجہ ۱۱۵۱ھ میں واقع ہوئی اور مزار قصبہ وٹالہ میں ہے۔[۱]

(۳۶) شیخ پیر محمد المشہور بہ پیر محمد سچیار نوشاہی قدس سرہٗ

یہ بزرگ خلیفہ راستین حضرت حاجی محمد نوشہ گنج بخش تھے' خردسالی کی عمر میں یہ بزرگ اپنے پیر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تکمیل پائی چونکہ یہ بزرگ صدق و راستی' زہد و تقویٰ میں ثانی نہ رکھتا تھا اس لیے سچیار کے خطاب سے مخاطب ہوا' وجد و سماع و شوق و ذوق کی طرف آپ کی طبیعت بہت مائل تھی' یہاں تک کہ سماع و وجد کی حالت میں لوگوں کو حضرت کے مرجانے کا شبہ ہو جاتا تھا' بعد وفات پیر روشن ضمیر کے حضرت نے موضع نوشہرہ میں جو گجرات سے بطرف شرق[۲] چھ میل کے فاصلے پر ہے' سکونت اختیار کی اور اسی جگہ قیام پذیر ہو کر ہدایت خلق میں مصروف رہے' آخر سال ایک ہزار ایک سو باون[۳] میں فوت ہوئے۔

(۳۷) حضرت شاہ محمد غوث گیلانی قادری لاہوری قدس سرہٗ

یہ بزرگ فرزند دلبند سید حسن پشاوری جامع علوم ظاہر و باطن کاشف رموز طریقت و حقیقت تھے اور خاندان قادریہ اعظمیہ میں خلافت و خرقۂ اجازت انہوں نے اپنے والد بزرگوار سے پایا اور بطلب خدا تمام ہندوستان میں سیر کی اور بہت سے اولیاء سے فیض پایا چنانچہ سیّد میراں بھیکھ چشتی و عبدالغفور نقشبندی و

---

۱ محی الدین: دربار قادریہ فاضلیہ کا قرطاس التعارف' لاہور ۱۹۷۱ء

۲ نوشہرہ گجرات سے چھ میل نہیں ہے بلکہ ۱۴ میل ہے۔

۳ پیر محمد سچیار نوشاہیؒ کا سال وفات ۱۱۲۰ھ صحیح ہے اور مفتی صاحب نے ۱۱۵۲ھ غلط لکھا ہے (شریف التواریخ جلد دوم ص ۱۳۰۵' جلد دوم ص ۱۲۶۰۔ص ۱۳۱۳' جلد سوم حصہ اوّل ۱۰۷۔۱۰۸) آپ کا سال ولادت ۱۰۱۳ھ ہے۔

Marfat.com

خلفائے[1] حاجی محمد نوشہ گنج بخش کی خدمت میں حاضر ہو کر فیوض وافر حاصل کیے' حضرت کی کرامتیں اکثر مشہور ہیں مگر چشم دیدہ یہ ہے کہ جب رنجیت سنگھ کی وفات کے بعد کھڑک سنگھ جانشین حکومت لاہور ہوا تو اس کے بیٹے نونہال سنگھ نے جو بااختیار حاکم تھا حکم دیا کہ لاہور کی فصیل کے باہر چار ہزار قدم تک زمین صاف کر کے پریٹ چاروں طرف شہر کے بنائی جائے' مکانات گرائے جائیں' درخت کاٹے جائیں اور دلاروس فرنگی اس کام پر مقرر ہوا' اس نے مکانات گرانے شروع کیے حضرت کے مزار کی چاردیواری بھی گرائی گئی اور درخت تمام کاٹے گئے جب اندرونی دیوار خاص مزار کی چاردیواری گری تو قدرتِ الٰہی سے اس روز کھڑک سنگھ مر گیا اور نونہال سنگھ جب اس کی نعش جلا کر آیا تو سلامی کی توپوں کے زلزلے سے قلعہ کی دیوار سے ایک پتھر جدا ہو کر نونہال سنگھ کے سر پر آ پڑا اور وہ جواں جوانمرگ ہوا' اس کی والدہ چند کور نہایت ڈری اور حکم دیا کہ مزار حضرت کا نہ گرایا جائے چنانچہ گرا ہوا مکان اسی وقت تعمیر ہو گیا' رسالہ غوثیہ میں یہ حضرت اپنے حالات کے بیان میں لکھتے ہیں کہ جب میں بتلاش حق لاہور میں پہنچا رات کو مقبرہ عالیہ میاں میر میں قیام پذیر ہوا خواب میں میاں میر بالا پیر مجھ پر ظاہر ہوئے اور بکمال توجہ ایک شغل عنایت کیا صبح کے وقت وہاں سے اُٹھ کر شیخ حامد لاہوری کی خدمت میں آیا اور کسی شغل کے واسطے ان سے بھی سوال کیا' وہ ہنسے اور فرمایا: تجھ کو وہی شغل کافی ہے جو آج رات میاں میر بالا پیر سے عطا ہوا ہے' شجرۂ نسب ان کا ان کے والد بزرگوار سید حسن پشاوری کے ذکر میں تحریر ہو چکا ہے' وفات حضرت

---

[1] حضرت نوشہ گنج بخش کے خلیفہ شیخ پیر محمد سچیار نوشہرویؒ (ف ۱۱۲۰ھ) سے آپ ملے اور فیض پایا...... (شاہ محمد غوث: رسالہ کسب سلوک اور پھر حضرت نوشہؒ کے پوتے سید شاہ عصمت اللہ حمزہ پہلوان نوشاہی...... (ف ۱۱۳۷ھ) کی خدمت میں آپ بارہ سال تک جاتے رہے (ایضاً)

Marfat.com

کی ۱۱۵۲ھ میں واقع ہوئی[۱] اور مزار لاہور میں ہے۔[۲]

۱ جدید تحقیق کی رُو سے شاہ محمد غوث لاہوری کا سال وفات ۱۱۷۳ھ ہے (اُم سلمیٰ گیلانی: محدث کبیر شاہ محمد غوث کی دینی و علمی خدمات' پشاور ۱۹۹۰ء)

۲ حضرت شاہ محمد غوث لاہوری کے مزید حالات کے لیے ملاحظہ ہو:

(۱) شاہ محمد غوث: رسالہ در بیان کسبِ سلوک و طریقت و حقیقت فارسی' مطبوعہ پشاور ۱۲۸۳ھ

(۲) غلام کشمیری' میر: خوارق العادات ۱۱۸۹ھ قلمی' مملوکہ مولانا سید امیر شاہ قادری' پشاور

(۳) غلام کشمیری میر: مقدمہ اسرار الطریقت برخود نوشت خطی نسخہ حضرت شاہ محمد غوث قلمی مملوکہ فوزی آغا پشاور

(۴) نامی غلام دستگیر: سوانح شاہ محمد غوث لاہوریؒ مطبوعہ لاہور (س۔ن)

(۵) پیام شاہ جہانپوری: تذکرہ شاہ محمد غوثؒ مطبوعہ لاہور (یہ کتاب بغیر کسی تاریخی شعور کے مدون کر لی گئی ہے' اکثر تحقیقات بے سروپا ہیں)

(۶) محمد اقبال مجددی: حیات حضرت شاہ محمد غوث لاہوریؒ زیر ترتیب۔

(۷) اثر عبدالحلیم افغانی: روحانی تر ون بزبان پشتو مطبوعہ پشاور

(۸) امیر شاہ قادری: تذکرہ علماء و مشائخ سرحد مطبوعہ پشاور

(۹) امیر شاہ قادری: تذکرہ مشائخ قادریہ حسنیہ مطبوعہ پشاور ص ۷۷ تا ۱۰۰

(۱۰) محمد حیات نوشاہی: تذکرہ نوشاہی قلمی مملوکہ سید شرافت نوشاہی مدظلہ

(۱۱) پیر کمال لاہوری: تحائف قدسیہ فارسی قلمی مملوکہ سید شراف نوشاہی

حضرت شاہ محمد غوثؒ لاہوری اپنے وقت کے عظیم شارح' مفسر اور عالم تھے' حسب ذیل تصانیف کے وجود کا علم ہو سکا ہے:

(۱) شرح غوثیہ ۱۱۳۱ھ (پہلے تین پارے) شرح بخاری شریف' ناشر سیّد امیر شاہ قادری صاحب

(۲) کتاب در بیان کسب سلوک و طریقت و حقیقت' مطبوعہ پشاور (فارسی)

(۳) رسالہ ذکر جہر قلمی مملوکہ سیّد امیر شاہ قادری مدظلہ

(۴) ترجمہ فارسی قصیدہ غوثیہ شریف' یہ رسالہ پیر عبدالغفار لاہوری نے ۱۹۱۰ء میں شائع کیا' اس کا نام شرح خمیرہ بھی ہے۔

(۵) اسرار التوحید عربی (بحوالہ رسالہ در بیان کسب سلوک ص ۴۶۔ حضرت شاہ محمد غوثؒ کے وحدت الوجود پر دو خطی رسالے حال ہی میں مخدومی مولوی سید محمد امیر شاہ مدظلہ کو ہم دست ہوئے ہیں۔

Marfat.com

قطعۂ تاریخ

گشت چوں در باغِ جنت جائیگیر	شہ محمد غوث شیخ متقی

گفت سرور سال وصل آنجناب	والیٔ حق پیر کامل ۱۱۵۲ھ دست گیر

(۳۸) شیخ عبدالرحمٰن المشہور بہ پاک رحمٰن نوشاہی قدس سرہٗ

یہ بزرگ بڑے خلیفہ حضرت حاجی محمد نوشہ گنج بخش کے تھے' عنایت و مہربانی جوان کے پیر کو ان کی نسبت تھی' کسی پر نہ تھی' صفات صمدیت کی ان پر ایسی غالب تھی کہ کھانا' پینا' سونا ان کا بالکل موقوف ہو گیا تھا' سماع کا حضرت کو بہت شوق تھا اور وجد کے وقت ایسی حالت ہو جاتی تھی کہ لوگوں کو ان کی مرگ کا یقین ہو جاتا اور ریاضت و مجاہدہ کا یہ حال تھا کہ تمام رات بحبسِ دم ذکر خفی کرتے اور بعض اوقات کنوئیں میں معکوس لٹک کر رات بھر عبادت کرتے اور خلوت کے وقت زمین میں قبر کھود کر بیٹھ جاتے اور اوپر سے بند کرا دیتے' چالیس روز کے بعد جب قبر کھودی جاتی تو حضرت کو بحالت زار اس سے نکالا جاتا' نقل ہے کہ ایک دن حضرت شیخ شادی نام اپنے خادم پر مہربان ہوئے اور فرمایا کہ اے شادی! ہم نے تیرے واسطے خدا سے یہ مانگا ہے کہ جس مریض پر تیری نظر پڑے' اچھا ہو جائے اور جس مردہ کی طرف تُو متوجہ ہو' زندہ ہو جائے اور جس فاسق کی طرف تُو دیکھے ولی ہو جائے پس ایسا ہی وقوع میں آیا کہ ایک روز ایک عورت اپنے بچہ خردسال کو جو مریض تھا شیخ شادی کے پاس دَم کرانے کے لیے لائی' قضا کار وہ بچہ راستے میں مر گیا' عورت واویلا کرتی ہوئی شادی کے پاس اپنے بچہ کی نعش لے کر آئی' شادی بچہ کی طرف متوجہ ہوا' بچہ فی الفور زندہ ہو گیا' عورت نے خوش ہو کر ایک جوڑہ زنانہ کپڑوں کا شادی کے نذر کیا' وہ ان کپڑوں کو حضرت کے گھر لے گیا اور حضرت کی صبیّہ کو پہنچا دیئے۔ یہ خبر جب حضرت کو پہنچی غضب میں آ کر شادی کو روبرو بلایا اور

Marfat.com

فرمایا: تُو اس نعمت کے لائق نہیں کہ اس بڑھیا کے بچہ کو زندہ کر کے تُو نے اجرت لے لی' اسی روز سے وہ شادی سے کرامت جاتی رہی' وفات حضرت کی ۱۱۵۳ھ[1] میں ہوئی اور مزار پرانوار موضع بھڑی زیارت گاہ خلق ہے' پوشیدہ نہ رہے کہ فرقہ نوشاہیہ عالیہ میں سب لوگ صاحب وجد و سماع و شوق و ذوق و مستی ہیں مگر فقرائے سلسلہ پاک رحمان کے سماع کے وقت سب سے زیادہ مست ہو جاتے ہیں' جب تک ان کے' پاؤں میں رسہ ڈال کر اُلٹا نہ لٹکائیں اور وہ ساعت دو ساعت اسی حالت میں رقص نہ کریں' سرد نہیں ہوتے اور اگر اس عمل سے ہوش میں نہ آئیں تو اسی حالت میں ان کو زمین پر کھینچتے ہیں جب تک وہ ہوش میں آ جائیں' رسہ ان کے پاؤں سے کھولا نہیں جاتا۔

(۳۹) سید بہلی[2] شاہ قادری شطاری قصوری قدس سرہٗ

یہ بزرگ حضرت شاہ عنایت قادری لاہوری کے خلیفہ تھے' قصبہ قصور میں

---

[1] حضرت عبدالرحمٰن پاک نوشاہی کا سالِ وفات ۱۱۵۳ھ غلط ہے بلکہ خاندانی ماخذ لطائف گل شاہی قلمی' بیاض قادری قلمی اور کتاب الفوائد قلمی میں ۴ محرم ۱۱۱۵ھ لکھا ہے' جو معتبر ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: شریف التواریخ' جلد سوم حصہ اوّل ص ۳۳۷۔ آپ کی ولادت ۹۹۵ھ میں ہوئی (شریف التواریخ جلد سوم ۳۲۹) ملاحظہ ہو:

(۱) گل محمد نوشاہی سیّد: لطائف گل شاہی قلمی مملوکہ سید شرافت نوشاہی' گجرات

(۲) غلام قادر نوشاہی سیّد: بیاض قادری' قلمی مملوکہ ایضاً

(۳) محمد شاہ نوشاہی سیّد: کتاب الفوائد' قلمی مملوکہ ایضاً

(۴) شرافت نوشاہی: شریف التواریخ جلد سوم حصہ اوّل ۳۲۹۔۳۳۹ قلمی مملوکہ مصنف مدظلہ

(۵) ایضاً: شاہ عبدالرحمان پاک' لاہور ۱۹۷۱ء

[2] اس وقت اس لفظ کا تلفظ ''بلّھے'' یا ''بلّھا'' ہے۔ آپ کی مہر ''بلّھا شاہ قادری'' ۱۱۸۱ھ سے بھی موجودہ تلفظ بلّھا کی تائید ہوتی ہے (محمد شفیع: اولیائے قصور ص ۱۹۹)

Marfat.com

سکونت رکھتے تھے' سماع و وجد کا شغل دن رات مدنظر تھا' اکثر اوقات خوارق وکرامت بے اختیار ان سے سرزد ہوتی' طبیعت بھی ان کی موزوں تھی' پنجابی زبان میں ابیات وکافی ہزاروں ان کی تصنیف کی ہوئی' مضامین توحید اب تک قوال مجالس فقراء میں گاتے ہیں' وفات ان کی ۱۱۷۱ھ[1] میں ہوئی اور مزار گوہر بار قصور میں زیارت گاہ خلق ہے۔

(۴۰) شیخ عبداللہ شاہ بلوچ لاہوری قادری قدس سرہٗ

خاندان قادریہ اعظمیہ میں یہ بزرگ مرید وخلیفہ شیخ شرف الدین پانی پتی کے تھے اور سلسلہ ان کا چار واسطوں کے ساتھ حضرت میاں میر بالا پیر لاہوریؒ کے ساتھ ملتا تھا' یہ بزرگ ذات کے بلوچ تھے اور ساربانی کے پیشے سے بہت مال جمع کیا تھا اور موضع مزنگ میں متصل لاہور ایک کوٹ اپنے نام کا آباد کیا' اس کا نام کوٹ عبداللہ رکھا پر جب جاذب حقیقی نے ان کو اپنی طرف کھینچا تو مالِ دنیا کو ترک کر کے فقیر ہوئے وہ باجازت پیر روشن ضمیر عبادت و ریاضت پر کمر باندھی اور

---

[1] یہ سالِ وفات ڈاکٹر مولوی محمد شفیع کی تحقیق کے مطابق غلط ہے۔اس لیے کہ انہیں فیروز پور میں عبدالعزیز خاں کے پاس ایک قلمی نسخہ اَوراد دیکھنے کا اتفاق ہوا تھا جس پر بابا بلّھے شاہ کی مذکورہ بالامہر بھی ثبت تھی' جس میں سنہ ۱۱۸۱ھ مندرج تھا' جس سے مترشح ہوتا ہے کہ بابا صاحب ۱۱۸۱ھ تک بقیدِ حیات تھے (ایضاً ۱۹۷-۱۹۹)

ملاحظہ ہو:

(۱) بلّھے شاہ بابا: کلیات بلّھے شاہ مرتبہ فقیر محمد فقیر' لاہور

(۲) احمد حسین احمد قریشی: سوانح بابا بلّھے شاہ زیر طبع محکمہ اوقاف' لاہور

(۳) محمد شفیع ڈاکٹر: اولیائے قصور ۱۹۷-۱۹۹

(۴) محمد اقبال مجددی: تاریخ قصور' زیر ترتیب

(۵) ایضاً: حیات شاہ عنایت قادری' زیر طبع

Marfat.com

تکمیل پائی، تمام عمر حضرت نے تلقین خدام میں گزاری اور سینکڑوں لوگ ان کے ذریعے مراتب قرب تک پہنچے، ان کے بڑے خلفاء میں سے ایک حافظ غلام محمد المشہور امام گاموں، امام مسجد وزیر خاں تھے جو اپنے وقت میں یگانۂ آفاق تھے، دوسرے شیخ فیض بخش قریشی لاہوری پدر شیخ امام بخش جد مادری مؤلف کتاب تھے، جنہوں نے حضرت کی خدمت میں حاضر رہ کر قربِ الٰہی حاصل کیا، شیخ مراد بخش ولد شیخ فیض نقل کرتے تھے کہ ایک روز میں نے اپنے ایک ہمسایہ کو جس کو کیمیاگری کا شوق تھا دیکھا کہ سم الفار اور گوگرد بازار سے لا کر اس نے کھرل کیا اور مسی پیسوں پر لگا کر آگ میں ڈالا، یہ بات دیکھ کر مجھ کو بھی کیمیاگری کا شوق ہوا اور میں نے جانا کہ عمل کیمیاگری بہت آسان ہے، اسی طرح میں سم الفار اور گوگرد لایا اور کھرل کر کے پیسوں کو لایا اور پیسے آگ میں ڈال دیئے جب آگ سرد ہوئی تو معلوم ہوا کہ پیسے بھی بیکار ہو گئے ہیں، اس نقصان سے میں بہت پشیمان ہوا اور اسی پشیمانی میں عبداللہ شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا چونکہ میں اس وقت کم عمر نوجوان لڑکا تھا حضرت میری طرف دیکھ کر متبسم ہوئے اور فرمایا کہ برخوردار آج تم نے کیمیا بنانے میں بہت تکلیف اُٹھائی، تم کو اگر کیمیا کا عمل حاصل کرنا ہے تو اپنے باپ کی طرح ہماری خدمت میں آتے اور ہم تم کو ایسی کیمیا بخشیں گے کہ یہ کیمیا تمہاری نظر میں خاک نظر آئے گی، وفات حضرت عبداللہ شاہ کی ۸ جمادی الاوّل ۱۲۱۲ھ اور مزار بیرون شہر موضع مزنگ میں ہے اور ''غریب'' تاریخ وفات[1] ہے۔

(۴۱) شیخ غلام حسین ساکن وایاں والی قدس سرہٗ

یہ بزرگ خاندان قادریہ اعظمیہ میں نہایت عابد و زاہد و صاحب عشق و محبت و کشف و کرامت تھے، آخری زمانے میں اگر ان کو قطبِ وقت لکھا جائے تو بجا

---

[1] ملاحظہ ہو: محمد دین کلیم: عبداللہ بلوچ، لاہور ۱۹۷۱ء

Marfat.com

ہے، ہزاروں طالبانِ خدا ان کی خدمت میں آئے اور اپنی مراد کو پہنچے، طالبانِ دنیا میں سے بھی جو اہل حاجت حضرت کے دروازے پر حاضر ہوا، خالی نہ گیا، ان کی ذات بابرکات گویا چشمۂ فیض و دریائے رحمت تھی، کشف و کرامت جو اُن کی ظہور میں آتی رہیں ان کا ذکر لوگوں کی زبان پر اس قدر جاری ہے کہ ان کے اندراج کے لیے ایک کتاب علیٰحدہ لکھی جائے، وفات ان کی ۱۲۶۰ ہجری میں واقع ہوئی[1] اور بعد وفات ان کے شیخ قیصر شاہ[2] ان کے فرزند بھی جامع کمالات ظاہری و باطنی ان کی ذات سے بھی بہت سے لوگوں کو فیض پہنچا۔

☆☆☆☆☆☆

---

[1] شیخ غلام حسین بن بہرام خاں بن زربخش بن رسیدہ قوم تور عرف واداں، وایاں والی ضلع گوجرانوالہ میں آپ کا مزار ہے (از افادات مخدومی سید شرافت نوشاہی مدظلہ)

[2] اصل نام کیسر شاہ تھا، سال وفات ۱۲۸۱ھ آپ بادعائے حضرت سیّد الٰہی بخش نوشاہی ساہن پالوی ف ۱۲۵۳ھ پیدا ہوئے۔ (شراف نوشاہی: کلیدِ بخشش، قلمی)

Marfat.com

دوسرا چمن

تذکرہ پیران خاندانِ چشت[1] اہل بہشت میں

ابتداء اس سلسلۂ عالیہ کی خواجہ حسن بصری سے ہے جنہوں نے فیضِ باطن جناب علی مرتضٰی کرم اللہ وجہہٗ سے پایا۔ ان سے عبدالواحد بن زید' ان سے خواجہ

[1] چشت کے بارے میں شجرۃ الانوار میں ہے:

(چشت نام کے) دو مقام ہیں: ایک شہر خراسان میں ہرات کے قریب واقع ہے' دوسرا چشت ہندوستان میں اوچ اور ملتان کے درمیان ایک قصبہ ہے' خواجگانِ چشت خراسان والے چشت سے تعلق رکھتے ہیں۔ (بحوالۂ تاریخ مشائخ چشت ۳۶۔۱۳۵) مشائخ سلسلہ چشتیہ کے اسمائے گرامی بالترتیب اس طرح ہیں:

(۱) حضرت علیؓ (۲) حضرت خواجہ حسن بصریؒ (۳) ابوالفضل عبدالواحد بن زید (۴) ابوالفضل فضیل بن عیاض (۵) خواجہ ابراہیم ادھم بلخی (۶) خواجہ سدید الدین حذیفۃ المرعشی (۷) خواجہ امین الدین ابی ہبیرۃ البصری (۸) خواجہ ممشاد علی دینوری (۹) خواجہ ابی اسحاق شامی چشتی (۱۰) ابی احمد بن فرسنافۃ الچشتی (۱۱) ابی محمد بن احمد چشتی (۱۲) ابی یوسف چشتی (۱۳) خواجہ مودود چشتی (۱۴) خواجہ حاجی شریف زندنی (۱۵) خواجہ عثمان ہرونی (۱۶) خواجہ معین الدین حسن سجزی۔ (تاریخ مشائخ چشت ۱۳۹۔۱۴۰)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اپنی کتاب انتباہ فی سلاسل الاولیاء میں یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ چشتیہ سلسلہ خواجہ حسن بصریؒ کے ذریعے حضرت علیؓ تک نہیں پہنچتا اس لیے کہ خواجہ بصری اس وقت خرد سال تھے اور خلیفہ نہیں ہو سکتے تھے' حضرت شاہ فخرالدین دہلوی نے جو شاہ صاحب کے معاصر تھے اس خیال کی تردید میں ایک رسالہ فخرالحسن کے نام سے لکھا' اس رسالہ کی شرح مولانا حسن الزمان حیدرآبادی (ف ۱۳۲۸ھ) نے قول المستحسن فی فخرالحسن کے نام سے عربی زبان میں لکھی تھی جو حیدرآباد دکن سے ۱۳۱۲ھ کو چھپ چکی ہے۔

فضیل بن عیاض، ان سے خواجہ سلطان ابراہیم بن ادھم، ان سے خواجہ حذیفۃ المرعشی، ان سے خواجہ ہبیرہ بصری، ان سے خواجہ علو دینوری، ان سے خواجہ ابواسحاق شامی، ان سے خواجہ ابوابدال، ان سے خواجہ ابومحمد چشتی، ان سے خواجہ ابویوسف چشتی، ان سے خواجہ مودود چشتی، ان سے خواجہ احمد چشتی، ان سے حاجی شریف زندنی، ان سے خواجہ عثمان ہرونی، ان سے خواجہ معین الدین حسن سجزی ثم الاجمیری نے خلافت پائی اور یہ سلسلہ ہند اور پنجاب میں حضرت خواجہ معین الدین حسن سجزی سے شائع ہوا اور ہزاروں طلباء تکمیل پاکر قربِ الٰہی کے مدارج پر پہنچے۔

(۴۲) خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی دہلوی قدس سرہٗ

یہ بزرگ اکابر اولیاء و اجل اصفیائے ہند میں سے ہیں، خرقۂ خلافت انہوں نے حضرت خواجہ معین الدین حسن سجزیؒ[1] سے پایا۔[2] اصل ان کا سادات اوش[3] سے تھا، جو ایک قصبہ سرزمین ماوراالنہر میں ہے، شجرہ نسب ان کا حضرت امام جعفر صادق کے ساتھ اس طرح پر پہنچتا ہے کہ خواجہ قطب الدین بن سیّد کمال الدین بن سیّد موسیٰ بن سیّد احمد اوشی بن سیّد کمال الدین بن سیّد محمد بن سیّد احمد بن سیّد اسحٰق بن سیّد احسن بن سیّد معروف بن سیّد احمد بن سیّد رضی الدین بن حسام الدین بن رشید الدین بن امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، خردسالی کی عمر میں ان کا باپ مر گیا

---

1. خواجہ معین الدین حسن سجزی چشتیؒ ہندوستان میں سلسلہ چشتیہ کے بانی تھے، آپ کے حالات اکثر کتابوں میں ملتے ہیں، مثلاً سیر الاولیاء، سیر العارفین اور اخبار الاخیار وغیرہ، آپ کی نسبت سجزی (س-ج-ز-ی) ہے نہ کہ سنجری۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: مقدمہ دیوان امیر حسن سجزی نوشتہ مسعود علی محوی۔
2. حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، حضرت خواجہ معین الدین چشتی سے امام ابواللیث سمرقندی کی مسجد میں بغداد میں ملے اور خرقۂ خلافت حاصل کیا (سیر الاولیاء ۴۸)
3. اَوش، فرغانہ میں اندیجان کے جنوب مشرق میں ایک قصبہ ہے۔

Marfat.com

اور والدہ ماجدہ نے ان کو پڑھایا اور تربیت کی، جب بالغ ہوئے تو بطلب حق گھر سے نکلے اور بخدمت خواجہ معین الدین حسن سجزیؒ حاضر ہوکر مرید ہوئے، بعد تکمیل پیر روشن ضمیر نے ان کو دہلی کو مامور کیا اور حکم دیا کہ اس شہر میں رہ کر ہدایت خلق میں مشغول ہو، چنانچہ دہلی میں آ کر سکونت پذیر ہوئے، ان کے خوارق و کرامات و زہد و ریاضت کے ذکر میں صدہا کتابیں بھری ہوئی ہیں، مشہور کرامت ان کی یہ ہے کہ جب حضرت کے گھر سماع ہوتا اور خلقت جمع ہوتی تو حضرت اپنی بغل میں سے دو دو گرم کاک یعنی کلچے نکال کر دیتے جاتے یہاں تک کہ تمام محفل کے لوگ سیر ہو جاتے، اسی واسطے حضرت کا خطاب کاکی مشہور ہے، وفات حضرت کی چودھویں ماہ ربیع الاوّل ۶۳۴ ہجری[1] میں عین سماع میں ہوئی تھی، اس روز حضرت کے یہاں مجلس سماع تھی اور قوال حضرت احمد جام کی غزل گا تا تھا۔

منزل عشقت مکان دیگرست — ایں جہانرا ہم جانے دیگرست

جب یہ غزل گاتے گاتے نوبت اس شعر کی آ پہنچی

کشتگان خنجر تسلیم را — ہر زمان از غیب جانے دیگرست

[1] حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کا صحیح سالِ وفات ۱۴ ربیع الاوّل ۶۳۳ھ ہے (عبدالحق، شیخ: اخبار الاخیار ۲۵) ملاحظہ ہو:

(۱) حسن سجزی امیر: فوائد الفوائد مرتبہ ملک لطیف ص ۲۴۔۴۲۔۴۳۔۸۷ بہ بعد

(۲) امیر خورد: سیر الاولیاء ۴۵۔۶۶

(۳) جمالی: سیر العارفین ۱۶۔۳۱

(۴) عبدالحق، شیخ: اخبار الاخیار ۲۵

(۵) غوثی مندوی: اذکار ابرار ترجمہ گلزار ابرار ص ۳۹

(۶) محمد صادق: کلمات الصادقین قلمی

(۷) الہدیہ چشتی: سیر الاقطاب ۱۴۲۔۱۶۱

Marfat.com

تو حضرت کا حال برگشتہ ہوگیا اور اسی حالت میں جان دے دی۔

قطعۂ تاریخ

گئے جنت کو جب دنیائے دون سے — جناب شاہ شاہان قطب اقطاب

ندا ہاتف سے یہ سرور کو آئی — کہ والا قطبِ دوران قطب الاقطاب

(۴۳) حضرت شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر اجودھنی پاک پٹنی قدس سرہٗ

یہ بزرگ خاندان چشت اہل بہشت میں ترک و تجرید و زہد و ریاضت و علم و عمل و کشف و کرامت میں ہر ایک سے سبقت لے گئے تھے' ذوق وشوق و محبت و وجد و سماع سے ان کو کمال شغل رہتا تھا' زہد و ریاضت راہِ خدا میں جس قدر انہوں نے کیا ہے کسی نے متقدمین اولیاء میں سے بھی نہیں کیا' روزہ آپ کا دائمی تھا' جب افطار کرتے تو درختوں کی پتی ان کی خوراک تھی' تمام روز خدام کی تلقین میں گزر جاتا اور رات عبادت میں' ان کا باپ جمال الدین سلیمان[1] ان کا بھانجا سلطان محمود غزنوی کا سلطان شہاب الدین غوری کے وقت کابل سے لاہور[2] میں آیا' چندے قصبۂ قصور میں سکونت رکھی' پھر ملتان میں گیا اور ملا وجیہہ[3] الدین

---

[1] شیخ جمال الدین سلیمان کے بارے میں ہمیں اس سے زیادہ معلوم نہیں ہے کہ آپ اپنے باپ قاضی شعیب کی وفات کے بعد قصبہ کھتوال (مابین ملتان واجودھن' اس وقت ایک معمولی قصبہ ہے جسے مشائخ کی چاولی کہتے ہیں) کے قاضی مقرر ہوئے اور وہیں دفن بھی کیے گئے (سیر العارفین ص ۳۲' معارج الولایت بحوالہ لائف اینڈ ٹائمز آف شیخ فریدالدین از خلیق احمد نظامی ص ۱۱

[2] یہ روایت سیر الاولیاء' مراۃ الاسرار' معارج الولایت اور سیر العارفین (قدرے اختلاف کے ساتھ) منقول ہے۔ لیکن یہ درست نہیں ہے۔ قاضی شعیب ۱۱۷۵ء سے پہلے اور منگولوں کے قبضہ سے تقریباً چالیس برس قبل ہندوستان میں آئے (خلیق احمد نظامی: شیخ فریدالدین ص ۱۰) بلکہ قاضی شعیب گز (ghuzz) حملہ آوروں کے وقت ۵۵۲ھ/۱۱۵۷ء میں ہندوستان میں آئے۔

[3] ملا وجیہہ الدین خجندی کا کسی معاصر تذکرہ نویس نے ذکر نہیں کیا۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

خجندی کی دختر قرسم خاتون سے نکاح کیا' اس کے بطن سے تین بیٹے پیدا ہوئے' ایک شیخ اعزالدین محمود' دوم فریدالدین مسعود' تیسرے نجیب الدین متوکل کہ یہ تینوں بھائی اپنے زمانے کے یگانہ تھے اور شجرہ ان کے بزرگوں کا سترہ واسطوں کے ساتھ سلطان ابراہیم بن ادھم کے ساتھ اور تیئیس واسطوں کے ساتھ حضرت فاروق اعظم عمر ابن الخطاب کے ساتھ منتہی ہوتا ہے۔[1] اس طرح پر کہ حضرت شیخ فریدالدین بن جمال الدین سلیمان بن شعیب بن احمد بن یوسف بن محمد بن شہاب الدین بن احمد المشہور بہ فرخ شاہ بادشاہ کابل بن نصیر الدین بن محمود المعروف بہ نشیماں شاہ بن ساماں شاہ بن سلیمان مسعود بن عبداللہ بن واعظ الاکبر بن ابوالفتح بن اسحاق بن سلطان المتقین ابراہیم بادشاہ بلخ بن ادھم بن سلیمان بن ناصر بن عبداللہ بن امیرالمومنین فاروق اعظم عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ' بعد وفات فرخ شاہ[2]

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) ان کا نام سیر العارفین' مراۃ الاسرار' سیر الاقطاب اور روضۃ الاقطاب میں ہی درج ہوا ہے۔

۳ غوثی نے آپ کو حضرت عمر فاروقؓ کی اولاد میں سے بتایا ہے ص۴۸' سیر الاقطاب پہلا تذکرہ ہے' جس میں حضرت باباصاحب کا شجرۂ نسب درج ہوا ہے ورنہ اس سے پہلے کی کتابیں شجرۂ نسب سے خالی ہیں' سیر الاقطاب سے تقابل کے بعد مفتی صاحب کا منقولہ شجرہ غلط ثابت ہو جاتا ہے' ملاحظہ ہو: شیخ فریدالدین مسعود بن شیخ سلیمان بن شیخ شعیب بن محمد احمد بن شیخ یوسف بن شیخ شہاب الدین معروف بہ فرخ شاہ کابلی بن فخرالدین محمود بن سلیمان بن شیخ مسعود بن عبداللہ واعظ الاصغر بن واعظ الاکبر ابوالفتح بن شیخ اسحاق بن شیخ نصیر بن عبداللہ بن حضرت عمر فاروقؓ (سیر الاقطاب ص۱۶۳)

۱ فرخ شاہ کی شخصیت کے بارے میں کتب تاریخ خاموش ہیں' سیر الاولیاء میں اسے کابل کا بادشاہ بتایا گیا ہے (ص۵۴) مولانا محمد ہاشم کشمیؒ نے اسے ''اجلۂ امرا و اعاظم وزراء سلاطین کابل'' لکھا ہے۔ (زبدۃ المقامات ۸۸)

۲ دیکھیے حاشیہ نمبر ۱' گذشتہ صفحہ

Marfat.com

بادشاہ کابل کے جب کابل کا ملک شاہان غزنی نے لے لیا' اس خاندان سے سلطنت جاتی رہی مگر اولاد اس کی بدستور کابل میں رہی' پھر جب چنگیز خاں سلطان خوارزم پر غالب آیا اور شہر کابل پر آفت آئی تو حضرت کے جدّ بزرگوار لڑائی میں شہید ہوئے اور شیخ جمال الدین سلیمان ہندوستان کو چلے آئے' ولادت حضرت گنج شکر کی سال پانچ سو بیاسی[1] ہجری میں بموضع کھوتوال[2] علاقہ ملتان عمل میں آئی' پرورش بھی حضرت نے ملتان سے پائی' خرقۂ خلافت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی دہلوی سے پایا' حضرت نے سیر بھی بہت کی اور بہت بزرگوں سے فیض باطنی پایا' بعد حصول خرقۂ خلافت حضرت نے شہر ہانسی میں سکونت اختیار کی' پھر اجودھن میں آ کر قیام پذیر ہوئے' حضرت کے خوارق و کرامت ہزاروں درج تواریخ کتب ہیں' اس مختصر میں اس کی گنجائش نہیں ہے' شائق کتاب خزینۃ الاصفیاء میں دیکھ لے مگر ایک کرامت کا ذکر منجملہ ان کے یہاں بھی لکھا جاتا ہے کہ حضرت نے ایک قطعہ زمین ایک شخص سے شمول خانقاہ کے لیے قیمت دے کر خریدا' چند ماہ کے بعد ایک اور دعویدار اس زمین کا پیدا ہوا اور اس نے استغاثہ اس دعوے کا دیپالپور میں جا کر حاکم شاہی کے روبرو پیش کیا' وہاں سے حضرت کی اصالتاً یا وکالتاً طلبی ہوئی' حضرت نے ایک خادم کو جوابدہی کے واسطے بھیجا پھر گواہ

---

[1] باباصاحب کے سالِ ولادت میں اختلاف پایا جاتا ہے' ۵۸۲ھ تو بالکل غلط ہے' سیر الاولیاء میں سال ولادت ۵۶۹ھ اور عمر ۹۵ سال لکھی ہے' فوائد الفواد میں ہے کہ باباصاحب نے ۹۳ سال کی عمر پائی' اس لیے جب ہم فوائد الفواد کے مطابق شمار کریں تو آپ کا سالِ ولادت ۵۷۱ھ برآمد ہوتا ہے اور سیر الاولیاء کے مطابق ۵۶۹ھ' ہمارے نزدیک فوائد الفواد کو سیر الاولیاء پر ترجیح حاصل ہے' گویا باباصاحب کا سالِ ولادت ۵۷۱ھ درست ہے (خلیق احمد نظامی: شیخ فریدالدین گنج شکر ۱۱ حاشیہ)

[2] ملاحظہ ہو حاشیہ نمبر۲' گذشتہ سے پہلا صفحہ

Marfat.com

طلب ہوئے، جن سے زمین ملکیت بائع کی ثابت ہو' حضرت نے حاکم کے بار بار تقاضے سے تنگ آ کر فرمایا کہ اس گردن ٹوٹے کو کہہ دو کہ خود آ کر زمین سے پوچھ لے اگر زمین گواہی نہ دے گی تو ہم گواہ بھیج دیں گے' حاکم یہ بات سن کر کمال متعجب ہوا اور کہا کہ اچھا ہم چلتے ہیں اگر زمین نہ بولی تو فرید اس بات کی سخت سزا پائے گا پس حاکم خود سوار ہو کر آیا اور ہزاروں لوگ دیکھنے والے جمع ہوئے جب مجمع ہو چکا تو اول مدعی کو حکم ہوا کہ زمین سے اپنی ملکیت کا سوال کرے چنانچہ اس کے سوال پر زمین نے کچھ آواز نہ دی پھر حضرت کی طرف سے ایک خادم نے زمین سے پوچھا کہ تو کس کی ملکیت ہے زمین سے آواز آئی کہ میں اس کی ملکیت تھی جس نے فرید کے پاس مجھ کو فروخت کیا اور اب ملکیت خواجہ فرید کی ہوں۔ یہ بات سن کر حاکم حیرت میں آیا اور مدعی کو سخت سزا دی' بعد فیصلے کے جب وہاں سے چلا تو گھوڑے نے ناخن لیا اور وہ گھوڑے سے گر پڑا۔ اسی وقت گردن ٹوٹ گئی اور مر گیا' نعوذ باللہ من غضب الاولیاء' وفات حضرت کی پانچویں ماہ محرم ۶۶۴ ہجری[1] میں واقع ہوئی اور روضہ منورہ بمقام پاک پٹن زیارت گاہ

---

[1] باباصاحب کے سالِ وفات میں بھی اختلاف ہے لیکن ۶۶۴ھ ہی معتبر اور صحیح ہے (خلیق احمد نظامی: لائف اینڈ ٹائمنر آف بابا فرید" ۵۶-۵۸) حضرت باباصاحب سے ملفوظات کے کئی مجموعے منسوب ہیں (فوائد السالکین (ملفوظات قطب الدین بختیار کاکیؒ جامع باباصاحب)' اسرار الاولیاء' جامع شیخ بدر الدین اسحاق' راحت القلوب جامع خواجہ نظام الدین اولیاء' یہ تمام مجموعے محض وضعی اور منسوب ہیں (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: خلیق احمد نظامی: بابا فرید ۱۱۸-۱۲۰' محمد اقبال مجددی: احوال و آثار عبداللہ خویشگی ص ۹۹-۱۰۰)

ملاحظہ ہو:

(۱) امیر حسن سجزی: فوائد الفواد' مطبوعہ لاہور

(۲) امیر خود: سیر الاولیاء ۵۴-۸۱

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

خلق ہے۔

قطعۂ تاریخ

چو اندر زمین آہ مانند گنج نہاں گشت فروے یگانہ فریدؒ

زسرور عجب سال تاریخ او عیاں گشت فردے یگانہ فریدؒ

(۴۴) حضرت خواجہ علاء الدین علی احمد صابر کلیری قدس سرہٗ

یہ بزرگ حضرت فریدالدین گنج شکر کے خلفاء میں سے عارف کامل صاحب

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) (۳) عبدالحق، شیخ: اخبار الاخیار ص ۵۰۔۵۲

(۴) جمالی: سیر العارفین ۹۰۔۹۷

(۵) نظام غریب یمنی: لطائف اشرفی

(۶) حمید شاعر قلندر: خیر المجالس مرتبہ خلیق احمد نظامی، علی گڑھ

(۷) لعل بیگ: ثمرات القدس قلمی مملوکہ مولانا نصرت نوشاہی شرقپور، پاکستان

(۸) غوثی: اذکار الابرار ترجمہ گلزار الابرار ص ۴۸۔۵۳

(۸) بدرالدین سرہندی: مجمع الاولیاء قلمی ذخیرہ آذر نمبر A-H

(۱۰) عبداللہ خویشگی قصوری: معارج الولایت، قلمی ذخیرہ آذر ورق ۲۱۔۳۶

(۱۱) محمد بلاق: مطلوب الطالبین، قلمی ذخیرہ مولانا غلام محی الدین قصوری، مخزونہ کتابخانہ گنج بخش، اسلام آباد

(۱۲) اصغر علی: جواہر فریدی، لاہور

(۱۳) معنی اجمیری: سوانح حضرت بابا فریدالدینؒ

(14) Nizami K. A. : Life and Times of Sh. Farid-u-Din Aligarh, 1955.

(۱۵) مسلم نظامی: انوار الفرید، پاک پٹن ۱۹۶۵ء

(۱۶) محمد اسلم: کیا سلطان بلبن کی کوئی بیٹی بابا صاحب سے منسوب تھی؟ مشمولہ تاریخی مقالات ۹۔۳۱

(۱۷) وحید احمد مسعود سوانح حضرت بابا فریدالدین، کراچی ۱۹۶۵ء

Marfat.com

ارشاد جامع سیادت ونجابت وشرافت وشریعت وطریقت وحقیقت ومعرفت وشوق و ذوق ووجد وسماع وخوارق وکرامت تھے‘ فقر میں مقامات بلند ومدارج ارجمند رکھتے تھے‘ حضرت کی طبیعت میں جلال بہت تھا‘ صابر خطاب ان کو پیر روشن ضمیر سے عنایت ہوا‘ اس خدمت پر کہ انہوں نے بارہ برس تک باورچی خانہ کی خدمت کو انجام دیا مگر خود بے اجازت ایک لقمہ نہ کھایا‘ صرف درختوں کی پتی کھار کر گزارا کیا‘ جب یہ حال ان کے پیر پر روشن ہوا تو کمال مہربانی سے صابر خطاب بخشا اور دہلی کا قطب بنا کر فرمان لکھ دیا‘ چونکہ حضرت فریدالدین گنج شکر کا یہ دستور تھا کہ جس خلیفہ کو کسی ملک کو روانہ کرتے‘ فرمان اپنے دستخط سے لکھ کر اس کو دیتے اور فرماتے کہ خواجہ جمال الدین ہانسویؒ کے پاس جا کر اِس کی مہر کرالو پس وہ ہانسی جاتا اور جمال الدین کی مہر اس پر کرا کر مکان ماموره کی طرف روانہ ہو جاتا اس رسم کے بموجب علاء الدین علی احمد صابرؒ بھی ہانسی پہنچے چونکہ یہ خواجہ فریدالدین گنج شکر کے بھانجے اور داماد اور مقامات ولایت میں سب سے بڑھ کر تھے ان کے استقبال کے لیے خواجہ جمال الدین ہانسی سے دو میل باہر آئے انہوں نے ان کی تکریم کی مگر چنڈول سے نیچے نہ اُترے اور خواجہ جمال الدین پاپیادہ ان کی سواری کے ساتھ رہے اور اپنی مسجد میں لے جا کر اتارا‘ اس وقت شام کی نماز کا وقت تھا‘ خواجہ جمال الدین نے ان کو نماز میں بھی امام کیا‘ جب نماز پڑھ چکے اندھیرا ہو گیا حضرت نے اپنا فرمان خواجہ جمال کو دکھایا اور مہر کر دینے کی درخواست کی‘ انہوں نے کہا: اب شام کا وقت ہے‘ آپ آرام کریں کل صبح مہر کر دوں گا‘ یہ بات سنتے ہی حضرت نے داہنے ہاتھ کی بڑی انگلی کو پھونکا اس پھونک سے انگلی شمع کے مانند روشن ہوگئی فرمایا کہ اگر اندھیرے کا خیال ہے تو اب روشنی ہوگئی ہے روشنی میں فرمان پڑھ کر مہر کر دو‘ یہ بات سن کر خواجہ جمال نے فرمان پڑھ کر کہا کہ دہلی بے چاری تیری ایسی آتشیں دم

Marfat.com

سہارنے کی قوت نہیں رکھتی، اس بات پر حضرت کمال ناراض ہوئے اور فرمایا کہ تو نے میرے فرمان کو پھاڑ ڈالا ہے، میں نے تیری ولایت کو پھاڑ ڈالا، انہوں نے کہا: اوّل سے یا آخر سے؟ کہا: آخر سے، یہ بات کہہ کر حضرت وہاں سے اُٹھ کھڑے ہوئے، خواجہ فرید کی خدمت میں آ کر کل حال بیان کیا، انہوں نے کہا کہ پارہ کردۂ جمال رافرید نتواند دوخت، بعد کچھ مدت کے خواجہ فرید نے حضرت صابر کو شہر کلیر روانہ کیا اور فرمانِ تولیت اپنے ہاتھ سے لکھ کر دیا، بہ تعمیل ارشاد حضرت وہاں جا کر سکونت پذیر ہوئے، شہر والے حضرت کی طرف رجوع نہ لائے، کوئی طالبِ خدا خدمت میں حاضر نہ ہوا، چند ماہ اسی طرح گزر گئے تو ایک روز جمعہ کی نماز پڑھنے کے لیے حضرت جمعہ مسجد میں گئے اور امام کے مصلیٰ کے بہت نزدیک بیٹھ گئے جب نمازی جمع ہوئے تو لوگوں نے حضرت کو کہا کہ جہاں تم بیٹھے ہو یہ مقام قاضی کی جانماز ہے یہاں سے اُٹھ کر دوسری صف کی جگہ پر چلے جاؤ، حضرت وہاں سے نہ اُٹھے اور فرمایا کہ قاضی سے بڑھ کر رتبہ قطب کا ہے اور ہم اس سرزمین کے قطب ہیں یہ بات سن کر لوگ ہنسے اور ان کی بات ہنسی میں اُڑا دی اور زبردستی وہاں سے بازو پکڑ کر اُٹھا دیا حضرت سب سے پیچھے آ کھڑے ہوئے اور طبیعت پر جلال و غضب غالب تھا جب لوگ نماز پر کھڑے ہوئے اور حضرت کو کوئی جگہ نماز پر کھڑے ہونے کے لیے نہ ملی تو حضرت نے مسجد کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے مسجد! تمام لوگ سجدے کو جاتے ہیں تو بھی سجدہ کر، یہ بات کہتے ہی مسجد مع چھت اور دیواروں کے ان پر گر پڑی اور سب لوگ نیچے آ کر ہلاک ہو گئے اس روز سے بتاثیر غضب و جلال حضرت کے اس شہر پر وبا نازل ہوئی اور تھوڑے عرصے میں وہ شہر ویران ہو گیا اور حضرت[1]

1. حضرت صابرؒ کا ذکر معاصر کتب میں نہیں ملتا، سیر الاولیاء میں یہ چند غیر واضح سطور ہیں: (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

بفراغ باطن عبادت میں مشغول ہوئے اور تمام عمر اسی ویرانہ میں بسر کی' اس وقت حضرت کے پاس صرف شمس الدین ترک پانی پتی خدمت گزار و خادم رہتے تھے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) محمد مبارک علوی مدعو بہ امیر خسرو عرض پرداز ہے کہ میں نے اپنے والد بزرگوار سے سنا ہے کہ ایک درویش صاحب نعمت شیخ علی صابرؒ نام درویشی میں ثابت قدم اور مستجاب الدعوات قصبہ ڈیکری کا رہنے والا شیخ شیوخ العالم فریدالحق والدین کا مرید تھا.........رخصت ہوتے وقت شیخ علی صابر نے وصیت کی درخواست کی تو شیخ شیوخ العالم نے فرمایا کہ جاؤ زندگی خوشی سے بسر ہوگی چنانچہ آپ کی دعا سے اس بزرگ کی زندگی بڑے عیش سے گزری' یہ شخص نہایت خوش باش اور ہنس مکھ تھا (سیر الاولیاء اُردو ترجمہ ۱۶۵)

صاحب لطائف اشرفی (حدود ۸۳۰ھ) کے الفاظ بھی قابل توجہ ہیں:

''حضرت قطب المشائخ شیخ علی صابر کہ از کمل خلفاء حضرت کبیر (بابا فریدالدین صاحبؒ) اندواند کی فتوری درمیان واقع شدہ بود باز رفع او باحسن وجہ حاصل گشتہ''۔ (جلداوّل ص ۳۶۷)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں:

''شیخ صابر' در سیر الاولیاء می نویسد کہ اورا درویشی بود' ثابت قدم و صاحب نعمت مرید شیخ فرید الدینؒ است و شیخ فریدالدین وقتی کہ باو اجازت بیعت می کرد۔ فرمود صابر زندگانی خوش خواہی گذرانید و ہمچناں بود تا زندہ بود بہ عیش خوش می گزرانید و او مردی خوش باش و کشادہ بود و غالبًا ایں شیخ صابر غیر شیخ علی صابر است کہ داماد شیخ فریدالدین و خلیفہ او بود و قبر او در قصبۂ کلیر است و سلسلہ شیخ عبدالقدوس وغیرہ بوی منتہی می شود و ذکر او در سیر الاولیاء اصلا نکردہ و آنچہ کردہ ہمیں شیخ صابر را کردہ بر آں نہجی کہ در عنوان مذکور شد و ترک ذکر او خالی از غرابت نیست و تواند کہ مراد از شیخ صابرؒ ہمیں شیخ علی صابر باشد واللہ اعلم'' اخبار الاخیار ص ۶۶

اس سلسلہ میں بہت بعد میں جو کتابیں لکھی گئیں ان کا ماخذ کشف و الہام قرار پایا اور چوں نہ دیدند حقیقت رہ فسانہ زدند'' والا معاملہ پیش آ گیا حقیقت یہ ہے کہ حضرت صابرؒ ان اولیاء اللہ میں سے تھے جو اخفائے حال کو پسند کرتے ہیں اور ان کا یہ اخفائے حال بعد وصال بھی کچھ عرصہ تک رہا......ان کا روحانی فیض اور صابری سلسلہ کے اکابر اولیاء اللہ ان کی عظمت و بزرگی پر شاہد عادل ہیں۔

Marfat.com

جب ان کو بھی حضرت نے پانی پت کی طرف روانہ کر دیا تو بحالتِ تنہائی وہاں تشریف رکھی۔ آخر سال چھ سونوّے میں بحالت سماع وفات پائی۔ اوس روز خواجہ شمس الدین خدمت میں حاضر تھے۔ انہوں نے حضرت کو دفن کیا اور روضۂ مکلّف بنوایا جواب تک زیارت گاہِ خلق ہے۔ قطعۂ تاریخ:

چو آں عاشق علاء الدین صابرؒ — بمعشوق ازل موصول گردید
بگو صادق علاء الدین صابرؒ — بسالِ ارتحال آں شہ دین

(۴۵) شیخ شمس الدین ترک پانی پتی قدس سرہٗ

یہ بزرگ خواجہ علی احمد صابر کے خلیفہ تھے اور حضرت کے حکم سے شہر پانی پت میں آ کر سکونت پذیر ہوئے' ہزاروں آدمی ان کے ذریعے سے مراتب قربِ الٰہی تک پہنچے' اصلی وطن ان کا ترکستان تھا' جدّ بزرگوار ان کے شیخ احمد یسوی مشہور اولیاء میں سے تھے' شجرۂ نسب ان کا حضرت امام محمد حنیف فرزند ارجمند علی المرتضیٰ کے ساتھ ملتا ہے اور علوی قریشی کہلاتے تھے' حضرت کے خوارق وکرامت کے ذکر سے کتابیں بھری ہوئی ہیں اور اس مختصر میں گنجائش اس کی نہیں ہے' وفات حضرت کی ۷۱۵ ہجری میں واقع ہوئی اور مزار پانی پت میں ہے۔

(۴۶) شیخ شرف الدین بوعلی قلندر پانی پتی قدس سرہٗ

اکابر اولیائے چشت خاندان میں سے یہ بزرگ ہیں' شجرۂ نسب ان کا حضرت امام اعظم کوفی کے ساتھ ملتا ہے' اس طرح پر کہ شیخ بوعلی قلندر بن سالار فخر الدین بن سالار حسن بن سالار عزیز بن ابا بکر غازی بن فارس بن عبدالرحمان بن عبدالرحیم بن محمد بن امام نعمان امام اعظم کوفی رحمۃ اللہ علیہ اور شجرہ پیران عظام کا حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی کے ساتھ اس طرح پر گرہ[1] کھاتا ہے

[1] آپ کی نسبت طریقت صحیح معلوم نہیں ہے' شیخ عبدالحق لکھتے ہیں: (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

کہ شیخ بوعلی قلندر مرید وخلیفہ شیخ عاشقِ خدا اور وہ مرید وخلیفہ امام الدین ابدال اور وہ مرید وخلیفہ شیخ بدرالدین غزنوی اور وہ مرید وخلیفہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے، حضرت کا طریق مجذوبانہ قلندرانہ اور کلام[1] آپ کا توحیدانہ تھا، خوارق و کرامت ان کی ہزاروں کتابوں میں تحریر ہیں، وفات ان کی ۱۳ ماہ رمضان ۷۲۴ ہجری میں واقع ہوئی۔

(۴۷) سلطان المشائخ نظام الدین بداونی دہلوی قدس سرہٗ

یہ حضرت بڑے خلیفہ حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر پاک پٹنی کے تھے۔ اصلی نام حضرت کا محمد بن احمد دانیال بن علی نجاری تھا اور لقب سلطان المشائخ و سلطان الاولیاء سلطان السلاطین و خطاب محبوبِ الٰہی ونظام الملۃ والدین تھا۔ ان کے دادا شیخ علی بخاری اور نانا ان کے شیخ خواجہ عرب دونوں اول بخارا[2] سے آئے اور چند

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) نسبت ارادت او بیکی ازیں مشائخ مشہور نیست، بعضی گویند کہ بخواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ ارادت داشت وبعض گویند بہ شیخ نظام الدین اولیاء و ہیچ یکی ازیں دو نقل بہ صحت نہ رسیدہ است۔ (اخبار الاخیار ۱۲۰۔۱۲۱)

[1] آپ کی تصانیف میں سے مکتوبات مشہور ہیں (ایضاً) دانش گاہ پنجاب میں جو رسالۂ مکتوبات بوعلی شاہ قلندر ہے، وہ محض منسوب ہے، آپ کے دیوان فارسی کی شرح مفتاح الغیب کے نام سے چھپ چکی ہے۔

ملاحظہ ہو:

(۱) عبدالحق، شیخ: اخبار الاخیار ۱۲۰۔۱۲۲

(۲) غوثی: اذکار ابرار، ترجمہ گلزارِ ابرار ۱۰۰۔۱۰۱

[2] امیر خرد نے صرف سید علی کا مع خاندان بخارا سے ہجرت کا ذکر کیا ہے (سیر الاولیاء ۹۲۔۹۴) نیز جمالی نے لکھا ہے کہ خواجہ نظام الدینؒ کے والد احمد بن دنیال نے غزنی سے ہجرت کی تھی۔
(سیر العارفین ص ۷۹)

سال لاہور میں سکونت رکھی' پھر بدایوں میں جا کر قیام کیا' شیخ احمد دانیال ان کے باپ بھی ہمراہ تھے ۶۳۴ھ[1] میں بمقام بدایوں حضرت پیدا ہوئے' پانچ برس کی عمر میں حضرت کا باپ مر گیا اور بی بی زلیخا ان کی والدہ نے ان کو پرورش کیا' بارہ برس[2] کی عمر میں حضرت نے علوم فقہ و حدیث و تفسیر وصرف ونحو و منطق و معانی کی تعلیم سے فراغت پائی اور دستارِ فضیلت زیب سر فرمائی' بعدازاں بوسیلۂ جمیلہ شیخ نجیب الدین متوکل بخدمت شیخ فریدالدین گنج شکر کے حاضر ہو کر مرید ہوئے اور چند سال میں بکمال محنت و ریاضت وعبادت تکمیل پائی اور بعد حصول خرقۂ خلافت دہلی کو رخصت ہوئے' دہلی آ کر حضرت جب مشغول بہدایت ہوئے تو لاکھوں آدمی طالبانِ حق خدمت میں حاضر ہوئے اور وہ فروغ حاصل ہوا کہ کسی کو اس وقت کے اولیاء کو نصیب نہ تھا' دولت ظاہری کا یہ حال تھا کہ ہزاروں روپیہ روزمرہ حضرت کے لنگر میں خرچ ہوتا اور ہزاروں روپیہ نقد خیرات کیا جاتا اور باطنی فیض کی یہ حالت تھی کہ جو طالبِ حق بصدق اعتقاد خدمت میں حاضر ہوتا' بتاثیر نظر کیمیا اثر ولی کامل ہو جاتا' حضرت کے خوارق وکرامت کے تذکرے سے ہزاروں کتابیں بھری ہوئی ہیں۔ کسی کی طاقت ہے جو بیان کر سکے' مگر لاکھوں میں سے ایک یہاں بھی لکھی جاتی ہے' نقل ہے کہ ایک فاضل جاگیردار کے گھر آگ لگ گئی اور فرمان جاگیر جو اُن کو بادشاہ سے ملا ہوا تھا' جل گیا۔ اس نے بڑی محنت و مشقت سے دوسرا

---

[1] امیر خرد نے آپ کا سال ولادت ۵۳۶ھ/ ۱۲۳۸ھ درج کیا ہے (ص ۱۵۴) اس لیے مفتی صاحب کا مندرجہ سنہ ۶۳۴ھ درست نہیں ہے۔

[2] بارہ برس کی عمر میں فارغ التحصیل ہونے کی روایت قیاسی ہے' سولہ سال کی عمر میں تو آپ نے حصولِ علم کے لیے بدایوں سے دہلی کا سفر کیا اور تین یا چار سال دہلی کے قیام کے دوران وہاں کے مقتدر اصحاب سے اکتسابِ علوم کیا (امیر خرد کرمانی ص ۱۰۰) خود فرماتے ہیں: ''من بقدر دو ازدہ سالہ بودم کم وبیش لغت می خواندم'' (فوائد الفواد ۲۵۲)

Marfat.com

فرمان حاصل کیا، مگر جب وہ فرمان لے کر دیوانِ شاہی سے نکلا، وہ بھی بغل سے گر پڑا، اس بات سے بہت گھبرایا اور بحالت غمگینی حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر رونے لگا، حضرت نے فرمایا کہ اگر فرمان تمہارا مل جائے تو پیرانِ چشتؒ کے ارواح دو آثار حلوا دو گے، اس نے عرض کی کہ میں فرمان کے ملنے سے پہلے ہی حلوا لا کر فاتحہ دلاتا ہوں چنانچہ وہ گیا اور بازار سے حلوا لے آیا، جب حضرت کے پاس آیا تو حلوائی نے جس کاغذ سے حلوا اس کو ڈھانک کر دیا تھا، وہ کاغذ اسی کا فرمان نکلا، حضرت نے حلوے کے اوپر سے وہ کاغذ اُٹھا کر اس کو دے دیا اور فرمایا کہ لو تمہارا یہ فرمان ہے، جب اس نے غور سے دیکھا تو اسی کا فرمان وہ تھا، نقل ہے کہ حضرت سلطان المشائخ تمام عمر مجرد رہے اور نکاح نہ کیا، باعث یہ ہوا کہ ایک روز خواجہ فریدؒ ان کے مرشد نے روزہ افطار کیا اور ان کو حکم دیا کہ ہمارے کھانے کے لیے کچھ لاؤ، سلطان المشائخ نے اپنی پگڑی گرو کی اور تھوڑا سا لوبیا خرید کر نمکین پکایا اور پیر کی خدمت میں لے گئے، حضرت کھا کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ ہم نے خدا سے مانگا ہے کہ تیرے مہمان خانے میں ہر روز تہتر من نمک خرچ ہوا کرے، یہ مہربانی کا کلام سن کر سلطان المشائخ تعظیم کو اُٹھے، چونکہ پاجامہ آپ کا اس وقت پھٹا ہوا تھا، حضرت نے اپنا پاجامہ منگوا کر ارشاد کیا کہ پہن لے، سلطان المشائخ نے اپنے پاجامہ کے اوپر اس کو پہن لیا، جب ازار بند باندھنے لگے تو مارے جلدی کے ازار بند ہاتھ سے چھوٹ کر پاجامہ پاؤں پر گر پڑا، حضرت نے فرمایا کہ ازار بند مضبوط کر کے باندھ لے، عرض کی کہ کس قدر مضبوط باندھوں؟ فرمایا: اس قدر کہ سوائے روزِ قیامت کے نہ کھلے اگر کھلے تو حورانِ بہشت پر کھلے عرض کی کہ بہتر ہے، اس روز سے سلطان المشائخ نے ارادہ نکاح کا فسخ کیا اور تمام عمر مجرد رہے، وفات حضرت کی اٹھارہویں ربیع الآخر بدھ کے روز سات سو پچیس ہجری میں واقع ہوئی

Marfat.com

اور روضۂ مبارک شہر دہلی میں زیارت گاہِ خلق ہے۔

قطعۂ تاریخ:

گئے دنیا سے جب نظام الدینؒ کھلے جنت کے ان کے واسطے ابواب

سالِ تاریخ کے لیے سرور بولا ہاتف کہ اشرف[1] الاقطاب ۷۲۵ھ

(۴۸) خواجہ امیر خسروؒ شاعر چشتی دہلوی قدس سرہٗ

خواجہ سلطان المشائخ کے خلفاء میں سے تھے' یہ حضرت کمال معتقد اپنے پیر کے تھے اور پیر روشن ضمیر کے روبرو اس سے زیادہ کوئی محرم اسرار و واقفِ راز نہ تھا۔ نام اصلی ان کا ابوالحسن اور شعر میں تخلص خسروؒ تھا' ان کا باپ امیر سیف الدین ایک امیر صاحب جاہ و دولت و علم و حلم تھا اور ارادت بخدمت سلطان المشائخ رکھتا تھا'

---

[1] ملاحظہ ہو:

(۱) امیر حسن سجزی: فوائد الفواد مرتبہ محمد لطیف ملک' لاہور ۱۹۶۶ء

(۲) کرمانی امیر خرد: سیر الاولیاء' دہلی ۱۳۰۲ھ

(۳) جمالی: سیر العارفین ۱۱۴۔۱۵۹

(۴) برنی: تاریخ فیروز شاہی کلکتہ ۱۸۶۲ء

(۵) عفیف: تاریخ فیروز شاہی کلکتہ ۱۸۹۰ء

(۶) حمید شاعر قلندر: خیر المجالس مرتبہ خلیق احمد نظامی' علی گڑھ مسلم یونیورسٹی

(۷) عبدالحق شیخ: اخبار الاخیار ۱۰۳۔۱۱۲

(۸) لعل بیگ لعلی: ثمرات القدس علمی مملوکہ مولانا نصرت نوشاہی شرقپور

(۹) غوثی: اذکار الابرار ترجمہ گلزار ابرار ص ۸۲

(۱۰) محمد صادق: کلمات الصادقین قلمی مملوکہ پروفیسر قریشی احمد حسین احمد' گجرات

(۱۱) خلیق احمد نظامی: سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات' دہلی ۱۹۵۸ء

(12) M. Salim: Shaykh Nizam-ud-Din Auliya and the Sultans of Delhi. J. Pakistan Historical Society, Karachi, Jan.1967.

Marfat.com

وہ ستّر سال کی عمر میں کفار کی جہاد میں شہید ہوا' نانا خواجہ خسروؒ کے امیر عمادی الملک بھی ایک شخص صاحب خیر و برکت وواقف رموز ظاہری و باطنی تھا' خواجہ خسروؒ باپ کے مرنے کے بعد نو سال کے رہ گئے اور امیر عمادی الملک کے سایۂ عاطفت میں پرورش پائی' ایک بھائی خواجہ خسروؒ کا جس کا نام اعز الدین علی تھا' کمال مقبول و محبوب سلطان المشائخ کا تھا' صاحب سفینۃ الاولیاء لکھتے ہیں کہ خواجہ خسرو کی دلی محبت منزل میں اس قدر آتشِ عشق مشتعل تھی کہ پیراہن ان کا ہر وقت قلب کی جگہ سے جلا رہتا تھا' جب نیا پیراہن پہنتے تو اسی وقت پیراہن قلب کے مقام سے جل جاتا' تصانیف ان کی ایک کم سو مشہور ہیں اور اشعار منظوم فارسی پانچ لاکھ سے کم اور چار لاکھ سے زیادہ ہیں اور ہندی اشعار اس سے علاوہ بے شمار ہیں اور فی البدیہہ کہنے پر ان کی طبیعت ایسی قادر تھی کہ کتاب مطلع الانوار بجواب مخزن الاسرار نظامی انہوں نے دو ہفتہ میں تمام کی' وفات ان کی سنہ سات سو پچیس میں سلطان المشائخ کی وفات کے بعد چھ ماہ وقوع میں آئی اور مزار گوہر بار سلطان المشائخ کے روضہ کے پاس ہے' کتابوں میں لکھا ہے کہ جب سلطان المشائخ فوت ہوئے یہ حاضر نہ تھے بنگال کے ملک کی مہم پر بادشاہ کے ساتھ گئے ہوئے تھے جب یہ خبر ان کو پہنچی' فوراً دہلی میں آئے اور لباس سیاہ پہن کر بے خور و خواب پیر روشن ضمیر کے مزار کے پاس باسینۂ بریاں وچشم گریاں بیٹھے رہے' جب چھ مہینے اسی حالت میں گزر گئے تو بدھ کے روز اٹھارہویں ماہ شوال کو وفات پائی۔

قطعۂ تاریخ

جب کہ فخر شاعرانِ ملک ہند — شاہِ والا خسروؒ عالی مقام
کر گئے رحلت بسالِ خاتمہ — بولا سرور ''بلبل شیریں کلام''

Marfat.com

(۴۹) شیخ نصیرالدین محمود اودہی المخاطب چراغ دہلی قدس سرہٗ

بڑے دوست اور خلیفۂ راستیں سلطان المشائخ نظام الدین کے تھے، شجرہ ان کا حضرت امام حسن علیہ السلام کے ساتھ ملتا تھا، ان کے جدّ بزرگوار کا نام سیّد عبداللطیف اور باپ کے نام سیّد یحییٰ تھا، بعد وفات سلطان المشائخ کے ولایت خطۂ دہلی کی ان کو ملی، صبر و رضا و تسلیم ان کا شعار تھا، ان کی خوارق و کرامت کے تذکروں سے کتابیں بھری ہوئی ہیں جن کی گنجائش اس مختصر میں نہیں ہے، ہزاروں طالبانِ حق ان کے ذریعہ سے بمراتبِ قربِ الٰہی پہنچے، وفات آپ کی اٹھارہویں رمضان المبارک روز جمعہ سال سات سوستاون ہجری میں واقع ہوئی اور مزار گوہر بار شہر دہلی میں ہے۔[۱]

---

[۱] حضرت خواجہ نظام الدینؒ اولیاء کی وفات کے بعد چشتیہ سلسلہ کے مرکزی نظام کو حضرت شیخ نصیرالدینؒ چراغ دہلی نے سنبھالا، حضرت چراغ دہلیؒ کو اپنے سلسلہ کا کام انتہائی نامساعد حالات میں کرنا پڑا، اب دہلی علاء الدین خلجی کی دہلی نہ تھی بلکہ اب یہ بدقسمت شہر ایک مطلق العنان بادشاہ کے بدلتے ہوئے افکار و تصورات کا بازیچہ بنا ہوا تھا، بادِ مخالف کے بہت سے تیز و تند جھونکے آئے اور سلطانِ وقت محمد بن تغلق نے انہیں طرح طرح سے پریشان بھی کیا لیکن آپ نے سلسلۂ ارشاد و تلقین سے سرمو جنبش نہ کی (خلیق احمد نظامی: سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات ....۳۶۲۔۳۶۸)

ملاحظہ ہو:

(۱) حسن سجزی، امیر: فوائد الفواد ۲۰۵

(۲) امیر خرد: سیر الاولیاء ۲۳۷

(۳) حمید شاعر قلندر: خیر المجالس (ملفوظات خواجہ نصیرالدین محمود چراغ دہلی) مرتبہ خلیق احمد نظامی، علی گڑھ

(۴) عبدالحق دہلوی: اخبار الاخیار ۷۴۔۸۰

(۵) برنی ضیاء الدین: تاریخ فیروز شاہی ۷۵۵

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

(۵۰) شیخ جلال الدین[۱] محمود پانی پتی گازرونی قدس سرہٗ

یہ بزرگ شیخ شمس الدین ترک پانی پتی کے مرید تھے اور خرقۂ خلافت ان سے پایا، اصلی نام ان کا محمد بن محمود اور شجرۂ نسب حضرت امیر المؤمنین عثمان کے ساتھ ملتا تھا، جذب و استغراق حضرت کے مزاج پر اس قدر غالب تھا کہ ہر وقت بے ہوش رہتے، نماز کے وقت خدام بآوازِ بلند حق حق حق آپ کے کان میں کہتے تو وہ ہوش میں آ کر نماز ادا کرتے، چالیس اولیائے کامل ان کے خلیفہ تھے، جن سے علیحدہ علیحدہ سلسلے جاری ہوئے اور کتاب زاد الابرار ان کی عمدہ تصانیف میں سے ہے، ان کے مطبخ میں ایک ہزار آدمی سے کم کھانا نہیں کھاتے تھے جب کم ہوتے تو شہر سے آدمی بلائے جاتے اور جب کبھی سفر میں ہوتے تو ایک ہزار آدمی کا کھانا غیب

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) (۶) جمالی دہلوی: سیر العارفین حصہ دوم ۳۹۔۴۵

(۷) عبد الواحد بلگرامی: سبع سنابل ۶۴۔۶۵

(۸) نظام غریب یمنی: لطائف اشرفی ۳۶۱۔۳۶۲ بہ بعد

(۹) غوثی مندوی: اذکار ابرار ص ۱۱۵

(۱۰) محمد صادق: کلمات الصادقین، قلمی

[۱] حضرت شیخ جلال الدین کبیر الاولیاء" شیخ شمس الدین ترک پانی پتی کے جانشین تھے، انہیں بڑی مقبولیت ہوئی، معارج الولایت میں ہے:

''مردمانِ از ہر جانب روئے باوی آوردند و نذر و فتوح بے شمار آوردند (عبد اللہ خویشگی: معارج الولایت قلمی ورق ۱۹۴ب)''۔ آپ کے چالیس خلفاء تھے، جن میں شیخ احمد عبد الحق رودلوی" خاص طور پر قابل ذکر ہیں، حضرت کبیر الاولیاء کی اولاد میں سے حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی خلیفہ حضرت مرزا مظہر" جید عالم اور مفسر تھے۔ (غلام علی شاہ: مقاماتِ مظہری ۷۵۔۷۶)

ملاحظہ ہو:

(۱) الہدیہ چشتی: سیر الاقطاب ۱۹۷۔۲۱۵ (۲) عبد اللہ خویشگی قصوری: معارج الولایت قلمی ورق ۱۹۴ب

Marfat.com

سے نمودار ہوتا' وفات حضرت کی سنہ سات سو پینسٹھ ہجری میں واقع ہوئی۔

(۵۱) شاہ کاکو چشتی[۱] لاہوری قدس سرہٗ

حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر کی اولاد سے یہ حضرت بڑے بزرگ صاحب

---

[۱] حضرت شیخ کاکو چشتی لاہوری' شیخ علاء الحق والدین بن اسعد اللہ لاہوری کے مرید تھے' ازاں بعد آپ نے شیخ عبدالکریم لاہوری سے بھی فیض حاصل کیا' آپ نے موجودہ لنڈا بازار متصل ریلوے سٹیشن لاہور میں اپنا مدرسہ تعمیر کروایا تھا' آپ کے محلّہ کا ذکر بایزید بیات نے کیا ہے (تذکرہ ہمایوں و اکبر ۳۷۴) آپ کے صاحبزادوں میں سے شیخ اسحاق بہت ہی معروف عالم و مدرس تھے' شیخ سعد اللہ بنی اسرائیل اور شیخ منور لاہوری آپ کے نامور شگرد تھے' شیخ اسحٰق ۹۹۴/۱۵۸۷ء میں فوت ہوئے' باپ اور بیٹے کے سالِ وفات میں ۱۱۴ سال کا فرق ہے' یہ فرق مفتی صاحب نے پیدا کیا ہے نیز مفتی صاحب خزینۃ الاصفیاء (۱/۴۰۰) میں لکھتے ہیں کہ صاحب تذکرہ چوہڑ قطب العالم شاہ کاکوؒ نے ۸۸۲ھ میں انتقال کیا۔ اس سے تذکرہ قطبیہ مؤلفہ شیخ جمال الدین ابوبکر مراد رہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ سارے تذکرے میں کہیں شاہ کاکوؒ کے سالِ وفات کا ذکر تک نہیں ہے البتہ اتنا تحریر ہے کہ جب لودھیوں کے زمانہ میں حضرت شیخ عبدالجلیل لاہور تشریف لائے تو اس وقت شاہ کاکوؒ بہت مسن اور ضعیف ہو چکے تھے گویا زندگی کی آخری منازل میں تھے' اس سے نامی صاحب نے قیاس کیا ہے کہ حضرت شیخ عبدالجلیل ۸۸۲ھ کے قریب لاہور آئے ہوں گے اور اسی سنہ میں شاہ کاکوؒ نے انتقال کیا ہوگا گویا آپ کا حتمی سالِ وفات معلوم نہیں' ملاحظہ ہو:

(۱) جمال الدین ابوبکر: تذکرہ قطبیہ مرتبہ نامی' لاہور ۱۹۵۲ء۔ ص ۹۔۱۱

(۲) عبدالقادر بدایونی: منتخب التواریخ' لکھنؤ ۲۹۵۔۲۹۶

(۳) بایزید بیات: تذکرہ ہمایوں و اکبر' کلکتہ ۳۷۴

(۴) غلام سرور' مفتی: خزینۃ الاصفیاء ۱/۴۰۰

(۵) نامی' غلام دستگیر: تاریخ جلیلہ ۱۵۰۔۱۵۱

(۶) شجاع الدین پروفیسر: خانقاہ شیخ کاکو چشتی' مقالہ مشمولہ مجلہ' بہار' دیال سنگھ کالج' لاہور ۱۹۵۴ء

(۷) ظہور احمد اظہر: شیخ سعد اللہ بنی اسرائیل' مقالہ مشمولہ المعارف' لاہور' جولائی ۱۹۷۰ء

Marfat.com

عبادت و ریاضت و زہد و تقویٰ و توکل تھے، شیخ پیر محمد چشتی لاہوری سے اُنہوں نے خرقۂ خلافت پایا اور تمام عمر ہدایت خلق میں مصروف رہے، دولت ظاہری و باطنی ان کے نصیب تھی، کرامتیں ان کی بہت مشہور ہیں چنانچہ سکھوں کے وقت کا ذکر ہے کہ سکھان شہید بونگیوں نے ان کے مزار کا سالانہ عرس جو قوم خوجہ ان کی مرید کرتے ہیں بند کر دیا اور مریدوں سے پوچھا کہ ان کا عرس تم کیوں کرتے ہو انہوں نے کہا کہ یہ بزرگ ولی عابد و زاہد تھے، اس واسطے ان کا عرس ہوتا ہے، یہ سن کر ایک سکھ بولا کہ میں اس کا امتحان کرتا ہوں یہ کہہ کر وہ اس بیر کے درخت پر جو حضرت کے قبر پر ہے، چڑھ گیا اور قبر پر پیشاب کرنے لگا اسی وقت پاؤں پھسل کر نیچے آ پڑا اور ٹانگ ٹوٹ گئی، اس روز سے پھر سکھ مانع عرس نہ ہوئے، وفات ان کی سال آٹھ سو اسّی ہجری میں واقع ہوئی اور مزار لاہور میں دہلی دروازے کے باہر ہے۔

(۵۲) شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہٗ

یہ بزرگ بڑے خلیفہ شیخ محمد[۱] بن شیخ عارف[۲] بن شیخ احمد عبدالحق[۳] ردولی

۱۔ حضرت شیخ محمد کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو:

(۱) غوثی: گلزار ابرار ۵۸۲-۵۸۳ (۲) الہدیہ چشتی: سیر الاقطاب ۲۱۸

۲۔ شیخ عارف بڑی مؤثر شخصیت کے مالک تھے۔ شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ فرماتے ہیں کہ اس فقیر نے کسی کو یہ کہتے نہیں سنا کہ شیخ عارفؒ سے مجھے محبت نہیں یا مجھ پر وہ شفقت نہیں فرماتے (انوار العیون) ملاحظہ ہو:

(۱) عبدالقدوس گنگوہیؒ: انوار العیون مطبوعہ

(۲) عبدالحق دہلوی: اخبار الاخیار ص ۳۸۱-۳۸۲

۳۔ شیخ احمد عبدالحق ردولوی ف ۸۳۶ھ یا ۸۳۷/۱۴۳۳ یا ۱۴۳۴ء، ردولی میں چشتیہ سلسلہ کی خانقاہ آپ نے ہی قائم کی تھی، آپ کے نفسِ گرم سے سلسلہ صابریہ کو بڑا عروج حاصل ہوا۔ ملاحظہ ہو:

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

کے تھے‘ شجرہ پیرانِ عظام ان کا انہیں تین واسطوں سے شیخ جلال الدین پانی پتی کے ساتھ ملتا ہے کہ شیخ احمد عبدالحق ردولی نے خرقۂ خلافت شیخ جلال الدین پانی پتی سے پایا تھا‘ خاندانِ چشت اہل بہشت سلسلہ صابریہ میں سے یہ بزرگ صاحبِ کمال ظاہری و باطنی تھا‘ تصوف میں ایک کتاب انوار العیون[1] نام ان کی تصانیف میں سے مقبول خاص و عام ہے‘ وفات ان کی سال نو سو پینتالیس ہجری میں واقع ہوئی اور مزار گوہر بار گنگوہ[2] میں ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) (۱) عبدالقدوس گنگوہیؒ: انوار العیون (ملفوظات و حالات شیخ احمد عبدالحق) مطبوعہ دہلی

(۲) عبدالحق: اخبار الاخیار ۳۸۱۔۳۸۲

(۳) محمد اکرم براسوی: اقتباس الانوار

[1] انوار العیون فی اسرار المکنون‘ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ کی تصنیف ہے۔ جس میں آپ نے اپنے مرشد شیخ احمد عبدالحق ردولویؒ کے ملفوظات و احوال جمع کیے ہیں‘ کئی مرتبہ چھپ چکی ہے۔ (۱) مطبوعہ مطبع گلزار محمدی‘ لکھنؤ ۱۲۹۵ھ (۲) علی گڑھ ۱۹۰۵ء (۳) لکھنؤ ۱۹۰۹ء (۴) خانقاہ ایڈیشن ۱۳۱۸ھ (۵) الدر المکنون ترجمہ انوار العیون‘ مطبع مجتبائی دہلی ۱۸۷۔۱۹۰

[2] حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ سلسلہ صابریہ کے معروف ترین مشائخ میں سے تھے‘ آپ کا عہد سیاسی اعتبار سے بڑا ہوش ربا تھا‘ سلطنتِ دہلی دم توڑ رہی تھی‘ آپ کو مجبوراً سیاست میں حصہ لینا پڑا‘ ایک طویل مکتوب ۳۴ آپ نے سکندر لودھی کو لکھا‘ پھر بابر کا تسلط ہو گیا تو آپ نے ایک مکتوب بابر کو بھی لکھا‘ جس میں ان بادشاہوں کو خاص نصیحتیں فرمائی ہیں‘ پروفیسر محمد اسلم نے کتاب دین الٰہی اور اس کا پس منظر میں حضرت شیخ کے بارے میں جو موشگافیاں کی ہیں وہ تصوف اور اصطلاحاتِ تصوف سے عدم واقفیت کا نتیجہ ہیں‘ آپ کی تصانیف میں سے (۱) انوار العیون مذکورہ (۲) مکتوبات مطبوعہ دہلی ۱۲۸۷ھ (۳) شرح عوارف المعارف (۴) حاشیہ فصوص الحکم (۵) رسالہ قدسیہ (۶) غرائب الفوائد (۷) رشدنامہ (۸) مظہر العجائب (۹) لطائف قدوسی (ملفوظات شیخ عبدالقدوس) (۱۰) بحر الانشعاب (۱۱) شرح مصباح (۱۲) حاشیہ شرح صحائف (۱۳) فوائد القرأت‘ رسالہ قرۃ العین وغیرہ ہیں۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(۵۳) شیخ جلال الدین تھانیسری قدس سرہٗ

یہ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے خلیفہ اور جانشین تھے، شجرہ نسب ان کا فاروق اعظم عمر ابن الخطاب کے ساتھ ملتا ہے، ان کا باپ محمود بھی عالم فاضل مرد صاحب عظمت تھا، شیخ جلال الدین ان کے گھر میں ولی مادر زاد ہوئے، سات برس کی عمر میں انہوں نے قرآن حفظ کیا اور سترہ برس کی عمر میں تحصیل علوم صرف ونحو و منطق و معانی و حدیث وتفسیر سے فراغت پائی، بعد ازاں بجذب جاذب حقیقی بخدمتِ شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے حاضر ہو کر تکمیل کو پہنچے، تمام عمر ہدایت خلق میں مصروف رہے، آخر سال نوسونواسی ہجری میں وفات پائی۔[1]

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) ملاحظہ ہو:

(۱) رکن الدین: لطائفِ قدوسی، مجتبائی دہلی ۱۳۱۱ھ

(۲) عبدالحق شیخ: اخبار الاخیار ۴۴۵-۴۵۰

(۳) محمد ہاشم کشمی: زبدۃ المقامات ص ۹۶-۱۰۱

(۴) جلال الدین تھانیسری: ارشاد الطالبین: مرتبہ: مولانا نور احمد امرتسری، مطبوعہ امرتسر ۱۳۱۷ھ

(۵) اعجاز الحق قدوسی: شیخ عبدالقدوس گنگوہی اور ان کی تعلیمات، کراچی ۱۹۶۱ء

[1] حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری بڑے ذی علم بزرگ تھے، آپ کی تصانیف میں سے تحقق آراضی ہندی مطبوعہ کراچی اور ارشاد الطالبین (مطبوعہ امرتسر) معروف اور متداول ہیں، ملا عبدالقادر بدایونی آپ سے دو مرتبہ ملا اور بڑا متاثر ہوا اور اپنے تاثرات منتخب التواریخ میں لکھے ہیں۔

ملاحظہ ہو:

(۱) عبدالقادر بدایونی: منتخب التواریخ ۲۷۸-۲۷۹

(۲) غلام عبدالقدوس: حدائق داؤدی، قلمی، ذخیرہ شیرانی نمبر ۱/ ۸۷۶/ ۳۹۲۸

Marfat.com

(۵۴) شیخ جان اللہ چشتی صابری لاہوری قدس سرہٗ

یہ بزرگ شیخ نظام الدین[۱] بلخی کے خلیفہ تھے جو بڑے جانشین شیخ جلال الدین تھانیسری کے تھے، علوم ظاہری و باطنی میں ان کو استعداد کامل تھی، پہلے انہوں نے ظاہری علم حاصل کیا اور تعلیم و تدریس کے کام میں مشغول ہوئے، چند سال اس کام میں مصروف رہے، پھر شیخ نظام الدین بلخی کی خدمت میں جا کر تکمیل باطنی پائی اور لاہور میں بعد حصول خرقۂ خلافت مامور ہوئے، تمام عمر ہدایت و ارشاد کے کام میں صرف کی، آخر سال ایک ہزار انتیس میں وفات پائی، مزار لاہور میں ہے۔

---

[۱] حضرت نظام الدین بلخی بن عبدالشکور فاروقی تھانیسریؒ (ف ۱۰۳۶ھ) معروف عالم و شیخ تھے۔ آپ کی تصانیف میں سے حقیقت حقہ (در توحید) رسالۂ وحدت (شرح بیت: دل قدم کہ عشق دارد......ابریست کہ جملہ کفر بارد) اور رسالہ احسانیہ (مسائل وحدت الوجود) ذخیرۂ جواہر میوزیم، اٹاوہ حال مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں موجود ہیں (ابرار حسین فاروقی، تذکرۂ جواہر زواہر ۴۳۔۴۷) دو شرح لمعات مکی و مدنی (تجلیات الجمال شرح لمعات خطی مملوکہ ڈاکٹر مولوی محمد شفیع، لاہور) رسالۂ حقیقت، ریاض القدس، تفسیر قرآن دو جز آخر، شرح سوانح احمد غزالی اور رسالہ بلخی ہیں۔ (خزینۃ ۱/۴۶۳)

ملاحظہ ہو:

(۱) غوثی: گلزارِ ابرار ۵۸۰

حضرت شیخ جان اللہ کے علاوہ سیّد الٰہ بخش بھکری، شیخ الٰہ بخش لاہوری، شیخ دوست محمد لاہوری بھی لاہور ہی میں آپ کے پیر بھائی تھے، شیخ جان اللہ باغ مہاران سنگھ لاہور میں مدفون ہیں۔

شیخ جان اللہ کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو:

(۱) غلام سرور: خزینۃ الاصفیاء

(۲) نامی: بزرگانِ لاہور ۱۶۷۔۱۶۹

Marfat.com

(۵۵) شیخ حاجی عبدالکریم چشتی لاہوری قدس سرہٗ

اس بزرگ کا باپ عمادی الملک[۱] عبداللہ انصاری سرکار شاہی میں ایک امیر کبیر تھا، انہوں نے دولت ظاہری کو ترک کیا اور خدا کے طالب ہو کر شیخ نظام الدین بلخی کے مرید ہوئے اور تکمیل پائی اور جب اکبر[۲] بادشاہ نے نظام الدین ان کے پیر پر ناراض ہو کر ان کو ہند سے نکال دیا اور وہ حرمین الشریفین کو چلے گئے تو یہ بھی ان کے ہمراہ تھے وہاں سے واپس آ کر انہوں نے لاہور میں قیام کیا اور تمام عمر ہدایتِ خلق میں بسر کی، ان کی تصانیف اور توالیف میں سے کتاب شرح فصوص الحکم فارسی و رسالہ اسرارِ عجیبہ[۳] پیرانِ چشت کے ذکر و شغل کے بیان میں مقبول خاص و عام ہے، ان کی کرامتیں اکثر کتابوں میں مذکور ہیں چنانچہ ایک روز جو ح

---

۱ مخدوم الملک ہونا چاہیے۔

۲ یہاں مفتی صاحب سے تسامح ہوا ہے، انہوں نے خود خزینۃ الاصفیاء میں لکھا ہے کہ جہانگیر بادشاہ کے باغی لڑکے شہزادہ خسرو کی دلجوئی اور اس کے لیے دعا کی تو جہانگیر شیخ جلال تھانیسری سے بدظن ہو گیا، انہیں ملک بدر کر دیا (خزینہ ۱/۴۶۳۔۳۶۵)

۳ شیخ عبدالکریم لاہوری کا ایک خطی رسالہ مسئلہ حدیث غوثِ اعظم مولانا عبدالرشید صاحب رشید یہ کتب خانہ لاہور کے ہاں نظیر سے گزرا، ان کی ایک تصنیف مصابیح العارفین (فارسی نثر) کا خطی نسخہ نمبر ۴۲/iv/PC کتب خانہ دانش گاہ پنجاب، لاہور میں محفوظ ہے، ان کے علاوہ ترتیب السلوک، رسالہ غوثیہ، شرح فصوص کے قلمی نسخے کتابخانہ گنج بخش، اسلام آباد میں ہیں۔ (فہرست مشترک ۳/ ۱۳۴۷، ۲۰، ۱۷۴۳، ۱۹۲۶)، ملاحظہ ہو:

(۱) عبدالحی: نزہۃ الخواطر ۵/ ۲۴۳

(۲) رحمان علی: تذکرہ علمائے ہند ۳۲۰

(۳) غلام سرور، مفتی: خزینۃ الاصفیاء ۱/ ۴۷۰۔۴۷۱

(۴) ظہورالدین احمد: پاکستان میں فارسی ادب ۲/ ۲۸۲۔۲۸۵

(۵) المعارف، لاہور، جون ۱۹۸۱ء

کا دن تھا' ایک مرید خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ آج حج کا دن ہے' صاحبِ قسمت لوگ آج مکہ معظّمہ میں ہوں گے' فرمایا کہ آؤ' ہم اور تم مکہ کو چلیں' یہ کہہ کر اُٹھ کھڑے ہوئے اور اس مرید کو ساتھ لے لیا' جب آدھ کوس تک گئے تو مرید کو کہا کہ آنکھیں بند کرو اور ہماری دوش پر ہاتھ رکھ کے چلے آؤ' تھوڑی دیر گزری تو فرمایا کہ آنکھیں کھول دو' جب اس نے آنکھیں کھولیں تو دیکھا کہ عرفات میں موجود ہے' بہت خوشی سے حج ادا کیا اور دوسرے روز بھی وہاں قیام کیا' پھر جس طرح گئے تھے لاہور پہنچ گئے' وفات ان کی ستائیسویں ماہ رجب سنہ ایک ہزار پینتالیس ہجری میں واقع ہوئی اور مزار گوہر بار لاہور میں متصل باغ زیب النساء بیگم المشہور موضع کوٹ نہلی۔

(۵۶) شیخ ابوسعید چشتی صابری گنگوہی قدس سرہٗ

یہ بزرگ فرزند دلبند شیخ نورالدین[1] بن عبدالقدوس گنگوہی تھے' تربیت و تکمیل وخرقۂ خلافت شیخ نظام الدین بلخی سے حاصل کیا اور اولیائے کاملین میں سے ہوئے' سواطع الانوار[2] میں لکھا ہے کہ ایک شخص منکر حال درویشاں ان کے روبرو آیا اور عرض کی کہ میں طالبِ خدا ہوں' مگر طاقت محنت وعبادت و ریاضت کی مجھ میں نہیں ہے چاہتا ہوں کہ آپ کی نظر فیض اثر سے مقصودِ دل حاصل کروں'

---

۱ شیخ نورالدینؒ' شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے صاحبزادے نہیں تھے' بلکہ پوتے تھے'یعنی شیخ نورالدین بن شیخ علی بن شیخ عبدالقدوسؒ (غلام عبدالقدوس: حدائق داؤدی قلمی ذخیرہ شیرانی روضۂ دوم)

۲ سواطع الانوار کا نام اقتباس الانوار بھی ہے' یہ شیخ محمد اکرم براسوی ف ۱۱۵۹ھ کی تصنیف ہے۔ ۱۱۳۲ھ/ ۱۷۱۹ء میں مکمل ہوئی' چشتیہ صابریہ سلسلہ کا اہم تذکرہ ہے' شیخ محمد صادق' شیخ داؤد' شیخ سوندھا سفیدونی' شیخ الہ بخش اور شیخ محمد علی کے حالات کے لیے اسے معاصر دستاویز کی حیثیت حاصل ہے' یہ تذکرہ مطبع اسلامیہ' لاہور ۱۸۹۵ء میں شائع ہوا تھا (محمد اقبال مجددی: حدائق داؤدی' برہان دہلی' مئی ۱۹۷۰ء)

Marfat.com

حضرت کے ہاتھ میں اس وقت عصا تھا' فرمایا کہ ہاں! ہم اس عصا کی تین ضرب سے طالب کو خدا تک پہنچا دیتے ہیں' یہ کہہ کر ایک ضرب عصا کی اس کے سر پر لگائی' عالم ملکوت اس پر کھل گیا' دوسری ضرب میں عالمِ جبروت' تیسری ضرب سے عالم مشہود اس پر منکشف ہو گیا' تین دن تک بیہوش رہا' جب ہوش میں آیا صدقِ دل سے مرید ہوا' وفات حضرت کی سنہ ایک ہزار انچاس[1] میں واقع ہوئی اور مزار گوہر بار گنگوہ میں ہے۔

(۵۷) شیخ محمد صادق بن فتح اللہ گنگوہی حنفی چشتی صابری قدس سرہٗ

شیخ ابو سعید کے خلفاء میں سے یہ بزرگ صاحبِ مقامات بلند و مدارج ارجمند اور ذوق و شوق و وجد و سماع و محبت میں یگانہ زمانہ تھا' صاحب سواطع الانوار لکھتا ہے کہ ایک مرتبہ حالت سیر میں حضرت جگناتھ میں پہنچے' سر بازار ایک بت سنگین نہایت خوبصورت دیکھا حضرت محو اس کے تماشے میں ہوئے' خدا کے حکم سے بت بولا اور کہا: ''انا المعبود لا تعبد سوائ''۔ شیخ اگرچہ اس وقت مغلوب الحال تھے مگر برعایت شرع مقدس کعبہ کو سجدہ کیا' بت بولا: ''اینما تولو فثم وجہ اللّٰہ'' شیخ نے جواب دیا کہ سچ ہے مگر رعایت شرع رسول فرض ہے۔ وفات حضرت کی اٹھارہویں محرم ۱۰۵۸ھ ایک ہزار اٹھاون ہجری[2] میں واقع ہوئی۔

---

[1] شیخ ابو سعیدؒ کا سالِ وفات حدائق داؤدی میں ۱۰۳۹ھ درج ہے (قلمی ذخیرہ شیرانی روضۂ دوم) ملاحظہ ہو:

(۱) غلام عبدالقدوس: حدائق داؤدی ۱۱۵۰ھ/ ۱۷۳۷ء (قلمی ذخیرہ شیرانی روضۂ دوم' محمد اقبال مجددی: حدائق داؤدی تاریخ سلسلہ صابریہ کا ایک اہم ماخذ' برہان' دہلی' مئی ۱۹۷۰ء

(۲) محمد اکرم براسوی: اقتباس الانوار

(۳) گھاسی شیخ: انیس العاشقین قلمی ذخیرہ شیرانی

[2] شیخ محمد صادق گنگوہی کے سالِ وفات میں اختلاف ہے' (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

(۵۸) شیخ عبدالخالق لاہوری چشتی صابری قدس سرہٗ

شیخ جان اللہ لاہوری کے یہ بزرگ خلیفہ علوم ظاہری و باطنی میں طاق یگانہ آفاق تھے وجد و سماع کے وقت ان کی یہ حالت ہوتی تھی کہ لوگوں کو ان کے مر جانے کا شبہ ہوتا اور حالتِ وجد میں جس پر نظر فیض اثر ڈالتے بیہوش ہو جاتا، لنگر ان کا غرباء و مساکین پر عام تھا، ہزاروں لوگ دو وقت کھانا ان کے باورچی خانے سے کھاتے تھے، بہت طالبانِ خدا ان کے ذریعۂ جمیلہ سے قربِ خدا تک پہنچے، آخر سال ایک ہزار اونسٹھ ہجری میں فوت ہو گئے اور مزار گوہر بار لاہور میں ہے۔

(۵۹) شیخ محمد عارف چشتی صابری لاہوری قدس سرہٗ

یہ بزرگ شیخ عبدالخالق چشتی لاہوری کے جانشین تھے، تجرید و تفرید میں شان بلند رکھتا تھا جو کچھ زبانِ مبارک سے فرماتے ظہور میں آ جاتا، ایک روز حضرت کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) خود مفتی صاحب نے خزینۃ الاصفیاء طبع اوّل لاہور میں ۱۰۳۶ھ نظم کیا ہے اور یکا یک دوسرے ایڈیشن میں بحوالہ سواطع الانوار (اقتباس الانوار) ۱۰۵۸ھ لکھ دیا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اقتباس الانوار میں شیخ محمد صادق کے سالِ وفات کے بارے میں مصنف نے صاف لکھا ہے کہ سنہ وفاتش تا حال معلوم ایں احقر نہ شد کہ نوشتہ آید (ص ۳۰۳) ہمارے پیش نظر اس وقت ایک خاندانی دستاویز یعنی حدائق داؤدی ہے، جس میں مع اسناد، شیخ محمد صادق کا سالِ وفات ۱۹ محرم ۱۰۵۱ھ تحریر ہے، بحث کا حاصل یہ ہے کہ شیخ محمد صادق کا سالِ وفات ۱۰۵۱ھ صحیح ہے۔

ملاحظہ ہو:

(۱) غلام عبدالقدوس: حدائق داؤدی قلمی ذخیرہ شیرانی روضۂ سوم

(۲) محمد اکرم براسوی: اقتباس الانوار، لاہور ۱۸۹۵ ص ۳۰۳

(۳) امام بخش: حدیقۃ الاسرار فی اخبار الابرار مطبوعہ ص ۱۲۳

(۴) آفتاب بیگ: تحفۃ الابرار ص ۱۷۹ (جز و مشائخ چشتیہ)

(۵) محمد اقبال مجددی: شیخ محمد صادق کا سالِ وفات مقالہ حدائق داؤدی مشمولہ برہان، مئی ۱۹۷۰ء

Marfat.com

گھر سماع ہو رہا تھا اور حضرت وجد میں تھے' قوال یہ بیت پڑھ رہے تھے ؎

آن مسیحائے کہ جان در دست اوست　　می دہد جان گر بمیرم چند بار

اچانک ایک شخص اپنے بیمار لڑکے کو جو قریب المرگ تھا' کاندھے پر اُٹھائے ہوئے خدمت میں آیا اور التجا کی کہ حضرت اس کے واسطے دعائے حصول شفا کریں' حضرت اسی وجد کی حالت میں اُٹھے اور بیمار کے منہ پر ہاتھ پھیرا' اسی وقت اچھا ہو گیا' وفات حضرت کی ساتویں ذی الحجہ سال ایک ہزار اکہتر میں ہوئی' مزار لاہور میں ہے۔

(۶۰) شیخ محمد صدیق چشتی صابری لاہوری قدس سرہٗ

یہ بزرگ عظمائے مشائخ چشت سے صاحب مقامات بلند و مدارج ارجمند تھا' علومِ شریعت و طریقت میں اپنے زمانے میں فرید الدہر' وحید العصر تھا' تمام روز تدریس طالبانِ علم میں مصروف رہتا اور رات بھر تلقین عارفانِ حق میں گزارتا' پنجاب کے ہزاروں لوگ اس کے ذریعہ سے فیض یاب دنیا و آخرت ہوئے' بعد بارہ برس کی عمر کے یہ اپنے دلی شوق سے علم کے شغل میں مشغول ہوا' بیس برس کی عمر میں جاذبِ حقیقی نے اس کو اپنی طرف کھینچا اور شیخ محمد عارف کی خدمت میں جا کر تکمیل پائی اور خرقۂ خلافت حاصل کیا' وفات ان کی ایک ہزار چوراسی ہجری[1] میں واقع ہوئی اور مزار گوہر بار لاہور میں ہے۔

---

[1] شیخ محمد صدیق لاہوری کا سال وفات سید محمد لطیف نے ۹۹۰ھ/۱۵۸۲ء لکھا ہے۔ جو مفتی صاحب سے بہت متضاد ہے' دونوں مصنف بہت بعد کے ہیں' ہمارے پاس کوئی معاصر شہادت نہیں ہے اس لیے ترجیح دینے سے قاصر ہیں' سیّد محمد لطیف نے آپ کے مزار کے بارے میں لکھا ہے کہ میدان زین خان میں جو سڑک کے جنوب میں سرائے رتن چند سے ریلوے اسٹیشن کو جاتی ہے' واقع ہے (ص ۹۵)

(۶۱) شیخ محمد داؤد بن شیخ محمد صادق گنگوہی قدس سرہٗ

مرید و خلیفہ پدر عالی قدر اپنے کا تھا' ہمت عالی و حالت قوی رکھتا' صاحب سواطع الانوار کا قول ہے کہ ایک مرید حضرت کا چلّہ میں بیٹھا' اس حجرے میں درخت بیر کا تھا' درویش بھوک کی حالت میں بیر کے درخت کی پتی کھالیا کرتا' جب چلّہ سے نکلا' اس نے دعویٰ کیا کہ میں نے چالیس روز تک کچھ نہیں کھایا' حضرت نے کہا کہ تُو جھوٹ کہتا ہے' بیر کے درخت کی پتی چلّہ کے وقت تیری غذا تھی' اس نے انکار کیا' اس بات سے حضرت غضب میں آئے اور درخت کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ سچ بول تیری پتی یہ کھاتا رہا ہے یا نہیں' درخت زبان فصیح سے بولا کہ ہاں! یہ درویش چالیس روز تک میری پتی کھاتا رہا ہے' درویش یہ بات سن کر اپنے دعوے سے تائب ہوا' وفات حضرت کی پانچویں رمضان ایک ہزار پچانوے ہجری[1] میں واقع ہوئی' اگرچہ خلیفہ حضرت کے بہت تھے مگر شیخ سوندھا و شیخ بلاقی و سید غریب اللہ و شاہ ابوالمعالی چار خلیفہ بڑے تھے جن سے علیحدہ علیحدہ سلسلے جاری ہوئے۔[2]

---

[1] شیخ داؤد گنگوہیؒ کے سالِ وفات میں اختلاف ہے۔ مفتی صاحب نے خزینۃ الاصفیاء (۱/۴۸۵) میں ۱۰۹۵ھ سواطع الانوار کے حوالہ سے لکھا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ سواطع الانوار (اقتباس الانوار) شیخ داؤد کے سالِ وفات سے یکسر خالی ہے (ص۳۱۶) حدائق داؤدی میں سالِ وفات یک شنبہ رمضان ۱۰۷۳ھ درج ہے اور یہی سال محمد اسلم پسروری نے بھی لکھا ہے (فرحۃ الناظرین ص۵۹) جو ہمارے نزدیک معتبر ہے (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: شیخ داؤد گنگوہی کا سالِ وفات مقالہ حدائق داؤدی' برہان' دہلی مئی ۱۹۷۰ء)

[2] ملاحظہ ہو:

(۱) غلام عبدالقدوس: حدائق داؤدی (احوال و مقامات شیخ داؤد گنگوہی) قلمی ذخیرہ شیرانی۔ مقالہ محمد اقبال مجددی ''حدائق داؤدی'' مشمولہ برہان' مئی ۱۹۷۰ء (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(۶۲) شاہ ابوالمعالی چشتی صابری قدس سرہٗ

سادات عظام و مشائخ کرام سے صاحبِ عشق و محبت شوق و ذوق و وجد و سماع تھے، خرقۂ خلافت شیخ داؤد سے پایا، شیخ محمد صادق گنگوہی سے بھی فیض حاصل کیا، باپ ان کے سیّد محمد اشرف[۱] قصبہ امیٹھہ ضلع سہارنپور میں رہتے تھے، باپ کے مرنے کے بعد شاہ ابوالمعالی خرد سال رہ گئے، والدہ نے ان کو شیخ محمد صادق کے سپرد کیا، انہوں نے علومِ ظاہری و باطنی سے ان کو مستفید کیا اور مرتے دفعہ ان کو شیخ داؤد کے سپرد کیا، باقی ماندہ تکمیل ان کی شیخ داؤد نے کی اور خرقہ خلافت عطا کیا، صاحب ثمرۃ الفواد[۲] لکھتا ہے کہ ایک روز مجلس مشائخ تھانیسر میں جمع تھے، عند التذکرہ حضرت شاہ نے فرمایا کہ مرگ و حیات کلمہ نفی اثبات لا الٰہ الا اللہ میں ہے، جنہوں نے یہ کلمہ دل سے پڑھا ہے، اگر وہ لفظ لا الٰہ زندہ کے کان میں کہہ دیں تو مر جائے، و اگر الا اللہ کہہ دیں تو جی اُٹھے، حاضرین مجلس نے التماس امتحان کی، حضرت مجلس سے اُٹھے اور ایک گاؤ میش کے کان میں جو اسی گھر کے صحن میں بندھی ہوئی تھی لا الٰہ کا لفظ کہا، وہ فی الفور گر پڑی اور مر گئی، پھر دوسرے کان

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) (۲) محمد اسلم پسروری: فرحت الناظرین، مرتبہ: مترجمہ محمد ایوب قادری، کراچی ۱۹۷۲ء ۵۸-۶۰

(۳) محمد اکرم براسوی: اقتباس الانوار ۳۱۶

(۴) مشتاق احمد ابیٹھوی: انوار العاشقین ص ۱۰۱

۱ شیخ محمد اشرف کے حالات معلوم نہیں ہو سکے۔

۲ ثمرات الفواد شیخ لطف اللہ انبالوی کی تصنیف ہے جس میں انہوں نے اپنے مرشد میراں بھیکھ چشتی ابیٹھویؒ کے حالات و مناقب لکھے ہیں، ضمناً اس میں حضرت شاہ ابوالمعالی ابیٹھوی کی کرامات کا ذکر بھی ہے، یہ کتاب آرمی پریس، دہلی سے مع اُردو ترجمہ چھپ چکی ہے، ذخیرۂ شیرانی، پنجاب یونیورسٹی لاہور میں اس کے دو خطی نسخے نمبر ۲۲۲۹، دوسرا نسخہ ۱۱۷۳ موجود ہیں۔

Marfat.com

میں الا اللہ کا لفظ کہا، فی الفور گاؤمیش جی اُٹھی اور چارہ چرنے لگی، وفات شاہ ابوالمعالی کی ایک ہزار ایک سو سالہ (۱۱۱۶ھ) ہجری[1] میں واقع ہوئی۔

(۶۳) شیخ عبدالرشید جالندھری چشتی قدس سرہٗ

یہ بزرگ خاندان سادات عظام شہر جالندھر سے ہے، ان کے باپ کا نام سیّد اشرف تھا، خردسالی کی عمر میں ان کو شوقِ حق دامن گیر ہوا اور بعد تحصیل علوم متداولہ گھر سے نکل کر شاہ ابوالمعالی کی خدمت میں حاضر ہوا اور بیعت کی۔ شاہ ابوالمعالی نے ان کو تربیت و تکمیل کے واسطے میراں سیّد بھیکھ کے حوالے کیا، ان کی خدمت میں چند سال انہوں نے بسر کیے اور خرقۂ خلافت پایا، وفات ان کی غرہ ماہ ربیع الاوّل روز جمعہ سنہ ایک ہزار ایک سو اکیس میں واقع ہوئی، غلام محی الدین ان کے فرزند بھی ایک مقبول شخص تھے، بیعت ان کی بھی میراں سیّد بھیکھ کے ہاتھ پر واقع[2] ہوئی۔

---

[1] مشتاق احمد امیٹھوی نے شاہ ابوالمعالی کا سال وفات ۱۱۱۲ھ لکھا ہے (انوار العاشقین ۱۰۹) ملاحظہ ہو: شاہ ابوالمعالی کی وفات کے بعد ان کے دو صاحبزادے شاہ محمد فخر الدین اور مسعود احمد سجادہ نشین ہوئے (انوار العاشین ص ۱۰۹)

(۱) لطف اللہ انبالوی: ثمرات الفواد۔ آرمی پریس، دہلی

(۲) محمد اکرم براسوی: اقتباس الانوار، لاہور

(۳) غلام عبدالقدوس: حدائق داؤدی، خطی ذخیرہ شیرانی

(۴) مشتاق احمد امیٹھوی: عقد اللآلی یعنی مناقب ابوالمعالی (۵) ایضاً: انوار العاشقین ۱۰۸-۱۱۰

[2] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: (۱) لطف اللہ انبالوی: ثمرات الفواد، مطبوعہ دہلی

(۲) علیم اللہ جالندھری سیّد: نزہۃ السالکین، اُردو ترجمہ باسم تحفۃ الصالحین، لاہور

(۳) غلام سرور لاہوری: خزینۃ الاصفیاء ۱/۴۸۶

(۴) عبدالحی حسنی: نزہۃ الخواطر ۶/۱۴۹ (۵) امام بخش: حدیقۃ الاسرار فی اخبار الابرار ۱۲۵

Marfat.com

(۶۴) شیخ سوندھا ولد شیخ مومن صدیقی چشتی صابری قدس سرہٗ

یہ بزرگ شیخ داوٗد چشتی گنگوہی کے خلیفہ تھے، شجرہ نسب ان کا حضرت ابوبکر صدیق خلیفہٗ اوّل کے ساتھ ملتا تھا، باپ ان کا شیخ مومن بادشاہی جاگیردار امیر کبیر تھا، اس کی وفات کے بعد یہ خردسال رہ گئے، بالغ ہونے کے بعد انہوں نے سامان حشمت و جاہ ترک کیا اور شیخ داوٗد کی خدمت میں حاضر ہوکر مرید ہوئے اور ایسے مراتبِ عالیہ کو پہنچے کہ اولیائے متقدمین سے گوے سبقت لے گئے، صاحبِ سواطع الانوار کا قول ہے کہ ایک روز ایک گاؤں میں حضرت بتقریب ایک عرس کے تشریف لے گئے، جب ہنگامہ سماع گرم ہوا تو اتفاقاً اسی وقت گاؤں کے مالک کا بیٹا نوجوان مر گیا، وہ مردہ کی چارپائی اُٹھا کر عین مجلس میں لے آیا اور ہاتھ باندھ کر عرض کی:؎

مردانِ خدا خدا نباشند لیکن ز خدا جدا نباشند

میرے گھر میں بھی ایک لڑکا تھا جو آج لقمہٗ نہنگ اجل ہو گیا ہے، تم لوگ مقبولانِ الٰہی ہو، اگر تمہاری توجہ سے یہ لڑکا میرا زندہ ہو جائے تو عجب نہیں، یہ تقریر سن کر شیخ اُٹھ کھڑے ہوئے اور لڑکے کے منہ سے چادر اُٹھا کر فرمایا کہ اے لڑکے! اس قادر قیوم کے حکم سے جو ہمیشہ زندہ ہے اور کبھی نہیں مرے گا زندہ ہو جا، لڑکا فی الفور زندہ ہو گیا اور درج سواطع الانوار ہے کہ جب روز وفات شیخ سوندھا کا آیا قوالوں کو بلا کر حکم دیا کہ یہ شعر خواجہ حافظ شیرازی کا گائیں؎

صحبتِ غیر نخواہم کہ بود عین قصور باخیال تو چرا بادِگراں پردازم

جب قوالوں نے یہ شعر گانا شروع کیا حضرت وجد میں آئے اور اسی حالت ذوق و شوق میں دنیائے فانی سے رہگرای عالم جاودانی ہو گئے، وفات حضرت کی چوبیسویں ماہ جمادی الاوّل سنہ ایک ہزار ایک سو انتیس (۱۱۲۹ھ)[1] میں ہوئی۔

---

[1] شیخ سوندھا سفیدونی کا سالِ وفات صاحب اقتباس الانوار نے نہیں لکھا۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(۶۵) سید محمد سعید المخاطب بمیراں شاہ بھیکھ چشتی صابری قدس سرہ

بڑے خلیفہ اور جانشین حضرت شاہ ابوالمعالی چشتی صابری کے تھے' ذوق و شوق و وجد و سماع و استغراق و عشق و محبت میں ثانی نہیں رکھتے تھے' مشائخ متاخرین میں سے کسی بزرگ کو ایسے کشائش ظاہری و باطنی نصیب نہیں ہوئی' جیسے کہ ان کو ہوئی' ان کے مرید اکثر اقطاب و ابدال کے مراتب تک پہنچے' اشعارِ ہندی و دوہڑے حضرت کے بمضامین توحید بہت مشہور ہیں' جو صوفیوں کی محفل میں گائے جاتے ہیں[1] شجرۂ نسب ان کا حضرت امام حسینؓ کے ساتھ ملتا ہے۔ اس طرح پر کہ سید محمد سعید میراں بھیکھ بن محمد یوسف سوانیہ بن سید قطب شاہ بن سید عبدالواحد بن سید احمد بن سید امیر سعید بن سیّد محمد نظام الدین بن سید عزیز الدین بن شاہ تاج الدین بن عزالدین[2] نو بہار بن سید عثمان بن سید شاہ سلیمان کفار شکن بن سید شاہ زید سالار لشکر بن امیر احمد زاہد بن سید امیر حمزہ بن سید ابا بکر علی بن سید عمر علی بن سید محمد تختہ[3] بن سید علی شاہ رہبر کاکی بن سید حسین ثانی

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) اس لیے مولانا مشتاق احمد نے انوار العاشقین میں بحوالہ اقتباس الانوار' شیخ سوندھاؒ کا جو سالِ وفات ۱۱۱۹ھ لکھا ہے' غلط ہے (انوار العاشقین ص ۱۰۵)

ملاحظہ ہو:

(۱) محمد اکرم براسوی: اقتباس الانوار

(۲) غلام عبدالقدوس: حدائق داؤدی' قلمی ذخیرۂ شیرانی

(۳) امام بخش: حدیقۃ الاسرار ۱۲۵

(۴) مشتاق احمد: انوار العاشقین ۱۰۴۔۱۰۵

[1] سیّد میراں بھیکھؒ کے دوہڑے لطف اللہ انبالوی نے ثمرات الفواد میں نقل کیے ہیں (ص ۱۰۱)

[2] عزالدین غلط ہے' صحیح رمزالدین ہونا چاہیے (ثمرات الفواد ص ۲۳)

[3] سیّد محمد سعید احمد یحییٰ امثال رسول (ایضاً ص ۲۳)

Marfat.com

الملقب بہ حمیص بن سید محمد مدنی بن سید حسن شاہ ناصر ترمذی بن سید موسیٰ حمیص بن سید علی حسن بن سید حسین علی اصغر بن سید زین العابدین بن سید الثقلین امام حسینؓ اور والدہ حضرت کی بھی سیدہ پاکدامنہ[1] تھی۔ حضرت کے بزرگوں میں سے زید سالار لشکر شہر ترمذ سے بہت سا لشکر لیکر ہند کو بارادۂ جہاد آئے اور شہر سوانہ[2] میں قیام کیا' وہاں کے راجہ نے جس کا نام سیانہ تھا' بکمالِ حسد حضرت کو نماز میں شہید کر دیا' حضرت سالار کی شہادت کے بعد ان کے صاحبزادوں نے راجہ کے ساتھ جنگ کی اور فتح یاب ہو کر وہ شہر لے لیا اور سکونت وہاں ہی اختیار کی' سلطان شمس الدین شاہ دہلی نے ان کی شرافت کا شہرہ سن کر اپنی لڑکی سیّد شہاب الدین زید[3] سالار کے بیٹے کو دی اور دولت ظاہری و باطنی ان کے نصیب ہوئی' حضرت میراں بھیکھ نو برس کی عمر میں یتیم ہو گئے تو فریدالدین نام ایک فاضل سے انہوں نے ظاہری علوم حاصل کیا[4] اور شاہ ابوالمعالی سے خرقہ خلافت پا کر مقتدائے ظاہری و باطنی ہوئے' ثمراۃ الفواد میں لکھا ہے کہ ایک مرید حضرت کا موضع نو نذہن میں رہتا تھا اتفاقاً اس کا دہ سالہ لڑکا مر گیا' اس کے مرنے کے بعد جب دو گھڑی گزری تو حضرت بھی اسی جگہ جا پہنچے' اس کو خبر ہوئی حضرت کو اپنے گھر لے آیا' اپنے لڑکے کی نعش کو کوٹھڑی میں بند کر کے عورت کو تاکید کہ صف ماتم کی اُٹھاوے اور حضرت کی ضیافت کے کام میں سرگرم ہو' عورت نے خاوند کے حکم کی تعمیل کی'

---

1. شاہ میراں بھیکھ کی والدہ کا نام بی بی ملکوہ ہمشیرہ سید علی اکبر بن سید صادق بن سعید احمد بن محسن بن علی اکبر بن حسین سیّد خان کلتمی بن شاہ نظام الدین ساکن ساڈھورہ بن شاہ عزیزالدین سیوانیہ بن تاج الدین بن عزیزالدین نو بہار بن شاہ عثمان بن شاہ سلیمان بن شاہ زید شہید (ایضاً ص ۲۳)
2. سید شاہ سلیمان کفار شکن نے فتح کے بعد سیانہ کا نام سیوانہ رکھا تھا (ایضاً ص ۲۲)
3. اس کا کوئی معاصر تاریخی ثبوت نہیں ہے۔ ثمرات الفواد میں مفصل واقعہ لکھا ہے (ملاحظہ ہو ص ۲۲)
4. ثمرات الفواد ص ۲۹۔۳۲

Marfat.com

جب کھانا پک کر تیار ہوا' حضرت کے آگے اُترا' فرمایا کہ مرید کا لڑکا بھی کھانا کھانے کے لیے حاضر ہو' مرید نے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ لڑکا کہیں لڑکوں کے ساتھ کھیلتا ہوگا' آپ کھانا تناول فرمائیں' حضرت نے فرمایا کہ لڑکا جب تک حاضر نہ ہوگا کھانا ہم پر حلال نہیں ہے' مرید یہ ارشاد سن کر رویا اور عرض کی کہ لڑکا آج حضرت کے آنے سے دو ساعت پہلے مر گیا ہے' لاش اس کی کوٹھڑی میں بند ہے' فرمایا کہ وہ مرا نہیں' شاید تُو نے مغالطہ کھایا ہوگا' اب جا کر اس کو اچھی طرح سے دیکھ اگر سوتا ہو تو جگا لا ہمارے ساتھ کھانا کھائے' اس نے کہا کہ وہ مر چکا ہے' اب آپ کی توجہ سے زندہ ہو جائے تو عجب نہیں' یہ کہہ کر وہ حجرے کے اندر گیا تو دیکھا لڑکا سانس لیتا ہے اس نے اس کو ہلایا تو اُٹھ بیٹھا اور باپ کے ساتھ ہو لیا' حضرت کی خدمت میں آ کر قدمبوس ہوا' یہ کرامت دیکھ کر حاضرینِ مجلس سے اک شور اُٹھا اور ہزاروں آدمی مرید ہوئے' ولادت حضرت کی ساتویں[1] رجب پیر کے روز سنہ ایک ہزار چھیالیس اور وفات پنجم رمضان المبارک سنہ ایک ہزار ایک سو اکتیس ہجری میں واقع ہوئی اور عمر شریف چوراسی برس کی اور مزار گوہر بار قصبہ گھڑام میں زیارت گاہ خلق[2] ہے' قطعہ تاریخ:

---

[1] مولانا لطف اللہ نے تاریخ ولادت نہم رجب لکھی ہے (ثمرات ص ۲۳)

[2] ملاحظہ ہو: (۱) لطف اللہ انبالوی: ثمرات الفواد (احوال و مقامات میراں بھیکھ چشتی) مطبوعہ دہلی
(۲) علیم اللہ جالندھری: تحفۃ الصالحین ترجمہ اُردو نزہۃ السالکین (سخنان و ملفوظات میراں بھیکھ' مطبوعہ لاہور' اس کا فارسی متن پی ایچ ڈی فارسی کے لیے پروفیسر طاہرہ جی سی یونیورسٹی' لاہور نے مرتب کیا تھا جو تا حال طبع نہیں ہوا۔
(۳) محمد اکرم براسوی: اقتباس الانوار
(۴) میراں بھیکھ کے ہندی کلام کے دو مجموعوں نورِ معرفت اور شعورِ تجلیات کے نام سے جناب فاروق الحسن چشتی نے اُردو میں شرحیں لکھی ہیں جو طبع ہو چکی ہیں۔

Marfat.com

میر سیّد بھیکھ پیر با کمال — اہلِ درد و اہلِ حال و اہلِ قال

ہست نورِ معرفت[۴۶] تولیدِ او — رکنِ حق شاہِ ولایت[۱۱۳۱ھ] ارتحال

(۶۶) شیخ عتیق اللہ چشتی جالندھری قدس سرہٗ

سادات صحیح النسب جالندھر سے ہیں، خاندان چشت میں بیعت ان کی شاہ ابوالمعالی چشتی کی خدمت میں تھی، تمام عمر ان کی عبادت و ریاضت میں گزر گئی، زہد وتقویٰ بدرجۂ کمال تھا، وفات ان کی سنہ ایک ہزار ایک سو اکتیس ہجری میں ہوئی۔

(۶۷) شیخ محمد سلیم چشتی صابری لاہوری قدس سرہٗ

لاہور کے مشائخ چشتیہ صابریہ میں سے یہ بزرگ صاحب طریقت وشریعت تھے، خرقہ فقر انہوں نے شیخ محمد صدیق چشتی لاہوری سے پہنا اور بہت سے طالبانِ حق کو بقرب حق پہنچایا، ان کی مجلس کبھی سماع سے خالی نہ ہوتی، محمد شاہ بادشاہ کے وقت علمائے لاہور بسبب سماع دائمی ان کے دشمن ہو گئے، سب نے مل کر بادشاہ کی خدمت میں عرض کی کہ ایسے بدعتی شخص کو قتل کرنا واجب ہے، بادشاہ نے وہ عرضی صوبہ دار لاہور کے پاس بھیج دی، صوبہ دار لاہور خود ان کی خدمت میں آیا، کششِ باطنی سے مرید ہو گیا، جب خود صوبہ دار لاہور نے بیعت کر لی تو علمائے لاہور خاموش ہو گئے، وفات ان کی تیسری ذی الحجہ سنہ ایک ہزار ایک سو اکیاون ہجری میں ہوئی، مزار لاہور میں ہے۔

(۶۸) شاہ بہلول برکی چشتی صابری جالندھری قدس سرہٗ

یہ بزرگ حضرت شاہ بھیکھ چشتی کے خلیفہ، قوم کے افغان جالندھر کے رہنے والے تھے، فاضل اجل و عامل و مکمل و عالم بزرگ علوم معقول و منقول سے واقف

سید عبدالرشید[1] وسیّد کبیر و سیّد عتیق اللہ جالندھری[2] سے علم ظاہری حاصل کیا، وضع ان کی قلندرانہ تھی، شاہ بھیکھ کی وفات کے بعد یہ لاہور میں آئے اور شاہ بلاق لاہوری سے فیض پایا، بہت سی کتابیں بھی مثل فوائد الاسرار[3] وشرح دیوان خواجہ حافظ وغیرہ لکھیں، ان کے شعروں کا دیوان بھی بمضامین توحید مقبول خاص و عام ہے، مولوی جان محمد ترک کے ساتھ ہمیشہ ان کا بحث رہتا تھا، سیّد علیم اللہ جالندھری[4] و سبھا چند تخلص نادر و عظمت خاں برکی ان کے اعلیٰ شاگردوں میں سے ہیں اور دیوان تصانیف ان کے شاگردوں کے بھی مشہور ہیں ۱۱۷۰ھ ایک ہزار ایک سو ستر ہجری میں انہوں نے وفات پائی، مزار جالندھر[5] میں ہے۔

---

1. ملاحظہ ہو ترجمہ نمبر ۶۳ کتاب ہذا
2. ملاحظہ ہو ترجمہ نمبر ۶۶ کتاب ہذا
3. فوائد الاسرار فی رفع الاستار عن عیوب الاغیار دراصل دیوانِ حافظ کی شرح کا ہی نام ہے۔ یہاں اندراج میں مفتی صاحب سے تسامح ہوا ہے اور فوائد الاسرار کو دیوان حافظ کی شرح سے الگ تصنیف لکھ دیا، فوائد الاسرار خطی، ذخیرۂ شیرانی میں موجود ہے۔
4. ملاحظہ ہو ترجمہ نمبر ۷۱، کتاب ہذا
5. شیخ بہلول گول بن مرزا خاں برکی ثم جالندھری ایک کثیر التصانیف عالم اور شاعر تھے، آپ کی یہ قلمی تصانیف بزبان فارسی ذخیرۂ شیرانی کتاب خانہ دانش گاہ پنجاب میں محفوظ ہیں۔

(۱) مثنوی منصور نامہ خطی نمبر ۳۳/۷/ ۳۷۶۶

(۲) السیف المسلول علی من اعرض من سماع الرسول بسال ۱۱۳۸ھ نمبر ۴۴۲۵/۴/ ۱۳۷۴ (۲ نسخے)

(۳) شرح دیوان صائب بسال ۱۱۲۴ھ بخط مصنف خود بہلول بدستخط ''تمام شد بخط شارح عفی عنہ'' نمبر ۱۲۸۱/ ۵۱۹۲

(۴) شرح دیوان غنی کشمیری بسال ۱۱۲۳ھ نمبر ۳/ ۲۱۸۱/ ۵۱۹۲

(۵) شرح دیوان ناصر علی (حدود ۱۱۲۴ھ بخط شارح خود بہلول نمبر ۲/ ۲۱۸۱/ ۵۱۹۲

(۶) شرح مثنوی معنوی (دفتر دوم) بسال ۱۱۲۹ھ نمبر ۶۲ ۶۳

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

(۶۹) شاہ لطف اللہ چشتی قدس سرہٗ

مریدان پاک اعتقاد و خادمانِ حق یاد میراں سید بھیکھ چشتی کے تھے، سکونت ان کی شہر انبالہ میں تھی، لڑکپن کے زمانہ سے انہوں نے پیر روشن ضمیر کے حضور میں پرورش پائی اور انہیں سے ظاہری و باطنی علوم سے بہرہ حاصل کیا اور کتاب ثمراۃ الفواد اپنے پیر کے حال میں لکھی جو اَب تک یادگانہ زمانہ ہے، وفات ان کی بیسویں ماہ ذیقعد سنہ ایک ہزار ایک اسواسّی ہجری میں واقع ہوئی اور مزار گوہر بار جالندھر[1] میں ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) (۷) فوائد الاسرار فی رفع الاستار عن عیون الاغیار (شرح دیوان حافظ) نمبر ۲۲۲۷/۵۲۳۷

(۸) عقائد علیہ در مذہب صوفیہ (در جواب اعتراضات مخالفین بر رسالہ سیف المسلول نمبر۲) بسال ۱۱۴۰ھ نمبر۲/۴/۱۳۷۴/۴۴۲۵۔ مولوی رحمان علی نے ان کی تصانیف کی تعداد نوّے لکھی ہے۔ (تذکرہ ص۱۳۴)

ملاحظہ ہو:

(۱) بہلول برکی: احوال نامہ (احوال مرزا بہلول برکیؒ) بحوالہ خزینۃ الاصفیاء ۱/۴۹۸

(۲) رحمان علی: تذکرہٗ علمائے ہند ۱۳۴

(۳) عبدالحی: نزہۃ الخواطر ۶/۴۸

(۴) محمد بشیر حسین ڈاکٹر: فہرست مخطوطات شیرانی ص۱۸۶۔۲۹۰۔۴۴۳۔۴۴۴۔۴۵۲۔۴۵۷۔۶۷۷

[1] حضرت لطف اللہ انبالویؒ نے اپنے حالات ثمرات الفواد میں لکھے ہیں، جن کا یہاں خلاصہ نقل کیا جاتا ہے ''آپ کی والدہ ماجدہ شاہ میراں بھیکھ کی ارشاد یافتہ تھیں، ان سے حضرت میراں بھیکھ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جو فرزند عطا کرے، اس کا نام لطف اللہ رکھنا، چنانچہ ایسا ہی ہوا، پرورش قصبہ انبالہ میں ہوئی، چودہ برس کی عمر تک شب و روز تحصیل میں کوشش کی، میاں شاہ عنایت کی ریاضت سے متاثر ہو کر انہیں بھی ریاضت کا شوق (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(۷۰) مولانا فخر الدین فخر جہاں شاہجہاں آبادی چشتی قدس سرہٗ

اعلم علماء عظمائے مشائخ و کبرائے خلفائے شیخ نظام الدین اورنگ[۱] آبادی اپنے باپ کے تھے، حضرت کی ذات عالم علوم شریعت و واقف رموز طریقت ومحرم

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) دامن گیر ہوا، ابتدائی سلوک میں میاں محمد شاہ کرنالی نے رہنمائی کی، پھر حضرت میراں بھیکھ چشتی نے سلوک کی تعلیم سے نوازا، آپ نے اپنے مرشد شاہ میراں بھیکھ کے حالات، ملفوظات اور مقامات پر ثمرات الفواد کے نام سے ایک کتاب لکھی تھی جو بہت اہم ماخذ ہے، یہ کتاب آرمی پریس دہلی سے مع اُردو ترجمہ چھپ چکی ہے۔

ملاحظہ ہو:

(۱) لطف اللہ: ثمرات الفواد ۱۱۔۱۴

(۲) امام الدین گلشن آبادی: برکات الاولیاء ۱۶۱

(۳) غلام سرور، مفتی: خزینۃ الاصفیاء جلد اوّل ۴۹۸

[۱] حضرت شیخ نظام الدین اورنگ آبادی (۱۰۶۰۔۱۱۴۲ھ/ ۱۶۵۹۔۱۷۲۹ء) سلسلہ چشتیہ کے نامور بزرگ تھے، حضرت خواجہ گیسودراز ف ۸۲۵ھ کے بعد سرزمین دکن پر چشتیہ نظامیہ سلسلہ کے کسی اتنے جلیل القدر بزرگ نے قدم نہیں رکھا، امراء کو آپ سے بڑی عقیدت تھی، نظام الملک آصف جاہ اوّل (۱۶۷۱۔۱۷۴۸ء) آپ کے معتقد تھے اور ایک کتاب ''اشک گلستان ارم'' آپ کے حالات پر تصنیف کی تھی، اہل دکن اور والیان دکن پر آپ کی تعلیمات کے گہرے اثرات ہوئے۔

ملاحظہ ہو:

(۱) کامگار: احسن الشمائل، قلمی نسخہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی

(۲) مناقب فخریہ (۳) فخر الطالبین

(۴) رحیم بخش: شجرۃ الانوار، قلمی کراچی میوزیم

(۵) روائح النظام دہلی ۱۳۴۴ھ

(۶) خلیق احمد نظامی: تاریخ مشائخ چشت ۴۲۷۔۴۵۹

Marfat.com

اسرار حقیقت جامع کمالات ظاہری و باطنی تھے' پدری شجرہ ان کا حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کے ساتھ ملتا تھا اور مادری شجرہ بسیّد السادات سیّد محمد گیسودراز چشتی کے ساتھ ملحق ہوتا ہے' حضرت کے اوصاف احاطۂ تقریر وتحریر سے خارج ہیں کہ خداوند تعالیٰ نے خاندان چشت اہل بہشت میں ان کو زمانہ اخیر کا قطب پیدا کیا تھا' ہزاروں طالبانِ خدا ان کے ذریعہ سے بمراتب علیہ پہنچے' لاکھوں خوارق و کرامتیں ان سے سرزد ہوئیں نواب نظام الملک غازی الدین خاں ناظم حیدر آباد مؤلف مناقب فخریہ[1] نے بے شمار کرامتیں حضرت کی اپنی کتاب میں درج کی ہیں چنانچہ اسی کتاب میں لکھا ہے کہ ایک روز حضرت سلطان المشائخ نظام الدین کی خانقاہ پر مجلس سماع گرم تھی اور چند صوفی حالتِ وجد میں تھے ان میں سے ایک نوجوان لڑکا بھی سرمست بادۂ حالت تھا اتفاقاً تبدیلی قوالوں کی عمل میں آئی اور سماع موقوف ہوگیا اس وقت وہ جوان بھی خاموش مجلس میں پڑا رہا جب لوگ اس کی طرف متوجہ ہوئے تو دیکھا کہ وہ مرچکا ہے' سانس کا آنا جانا مسدود اور بدن سرد ہے' اس کا باپ جو حاضر مجلس تھا سخت بے قرار ہوا اور نالاں وگریاں حضرت کے روبرو آکر کہنے لگا کہ یہی ایک میرا فرزند تھا' اب جو یہ مرگیا ہے میں بھی اپنی زندگی نہیں چاہتا حضرت کو اس کی حالت دیکھ کر رحم آیا اور کہا کہ صبر کر اگر خدا نے چاہا تو لڑکا تیرا زندہ ہو جائے گا شاید ابھی یہ زندہ ہو' یہ فرما کہ قوالوں کو حکم دیا کہ یہ شعر پڑھیں

یک لب لعلِ تو صد جاں می دھد — خضر آسا آبِ حیوان می دھد
مُردہ گر باشم بعالم باک نیست — جان بوصلِ خویش جاناں می دھد

---

[1] مناقب فخریہ نواب غازی الدین نبیرہ آصف جاہ اوّل کی تصنیف ہے جو حضرت فخر جہاں کے حالات و ملفوظات پر مشتمل ہے' مطبع مجتبائی' دہلی سے اس کا فارسی متن چھپ چکا ہے' میر درد کاکوروی نے کراچی سے ۱۹۶۱ء میں اس کا اُردو ترجمہ بھی شائع کیا تھا۔

Marfat.com

جب قوالاں خوش مقال نے یہ قول شروع کیا اہل مجلس جوش و خروش میں آئے ایک ساعت کے بعد اس جوان نے بھی حرکت کی اور فرش پر لوٹنے لگا کچھ دیر گزری تو ہوش میں آ گیا' ولادت باسعادت حضرت کی سنہ ایک ہزار ایک سو چھبیس اور وفات ساتویں[1] ماہ جمادی الثانی سنہ یک ہزار و ایک صد و نو دو نہ وقوع میں آئی اور مزار گوہر بار دہلی میں اندرون احاطہ مزار خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے ہے۔[2]

قطعۂ تاریخ از مؤلف:

---

[1] جمادی الآخری غلط ہے بلکہ ۲۷ جمادی الآخری ہونا چاہیے۔
(خلیق احمد نظامی: تاریخ مشائخ چشت بحوالہ فخر الطالبین ص ۵۱۳)

[2] حضرت فخر جہاں جید عالم بھی تھے' آپ کی تصانیف میں سے (۱) نظام العقائد (۲) رسالہ مرجیہ (۳) عین الیقین' مطبوعہ دہلی (۴) فخر الحسن جس میں حضرت فخر جہاںؒ نے حضرت حسن بصریؒ کی حضرت علیؓ سے بیعت کے اثبات میں دلائل دیئے ہیں' اس کی شرح مولانا حسن الزمان حیدر آبادی نے القول المستحسن فی فخر الحسن کے نام سے تقریباً آٹھ سو صفحات میں لکھی جو حیدر آباد سے ۱۳۱۲ھ میں چھپ چکی ہے۔

ملاحظہ ہو:

(۱) رحیم بخش فخری: شجرۃ الانوار فخری قلمی ذخیرہ مولوی شمس الدین مرحوم' کراچی میوزیم

(۲) غازی الدین: مناقب فخریہ' دہلی

(۳) نور الدین حسین فخری: فخر الطالبین' دہلی' مجتبائی

(۴) نجم الدین حاجی: مناقب المحبوبین' لاہور

(۵) گل محمد احمد پوری: تکملہ سیر الاولیاء' دہلی ۱۳۱۲ھ

(۶) احمد خاں سرسیّد: آثار الصنادید ۲/ ۲۶ـ۲۸

(۷) خلیق احمد نظامی: تاریخ مشائخ چشت ۴۶۰ـ۵۲۹

(۸) عبد المعبود معینی: روائح النظام (سوانح شاہ نظام الدین اورنگ آبادیؒ) دہلی ۱۳۴۴ھ

فخرِ دنیا فخرِ دین فخر الانام | افتخارِ خلق و فخر المؤمنین
گشت فخر الدین علامی بیان | سالِ تولیدش بصد صدق و یقین
طرفہ سالِ انتقالِ آں جناب | شد عیاں محبوبِ فخر المسلمین

(۷۱) شیخ سیّد علیم اللہ بن سیّد عتیق اللہ چشتی جالندھری قدس سرہٗ

سادات صحیح الطرفین قصبہ جالندھر سے ہیں، شجرہ نسب ان کا حضرت زید بن امام حسن علیہ السلام کے ساتھ ملتا ہے، پہلے بیعت ان کی بخدمت شاہ ابوالمعالی چشتی سے تھی اور تربیت و تکمیل و خرقہ خلافت حضرت میراں سیّد بھیکھ سے پایا، علوم ظاہری میں بھی یہ صاحبِ تدریس تھے، کتابیں بھی انہوں نے مثل انہار الاسرار و شرح بوستان سعدی[۱] و رسالہ نزہۃ السالکین و شرح اخلاق ناصری و زبدۃ الروایات فقہ و نثر الجواہر فارسی ترجمہ نظم الدرر والمرجان بہت سی لکھیں، اشعار فارسی ان کے بے شمار مشہور ہیں، شیخ عبداللہ ان کے خلیفہ نے کتاب اسرار العلیم[۲] ان کے احوال میں لکھی ہے، اس میں بہت سے کرامت و خوارق ان کے درج کیے ہیں، ولادت ان کی بائیسویں جمادی الثانی سنہ ایک ہزار ایک سونو اور وفات سولھویں ماہ صفر سنہ

۱ یہاں مفتی صاحب سے تسامح ہوا ہے، شرح بوستان ہی کا نام انہار الاسرار ہے، انہار الاسرار اور شرح بوستان دو کتابیں نہیں ہیں، مولانا عبدالحی (نزہۃ ۷/۲۳۷) نے اسی غلطی کا اعادہ کیا ہے۔

۲ اسرار العلیم کے ایک خطی نسخہ کا عکس جناب فاروق الحسن چشتی، ملتان کے پاس ہے۔

ملاحظہ ہو:

(۱) لطف اللہ انبالوی: ثمرات الفواد، دہلی

(۲) غلام سرور، مفتی: خزینۃ الاصفیاء ۱/۵۰۵

(۳) رحمان علی: تذکرہ علمائے ہند ص ۳۵۰

(۴) عبدالحی: نزہۃ الخواطر ۷/۲۳۷

Marfat.com

ایک ہزار دوسو دو میں واقع ہوئی اور روضہ عالیہ جالندھر میں زیارت گاہ خلق ہے۔[1]

قطعۂ تاریخ

حضرت سیّد علیم اللہ شاہ دو جہاں　　ذات پاکش بود براوج شرف بدر منیر
قطب[۱۱۰۹ھ] جنت مقتدأ تاریخ تولیدش بود　　وصل سلطان متقی سیّد علیم اللہ پیر[۱۲۰۲ھ]

(۷۲) شیخ نور محمد چشتی المشہور نور محمد بھبل[2] مہاروی قدس سرہٗ

یہ بزرگ خلیفہ اعظم مولانا فخر الدین فخر جہاں دہلوی کے ہیں، اوائل حال میں بعد حفظ قرآن پنجاب سے دہلی میں گئے اور مولانا فخر الدین کی خدمت میں

---

[1] شاہ علیم اللہ جالندھری جیّد عالم تھے، آپ کی حسب ذیل تصانیف اس وقت ہمارے علم میں ہیں۔

(۱) نزہۃ السالکین درسلوک وسخنان میراں بھیکھ، اس کا اُردو ترجمہ لاہور سے تحفۃ الصالحین کے نام سے شائع ہوا تھا۔

(۲) انہار الاسرار شرح بوستان سعدی شیرازی بسال ۱۱۳۰ھ مکتوبہ ۱۱۳۴ھ قلمی مملوکہ محمد اقبال مجددی ومطبوعہ لاہور ۱۲۸۱ھ

(۳) نثر الجواہر ترجمہ فارسی نظم الدرر والمرجان (درسیرت) عربی مؤلفہ مرزا خان برکی، قلمی مخزونہ درکتب خانہ دانشگاہ پنجاب لاہور، بانگی پور نمبر ۱۰۳۳۔XV آصفیہ ۸۷۴

(۴) شرح اخلاق ناصری　　(۵) زبدۃ الروایات

[2] حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ کا آبائی نام بُھبل تھا، حضرت شاہ فخر الدینؒ نے اسے نور محمد سے بدل دیا، آپ کے والد کا نام ہندال بن تاتار بن فتح محمد بن محمود بن مرہ بن عزیز بن داتا بن دینا بن کوہابن چاہڑ......الخ (نجم الدین......مناقب المحبوبین ص ۵۴) آپ کا تعلق قوم کھرل سے تھا، آپ کی ولادت ۱۴ رمضان ۱۱۴۲ھ میں قصبہ چوتالہ (از مہار سہ کروہ سمت مشرق بہاول پور، ایضاً ص ۵۴) میں ہوئی۔

Marfat.com

بیعت[1] کی اور چند سال بکمال خدمت گزاری وصدق واخلاص تکمیل پا کر خرقۂ خلافت حاصل کیا اور پنجاب میں آ کر قصبہ مہاراں علاقہ نواب بہاول خاں میں سکونت اختیار کی اور تمام عمر ہدایتِ خلق میں مصروف رہے' ہزاروں مخلوق ان کے طفیل سے بقربِ الٰہی پہنچے' ان کے خلفائے کرام میں سے چار خلیفے صاحبِ قرب[2] تھے' ایک خواجہ ثانی الملقب بخلیفہ صاحب[3] دوم مولانا قاضی محمد عاقل[4] سوم خواجہ محمد جمال[5] چہارم خواجہ سلیمان[6] اور خلیفے بھی آپ کے بہت ہیں' جن سے فیض اب تک جاری ہے' وفات ان کی سنہ ایک ہزار دو سو پانچ (۱۲۰۵) میں واقع

---

[1] خواجہ نور محمد ۱۱۶۵ھ میں حضرت شاہ فخر سے بیعت ہوئے (خلیق احمد نظامی: تاریخ مشائخ چشت ۵۳۸) آپ کے تین صاجزادے تھے: (۱) نورالصمد شہید (۲) نور احمد (۳) نور حسن (مناقب المحبوبین ۶۱)

[2] آپ کے بہت سے خلفاء تھے جن میں سے تیس کے نام محفوظ ہیں (خلیق احمد نظامی ۵۵۵)

[3] خلیفہ دوم سے مراد حضرت نور محمد ثانی نارو الہ ہیں' آپ نے ۱۲۰۴ھ میں وصال فرمایا۔ (ایضاً ۵۶-۵۶۰' مناقب المحبوبین ۱۰۵-۱۱۵)

[4] حضرت خواجہ محمد عاقل کا فاروقی خاندان سے تعلق تھا' آپ کے والد کا نام مخدوم محمد شریف تھا' شاہ محمد عاقل کا خاندانی لقب کوریجہ تھا' آپ نے ۸ رجب ۱۲۲۹ھ میں انتقال کیا۔ (خلیق احمد نظامی: تاریخ مشائخ چشت ۵۷۵-۵۹۷)

[5] ملتان میں سلسلہ چشتیہ کو حضرت حافظ محمد جمال ملتانی ف ۱۲۲۶ھ کی بدولت فروغ ہوا۔ (۱) گلزار جمالیہ از علامہ عبدالعزیز پرہاروی (۲) انوار جمالیہ از غلام حسن (۳) اسرار الکمالیہ از زاہد شاہ' آپ کے ملفوظات کے مجموعے ہیں۔ (مناقب المحبوبین ۱۲۱-۱۴۰' خلیق احمد نظامی: تاریخ مشائخ چشت ۵۹۸-۶۰۷)

[6] پنجاب میں سلسلہ چشتیہ نظامیہ فخریہ کی زیادہ اشاعت حضرت خواجہ سلیمان تونسویؒ کے ذریعہ ہوئی' آپ کی ولادت ۱۱۸۴ھ میں اور وفات ۱۲۶۷ھ میں ہوئی' ملاحظہ ہو: نافع السالکین' خاتم سلیمانی' انتخاب مناقب سلیمانی' مناقب المحبوبین وغیرہ۔

Marfat.com

ہوئی اور مزار پُر انوار قریہ تاج سرور متصل قصبہ مہاراں کے ہے۔

قطعۂ تاریخ

حضرت نورِ محمد نورِ حق جلوہ گر شد چوں بہ گلزارِ جناں

سالِ ترحیلش بقولِ اہل سیر نورِ عرفاں آفتابِ دیں ۱۲۰۵ھ بخوان

(۷۳) سیّد علی شاہ چشتی صابری جالندھری قدس سرہٗ

یہ بزرگ سیّد علیم اللہ جالندھری کے خلیفہ تھے' بعد وفات پیر روشن ضمیر کی مسند ارشاد پر متمکن ہوئے' تمام عمر ہدایت و ارشاد میں گزاری' وفات ان کی سنہ ایک ہزار دوسو تیرہ میں ہوئی اور مزار قصبہ جالندھر میں زیارت گاہ خلق ہے۔

(۷۴) شیخ محمد سعید چشتی صابری شرقپوری قدس سرہٗ

سرمست محبت الٰہی جامع خوارق و کرامت تھے' قصبہ شرقپور متعلقہ ضلع لاہور میں سکونت رکھتے تھے چونکہ یہ بزرگ قوم کے خوجہ تھے' پہلے اپنے ہم قوم خوجوں کے ساتھ محنت مزدوری سے گزارہ کرتے تھے پھر جب شوقِ الٰہی دامن گیر ہوا' بامداد غیبی عبادت و ریاضت میں مصروف ہوئے' شجرہ ان کا ان ناموں سے شیخ نظام الدین بلخی کے ساتھ ملتا ہے' اس طرح پر کہ شیخ محمد سعید بن محمد باقر شرقپوری مرید شاہ مراد ملتانی اور وہ مرید شیخ جیوی شاہ گجراتی اور وہ مرید شیخ زکریا اور وہ مرید شیخ حاجی قطب اور وہ مرید شیخ درگاہی لاہوری اور وہ مرید حاجی ابوسعید حنفی گنگوہی اور وہ مرید شیخ نظام الدین بلخی قدس سرہم العزیز' وفات شیخ کی باقوال صحیح سنہ ایک ہزار دوسو چودہ ہجری میں واقع ہوئی اور مزار شرقپور میں ہے' ان کی ہدایت کا حال اس طرح پر مشہور ہے کہ ایک روز یہ غلہ کا بیل لاد کر شرقپور سے لاہور کو آئے گزر راد ے قصبہ شاہ پور سے اتر کر جب متصل گنبد کہنہ مدرسہ عالیہ کے پہنچے ان کا بیل گر پڑا اور ٹانگ اس کی ٹوٹ گئی ہمراہی ان کے سب لاہور کو چل دیئے اور یہ تنہا معہ بیل وہاں ہی

Marfat.com

رہے' آدھی رات ہوئی تو ایک سوار برقع پوش آیا اور اپنے نیزہ کی نوک کے ساتھ بیل کو اشارہ کیا' بیل اُٹھ کھڑا ہوا اور گون غلہ کی بھی اسی اشارہ کے ساتھ رکھ دی اور کہا کہ تیرا بیل تندرست ہے' لاہور کو چلا جا' محمد سعید نے قدم پکڑ لیے اورعرض کی آپ کون ہیں' اپنا نام بتائیے؟ فرمایا کہ ہمارا نام علی المرتضٰی ہے اور حق سے تیری امداد کے لیے مامور ہوئے ہیں' عرض کی کہ اب مجھے محروم نہ چھوڑو اور باطنی امداد بھی کیجئے فرمایا کہ تیرا حصہ شاہ مراد ملتانی کے پاس ہے' وہاں جا کر لے لے' اسی روز سے ان کو شوقِ حق دامن گیر ہوا اور پیر کی خدمت میں جا کر تکمیل ہوئی۔

(۷۵) شیخ محمود سعید چشتی جالندھری قدس سرہٗ

سید علیم اللہ جالندھری کے خلفاء میں سے صاحب مقامات بلند و مدارج ارجمند تھے' خالق حقیقی نے ان کو علومِ ظاہری و باطنی سے بہرۂ کامل بخشا تھا' ہزاروں آدمیوں نے ان کی ذات سے بہرۂ کامل تلقین و تعلیم سے پایا' تمام عمر انہوں نے طلبہ کی تکمیل و تربیت میں صرف کی' آخر سنہ ایک ہزار دو سو بیس (۱۲۲۰ھ) میں وفات پائی۔

(۷۶) شیخ خیر الدین المشہور خیر شاہ چشتی لاہوری قدس سرہٗ

یہ بزرگ شیخ سلیم چشتی لاہوری کے خلیفہ تھے' اخیر زمانہ میں انہوں نے علَم مشیخت کا بلند کیا' بہت سے طالبانِ حق ان کی خدمت میں آئے اور فائدہ پا گئے' وجد و تواجد و سماع کے ساتھ ان کو کمال میل تھا' لنگر بھی ان کا فقراء اور درویشوں کے واسطے جاری رہتا' وفات ان کی انیسویں ذی الحجہ سنہ ایک ہزار دو سو اٹھائیس[1] میں ہوئی اور مزار لاہور میں ہے۔

---

[1] شیخ خیر شاہ لاہوری کا سال وفات نور احمد چشتی نے ۱۲۴۶ھ/۱۸۳۰ء (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

(۷۷) حافظ موی چشتی مانک پوری قدس سرہٗ

یہ بزرگ سلسلہ شاہ بھیکھ چشتی میں مرید و خلیفہ شیخ اعظم چشتی روپڑی کے تھے' ابتدائے حال میں صقلی گری کے کام میں مشغول رہتے اور دو زوجہ ان کی تھیں' جب جاذبِ حقیقی نے ان کو اپنی طرف کھینچا' دونوں عورتوں کو طلاق دے دی اور دنیاوی علاقہ چھوڑ کر بہمہ تن عبادت میں مشغول ہوئے اور شیخ سید اعظم چشتی روپڑی کی خدمت میں جا کر مرید ہوئے اور بعد تکمیل خلافت حاصل کی' ان کے جذب کا یہ حال تھا کہ وجد و حالت کے وقت جس پر ان کی نظر پڑ جاتی مجذوب سرمست ہو جاتا چنانچہ کئی شخص مثل کریم شاہ و محمد شاہ وغیرہ مجذوب ہو گئے' وفات ان کی سولھویں ماہ رمضان روز یک شنبہ سنہ ایک ہزار دو سو پینتالیس میں ہوئی اور مزار پر انوار قصبہ مانک پور میں ہے' ان کے خلیفے صاحب کمال مثل امانت علی امروہی و غلام معین الدین شاہ خاموش و خواجہ عبداللہ امروہی و میر امانت علی ثانی و محمد بخش و پیر شاہ وغیرہ بہت تھے۔

(۷۸) خواجہ محمد سلیمان چشتی قدس سرہٗ

خلفائے نامدار و احباب باوقار خواجہ نور محمد مُہبل چشتی سے تھے' کشف و کرامت و زہد و ریاضت و عبادت میں شرق سے غرب تک مشہور تھے' اصل وطن ان کا پہاڑی ملک میں موضع گرگوجھی[1] تھا' ابتدائے حال میں قصبہ کوٹ مٹھن میں

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) لکھا ہے (تحقیقات چشتی ۳۰۹) اور امام بخش نے ۱۲۲۰ھ درج کیا ہے (حدیقۃ الاسرار ص ۱۲۹) ملاحظہ ہو:

(۱) نور احمد چشتی: تحقیقات چشتی ص ۳۰۹

(۲) کنھیا لال: تاریخ لاہور ص ۹۰

(۳) امام بخش: حدیقۃ الاسرار ص ۱۲۹

[1] حضرت شاہ سلیمان تونسوی بن زکریا بن عبدالوہاب بن عمر خاں کی (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

قاضی محمد عاقل کی خدمت میں حاضر ہو کر علم ظاہری حاصل کیا' بعد تحصیل علم کے حضرت نور محمد بھبل کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے اور چند سال میں تربیت و تکمیل پا کر خرقہ خلافت پایا اور حسب الحکم پیر روشن ضمیر کے قصبہ تونسہ[1] میں جا کر قیام پذیر ہوئے' ہزاروں طالبانِ خدا وہاں حضرت کی خدمت میں مشرف ہوئے اور ہزاروں مسافر و مسکین و غربا دو وقتہ حضرت کے لنگر سے کھانا کھاتے' غرض وہ قبول حاصل ہوا کہ اس زمانہ میں کسی کو حاصل نہ تھا' تمام عمر حضرت نے ہدایت و ارشاد میں گزاری اور ایک لاکھ سے زیادہ حضرت کے مرید ہوئے اور سینکڑوں کفار و فجار نے توبہ کی' حضرت کے خلفاء بے شمار تھے' ان میں سے شیخ محمد یار و حافظ محمد علی[2] و مولوی محمد علی ثانی تین خلیفے حضرت کے مقرب و محبوب و محرم اسرار تھے' وفات حضرت کی نویں ماہ صفر روز پنجشنبہ سنہ ایک ہزار دو سو سٹھ میں واقع ہوئی اور بعد وفات ان کے اب شیخ اللہ بخش[3] حضرت کے پوتے مسند آرائے مسند مشیخت ہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) ولادت ۱۱۸۴ھ بمقام گڑگوچھی میں ہوئی (خانہ خود کہ در کوہ است و اسم آں کر کوچی است کہ مسافت از تونسہ سہ کردہ می شود) (نافع السالکین ص ۱۱)

[1] تونسہ ڈیرہ غازی خاں سے ۳۰ کوس کے فاصلے پر ایک گاؤں ہے' آپ نے اپنا شہر چھوڑ کر بحکم مرشد تونسہ میں سلسلہ ارشاد و تلقین کا آغاز کیا' یہاں ایک مدرسہ قائم کیا' آپ کو قرآن' حدیث اور فقہ پر عبور حاصل تھا۔

[2] حضرت حافظ محمد علی عرف محرم علی خیر آبادی (۱۱۹۲۔۱۲۶۶) خواجہ تونسویؒ کے اولین خلفاء میں سے تھے' خیر آباد میں ان کی خانقاہ علم و فضل کا مرکز تھی۔

(ملاحظہ ہو: محمد ہادی علی: مناقب حافظیہ' مناقب المحبوبین ص ۳۵۲۔۳۵۶)

[3] اپنے دادا کی طرح خواجہ اللہ بخش تونسویؒ روحانی اصلاح و تربیت کے کام میں سرگرم رہے' حقیقت یہ ہے کہ انیسویں صدی میں چشتیہ سلسلہ کی رونق ان کے دم قدم سے تھی' آپ علم و عمل' لطف و کرم کا مجسمہ تھے' ولادت ۱۲۴۱ھ وفات ۱۳۱۹ھ میں ہوئی۔

(خلیق احمد نظامی: تاریخ مشائخ چشت ۱۸۔۷۲۷) (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

قطعۂ تاریخ

شہ چو از دنیا بفردوس بریں — شاہ والا شان سلیمان اہل فیض

بہر تاریخش بسر ور گفت دل — ای بگو سلطان سلیمان اہل[267] فیض

حضرت کے مرید صاحب ذوق وشوق بے شمار تھے اور موجود بھی ہیں چنانچہ لاہور کے مشائخ میں سے میاں امیر بخش جلد ساز ایک مرد صاحب ذوق وعبادت تھا جو سنہ بارہ سو اکیانوے میں خلد معلیٰ میں قیام پذیر ہوا۔

(۷۹) مولوی امانت علی چشتی صابری قدس سرہٗ

شیخ حافظ موسیٰ مانک پوری کے خلفاء میں سے صاحب کشف وکرامت وزہد وریاضت وتارک الدنیا تھے' بعد وفات پیر اپنے کے کشمیر گئے اور شیخ احمد شاہ کشمیری سے بھی فیض پایا اور وہاں سے واپس آ کر امروہہ میں سکونت کی اور باقی عمر ہدایت وارشاد میں صرف کی' وفات ان کی سنہ ایک ہزار دو سو اسّی میں وقوع میں آئی' ان کے مریدوں میں سے شیخ عبدالرحیم وعبدالرحمان و شیخ سمیع اللہ موجود ہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) ملاحظہ ہو:

(۱) امام الدین: نافع السالکین لاہور ۱۲۸۵ھ

(۲) الہ بخش خاں: خاتم سلیمانی' لاہور ۱۳۳۵ھ

(۳) محمد الدین صوفی: ذکر حبیب' پنڈی بہاء الدین ۱۳۲۲ھ

(۴) محمد ہادی علی خاں: مناقب حافظیہ' مطبوعہ

(۵) امیر بخش: انوار شمسیہ' لاہور ۱۳۳۵ھ

(۶) دین محمد: احترام الاصفیاء' نشاط حافظیہ' علی گڑھ ۱۹۳۱ء

(۷) نفحات المحبوب فی احیاء القلوب

(۸) خلیق احمد نظامی: تاریخ مشائخ چشت ۶۰۸_۶۶۲

Marfat.com

(۸۰) شیخ حاجی رمضان لاہوری چشتی قدس سرہٗ

خواجہ سلیمان کے خلیفے صاحب عبادت و ریاضت و صدق و راستی تھے، لاہور میں ان کی سکونت تھی، حالت تجرید وتفرید میں گزارتے، سماع کے حالت میں کمال اضطراب و بیقراری ان پر عائد ہوتی، حرمین الشریفین میں یہ بزرگ گئے اور مستفید حج و زیارت روضۂ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ہوئے، دعا ان کی اکثر اوقات مقبول ہوتی، غرض ایسے ناپرسان وقت میں کہ ذات مردان خدا حکم عنقا رکھتی ہے، ان کی ذات بابرکات مغتنمات میں سے تھی، ولادت ان کی ماہ رمضان سنہ ایک ہزار دوسو دو میں اور وفات ماہ رمضان کی تیسری ۱۲۸۲ھ ایک ہزار دوسو بیاسی میں واقع ہوئی اور عمر شریف اسّی (۸۰) برس کی تھی۔[۱]

(۸۱) شیخ فیض بخش لاہوری صابری چشتی قدس سرہٗ

یہ بزرگ شیخ حیدر شاہ کے خلیفے تھے، جنہوں نے فیض باطنی شیخ خیرالدین المشہور خیرشاہ سے پایا تھا، صاحبِ حال وقال و وجد و سماع و شوق و ذوق و تجرید و تفرید تھے، گزارہ ان کا ریشم سازی کے کام پر تھا، ہر سال میں سترہ عرس مثل سالینہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم علی المرتضٰی و فاطمۃ الزہراء و ختم سالینہ امامین و غوث الثقلین و خواجہ معین الدین حسن سجزی و خواجہ قطب الدین بختیار و خواجہ فریدالدین و خواجہ علاء الدین علی احمد صابر وغیرہ پیران عظام کیا کرتے اور ہر ایک سالینہ میں طعام وافر یکّا غربا و مساکین کو تقسیم کرتے، سماع کے وقت کمال اضطراب عائد حال

۱۔ حاجی شیخ رمضان لاہوری کا مزار دربار حضرت شیخ محمد طاہر بندگی (لاہور میانی صاحب) کے قریب ہے۔ ملاحظہ ہو:

(۱) غلام سرور، مفتی: خزینۃ الاصفیاء ۱/ ۵۱۵

(۲) امام بخش: حدیقۃ الاسرار ص ۱۳۰

Marfat.com

ان کے ہوتا اور وجد کی حالت میں جس پر نظرِ فیض پڑ جاتی' مست و بے خود ہوتا' خوارق وکرامات ان کے مرید بے انتہا بیان کرتے ہیں' جس کی گنجائش اس مختصر میں نہیں ہے مگر ہزاروں میں سے ایک تحریر ہوتی ہے کہ ایک روز آپ ریشم کھول کر مہان سنگھ کے باغ میں کام کرتے تھے' اتنے میں ٹیڑی کا دل آسمان پر نمودار ہوا' اس قدر کہ سورج چھپ گیا' باغبان جس نے باغ کا میوہ خرید اتھا' رونے لگا کہ اب ٹیڑی میرا میوہ اور درختوں کو کھا جائے گی' حضرت اس کو روتے دیکھ کر ہنسے اور فرمایا کہ ایک ٹنڈ پانی کی بھرلا' وہ بھرلایا' آپ نے اس کے نیچے ایک باریک سوراخ کر دیا اور فرمایا کہ باغ کے باہر جا کر اس پانی سے باغ کے چاروں طرف لکیر کر دے' ان شاء اللہ ٹیڑی تیرے باغ پر نہ بیٹھے گی' اس نے ایسا ہی کیا اور ٹیڑی باہر کے تمام درختوں کو کھا گئی مگر باغ کے اندر ایک پرند بھی نہ گیا' زہد وریاضت کا یہ حال تھا کہ تمام رات حالت بیداری میں کٹتی تھی' ایک رات میں تین مرتبہ غسل کیا جاتا اور بنظرِ ترکِ لذت حلوا میں نمک مرچ لگا کر تناول فرماتے' جب حضرت کے وفات کے دن قریب آئے' تپ محرق کی بیماری لاحق ہوئی' چند روز اسی حالت میں گزر گئے' جب آخری وقت قریب آیا' قوالوں کو بلایا' چنانچہ حافظ قادر بخش مدح خوان حاضر ہوا تو اس کو اشارہ کیا' کوئی نعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں پڑھے' اس نے یہ غزل شروع کی

منم خاکِ درِ کوئے محمد — اسیر حلقۂ موئے محمد
قتیل نوکِ شمشیر نگاہش — شہید تیغِ ابروئے محمد

اس نعت کے سنتے ہی حضرت وجد میں آئے اور لرزہ جسم پر ظاہر ہوا' تمام بدن پر عرق ہو گیا' آخر اسی جوش وخروش میں وفات پائی' تاریخ وفات نویں ماہ

Marfat.com

رجب ۱۲۸۶ھ ایک ہزار دو سو چھیاسی[1] ہے۔

☆☆☆☆☆

[1] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو:

(۱) امام بخش: حدیقۃ الاسرار ص ۱۳۰

(۲) نامی: بزرگانِ لاہور ۱۷۹-۱۸۰

Marfat.com

تیسرا چمن

تذکرہ مشائخ خاندانِ نقشبندیہ قدس اللہ سرہم العزیز

اوّل امام اس خاندان عالی شان کے حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ ہیں' ان سے حضرت سلمان فارسی نے فیض پایا' ان سے امام قاسمؒ خلف ابوبکرصدیق نے' ان سے حضرت امام جعفرصادق نے' ان سے شیخ بایزید بسطامی نے' ان سے شیخ ابوالحسن خرقانی نے' ان سے شیخ ابوعلی نے' ان سے خواجہ ابویوسف ہمدانی نے' ان سے خواجہ عبدالخالق غجدوانی نے' ان سے خواجہ محمد عارف نے' ان سے خواجہ محمود انجیر فغنوی نے' ان سے خواجہ عزیزان علی نے' ان سے خواجہ بابا سماسی نے' ان سے خواجہ میرکلاں نے' ان سے حضرت شیخ بہاء الدین نقشبند نے' ان سے خواجہ علاؤالدین عطار نے' ان سے خواجہ یعقوب چرخی نے' ان سے خواجہ عبیداللہ احرار نقش بندی نے' ان سے خواجہ محمد زاہد نے' ان سے خواجہ درویش نے' ان سے خواجہ محمد خواجگی نے' ان سے خواجہ باقی باللہ دہلوی نے فیض باطنی حاصل کیا چونکہ بزرگان مرقوم الصدر سے کسی کا مزار پنجاب کی سرزمین میں نہ تھا۔ لہٰذا احوال مفصل ان کا قلم انداز ہوا اور خواجہ باقی باللہ سے آغاز کیا گیا۔

(۸۲) خواجہ محمد باقی المشہور باقی باللہ نقشبندی دہلوی قدس سرہٗ

یہ بزرگ اپنے وقت میں امامِ طریقت و مقتدائے حقیقت' صاحب کمالات ظاہری و باطنی معروف باخلاقِ حمیدہ موصوف باوصافِ پسندیدہ تھے اگرچہ ظاہری بیعت ان کی خواجہ محمد خواجگی کے ہاتھ پر ہوئی' مگر نسبت باطنی ان کی حضرت بہاء الدین شاہ نقشبند کے ساتھ تھی' بلکہ روحانیت خواجہ عبیداللہ احرار نقشبندی سے بھی ان

Marfat.com

کو بہت سا فیض حاصل ہوا' ابتدائے حال میں اُنہوں نے شہر کابل کا سفر کیا' وہاں ہی علوم فقہ و حدیث و تفسیر سے بہرہ حاصل کیا' ظاہری علوم کے حاصل کرنے سے جب فراغت پائی' حضرت خواجہ محمد خواجگی اکمنگی کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کی اور بعد تکمیل مراتب بلند و مقاماتِ ارجمند تک فائز ہوئے' زہد و ریاضت کا یہ حال تھا کہ کھانا آپ بہت کم کھاتے' خواب بھی بہت کم کرتے' ضرورت کے بغیر کسی سے ہم کلام نہ ہوتے' نمازِ عشاء کے بعد نمازِ تہجد تک دو ختم قرآن شریف کے کرتے' بعد تہجد صبح تک اکیس مرتبہ سورۃ یٰسین پڑھنا آپ کا روزمرہ کا ورد تھا' ہزاروں طالبانِ حق ان کے ذریعے سے منازل قربِ الٰہی پر فائز ہوئے' وفات ان کی بروز دوشنبہ چھبیسویں جمادی الثانی ۱۰۱۲ ہجری میں واقع ہوئی' عمر چالیس برس کی پائی' مزار پرانوار شہر دہلی میں زیارت گاہ خلق[1] ہے۔

---

[1] اگر سولھویں صدی کے آخر اور سترھویں صدی کے شروع کی مذہبی اور روحانی تاریخ کا غور سے مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت واضح ہو جائے گی کہ حضرت خواجہ باقی باللہؒ کی ذاتِ گرامی احیائے سنت کی تمام تحریکوں کا منبع تھی' آپ کے ملفوظات و مکتوبات کا ایک ایک حرف آپ کی مجددانہ مساعی' بلندیٔ فکر و نظر کا شاہد ہے' جب سترھویں صدی کی دو جلیل القدر ہستیوں حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہما نے احیائے علوم دینیہ کا بیڑا اُٹھایا تو حضرت خواجہ باقی باللہ کے انوار سے مستفیض ہونا از بس لازم سمجھا' خواجہ باقی باللہؒ نے شیخ محدث سے ایک مرتبہ رسالہ فقر محمدی کے مصنف اور مضمون کے متعلق دریافت کیا' شیخ محدث نے آپ کے استفسار کے جواب میں جو کچھ لکھا' وہ ہندوستان کے حالات پر ایک بصیرت افروز تبصرہ تھا' اس کتاب میں گرد و پیش کے حالات پر نہایت بالغ نظری کے ساتھ بحث کی گئی ہے' پردے ہی پردے میں آپ نے عہد اکبری کے سب فتنوں کی طرف اشارہ کر دیا ہے اور اپنے پریشان دل کی دھڑکن کو اپنے پیر و مرشد کے کانوں تک پہنچا دیا ہے۔ (نظامی' حیات شیخ محدث) (شیخ عبدالحق: کتاب المکاتیب والرسائل ص ۱۹) (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

(۸۳) شیخ احمد مجدد الف ثانی فاروقی کابلی سرہندی قدس سرہٗ

یہ بزرگ اعلم علمائے دین وغوث العالمین قطب الاقطاب عالی جناب مظہر خوارق و کرامت جامع عشق و محبت دافع بدع و ضلالت عامل سنت و جماعت' وارث کمالاتِ نبویہ مطلع الانوار احمدیہ عارج معارج نقشبندیہ' امامِ طریقت مقتداء حقیقت تھے' سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں امام تھے' شجرہ آبائی ان کا اٹھائیس[1] واسطوں کے ساتھ حضرت عمر فاروق خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ملتا ہے' طریقت میں ان کو چار سلاسل نقشبندیہ' قادریہ' چشتیہ' سہروردیہ میں بیعت تھی' نقشبندیہ میں تو بیعت حضرت کی خواجہ باقی باللہ نقشبندی کے ساتھ تھی اور قادریہ میں حضرت کی بیعت شاہ سکندر کیتھلی اور ان کی بخدمت شاہ کمال کیتھلی کے تھی اور سلسلہ چشتیہ میں ارادت ان کی بخدمت شیخ عبدالاحد پدرِ خود اور ان کی بخدمت شیخ رکن الدین اور ان کی بخدمت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ تھی اور سلسلہ سہروردیہ میں بھی

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) حضرت خواجہ باقی باللہ کے مزید حالات کے لیے ملاحظہ ہو:

(۱) محمد غوثی مندوی: اذکار ابرار' ترجمہ گلزار ابرار ۴۷۷-۴۸۰

(۲) محمد صادق: کلمات الصادقین ۱۰۲۳ھ ورق ۷۵-۸۷ قلمی مملوکہ پروفیسر قریشی احمد حسین احمد' گجرات' پاکستان

(۳) محمد ہاشم کشمی: زبدۃ المقامات' نولکشور ایڈیشن ۵-۶۵ (۴) بدرالدین سرہندی: حضرات القدس' دفتر اوّل ۲۱۳/۲۷۷ (۵) کمال الدین محمد احسان: روضۃ القیومیہ' رکن اوّل ۷۱-۷۶ بہ بعد

(۶) خواجہ باقی باللہ: کلیات خواجہ باقی باللہ' مرتبہ ڈاکٹر برہان احمد فاروقی' مطبوعہ لاہور

(۷) ایضاً: مشائخ طرق اربعہ' ناشر ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خاں' کراچی ۱۹۶۹ء

(۸) عبیداللہ کلاں بن خواجہ باقی باللہؒ: مبلغ الرجال (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: زادالمعاد ۱/۱۲۷-۱۳۱

[1] جدید تحقیق کے مطابق یہ واسطے ۳۱ ہوتے ہیں' ماہرین انساب کے بیانات کے لیے مقامات معصومی کی تعلیقات ملاحظہ کریں (۴/۷-۱۰)

Marfat.com

حضرت نے فیض شیخ الاحد سے اور انہوں نے شیخ رکن الدین گنگوہیؒ سے پایا' چونکہ اس سلسلہ میں چار سلسلوں کا فیض ہے' اس واسطے اس کو سلسلہ مجددیہ کہتے ہیں' حضرت مجدد صاحب کی تصانیف میں سے کتاب مکتوبات مقبول علماء وفضلاء مشائخ ہے اور سلسلہ حضرت کا آج تک جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا' کرامت وخوارق لاکھوں حضرت کے وجود برکت آمود سے ظاہر ہوئیں جن کا اظہار زبان اور قلم سے نہیں ہوسکتا تذکرہ مجددیہ[1] میں لکھا ہے کہ ایک روز ایک شخص نے جس کا مذہب شیعہ امامیہ تھا حضرت کی کتاب مکتوبات کو ہاتھ میں لے کر کھولا اور ایک صفحہ پر حضرت صدیق اکبر ابوبکر خلیفۂ اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدح لکھی دیکھی فوراً کتاب کو ہاتھ سے پھینک دیا' منہ سے بھی کلماتِ تبرا کہے' جب رات کو سویا تو دیکھا کہ شیخ احمد مجدد اس کے گھر آئے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اے مردود! تُو نے میری کتاب کو ہاتھ سے بڑے غضب کے ساتھ پھینک دیا اور حضرت صدیقؓ اکبر کی نسبت کلمات بے ادبی کے کہے تو سزا کے لائق ہے' آئیں تجھ کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں لے جاؤں اور تجھے سزا دلواؤں' یہ کہہ کر اس کو پکڑ لیا اور کھینچتے کھینچتے دوسرے مکان میں علی مرتضٰی کی خدمت میں لے گئے اور حال بیان کیا' حضرت نے فرمایا کہ اے بداعتقاد بزرگوں کی کتاب کو اس طرح پھینکتا ہے اور اصحابؓ نبی کو بُرا کہتا ہے تو لائق سزا ہے' یہ کہہ کر حضرت اُٹھے اور ایک طمانچہ اس کے منہ پر مارا' جس کے صدمے سے اس کی نیند کھل گئی اور آنکھوں سے خون جاری دیکھا پھر آئینہ لے کر منہ دیکھا تو تمام سیاہ پایا' اسی وقت اس اعتقاد

[1] تذکرہ مجددیہ کے مصنف کا نام معلوم نہیں ہے' محمد دین فوق نے اسے حضرت شیخ محمد طاہر بندگی لاہوری (ف ۱۰۴۰ھ) کی تصنیف بتایا ہے۔

(محمد دین فوق: تذکرہ علماء ومشائخ لاہور ص ۱۵)

Marfat.com

سے توبہ کی، علی الصباح حضرت کی خدمت میں آ کر مرید ہوا، مرید ہوتے ہی چہرہ کی سیاہی جاتی رہی، تمام عمر حضرت نے ہدایت وارشاد کے کام میں صرف کی، اگرچہ علمائے ظاہری[1] نے حضرت کی عداوت پر کمر بستہ رکھی مگر خدا کی امداد اور پیرانِ عظام کی حمایت سے فتح یاب نہ ہوئے، ولادت حضرت کی باقوالِ صحیح ۹۷۱ ہجری میں اور وفات منگل کے روز وقت صبح سلخ ماہ صفر سال ایک ہزار پینتیس ہجری[2]

---

[1] حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مخالفین کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو (محمد اقبال مجددی: احوال و آثار عبداللہ خویشگی قصوری۔ لاہور ۱۹۷۲ء) مکتوبات کے علاوہ رسائل مبداء و معاف، معارف لدنیہ، مکاشفات عینیہ، شرح رباعیات حضرت خواجہ باقی باللہ، رسالہ تہلیلیہ، رسالہ ردّ روافض، چہل حدیث شائع ہو چکے ہیں اور تعلیقات عوارف المعارف اور رسالہ جذب وسلوک ابھی تک دریافت نہیں ہوئے ہیں۔

[2] حضرت مجدد کا صحیح سالِ وفات ۱۰۳۴ھ ہے۔

تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو:

(۱) بدرالدین سرہندی: وصالِ احمدی، کراچی ۱۲۸۸ھ

(۲) محمد ہاشم کشمی: زبدۃ المقامات، لکھنوء ۱۳۰۷ھ

(۳) بدرالدین سرہندی: حضرات القدس مرتبہ مولانا محبوب عالم لاہور ۱۹۷۲ء اُردو ترجمہ لاہور ۱۳۴۰ھ

(۴) کمال الدین محمد احسان: روضۃ القیومیہ، قلمی مخزونہ پنجاب پبلک لائبریری، لاہور، اُردو ترجمہ لاہور ۱۱۳۵ھ

(۵) غوثی مندوی: اذکار ابرار ترجمہ گلزار ابرار، آگرہ ۱۳۲۶ھ، ص ۵۲۷

(۶) محمد صادق: کلمات الصادقین قلمی مملوکہ پروفیسر قریشی احمد حسین احمد، گجرات

(۷) علی اکبر اردستانی: مجمع الاولیاء، قلمی ذخیرہ ذرکتب خانہ دانش گاہ پنجاب نمبر H-8

(۸) عبدالفتاح بن میر محمد نعمان بدخشی: مفتاح العارفین ۱۰۷۸ھ، قلمی ذخیرہ شیرانی نمبر ۱۶۱۳/ ۴۲۲۳۔

(۹) محمد فضل اللہ: عمدۃ المقامات، سندھ ۱۳۵۵ھ۔

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

میں وقوع میں آئی اور عمر تریسٹھ برس کی' مزار سرہند میں ہے۔

قطعۂ تاریخ

چوں جناب شیخ احمد شیخ دین — دل ازیں دنیا بجنت باز بست

احمد فیاض ۱۰۳۵ کامل سال اوست — بار دیگر پیر احمد ۱۰۳۵ حق پرست

(۸۴) حضرت خواجہ خاوند محمود لاہوری المشہور بحضرت ایشاں نقشبندی قدس سرہٗ

ولی مادر زاد قطب الارشاد صاحبِ حال وقال جامع کمال ظاہری و باطنی و مظہر

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) (۱۰) سراج احمد بن محمد مرشد: سیر المرشدین (احوال و انساب اولاد حضرت مجددؒ) بحوالہ ہدیۂ احمدیہ ص ۱۶۔

(۱۱) احمد ابوالخیر مکی: ہدیہ احمدیہ (انساب صاحبزادگان حضرت مجددؒ) کانپور ۱۳۱۳ھ۔

(۱۲) محمد مظہر مجددیؒ: مناقب احمدیہ و مقامات سعیدیہ' دہلی ۱۲۸۲ھ و عربی ترجمہ مطبوعہ قزان ۱۸۹۶ء۔

(۱۳) ابوالفضل محمد احسان: سوانح عمری حضرت مجددؒ' دہلی ۱۹۲۶ء

(۱۴) محمد منظور نعمانی: تذکرہ حضرت مجددؒ الف ثانی' لکھنؤ ۱۹۵۹ء

(۱۵) زوار حسین سیّد: حضرت مجددؒ الف ثانی' کراچی ۱۹۷۲ء

(16) Friedmann: Shaykh Ahmad Sirhindi, Montreal 1971.

(۱۷) محمد اشرف بن خواجہ محمد معصوم خواجہ: حل المغلقات فی الردِ علی اہل الضلالات بہ تصحیح وحواشی محمد اقبال مجددی' لاہور

(۱۸) وحدت عبدالاحد گل: شواہد التجدید' مرتبہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں' مجلہ الرحیم' ستمبر اکتوبر ۱۹۶۷ء

(۱۹) معین الدین ٹھٹھوی: بہجۃ النظار فی براۃ الابرار (ردِ مخالفین حضرت مجددؒ) قلمی مملوکہ مولانا محمد ہاشم جان مجددی' کراچی

(۲۰) نظام الدین شکارپوری: ردّ شبہات (در جواب مخالفین حضرت مجددؒ) قلمی مملوکہ مولانا محمد ہاشم جان مجددی۔

Marfat.com

جمال صوری و معنوی تھے' شجرہ ان کے بزرگوں کا خواجہ علاء الدین عطار حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند کے خلیفہ اعظم کے ساتھ ملتا ہے اور نام ان کے باپ کا میر سیّد شریف بن خواجہ ضیاء[1] بن خواجہ میر محمد بن تاج الدین حسین[2] بن علاء الدین عطار تھا' بیعت حضرت کی اگرچہ بظاہر خواجہ ابواسحاق سفید[3] کے ہاتھ پر ہوئی مگر نسبت اویسی شاہ بہاء الدین نقشبند کے ساتھ تھی' ولادت[4] حضرت کی شہر بخارا میں ہوئی' بیس سال کی عمر میں حضرت بعد حصولِ فراغت علوم ظاہری شہر وخش میں آئے' وہاں سے کابل میں چندے سکونت رکھی پھر کشمیر جنّت نظیر میں آ کر چند سال وہاں رہے اور ہزار ہا مخلوق کو نسبت نقشبندیہ سے سرفراز کیا پھر عزمِ سیر ہندوستان ہوا چنانچہ دہلی و اکبرآباد وغیرہ بڑے بڑے شہروں کی سیر کر کے لاہور میں رونق افروز ہوئے اگرچہ ارادہ وطن کے جانے کا تھا' مگر شاہجہان بادشاہ کی التجا[5] سے یہاں ہی قیام کیا اور تمام عمر ہدایتِ خلق میں مصروف رہے' خواجہ

---

1. خواجہ محمد ضیاء الدینؒ (معین الدین بن خواجہ خاوند محمود: المرقۃ القلوب' ورق ۱۲ا ب)
2. ملاّ معین الدینؒ نے اپنے نسب نامہ میں کسی تاج الدین حسین کا ذکر نہیں کیا لہٰذا یہاں یہ نام زائد ہے...... (المرقۃ القلوب' ورق ۱۲ا ب) خواجہ محمد اعظم نے شجرہ نسب کی جو تحقیق پیش کی ہے (اعظمی ص ۱۶۸) وہ ملا معین کے مقابلہ میں اہمیت نہیں رکھتی' ملا معین نے اپنا شجرہ اس طرح سے لکھا ہے:

معین الدین بن خاوند محمود بن میر سیّد شریف بن خواجہ محمد ضیاء الدین بن خواجہ میر محمد بن خواجہ علاء الدین حامد حسین بن خواجہ علاء الدین عطارؒ (المرقہ ۱۲ا ب)

3. حضرت خواجہ محمد اسحاق دہ بیدی از فرزندان مخدوم اعظم خواجہ احمد کاسانی (است) (اعظمی ۱۳۹)
4. سالِ وفات ۹۷۱ھ (اعظمی ۱۳۹)
5. کشمیر میں اہل تسنن و تشیع کے اختلاف اور آپ کی مداخلت کی وجہ سے شاہجہان نے انہیں کشمیر سے لاہور ہجرت کرنے کا حکم دیا تھا (اعظمی ۱۳۸)۔ ملاحظہ ہو: (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

معین الدین ان کے فرزند نے کتاب رضوانی[1] ان کے احوال میں لکھی ہے' اس میں صدہا خوارق و کرامات حضرت کے درج کیے ہیں' اس میں لکھا ہے کہ بعد وفات حضرت کے جب روضہ تعمیر ہوا تو خان دوران صوبہ دار لاہور جو خشک ملاّ تھا اور مشائخ عظام کے ساتھ اس کی کمال عداوت تھی برسر پرخاش ہوا اور مجاور کو بلا کر کہا کہ خاندان نقشبندیہ میں کسی بزرگ کا روضہ آج تک نہیں بنا بلکہ شاہ نقشبند کا بھی روضہ نہیں ہے' اس کو گرا دینا چاہیے' مجاور نے جواب دیا کہ مجھ کو گرانے کا اختیار نہیں ہے آپ کو اختیار ہے تو گرا دو' دوسرے روز خان دوران خود روضہ پر آیا اور حاکمانہ حکم دیا کہ روضہ گرا دیا جائے مگر جب وہاں سے لوٹ کر شالامار باغ کو چلا تو راستہ میں گھوڑے نے ناخن لیا اور خان دوران کی گھوڑے سے گر کر گردن ٹوٹ گئی' تین دن زندہ رہ کر مر گیا۔ **نعوذ باللّٰہ من غضب الاولیاء**' وفات حضرت کی بارھویں شعبان ۱۰۵۲ھ ایک ہزار پنجاہ و دو ہجری میں واقع ہوئی اور مزار

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) (۱) معین الدین: کتاب رضوانی' قلمی جموں و کشمیر کلچرل اکیڈیمی' سری نگر

(۲) ایضاً: مقاماتِ محمودیہ' قلمی انڈیا آفس ۲/۱۸۹۵ء

(۳) محمد اعظم: تاریخ کشمیر اعظمی ۱۳۸۔۱۴۰

(۴) عبدالحمید لاہوری: بادشاہ نامہ' جلد دوم حصہ اوّل ص ۳۳۲

(۵) محمد صالح کنبو: عمل صالح' جلد سوم ۲۸۴

(۶) معین الدین مذکور: المرقتہ القلوب' قلمی مملوکہ جی معین الدین' لاہور

(۷) بدرالدین سرہندی: حضرات القدس' دفتر دوم ص ۱۵۷

(۸) خاوند محمود خواجہ: رسالہ محمودیہ (احوال مشائخ خود و ذکر اولاد ایشاں و وظائف) حال بملک انبالہ بک بائنڈنگ' لاہور

[1] کتاب رضوانی در حالات خواجہ خاوند محمود ایک اہم تذکرہ ہے۔ جموں و کشمیر کلچرل اکیڈیمی سری نگر میں اس کا ایک نسخہ محفوظ ہے۔

Marfat.com

گوہر بار لاہور میں ہے۔

(۸۵) شیخ محمد سعید نقشبندی مجددی[1] قدس سرہٗ

یہ بزرگ دوسرے فرزند شیخ احمد مجدد الف ثانیؒ کے ہیں' حاوی معقول ومنقول جامع فروع واصولِ صاحبِ حال وقال مظہر انوار کمال مخزن برکات معدن خوارق و کرامات ہزاروں خدا کے طالب ان کے وسیلہ جمیلہ سے تکمیل کو پہنچے' مؤلف[2] تذکرہ آدمیہ لکھتا ہے کہ ملا بدرالدین مجددی[3] کہتا تھا کہ ایک روز میں شیخ محمد سعید مجددی کی خدمت میں حاضر تھا ایک خادم پان کا بیڑا' پلاس کی پتی میں لپیٹا ہوا حاضر لایا حضرت نے اس کو کھول کر بیڑا پان کا تو کھالیا اور پلاس کی پتی کو پھر اسی طرح باندھ کر میری طرف پھینکا میں سمجھا کہ شاید اس میں بیڑا پان کا ہے'

---

[1] حضرت شیخ محمد سعید بن حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مکتوبات' حکیم عبدالمجید سیفی مرحوم نے لاہور سے شائع کردیئے تھے' خواجہ محمد ہاشم کشمی نے آپ کی تعلیقات مشکوٰۃ المصابیح کا بھی ذکر کیا ہے' آپ ۱۰۰۵ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۷ جمادی الثانی ۱۰۷۱ھ کو فوت ہوئے (روضۃ القیومیہ ۱/۲۹۱۔۱۹۲) آپ کے آٹھ فرزند اور پانچ صاحبزادیاں تھیں: شاہ عبداللہ' لطف اللہ' مولوی فرخ شاہ' سعدالدین' شیخ عبدالاحد وحدت' خلیل الرحمان' محمد یعقوب اور محمد تقی آپ کے صاحبزادے تھے۔ (ہدیہ احمدیہ ۸۔۹)

[2] خواجہ عبدالخالق سرہندی مرید حضرت شیخ آدم بنوڑی

[3] مصنف حضرات القدس اور وصالِ احمدی۔

ملاحظہ ہو: (۱) محمد سعید خواجہ: مکتوبات' مرتبہ حکیم عبدالمجید سیفی' لاہور

(۲) محمد ہاشم کشمی: زبدۃ المقامات ص ۳۰۸۔۳۱۵

(۳) بدرالدین سرہندی: حضرات القدس' دفتر دوم ص ۲۰۰۔۲۲۸ (۴) کمال الدین محمد احسان: روضۃ القیومیہ' رکن اوّل' ص ۲۸۷۔۳۲۰ (۵) فضل اللہ حاجی: عمدۃ المقامات ص ۲۲۶۔۲۳۸

(۶) وحدت' عبدالاحد: لطائف المدینۃ (حالات خواجہ محمد سعید) مرتبہ محمد اقبال مجددی' مطبوعہ لاہور ۲۰۰۴ء

Marfat.com

بڑی تعظیم کے ساتھ میں نے اس کو اُٹھالیا اور کھولا تو خالی پایا' حاضرین مجلس اس بات پر متبسم ہوئے اور میں نادم ہوا' رفع ندامت کے لیے میں نے وہ پتا بدستور لپیٹ کر پگڑی میں رکھ لیا' جب مجلس سے اُٹھ کر گھر پہنچا اور چاہا کہ پگڑی سے وہ پتا نکال کر پھینک دوں تو دیکھا کہ وہ پتّا پان کا بیڑا بنا ہوا تھا' یہ تصرف حضرت کا دیکھ کر میں سخت حیران ہوا اور بڑی خوشی کے ساتھ کھالیا' وہ لذت پائی کہ تمام عمر نہ بھولا' وفات حضرت کی سن ایک ہزار ستر[1] (۱۰۷۰) ہجری میں واقع ہوئی اور مزار گوہر بار سرہند میں ہے اور عمر اسّی (۸۰) برس کی۔

(۸۶) شیخ محمد معصوم[2] نقشبندی مجددی سرہندی قدس سرہٗ

یہ بزرگ فرزند میانگی شیخ احمد مجدد الف ثانی سرہندی کے قطب المشائخ مقتدائے زمانہ مردِ یگانہ تھے' سولہ برس کی عمر میں اُنہوں نے ظاہری علوم سے فراغت حاصل کر کے دستار فضیلت کی باندھی' پھر اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں تکمیل باطنی پائی' صحبتِ اغنیاء سے ان کو کمال نفرت تھی اگرچہ شاہ اورنگ زیب عالمگیر حضرت کا مرید و کمال معتقد تھا' مگر حضرت کبھی اس کے دربار میں نہ گئے[3] اور نہ زر نقد و جاگیر وغیرہ کی طمع کی اور مرید حضرت کے جوان کی توجہ موجہ سے درجۂ قرب تک پہنچے' تین لاکھ سے زائد تھے' حضرت ہندوستان سے سفر کر کے حرمین الشریفین کو گئے اور حج و زیارت سے مستفید ہوئے' محمد صدیق پشاوری[4]

---

۱ خواجہ محمد سعید سرہندی کا سال وصال ۱۰۷۱ھ ہے' ۱۰۷۰ھ درست نہیں ہے (لطائف المدینہ' مقدمہ)

۲ حضرت خواجہ محمد معصومؒ اپنے والد بزرگوار حضرت امام ربانی کے جانشین تھے۔ لاتعداد انسانوں کو آپ سے ظاہری و باطنی فیض حاصل ہوا۔ مکتوبات معصومیہ (۳ جلد) اذکارِ معصومیہ آپ کی تصانیف میں سے ہیں۔

۳ حسنات الحرمین' مقدمہ

۴ حضرت خواجہ محمد صدیق پشاوریؒ' حضرت خواجہ محمد معصوم کے محبوب ترین خلفاء میں سے تھے۔ حضرت خواجہ کے بہت سے مکتوبات آپ کے نام ہیں (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

سے نقل ہے کہ میں پشاور سے بسواری استر سرہند کو بامیدِ ملازمت حضرت کے روانہ ہوا' راستہ میں ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ استر بے بس ہو کر بھاگا اور میں زین سے گرا' مگر ایک پاؤں میرا رکاب میں ہی اٹکا رہا ایسی حالت میں کہ استر دوڑا جاتا اور میں زمین پر کھینچا ہوا اس کی رکاب میں جاتا تھا میں زندگی سے نا اُمید ہوا اور بحالتِ نا اُمیدی حضرت کو یاد کیا اچانک میں نے دیکھا کہ حضرت تشریف لائے اور استر کو پکڑ کر پاؤں میرا رکاب سے جدا کیا جب اپنے کو سنبھالا اور چاہا کہ قدم بوس ہوں مگر حضرت کو نہ پایا' ولادت حضرت کی سن ایک ہزار نو میں اور وفات سال ایک ہزار اسّی[1] میں واقع ہوئی۔

(۸۷) خواجہ معین الدین[2] خلف خواجہ خاوند محمود نقشبندی لاہوری قدس سرہٗ

یہ بزرگ خواجہ خاوند محمود نقشبندی لاہوری کے بیٹے تھے' بعد وفات پدر بزرگوار کے کشمیر میں سکونت اختیار کی اور اس خانقاہ میں جوان کے باپ کی تعمیر تھی' مقام کیا' تمام عمر ہدایت و ارشاد میں گزاری' علمائے ظاہری بھی حضرت کے دل سے فرمانبردار تھے' ہر ایک مقدمہ میں جو حضرت

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) (مکتوبات معصومیہ جلد اوّل مکتوبات ۱۸' ۵۶' ۵۹' ۶۶' ۸۴' ۱۱۱' ۲۲۴' ۱۱۴' ۱۱۸' ۱۷۹' ۱۴۹' ۱۴۶' ۱۲۹' ۱۳۳' ۱۳۸' ۱۳۹' ۱۴۴) (مقاماتِ معصومی ۳/ ۴۳۲ـ ۴۳۷' ۴/ ۳۲۰ـ ۳۲۵)

1. خواجہ محمد معصوم کا صحیح سالِ وفات ۱۰۷۹ھ ہے اور ولادت ۱۰۰۷ھ ہے۔ (ر۔ک جواہر علویہ و مقامات معصومی ۳/ ۲۲۷ـ ۲۶۰)

2. ملا معین الدین کشمیری جید عالم اور کثیر التصانیف فاضل تھے' ان کے والد بزرگوار خواجہ خاوند محمود نے انہیں کشمیر میں اپنی خانقاہ میں مقیم ہو کر رشد و ہدایتِ خلق کے لیے مقرر فرمایا تھا' ملا معین الدین' اکبر' جہانگیر اور شاہجہان کے عہد کی پیدا کردہ بدعات کے خاتمہ کے لیے کوشاں رہے' جب محی الدین اورنگ زیب کا دور آیا تو زبدۃ التفاسیر کے نام سے قرآن پاک کی تفسیر لکھی جس کے خطبہ میں تحریر فرماتے ہیں:

''میں عرصہ دراز سے ان بدعات و اھوا کی وجہ سے پریشان تھا' (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

فتویٰ دیتے، کسی کو انکار نہ ہوتا، وفات ان کی بقولِ صاحب تواریخ

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) جو اس ملک میں رائج ہیں۔ بیس سال کے بعد عالمگیر کا دور آیا اور مجھے اور ملک کو اطمینان حاصل ہوا تو بطور شکریہ میں نے یہ تفسیر لکھ کر بادشاہ کے حضور میں پیش کی"۔ (زبدۃ التفاسیر قلمی مخزونہ سعیدیہ لائبریری ٹونک بحوالہ قاضی محمد عمران: ملا معین کشمیری مقالہ مشمولہ معارف، مارچ ۱۹۶۷ء، ص ۲۳۱)

ملا معین شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے شاگرد بھی تھے۔

ملا معین الدین کی حسب ذیل تصانیف ہمارے علم میں ہیں:

(۱) فتاویٰ نقشبندیہ (معاصر علماء کی خواہش پر مرتب کیا) متعدد خطی نسخے موجود ہیں، ایک نسخہ ملا عبدالکریم، تاجر کتب کوئٹہ کے پاس ہے۔

(۲) کنز السعادت (مسائل فقہ و در آغاز کتاب احوال مجمل خاندانِ خود) دو نسخے خطی

(i) ایشیاٹک سوسائٹی، کلکتہ

(ii) پنجاب لائبریری، لاہور نمبر ۴۳۰۔ ۲۹۷، معین/ش ۶، ۲۹۷۔ غزانظا

(۳) کتاب رضوانی (احوال والد خود خواجہ خاوند محمود) قلمی مخزونہ جموں و کشمیر کلچر اکیڈیمی سری نگر

(۴) مقامات محمودیہ (احوال والد خود) قلمی انڈیا آفس، لندن نمبر ۲/ ۱۸۹۵

(۵) زبدۃ التفاسیر (عربی۔ عہد عالمگیر) قلمی مخزونہ خدا بخش لائبریری، پٹنہ (فہرست نمبر ۱۴۴۶) سعیدیہ لائبریری، ٹونک

(۶) شرح القرآن (فارسی) بسال ۱۰۷۲ھ (آغاز ۷ رجب انجام محرم چھ ماہ میں) قلمی سعیدیہ لائبریری، ٹونک

(۷) مراۃ العدالۃ (بحوالہ شرح القرآن) (۸) رسالہ رد الملاحدہ (بحوالہ شرح القرآن)

(۹) المرقۃ القلوب وتحفۃ الکاملین (عربی) فقہ و تصوف، قلمی مملوکہ جی معین الدین صاحب لاہور، ملا معین کشمیری کے اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی صحیح بخاری اور رسالہ تحقیق الاشارہ، تصنیف شیخ عبدالحق محدث دہلوی بھی اپنے ہاتھ سے ۱۰۵۹ھ میں لکھا تھا، یہ دونوں خطی نسخے سعیدیہ لائبریری، ٹونک میں محفوظ ہیں (بحوالہ حکیم قاضی محمد عمران ص ۲۲۵)

(۱۰) مراۃ الطیبہ در سیرت (بحوالہ اعظمی ۱۹۸)

ملاحظہ ہو:

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

ڈومری[1] ماہ محرم سن ایک ہزار پچاسی ہجری میں واقع ہوئی۔

(۸۸) شیخ سیف الدین[2] بن شیخ محمد معصوم بن شیخ احمد مجدد الف ثانی سرہندی قدس سرہم

یہ بزرگ خاندان نقشبندیہ مجددیہ میں اپنے باپ کے جانشین تھے، جامع تھے علوم ظاہری و باطنی و کمالات صوری و معنوی و زہد و ورع و تقویٰ و عبادت و اتباع سنت و شریعت اور غایت پرہیزگاری کے سبب سے مخاطب بخطاب محی السنّت تھے جو کوئی شخص کفار یا فساق و فجار میں سے ان کے روبرو آتا، تائب ہو جاتا، دنیا داروں کی صحبت سے ان کو کمال نفرت تھی، اہل محفل میں سے جب کوئی لفظ اللہ

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)(۱)محمد اعظم: تاریخ کشمیر اعظمی ص ۱۶۷۔۱۶۹

(۲)مسکین: تحائف الابرار تاریخ کبیر کشمیر (۳)فوقی محمد دین: روضۃ الابرار

(۴)فقیر محمد جہلمی: حدائق الحنفیہ ص ۴۲۱

(۵)رحمان علی: تذکرہ علمائے ہند ص ۵۰۰۔۵۰۱ (۶)عبدالحی: نزہۃ الخواطر ۵/۴۰۶

(۷)محمد عمران خاں قاضی: معین بن محمود کشمیری اور ان کی تصانیف، مقالہ مشمولہ معارف، مارچ ۱۹۶۷ء۔ ص ۲۲۳۔۲۳۴

[1] تاریخ ڈومری سے مراد تاریخ کشمیر مؤلفہ محمد اعظم دیدہ مری ہے، جو کئی بار طبع ہو چکی ہے۔

[2] حضرت خواجہ سیف الدینؒ نے اپنے زمانے میں احیائے سنت اور دفع بدعت کے لیے جو کارہائے نمایاں انجام دیئے تاریخ میں سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہیں، آپ کو حضرت خواجہ محمد معصومؒ نے اورنگ زیب کی درخواست پر شاہی دربار میں بھیج دیا، جہاں آپ بقول محمد ساقی مستعد خاں قلعہ کے اندر شاہی محل کے جوار میں رہنے لگے، بادشاہ اکثر کاروبارِ سلطنت سے فراغت کے بعد رات گئے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر صحبت سے فیض یاب ہوتا (مآثر عالمگیری ۸۴) حضرت سیف الدین نے بادشاہ کے ساتھ رہ کر ترویج شریعت اور احیاء سنت کے لیے بڑا کام کیا، آپ کے مکتوبات طبع ہو چکے ہیں، ان میں اورنگ زیب کے نام آپ کے ۱۸ مکتوبات ہیں۔ (محمد اعظم بن خواجہ سیف الدین: مکتوبات سیفیہ، مرتبہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں، کراچی)

Marfat.com

کازبان پرلاتا تو شیخ پر حالت وجد طاری ہو جاتی' ان کی خانقاہ میں ہر روز چار سو آدمی درویش دووقتہ کھانا کھاتے تھے اور کھانا ہر ایک شخص کے کہنے کے بموجب تیار ہوتا تھا' وفات حضرت کی سن ایک ہزار اٹھانوے ہجری[۱] میں واقع ہوئی اور مزار گوہر بار سرہند میں ہے۔

(۸۹) شیخ سعدی[۲] بلخاری[۳] مجددی لاہوری قدس سرہٗ

لاہور کے بزرگانِ نقشبندیہ میں سے یہ بزرگ صاحب کمال مشہور ہیں' آٹھ برس کی عمر میں ان کو شوق حق دامن گیر ہوا اور مولانا حاجی سعد اللہ وزیر آبادی[۴] کے

۱۔ مفتی صاحب نے خواجہ سیف الدین کا سالِ وفات ۱۰۹۸ھ لکھا ہے جو درست نہیں' صحیح سال وفات ۲۰ جمادی الاخریٰ ۱۰۹۶ھ ہے۔ (رافت رؤف احمد شاہ: جواہر علویہ ص ۱۲۶) اور ولادت ۱۰۴۹ھ میں سرہند میں ہوئی (ایضاً ص ۱۲۲' مقاماتِ معصومی ۴/ ۲۴۷)
تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو:
(۱) محمد اعظم بن خواجہ سیف الدین: مکتوبات سیفیہ' مرتبہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں' کراچی (س۔ن)
(۲) کمال الدین محمد احسان: روضۃ القیومیہ' رکن دوم ص ۱۴۷۔۱۸۰
(۳) محمد فضل اللہ: عمدۃ المقامات ص ۳۹۲۔۳۹۴ (۴) رؤف احمد رافت مجددی: جواہر علویہ ص ۱۲۲۔۱۲۷ (۵) صفر احمد معصومی: مقامات معصومی ۳/ ۳۴۴۔۳۴۹' ۴/ ۲۳۰۔۲۵۲

۲۔ حضرت شیخ سعدی لاہوریؒ ۱۰۳۳ھ میں پیدا ہوئے' آپ کا نام محمد صادق تھا (محمد عمر چمکنی میاں: ظواہر ورق ۱۱۰ب) آپ کے والد کا نام ابدال تھا (ایضاً ۱۰۹ب) مگر آپ کے نام کے ساتھ مفتی صاحب نے جو بلخاری کی نسبت لکھی ہے' ہماری سمجھ میں نہیں آسکی' ہمارے خیال میں یہ نسبت بلغاری ہے۔ افغانستان میں اس نسبت کے بعض بزرگ گزرے ہیں۔ ممکن ہے آپ کے آباؤ اجداد کا تعلق بھی اسی قصبہ بلغار سے ہو۔

۳۔ بلخاری' کوئی نسبت نہیں ہے' البتہ بلغار ایک وادی ہے جو دریائے آمل کے کنارے پر ہے۔ روس کی نہر ادل بھی اس کے ساتھ لگتی ہے۔ (رمزی' محمد مراد قزانی: تلفیق الاخبار ۱/ ۲۷۱)

۴۔ مولانا حاجی سعد اللہ وزیر آبادی (ف ۱۱۰۲ھ) اپنے وقت کے بڑے عالم (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

ذریعہ سے بخدمت شیخ آدم بنوری[1] جو بڑے بزرگ اور شیخ احمد مجدد الف ثانی کے خلیفہ تھے، حاضر ہوئے اور تکمیل ظاہری و باطنی پائی اور ہمراہ پیر روشن ضمیر کے حرمین الشریفین کو گئے، چند سال وہاں بسر کیے جب شیخ آدم بمقام مدینہ فوت[2] ہو گئے تو شیخ سعدی لاہور میں آئے اور قیام اختیار کیا، حضرت کے خوارق و کرامات کتاب روضۃ السلام[3] میں بہت درج کیے ہیں، جن کی تشریح کی گنجائش اس مختصر کتاب

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) اور صاحب ارشاد بزرگ تھے، سلوکِ مجددیہ کے تذکروں میں آپ کا نام ''اسداللہ'' بھی لکھا ہوا ہے (مکتوب حضرت سیف الدین بنام حاجی اسد اللہ وزیر آبادی، مکتوبات سیفیہ ص ۱۷۱۔۱۲۲، محمد رفیع اخوند: قران السعدین، قلمی)

حاجی اسد اللہ حضرت شیخ آدم نبوڑی کے خلیفہ تھے، ان کا مسکن و موطن سرائے وزیرخاں (وزیر آباد، ضلع گجرات، پاکستان) تھا۔ پشاور، لاہور اور وزیر آباد میں ساری زندگی تبلیغ وارشاد میں صرف کی، سلسلہ مجددیہ آدمیہ کی نشر و اشاعت میں نمایاں کردار ادا کیا۔

(محمد امین بدخشی: نتائج الحرمین، قلمی ورق ۲۱۶ھ۔۔۔۲۲۲)

[1] حضرت شیخ آدم نبوڑی (ف ۱۰۵۳ھ) خلیفہ اعظم حضرت مجدد الف ثانیؒ نے سلوکِ مجددیہ کی نشر و اشاعت میں نمایاں کردار ادا کیا، آپ کے لاتعداد مرید و خلفاء تھے، آپ کی مذہبی سرگرمیوں کی وجہ سے شاہجہان نے آپ کو ملک بدر کر دیا تھا چنانچہ آپ عرب شریف میں رہے اور یہیں آپ کا مزار جنت البقیع میں ہے۔ آپ کی تصانیف میں سے خلاصۃ المعارف قلمی دو جلد مملوکہ محمد اقبال مجددی۔ (۲) نظم النکات (۳) نکات الاسرار (۴) وضوح المذاہب وغیرہ قابل ذکر ہیں، آپ کے خلیفہ مولانا محمد امین بدخشی نے آپ کے حالات پر ایک ضخیم کتاب نتائج الحرمین لکھی تھی؛ جس کے خطی نسخے کتاب خانہ بھانہ ماڑی، پشاور، اسلامیہ کالج لائبریری، پشاور اور کتاب خانہ مولانا یوسف بنوری کراچی میں موجود ہیں۔

[2] بسال ۱۰۵۲ھ (بدرالدین سرہندی: حضرات القدس دفتر دوم ص ۳۵۶)

[3] روضۃ السلام، شیخ شرف الدین کشمیری ف ۱۲۰۵ھ کی تصنیف ہے، انڈیا آفس لائبریری، لندن میں اس کا وہ خطی نسخہ ہے جو خزینۃ الاصفیاء کی تالیف کے دوران مؤلف کے استعمال میں رہا تھا (مقاماتِ معصومی ۱/۳۱۷۔۳۱۸)

Marfat.com

میں نہیں ہے، وفات حضرت کی تیسری ربیع الثانی روز چہارشنبہ سن ایک ہزار ایک سو آٹھ میں واقع ہوئی اور مزار بیرون لاہور موضع مزنگ کے پاس ہے۔

(۹۰) سیّد نور محمد[1] بدایونی قدس سرہٗ

یہ حضرت خلیفہ اعظم شیخ سیف الدین بن محمد معصوم مجددی کے تھے، حالتِ استغراق و مستی ان کی طبیعت پر غالب تھی، صحبت اہل دنیا سے کمال پرہیز تھا، خوارق و کرامات بے انتہا ان سے سرزد ہوتے تھے چنانچہ ایک روز دو کس جن کا مذہب شیعہ تھا خدمت میں حاضر آئے اور امتحاناً درخواست بیعت کی، حضرت نے بنورِ باطنی ان کے حال سے واقف ہو کر فرمایا کہ اوّل عقیدۂ باطلہ شیعہ سے تائب ہو کر اپنے قلب کو صاف کرو بعد ازاں بیعت کرنے کا اختیار ہے چنانچہ ایک شخص ان میں سے بصدقِ باطن تائب ہوا اور بیعت کی، دوسرے کو توفیق رفیق نہ ہوئی، وفات ان کی یازدہم ذی قعدہ سن ایک ہزار ایک سو پینتیس میں واقع ہوئی،

---

[1] حضرت خواجہ نور محمد بدایونیؒ اپنے وقت کے اجل عالم اور پابند شرع صوفی تھے، ہر وقت کتاب و سنن اپنے پاس رکھتے اور اس کے مطابق عمل کرتے، ایک مرتبہ بیت الخلاء میں داخل ہوتے ہوئے راست پاؤں پہلے رکھ دیا تو تین روز تک سیر باطنی بند رہا، آپ سے بے شمار انسانوں نے باطنی فیض حاصل کیا، جن میں حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ کا اسم گرامی سرفہرست ہے۔ جن سے سارے عالمِ اسلام میں مجددی سلوک کا عام رواج ہوا۔

تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو:

(۱) رافت، رؤف احمد: جواہر علویہ ۱۲۷۔۱۳۰

(۲) نعیم اللہ بہرائچی: معمولاتِ مظہریہ، کانپور ۱۲۷۵ھ

(۳) شاہ غلام علی دہلوی: مقامات مظہری، دہلی ۱۲۶۹ ص ۲۱۔۲۵

(۴) محمد مظہر بن شاہ احمد سعید دہلوی: مناقب احمدیہ و مقامات سعیدیہ ۴۲۔۴۴

Marfat.com

مزار سرہند میں ہے۔[1]

(۹۱) شیخ عبدالاحد بن شیخ محمد سعید بن شیخ احمد مجدد قدس سرہٗ

یہ بزرگ جانشین و خلیفہ اپنے والد بزرگوار کے تھے' بعد وفات پدر عالی قدر کی مسندِ ہدایت وارشاد پر بیٹھے' ہزارہا طالبانِ خدا ان کے ذریعہ سے اپنے مطلوب کو پہنچے۔ سلسلہ مجددیہ ان کی ذات بابرکات سے تمام زمانہ میں پھیل گیا' خلفاء ان کے تمام دور دراز ملکوں سے مکہ مدینہ میں جا کر مصروف بہدایتِ خلق ہوئے۔ خوارق و کرامت کے اظہار میں حضرت کو کمال انکار تھا' مگر اکثر اوقات بے اختیار سرزد ہوتے چنانچہ ایک بے ادب عورت جس کا بیٹا حضرت کی بیعت میں آ کر تارک الدنیا و مجذوب ہو گیا تھا' حضرت کے روبرو آ حاضر ہوئی اور کلمات بے ادبی کے کہنے شروع کیے حضرت نے صبر کیا اور کچھ جواب نہ دیا' آخر جب دیکھا کہ غیرتِ الٰہی درپے انتقام ہے تو ایک خادم کی طرف اشارہ کیا کہ اس عورت کو ایک طمانچہ مار' خادم نے زبانی عورت کو منع کیا اور طمانچے کے لگانے سے متامّل رہا' عورت اسی وقت گر پڑی اور مر گئی' حضرت اپنے خادم پر کمال غضب ناک ہوئے اور فرمایا کہ اگر تُو طمانچے لگانے میں دیر نہ کرتا تو اس عورت کی جان برباد نہ جاتی کیونکہ اس حالت میں اس بدگوئی شدید کا انتقام میری طرف سے ہو جاتا اور اب منتقم حقیقی نے یہ انتقام لیا اور جان اس کی جاتی رہی' خون اس عورت کا تیری گردن پر ہے' وفات حضرت کی سال ایک ہزار ایک سو بیالیس (۱۱۴۲ھ) ہجری میں[2] واقع ہوئی۔

---

[1] حضرت سید نور محمد بدایونی کا مزار سرہند میں نہیں بلکہ دہلی میں نواب مکرم خان کے باغ میں بستی نظام الدین سے جنوب میں واقع ہے' حضرت شاہ ابوالخیر مجددی نے ازسرِنو تعمیر کروایا تھا (مقاماتِ خیر ۲۱۳۔۲۱۶)

[2] حضرت شیخ عبدالاحد متخلص بہ وحدت معروف بہ شاہ گل کا صحیح سال وفات ۱۱۲۶ھ ہے (محمد اعظم: تاریخ کشمیر اعظمی) مفتی صاحب نے ۱۱۴۲ھ غلط لکھا ہے۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

(۹۲) شیخ محمد عابد نقشبندی[۱] مجددی قدس سرہٗ

یہ بزرگ شیخ عبدالاحد کے خلیفوں میں سے ان کے جانشین و قائم مقام تھے'

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) آپ نے بہت سے رسائل و کتابیں تصنیف کیں' تقریباً تیس کے حوالے ملتے ہیں' جن میں سے جنات الثمانیہ اور شواہد التجدید' رسالہ شرح کلمات قدسی آیات مکاتیب حضرت مجددؒ آپ نے حضرت مجددؒ کی حمایت اور مجددی تحریک کے مخالفین کے ردّ میں لکھے۔

تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو:

(۱) کمال الدین محمد احسان: روضۃ القیومیہ' رکن اوّل ۲۹۹۔۳۰۶

(۲) فضل اللہ: عمدۃ المقامات ۲۴۳۔۲۵۰ (۳) رافت رؤف احمد: جواہر علویہ ۲۰۷۔۲۰۸

(۴) محمد مظہر مجددی: مناقب احمدیہ و مقامات سعیدیہ ص ۲۶۔۳۰

(۵) وحدت عبدالاحد: گلشن وحدت (مکتوبات) جامع خواجہ محمد مراد ننگ کشمیری' مرتبہ مولانا عبداللہ جان مطبوعہ کراچی ۱۹۶۶ء

(۶) محمد اعظم: تاریخ کشمیر اعظمی' کشمیر ۱۳۵۵ھ

(۷) ایضاً: فیض مراد قلمی کتب خانہ دانش گاہ پنجاب

(۸) وحدت' عبدالاحد: لطائف المدینۃ' مقدمہ

[۱] شیخ محمد عابد حنفی نقشبندی سنامی لاہوری کے معمولات اور مجاہدات و ریاضات کا ذکر حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ نے بھی کیا ہے (مقامات مظہری ۲۹۔۳۲) حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ نے آپ سے باطنی استفادہ کیا تھا' آپ بلند پایہ عالم اور فقیہہ تھے' مفتی صاحب نے شیخ محمد عابدؒ کا سالِ وفات ۱۱۶۰ھ لکھا ہے لیکن فقیر محمد جہلمی نے ۱۱۶۶ھ۔

ملاحظہ ہو:

(۱) غلام سرور' مفتی لاہوری: خزینۃ الاصفیاء اوّل ص ۶۷۳۔۶۷۴

(۲) غلام علی دہلوی: مقاماتِ مظہری ۲۹۔۳۲

(۳) فقیر محمد جہلمی: حدائق الحنفیہ ص ۴۴۴۔۴۴۵

(۴) رحمان علی: تذکرہ علمائے ہند ص ۴۴۸۔۴۴۹

(۵) عبدالحی: نزہۃ الخواطر ۶/۳۲۶۔۳۲۷

نسبت پدری ان کی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتی تھی‘ عبادت و ریاضت میں حضرت کو یہاں تک توجہ تھی کہ سوائے عبادت کے کسی کام کی طرف رغبت نہ تھی‘ ہر روز بیس ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ اور ہزار مرتبہ ذکر نفی اثبات بحبسِ دم و تلاوت یک منزل قرآن و ہزار بار درود شریف وظیفہ تھا اور تہجد کی نماز میں ساٹھ مرتبہ سورۃ یٰسین پڑھے جاتے تھے اور بکمال اشتیاق پا پیادہ ہند سے روانہ ہو کر حرمین الشریفین میں پہنچے اور حج و زیارت روضہ رسول مقبول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مستفیض ہوئے‘ وفات ان کی اٹھارہویں ماہ رمضان المبارک ایک ہزار ایک سو ساٹھ ہجری الاقدس میں واقع ہوئی۔

(۹۳) شاہ شمس الدین حبیب اللہ المخاطب بہ مرزا جاں قدس سرہٗ

یہ بزرگ سادات علوی میں سے صاحب مقامات بلند مدارج ارجمند تھے‘ شجرہ نسبی ان کا اٹھائیس[۱] واسطوں کے ساتھ حضرت امام محمد بن حنیف بن علی المرتضٰی کے ساتھ ملتا ہے‘ ان کے (اجداد) شاہان دہلی کے دربار میں امیر کبیر تھے‘ قرابت بھی سلاطین تیموریہ کے ساتھ رکھتے[۲] تھے چنانچہ امیر عبدالسبحان[۳] نواسہ اکبر بادشاہ کا ان کا داماد تھا‘ والد ان کا مرزا جان[۴] ترک بھی ایک امیر الامراء شخص تھا‘

---

۱ اٹھائیس واسطے غلط ہیں۔ انیس واسطے ہونے چاہئیں۔ (نعیم اللہ بہرائچی: معمولاتِ مظہریہ ص ۱۱)

۲ حضرت مرزا صاحب کے اجداد میں سے دو بزرگ باباخان اور مجنون خاں ہمایوں کے ساتھ ہندوستان آئے عہدوں پر فائز ہوئے۔ تفصیل کے لیے دیکھئے:

مآثر الامراء: ۱/۳۹۱-۳۹۲‘ ۳/۲۰۹-۲۱۱‘ اور دیگر درباری کتب تاریخ مغلیہ

۳ امیر عبدالسبحان کے والد مرزا محمد امان کے بارے میں مولانا محمد نعیم اللہ بہرائچی نے لکھا ہے کہ ان کی شادی اکبر کی لڑکی سے ہوئی تھی‘ لیکن اس کا کوئی تاریخی ثبوت نہیں ہے‘ مرزا عبدالسبحان کی شادی اسد خاں وزیر کی لڑکی یا خالہ زاد بہن سے ہوئی تھی۔

۴ مرزا جان اورنگ زیب کے منصب دار تھے‘ غالباً کسی اہم عہدے پر (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

جو تارک الدنیا ہوا' اس نے ظاہری دولت ترک کر کے فقیری اختیار کی اور خاندانِ قادریہ میں مرید شاہ عبدالرحمان قادری کا ہوا' میرزا جان جاناں جب سولہ برس کی عمر کے ہوئے (تو) باپ ان کے فوت ہو گئے' انہوں نے توسّل بخاندان نقشبندیہ مجددیہ ڈھونڈ کر سید نور محمد بدایونی کے مرید ہوئے' پھر بخدمت حاجی محمد افضل[1] وحافظ سعد اللہ[2] وخواجہ محمد عابد مشائخ مجددیہ سے فیض یاب ہو کر تکمیل پائی اور مسند ہدایت وارشاد پر بیٹھ کر ہزاروں طالبانِ حق کو واصل بحق کیا' آخر بتاریخ نہم ماہ محرم الحرام سن ایک ہزار ایک سو پچانوے (۱۱۹۵ھ) چند معاندانِ خاندان نقشبندیہ سے کہ عقیدہ رافضیہ رکھتے تھے' شربت شہادت بغلولہ تفنگ پیا' چوراسی برس کی عمر پائی کیونکہ ولادت حضرت کی گیارہویں ماہ رمضان روز جمعہ[3] سنہ ایک ہزار گیارہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) فائز نہیں تھے اس لیے ان کا نام تاریخوں میں نہیں ملتا' اورنگ زیب دکن میں تھا تو انہوں نے ملازمت ترک کر کے سارا اثاثہ غریبوں میں تقسیم کر دیا تھا۔

۱۔ شیخ محمد افضل' حضرت شیخ عبدالاحد وحدتؒ کے مرید اور جیّد عالم تھے' حدیث اور فقہ میں کمال حاصل تھا ۱۱۴۶ھ میں انتقال کیا (نزہۃ الخواطر ۶/ ۲۸۱' مقاماتِ مظہری ۲۵۔۲۷)

۲۔ حافظ سعد اللہ دہلویؒ حضرت محمد صدیق بن خواجہ محمد معصومؒ کے مرید تھے ۱۱ شوال ۱۱۵۲ھ میں انتقال کیا۔ (شاہ غلام علی دہلوی: مقامات مظہری ۲۵۔۲۳' نزہۃ الخواطر ۶/ ۹۸)

۳۔ ڈاکٹر خلیق انجم نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالہ مرزا مظہر جان جاناں میں مختلف شواہد کی بناء پر آپ کا سالِ ولادت ۱۱۱۰ھ متعین کیا ہے۔ (بحوالہ خلیق انجم: مرزا مظہر کے خطوط ص ۱۳)

حضرت مرزا صاحب صوفی باصفاء ہونے کے ساتھ ایک بلند پایہ ادیب اور شاعر بھی تھے' آپ کا دیوان اشعار اور بیاض خریطۂ جواہر کے نام سے چھپ چکا ہے۔

ملاحظہ ہو:

(۱) نعیم اللہ بہڑائچی: معمولاتِ مظہریہ' کانپور ۱۲۷۵ھ

(۲) غلام علی دہلوی شاہ: رسالہ در حالات ومقامات حضرت مرزا مظہر (مقامات مظہری' دہلی ۱۲۶۹ھ)

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

(۱۰۱۱ھ) میں واقع ہوئی تھی۔

(۹۴) شاہ عبداللہ المخاطب بسیّد غلام[1] علی شاہ نقشبندی مجددی دہلوی قدس سرہٗ

یہ بزرگ خلیفہ راستین و جانشین حضرت حبیب اللہ مرزا جان جاناں شہید کے تھے' نسبت آبائی ان کی بحضرت اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب سے ملتی ہے' ان کے والد سیّد عبداللطیف قصبہ روٹالہ (بٹالہ) میں سکونت رکھتے اور سلسلہ قادریہ میں مرید شاہ ناصر الدین قادری کے تھے مگر انہوں نے سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں بخدمت

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) (۳) نعیم اللہ بہڑائچی: بشاراتِ مظہریہ خطی' مخزونہ برٹش میوزیم' مقالہ عبدالرزاق قریشی: بشاراتِ مظہریہ' معارف اعظم گڑھ' مئی ۱۹۶۸ھ' ص ۳۲۵-۳۴۳

(۴) آزاد غلام علی: سروِ آزاد ص ۲۳۱-۲۳۴

(۵) آرزو: مجمع النفائس' قلمی مخزونہ کتب خانہ دانش گاہ پنجاب

(۶) درگاہ قلی خاں: مرقع دہلی ص ۱۹

(۷) خلیق انجم: مرزا مظہر جان جاناں مقالہ برائے حصول درجہ ڈاکٹری

(۸) عبدالرزاق قریشی: مرزا مظہر اوران کا کلام (بمبئی ۱۹۶۰ء)

(۹) ایضاً: مکاتیب مرزا مظہر (فارسی) بمبئی

(۱۰) خلیق انجم: مرزا مظہر کے خطوط' دہلی ۱۹۶۲ء

[1] حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ تیرھویں صدی ہجری کے سب سے نامور شیخ طریقت تھے' آپ کی بدولت سلسلہ مجددیہ نہ صرف ہندوستان میں پھیلا' بلکہ سارے عالمِ اسلام میں اس کی تعلیمات پہنچ گئیں' عرب اور ترکستان میں آپ کے خلیفہ حضرت مولانا خالد کردی نے سلسلہ ارشاد و تلقین شروع کر کے سارے عرب کو متاثر کیا' حضرت شاہ غلام علیؒ کی تصانیف میں سے (۱) رسائل سبعہ سیارہ (۲) رسالہ در حالات و مقامات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ (۳) رسالہ مشغولیہ (۴) رسالہ طریق مجددیہ (۵) درالمعارف (۶) مجموعہ ملفوظات (۷) مکاتیب مشہور ہیں۔

Marfat.com

مرزا جان جاناں حاضر ہوکر بیعت کی اور تکمیل پائی اور تمام عمر دہلی میں رہ کر بہدایت خلق مصروف رہے اور وہ فیض جاری کیا کہ گویا اخیر زمانہ میں ہند کی ولایت ان کی ذات پر ختم ہوئی' خوارق و کرامت بے شمار حضرت سے وقوع میں آئے' چنانچہ کتاب مظہر جان[1] جاناں میں لکھا ہے کہ ایک عورت خدمت میں حاضر ہوئی اور ایک بیمار کی صحت کے لیے عرض کی' حضرت اس وقت نان و کباب تناول فرما رہے تھے' اس میں سے ایک نان اور تھوڑے کباب اس کو بطور تبرک دے دیئے' جب وہ گھر میں لے گئی تو کباب مبدل بحلوا ہو گئے' جانا کہ بیمار جان بر نہیں ہوگا۔ دارالمعاف[2] میں لکھا ہے کہ حضرت کے ایک مرید کی دختر مرگئی اور حضرت عیادت

---

[1] کتاب مظہر جان جاناں سے یہاں مراد مقاماتِ مظہری مؤلفہ حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کے آخر میں ملحقہ ضمیمہ در حالات شاہ غلام علیؒ نوشتہ شاہ عبدالغنی مجددی ہے۔

[2] اس کتاب کا صحیح نام دُرّالمعارف ہے جو حضرت شاہ غلام علی دہلوی کے ملفوظات کا مجموعہ ہے' جسے آپ کے خلیفہ ارشد حضرت شاہ رؤف احمد رافت مجددی ف ۱۲۵۳ھ نے مرتب کیا تھا' متعدد مرتبہ چھپ چکا ہے۔

ملاحظہ ہو:

(۱) غلام علی شاہ: مقامات مظہری' دہلی ۱۲۶۹ھ

(۲) ایضاً: رسالہ در حالات ومقامات امام ربانی مجدد الف ثانی بتصحیح مولانا غلام محی الدین قصوری قلمی مملوکہ محترمہ پاشاہ بیگم' راولپنڈی۔

(۳) ایضاً: رسائل سبعہ سیارہ' مطبع نقشبندی ۱۲۸۲ھ

(۴) ایضاً: رسالۂ مشغولیہ' قلمی مشمولہ بیاض خواجہ دوست محمد قندھاری' مخزونہ کتابخانہ گنج بخش' اسلام آباد

(۵) ایضاً: رسالہ طریق مجددیہ قلمی مملوکہ جی معین الدین صاحب' لاہور

(۶) عبدالغنی شاہ مجددی: ضمیمہ مقامات مظہری' دہلی ۱۲۶۹ھ

(۷) رافت رؤف احمد: دُرّ المعارف' دہلی

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

کے لیے اس کے گھر گئے اور اس کی عورت کی تسلی کی اور فرمایا: خدائے تعالیٰ لڑکی کے عوض تجھ کو لڑکا دے گا چونکہ وہ عورت (اور) خاوند ضعیف العمر تھے' عورت نے عرض کی کہ حضرت مجھ کو ساٹھ سال کی عمر میں اب لڑکا ہونا' ناممکن ہے' فرمایا کہ خداوند تعالیٰ قادر ہے' اس کی قدرت میں عجب نہیں' چند روز کے بعد وہ عورت حاملہ ہوئی اور لڑکا پیدا ہوا اور نیز اسی کتاب میں لکھا ہے کہ حضرت کا ایک مرید دہلی سے کسی شہر کو روانہ ہوا گاڑی میں اسباب تھا اور خود بھی سوار تھا راہ میں چلتے چلتے دیکھا کہ حضرت سامنے سے آ گئے ہیں اور فرمایا ہے کہ گاڑی کو دوڑا کر قافلے سے الگ ہو جاؤ وہ بموجب حکم گاڑی کو دوڑا کر لے گیا جب ایک میل پر پہنچا تو تمام قافلہ کو رہزنوں نے لوٹ لیا اور وہ ان کی وجہ سے سلامت رہے' وفات حضرت کی بائیسویں ماہ صفر سن ایک ہزار دو سو چالیس (۱۲۴۰ھ) میں واقع ہوئی۔

قطعۂ تاریخ:

چوں غلام علی بحکمِ خدا — گشت از قیدِ دنیوی آزاد
سال تاریخ رحلتش سرور — گو غلام علی ولی آزاد ۱۲۴۰ھ

(۹۵) شاہ ابو سعید[۱] مجددی دہلوی قدس سرہٗ

یہ بزرگ خلیفہ و جانشین شاہ غلام علی دہلوی نقشبندی مجددی کے صاحب

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) (۸) ایضاً: جواہر علویہ اُردو ترجمہ مطبوعہ لاہور (س۔ن)

(۹) محمد عبداللہ خاں خالدی: البہجۃ السنیہ فی آداب الطریقۃ الخالدیہ' مصر ۱۳۱۹ھ

(۱۰) محسن ترہتی: الیانع الجنی' مطبوعہ

[۱] حضرت شاہ ابو سعید مجددیؒ کی ذات گرامی سے نہ صرف ہندوستان بلکہ عرب اور ترکی میں بھی سلسلہ مجددیہ کی ترویج و اشاعت ہوئی' مجددی سلسلہ کی آخری فعال خانقاہوں میں سے آپ کی خانقاہ نے بہت سے نمایاں کام سرانجام دیئے۔

مقامات بلند و مدارج ارجمند تھے' ان کے والد کا نام صفی القدر[1] بن عزیز القدر[2] بن محمد عیسیٰ[3] بن سیف الدین بن خواجہ محمد معصوم بن شیخ احمد مجدد الف ثانیؒ تھا' علوم ظاہری و باطنی وفقہ وحدیث وتفسیر میں بھی طاق ویگانہ آفاق تھے' ظاہری علم انہوں نے مفتی شرف الدین[4] دہلوی و مولانا رفیع الدین صاحب محدث فرزند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے حاصل کیا' بعد فراغ علم ظاہری شاہ غلام علی دہلوی کی خدمت میں حاضر ہوکر تکمیل وتربیت پائی اور یگانۂ زمانہ ہوئے' خوارق وکرامت بہت سے ان کی ذات بابرکات سے سرزد ہوئے چنانچہ ایک دفعہ حضرتؒ رام پور اپنے مسکن سے بسواری عرابہ سنبھل کو چلے جاتے تھے' شام کے بعد دریا پر پہنچے' کشتی و ملاح حاضر نہ تھے' حضرت نے گاڑی والے کو حکم دیا کہ بہلی کو دریا میں ڈال دے' اس نے انکار کیا اور کہا کہ دریا میں گاڑی ڈال دینا موجب بربادی جان و مال ہے' یہ کام مجھ سے کیونکر ہوسکتا ہے' حضرت نے فرمایا کہ آخر میں بھی اسی گاڑی میں بیٹھا ہوں تو کچھ اندیشہ نہ کر اور گاڑی دریا میں ڈال دے' گاڑی بان اگرچہ ہندو تھا لیکن توکل بخدا کر کے گاڑی دریا میں ڈال دی اور وہ گاڑی حضرت کی توجہ سے پانی پر ایسی چلی گئی جس طرح زمین پر چلتی ہوئی آئی تھی' جب دریا سے اتر گئی' گاڑی بان فوراً مسلمان ہوگیا اور مرید ہوکر جامہ درویشی پہنا' اخیر عمر میں حضرت حج

---

[1] شیخ صفی القدر (ف ۱۲۳۶ھ) مدفون لکھنؤ (محمد مظہر: مناقب احمدیہ ومقامات سعیدیہ ۵۹)

[2] شیخ محمد عزیز القدر (ف ۱۱۷۷ھ) (ایضاً ۷۳)

[3] شیخ محمد عیسیٰ (ف ۱۱۵۳ھ) عالم وفاضل اور شاعر بھی تھے (احمد مکی: ہدیہ احمدیہ ۷۳)

[4] مولانا مفتی شرف الدین رام پوری حنفی ہندوستان کے مشہور مدرسین میں سے تھے۔ پنجاب سے رام پور گئے تھے۔ بڑے بڑے علماء آپ کے پروردہ تھے۔ سراج المیزان' شرح السلم' فتاویٰ فقہ اور رسائل کثیرہ آپ کی تصانیف میں سے ہیں۔ ۱۲۶۸ھ میں انتقال کیا۔ (ر-ک' تذکرہ کاملان رام پور ۱۰۷' اخبار الصنادید جلد اوّل ۴۴۷' ابجد العلوم ۹۲۸' نزہۃ الخواطر ۷/ ۲۰۷)

Marfat.com

کو گئے[1] اور بزیارت حرمین الشریفین مشرف ہوکر واپس آئے' جب بمقام ٹونک پہنچے' بروز عید سنہ ایک ہزار دو سو پچاس منگل کے روز وفات کی' شاہ عبدالغنیؒ[2] حضرت کے صاحبزادے ان کی نعش کو دہلی میں لائے اور شاہ غلام علیؒ و مرزا جان جاناں کے مزار کی قربت میں دفن کیا' چوّن سال حضرت کی عمر تھی۔

(۹۶) شاہ رؤف احمد نقشبندی مجددی قدس سرہٗ

مرید و خلیفہ شاہ غلام علی و برادر خالہ زاد شاہ ابوسعید مجددی علومِ ظاہری و باطنی میں یگانہ وقت تھے' تصانیف ان کی بہت سی مشہور ہیں' چنانچہ تفسیر رؤفی اور دیوان رافت ان کی مشہور تصانیف ہیں اور ایک کتاب دُرّ المعارف نام حضرت شاہ غلام علی کے ملفوظات ہیں' انہوں نے جمع کی' حضرت شاہ غلام علی نے بعد عطائے خرقہ

---

۱ آپ ۱۲۴۹ھ میں حرمین الشریفین گئے۔

۲ حضرت شاہ عبدالغنی ۱۲۵۵ھ تا ۱۲۹۶ھ عالم اور معروف مدرس تھے' علماء کی کثیر تعداد نے آپ سے ظاہری و باطنی فیض حاصل کیا۔ (ر۔ک' مناقب احمدیہ و مقامات سعیدیہ ۶۵' الیانع الجنی' نزہۃ الخواطر ۷/۲۸۹)

حضرت شاہ ابوسعید کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو:

(۱) محمد مظہر مجددی: مناقب احمدیہ و مقامات سعیدیہ' دہلی ۱۲۸۲ھ۔ ص ۵۹۔۶۴

(۲) عبدالقادر رام پوری: علم و عمل' مرتبہ محمد ایوب قادری' جلد اوّل ۲۶۱

(۳) محمد محسن ترہٹی: الیانع الجنی ۶۱

(۴) احمد خاں' سر سیّد: آثار الصنادید ۱۵۔۱۶

(۵) احمد علی شوق: تذکرہ کاملان رام پور ۳۔۵

(۶) بشیر الدین احمد: واقعات دار الحکومت دہلی ۳۹۳۔۳۹۴

(۷) معصوم شاہ مجددی: ذکر السعدین فی سیرت الوالدین

(۸) عبدالحی حسنی: نزہۃ الخواطر ۷/۱۳۔۱۴

Marfat.com

خلافت ان کو شہر بھوپال کو مامور کیا اور انہوں نے وہاں جا کر قیام کیا اور صدہا طالبانِ حق کو منزلِ قربِ الٰہی تک پہنچایا' آخر بارادۂ حج مکہ معظمہ کو روانہ ہوئے' جب جہاز دریائے محیط میں پہنچا پیک اجل آیا اور حضرت اس جہانِ فانی سے رہگرائے عالم جاودانی ہو گئے' ایک ہزار دو سو ترپّن حضرت کا سالِ وفات ہے' شاہ ابوسعید کی وفات کے بعد صرف اڑھائی برس حضرت زندہ رہے۔[1]

---

[1] حضرت شاہ رؤف احمد متخلص بہ رافت بن شعور احمد بن محمد شرف بن شیخ رضی الدین بن زین العابدین بن محمد یحییٰ بن حضرت مجدد الف ثانیؒ' عالم' مدرس' مفسر' فقیہہ اور شاعر تھے' رام پور میں ۱۲۰۱ھ/۱۷۸۶ء کو پیدا ہوئے' پہلے شاہ درگاہیؒ سے سلوک کی تعلیم حاصل کی' پھر حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ سے منسلک ہو گئے' اپنے خود نوشت حالات جواہر علویہ کے خاتمہ پر لکھے ہیں (۲۴۴۔۳۰۹)

آپ کی حسب ذیل تصانیف اس وقت تک ہمارے علم میں ہیں:

(۱) تفسیر رؤفی' اُردو مطبوعہ (۲) صادقہ مصدقہ' قلمی مخزونہ کتابخانہ دانشگاہ پنجاب (۳) مثنوی اسرار (وحدت الوجود) (۴) مراتب الوصول خطی نسخہ دانشگاہ پنجاب (۵) معراج نامہ اُردو (۶) مثنوی یوسف زلیخا (اُردو) (۷) سلوک العارفین' خطی کتابخانہ ریاست رام پور (۸) شراب رحیق' خطی کتابخانہ رام پور (۹) ارکانِ اسلام' شاہ غلام علیؒ کے ملفوظات کے دو مجموعے (۱۰) جواہر علویہ (۱۱) دُرّ المعارف' ملاحظہ ہو:

(۱) رافت' رؤف احمد: جواہر علویہ' اُردو ترجمہ' مطبوعہ لاہور۔ ۲۴۴۔۳۰۹

(۲) ایضاً: دُرّ المعارف' دہلی

(۳) احمد علی شوق: تذکرہ کاملان رام پور ۱۴۳۔۱۴۷

(۴) شیفتہ: گلشن بے خار ۸۴۔۸۵

(۵) عبدالحی: نزہۃ الخواطر ۷/۱۸۸

Marfat.com

(۹۷) حضرت غلام محی الدین[۱] قصوری مجددی قدس سرہٗ

یہ حضرت اپنے وقت میں جامع کمالات ظاہر و باطن و مظہر تجلیات شریعت و طریقت و حقیقت و عاشقِ صادق رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تھے' اصحابِ کبار سے حضرت کو کمال عشق تھا' مذہب آپ کا حنفی اعظمی تھا' جناب غوث الثقلین محبوبِ سبحانی و حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کی خدمت میں بھی حضرت کو کمال اعتقاد حاصل

۱ حضرت مولانا غلام محی الدین قصوریؒ تیرھویں صدی ہجری کے جیّد عالم' قطبِ پنجاب اور شاعر باکمال تھے' حدیث کی سند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ سے اور سلوکِ باطنی کا فیض حضرت شاہ غلام علی دہلوی سے حاصل کیا' آپ کی اس وقت تک حسب ذیل تصانیف دریافت ہوچکی ہیں:

(۱) ملفوظات چہل روزہ حضرت شاہ غلام علیؒ قلمی مملوکہ محمد اقبال مجددی (۲) تحفہ رسولیہ ۱۲۳۴ھ مطبوعہ (۳) رسالہ نظامیہ (مبحث وحدث الوجود فارسی نظم) قلمی مملوکہ ڈاکٹر مولوی محمد شفیع' لاہور (۴) زاد الحاج (پنجابی نظم) خطی ذخیرہ شیرانی نمبر ۷۶۶ (۵) سلالۃ المبرورہ فی تجویز اسماء المشہورہ بخط مولوی غلام نبی للّٰہیؒ قلمی مخزونہ کتاب خانہ گنج بخش' اسلام آباد (۶) خطباتِ حضوری' مطبوعہ (۷) مکاتیب طیبہ مرتب مولانا غلام محی الدین قصوری قلمی مملوکہ محمد اقبال مجددی (۸) مکاتیب شریفہ بنام مولوی غلام نبی للّٰہیؒ (۹) مکتوبات مولانا قصوری بنام مولوی محمد صالح کنجاہی مشمولہ سلسلۃ الاولیاء مؤلفہ مولوی محمد صالح کنجاہی قلمی مملوکہ پروفیسر قریشی احمد حسین احمد' گجرات (۱۰) مکتوبات حضرت قصوری بنام مولوی غلام محمد خطی بخط حضرت مولانا قصوری مملوکہ محمد اقبال مجددی (۱۱) مجموعہ مکتوبات حضرت قصوری بنام یارانِ خاص جامع محمد اقبال مجددی (۱۲) بیاض نظم و نثر' قلمی مملوکہ ڈاکٹر مولوی محمد شفیع' لاہور (۱۳) شرح گلستانِ سعدی ۱۲۲۵ھ قلمی بخطِ مصنف مخزونہ کتابخانہ گنج بخش' اسلام آباد (۱۴) حلیہ مبارک حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ذخیرہ شیرانی ۶۲۸۰/۱ (۱۵) الفاظ چند خطی مخزوہ ایضاً (۱۶) دیوان حضوری خطی مملوکہ محمد اقبال مجددی (۱۷) رسالہ علم میراث ۱۲۲۷ھ بخطِ مصنف قلمی مملوکہ صاحبزادہ ارشاد حسین شاہ' قصور۔

Marfat.com

تھا' ابتدائے حال میں حضرت مرید اپنے عم بزرگوار حافظ شیخ محمد[1] کے ہوئے اور انہیں سے ظاہری علم حاصل کیا' جب وہ فوت ہو گئے تو بطلبِ خدا دہلی[2] میں پہنچے اور حضرت شاہ غلام علی دہلوی کی خدمت میں حاضر ہو کر طریقہ نقشبندیہ میں بیعت کی' بیعت کے وقت شاہ غلام علیؒ نے زبانِ حق ترجمان سے فرمایا کہ آج ایک امرِ عظیم نے ظہور کیا ہے کہ ایک فاضل عہد نے آ کر ہم سے اخذ طریقہ کیا ہے[3] اور دونوں ہاتھ ان کے اپنے ہاتھ میں لے کر آسمان کی طرف رُخ کیا اور کہا کہ الٰہی جو فیض حضرت غوث الاعظمؒ کو آبائے کرام سے ملا تھا ان کے نصیب کر' پھر ان کا ہاتھ ہوا میں کر کے فرمایا کہ تمہارا ہاتھ ہم نے حضرت غوث الثقلین کے ہاتھ میں دیا کہ ہر ایک کام دین و دنیا میں تمہارے ممد و معاون رہیں پھر اپنے فرق مبارک سے کلاہ اُٹھا کر حضرت کے سر پر رکھی اور اجازت سلاسل اربعہ یعنی قادریہ' چشتیہ' نقشبندیہ وسہروردیہ عطا فرمائی اور ایک سال[4] تک اپنی خدمت میں رکھ کر تکمیل بخشی' نسبت آبائی حضرت غلام محی الدین کی حضرت صدیق اکبر ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ملتی ہے' ان کے جدِّ اعلیٰ حاجی حافظ قاری

---

1. حضرت حافظ شیخ محمد آپ کے عم بزرگ تھے' آپ نے ان سے مکتوبات حضرت مجدد الف ثانیؒ سبقاً سبقاً پڑھے تھے۔ (یادداشت مولانا قصوری قلمی مملوکہ محمد اقبال مجددی)
2. ۱۲۳۷ھ میں آپ کا قیامِ دہلی خود آپ کی ایک یادداشت نوشتہ در خاتمہ تحفہ اثنائے عشریہ (قلمی مخزونہ کتابخانہ گنج بخش' اسلام آباد) سے ثابت ہے۔
3. حضرت قصوری نے خود حضرت شاہ غلام علیؒ کے چالیس روزہ ملفوظات جمع کیے ہیں' اس میں یہ تفصیلات موجود ہیں۔
4. آپ کا ایک سال تک شاہ غلام علی دہلویؒ کی خدمت میں رہنے کا کوئی ثبوت نہیں ہے بلکہ خود آپ نے ملفوظات چہل روزہ میں لکھا ہے کہ شاہ صاحب نے مجھے تین چار ماہ میں باطنی علوم سے نواز دیا۔

Marfat.com

عبدالملک[1] تھے اور وہی قصور کے علماء و فضلاء و شرفاء کے الحاح سے ملک سندھ سے آکر قصور میں سکونت پذیر ہوئے، علم قرأت میں وہ حضرت سرآمد روزگار تھے اور جدِ حقیقی حضرت غلام محی الدین کے شیخ غلام مرتضیٰ[2] بھی ظاہری و باطنی علوم میں یکتا تھے، تمام عمر اپنی انہوں نے تعلیم و تلقین میں گزاری، ہزاروں آدمی ان کے ذریعہ سے بمراتب قربِ الٰہی پہنچے اور ہزاروں نے علم شریعت و طریقت حاصل کیا، اخیر عمر میں انہوں نے وطن سے ہجرت کی اور پشاور میں جا کر بہدایت خلق مصروف ہوئے اور سن ایک ہزار دو سو دو میں وفات کی، یہ حضرت قاری صاحب کے پوتے تھے اور حضرت حاجی فتح علی متقی سیالکوٹی کے خلیفہ کے مرید تھے، چاروں طرائق عالیہ میں اجازت کا ارشاد ان کو حاصل تھا، حضرت غلام محی الدین

---

1. رسالہ علم میراث میں خود اپنا یہ شجرہ نسب لکھا ہے: ''غلام محی الدین بن مصطفیٰ بن الشیخ حافظ المرتضیٰ'' یہاں حضرت قصوریؒ کی سند بخاری کا عکس دیا جا رہا ہے، یہ سند آپ نے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ سے حاصل کی تھی، یہ سند خود شاہ عبدالعزیز کے دستِ مبارک کی لکھی ہوئی ہے، جس پر شاہ صاحب کی مہر بھی ثبت ہے، جس میں ۱۱۸۹ھ تحریر ہے۔ جس سے عام قاری یہی اندازہ کرے گا کہ آپ نے ۱۱۸۹ھ میں یہ سند حاصل کی، یہ قیاس درست نہیں ہے بلکہ اس سند پر شاہ صاحب نے پرانی مہر ثبت کر دی ہے، حضرت قصوری کا سالِ ولادت ۱۲۰۲ھ ہے اور خود حضرت قصوری کا ۱۲۳۷ھ میں دہلی میں موجود ہونا آپ کی یادداشت (برخاتمہ تحفۂ اثنائے عشریہ) سے ثابت ہے۔

2. حضرت شیخ غلام مرتضیٰ قصوریؒ کے مفصل حالات نہیں ملتے، آپ نے پنجاب میں سکھ گردی سے تنگ آکر پشاور ہجرت فرمائی، آپ احمد شاہ ابدالی کے ہم عصر تھے، احمد شاہ ابدالی جب پنجاب میں آیا تو اس نے یہاں کے علماء سے ایک مسئلہ کے بارے دریافت کیا، احمد شاہ ابدالی کو جن علماء نے جواب دیا ان میں حضرت حافظ غلام مرتضیٰ کا نام بھی آتا ہے (رسالہ مسائل فقہ، قلمی مملوکہ جی معین الدین، لاہور) آپ پشاور میں فوت ہوئے اور وہاں سے آپ کی نعش قصور لا کر دفن کی گئی۔

Marfat.com

کے باپ کا نام حافظ شیخ مرتضیٰ[1] تھا' وہ بھی اپنے وقت میں گویا یگانہ زمانہ تھے' علوم ظاہری و باطنی وحسن وصورت وسیرت و بذل وایثار میں طاق وفرد آفاق تھے' ان سب بزرگوں کے مزار قصور میں ہیں اور دائمی کرامت خاکِ خاکِ پاک سے یہ سرزد ہے کہ ان کے مزار کا چبوترہ ایسے حال میں کہ تابستان کی گرم دھوپ پڑتی ہو چبوترہ چونہ گچ ہمیشہ سرد رہتا ہے' کبھی گرم نہیں ہوتا' ولادت باسعادت حضرت غلام محی الدین کی سنہ ایک ہزار دوسو دو اور وفات سنہ ایک ہزار دوسو ستر میں واقع ہوئی' اڑسٹھ برس کی عمر پائی۔ ان کی ولادت مادہ ''ظہورِ کامل'' اور وفات مادہ ''بے نظیر زمان'' اور عمر شریف مادہ ''محبوبی'' سے حاصل ہوتی ہے' حضرت کے صاحبزادے شیخ عبدالرسول[2] بھی عالم اعلم و فاضل افضل و کامل اکمل جامع شرافت ونجابت

---

[1] آپ کے والد کا نام شیخ مرتضیٰ درست نہیں بلکہ جیسا کہ خود آپ نے شیخ مصطفیٰ لکھا ہے۔
(رسالہ علم میراث مذکورہ)

[2] حضرت حافظ شیخ عبدالرسول ۱۲۳۵ھ میں پیدا ہوئے (غلام محی الدین کنجاہی: مجمع التواریخ' خطی مملوکہ محمد اقبال مجددی) اور وفات ۱۲۹۵ھ میں ہوئی' آپ اپنے والد کے جانشین تھے' آپ کی نرینہ اولاد نہیں تھی' صرف دو صاحبزادیاں تھیں' جن کی اولاد اب تک قصور اور پنجاب کے مختلف مقام میں آباد ہے۔

ملاحظہ ہو:

(۱) محمد مظہر مجددی: مناقب احمدیہ ومقامات سعیدیہ ص ۵۷

(۲) محمد صالح کنجاہی: سلسلۃ الاولیاء قلمی مملوکہ جناب پروفیسر قریشی احمد حسین احمد' گجرات

(۳) غلام محی الدین کنجاہی: مجمع التواریخ' خطی مملوکہ محمد اقبال مجددی

(۴) محمد حسن للّٰہی: حالات مشائخ نقشبندیہ مجددیہ' مراد آباد ۱۳۲۲ھ۔ ص ۴۸۱۔۴۹۴

(۵) انوار مرتضویہ

(۶) شبیر شاہ: انوار محی الدین (سوانح حضرت مولانا غلام محی الدین قصوری' لائل پور ۱۹۶۶ء

(۷) محمد اقبال مجددی: حیات مولانا غلام محی الدین قصوری' زیر ترتیب

Marfat.com

ہادیٔ شریعت و طریقت واقفِ حقیقت و معرفت ہیں، حضرت کی ذات بابرکات ایسے زمانہ میں کہ مردانِ خدا عنقا ہو گئے ہیں مغتنماتِ وقت سے ہے، مؤلف کتاب بھی ان کے دیدار پرانوار سے مشرف ہوا ہے، سبحان اللہ کیسے مردِ خدا ہیں جن کی زیارت کرنے سے خدا یاد آتا ہے، اللہ ان کو دیر تک سلامت رکھے، حضرت کا وعظ ایسا پرمذاق و پُرتاثیر ہے کہ سننے والے کے دل پر اس کے مضامین نقش ہو جاتے ہیں اور جب تک حضرت وعظ میں مصروف رہتے ہیں، آنکھوں سے آنسو نہیں تھمتے اور اخلاقِ حسنہ کی کیا تعریف کی جائے حضرت کے اخلاق کو محمدی اخلاق سے کمال نسبت ہے، الغرض ایں خانہ تمام آفتاب است۔

قطعۂ تاریخ:

آں شہ والا غلامِ محی الدین — مرشدِ دین رہبر ہر خاص و عام
داد ساقی از دل در دستِ او — از شراب معرفت پُر کردہ جام
چوں بدُنیا آمد آں مردِ سخی — بخشش ۱۲۰۲ھ آمد سال تولیدش تمام
مرشد ۱۲۰۲ھ حق متقی ہم گفتہ ام — نیز کردستم رقم شیخ ۱۲۰۲ھ الکرام
ہست خورشید ۱۲۷۰ھ معلّی رحلتش — ذات ۱۲۷۰ھ حقانی است ہم اے نیکنام
فیضِ ۱۲۷۰ھ فقر است و دگر شیخ ۱۲۷۰ھ رفیع — سال وصل آں فقیر نیکنام
کن بیان تاریخ منظور جمال ۱۲۷۰ھ — ہم بخوان ابرِ سخاوت ۱۲۷۰ھ والسلام

(۹۸) شاہ احمد سعید[1] مجددی قدس سرہٗ

فرزند و خلیفہ و جانشین حضرت شاہ ابو سعید مجددی کے تھے، تربیت و تکمیل شاہ

---

[1] حضرت شاہ احمد سعید دہلوی ۱۲۱۷ھ میں رام پور میں پیدا ہوئے، تمام مروّجہ علوم اپنے زمانے کے نامی گرامی اساتذہ سے پڑھے، حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ سے منسلک ہو گئے ۱۸۵۷ء کے ہنگامہ میں حرمین الشریفین چلے گئے اور وہیں ۱۲۷۷ھ میں (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

غلام علی سے پائی' بعد وفات شاہ ابوسعید کے چند سال دہلی میں رہ کر بہدایت خلق مصروف رہے' آخر جب شورش فوج انگریزی ۱۸۵۷ء میں ہوا اور تمام شہر (دہلی) تہ و بالا ہو گیا تو حضرت بھی مع عیال و اطفال وطن چھوڑ کر بیت اللہ کو چلے گئے اور وہاں ہی سکونت رکھی اور ایک ہزار دو سو ستتر (۱۲۷۷ھ) ہجری میں وہاں ہی فوت ہوئے' حضرت کے دو صاحبزادے حافظ عبدالغنی و عبدالمغنی باقی رہے[1] جواب تک وطن واپس تشریف نہیں لائے اور وہاں ہی قیام پذیر ہیں۔

(۹۹) سیّد امام علی شاہ سامری الحسنی الحسینی نقشبندی مجددی قدس سرہٗ

آخری زمانہ میں یہ بزرگ گویا قطب وقت و چشمہ فیض تھے' شجرہ ان کا چھ واسطے کے ساتھ حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی کے ساتھ ملتا ہے' اس طرح پر کہ سیّد

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) انتقال کیا' جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ آپ سے خلق کثیر نے ظاہری و باطنی استفادہ کیا' آپ کے صاحبزادوں میں سے حضرت محمد مظہر (ف ۱۳۰۱ھ) نے مدینہ منورہ میں ایک خانقاہ "رباط مظہر" بنائی تھی' جواب تک قائم ہے' حضرت شاہ احمد سعید کی تصانیف میں سے (۱) مکتوبات بنام مولانا دوست محمد قندھاری مطبوعہ (۲) اربعہ انہار مطبوعہ (۳) فوائد ضابطہ (۴) حق المبین فی ردِ الوہابین (۵) سعید البیان فی مولد سیّد الانس والجان' اُردو (۶) ذکر شریف (۷) تحقیق مسائل اربعین قلمی ذخیرہ آذر کتابخانہ دانش گاہ پنجاب (۸) رسالہ مراقبات و رسالہ طریق بذکر حق سبحانہٗ و رسالہ مراقبات کرم خوردہ' مخزونہ کتاب خانہ دانش پنجاب' ذخیرہ آذر۔

ملاحظہ ہو:

(۱) محمد مظہر بن شاہ احمد سعید: مناقب احمدیہ و مقامات سعیدیہ (احوال و مقامات شاہ احمد سعید) دہلی ۱۲۸۲ھ

(۲) معصوم شاہ مجددی: ذکر السعیدین فی سیرت الوالدین' مطبوعہ

(۳) احمد علی شوق: تذکرہ کاملان رام پور

(۴) ابوالحسن: مقامات گل محمدیہ مدراس ۱۳۰۷ھ

(۵) عبدالحی: نزہۃ الخواطر ۷/۴۰-۴۲

[1] حضرت شاہ احمد سعید کے چار صاحبزادے تھے: عبدالرشید' عبدالحمید' محمد مظہر' محمد عمر (مقامات خیر ۹۴)

Marfat.com

امام علی مرید وخلیفہ میراں شاہ حسین[1] اور وہ مرید شیخ حاجی احمد مجددی اور وہ مرید خواجہ حاجی محمد زمان[2] اور وہ مرید خواجہ ذکی اور وہ مرید خواجہ عبدالاحد اور وہ مرید شیخ محمد معصوم اور وہ مرید وخلیفہ اپنے والد ماجد شیخ احمد مجدد الف ثانیؒ کے اور سید امام علی نے عہد طفولیت وشباب میں علومِ ظاہری وباطنی کے حاصل کرنے میں کمال کوشش کی اور بارِ ریاضت اپنے سر پر اُٹھایا اور بعد وفات میراں شاہ حسین کے مسند ارشاد پر متمکن ہو کر قبولِ عظیم حاصل کیا' ہزارہا طالبانِ خدا ان کی خدمت میں آئے' خلیفے ان کے اقالیم دور دراز میں پہنچ کر بہدایت خلق مصروف ہوئے' لنگر آپ کا اس قدر جاری ہوا کہ صدہا مسافر وغریب ومحتاج دو وقتہ روٹی حضرت کے لنگر سے کھاتے تھے' حضرت کی ذات بابرکات شفائے بیماراں و حاجت روائے حاجت منداں تھی جو سائل وطالب کسی مطلب کا حضرت کے درِ دولت پر آیا' خالی نہ گیا' ولادت باسعادت حضرت کی سنہ ایک ہزار دو سو بارہ میں اور وفات تیرھویں ماہ شوال سنہ ایک ہزار دو سو بیاسی ہجری میں واقع ہوئی اور روضہ منورہ موضع رتڑ چھتڑ[3]

---

[1] سید شاہ حسین معروف بہ بھوہرے والاؒ کا سلسلہ نسب حضرت نبی کریم ﷺ سے ملتا ہے' آپ نے مروّجہ علوم کی تحصیل پشاور میں کی تھی' حضرت حاجی احمد ساکن قلات سے خرقۂ خلافت حاصل کیا اور پنجاب کو فیض یاب کیا' سیّد شاہ حسین نے ۱۲۲۴ھ میں انتقال کیا' خود امام علی شاہ صاحب نے "مرشد مخدومی" سے سال وفات نظم کیا۔

(مراۃ المحققین ص ۶' ۷' ۱۱' ۱۶' ۲۴' ۲۵' ۲۶' ۲۷' ۲۸' ۴۱' ۴۲' ۴۵)

[2] یہاں سے کچھ نام رہ گئے ہیں۔ حاجی محمد زمان مرید شیخ محمد وہو مرید خواجہ محمد حنیف وہو مرید خواجہ محمد سعید وہو مرید شیخ عبدالاحد قدس اسرارہم (قائم الدین: ذکر مبارک ۳۷ حصہ اوّل)

[3] ۱۲۷۰ھ میں رتڑ چھتڑ (ضلع گورداسپور' مشرقی پنجاب) کا نام تبدیل کر کے مکان شریف رکھا گیا (ایضاً حصہ اوّل ۹۳)

ملاحظہ ہو: (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

ضلع گورداسپور میں ہے' حضرت کی وفات کے بعد سیّد صادق علی شاہ ان کے فرزند ارجمند مسند ارشاد پر متمکن ہوئے جو اپنے والد کی طرح کمال خلیق و خوش خلق و مہمان نواز و صاحب دولت و جاہ ہیں' حق سبحانہ تعالیٰ نے جامۂ فقر میں ان کو بادشاہت بخشی ہے' لاہور میں ایک سنار کی عورت کو سخت آسیب تھا' ایسا کہ رات کو وہ اپنے گھر والوں سے بے خبر باہر نکل جاتی' جب دن میں وہ تلاش کرتے تو کبھی کسی چاہ میں لٹکی ہوئی اور کبھی کسی قبر کی مغاک میں چھپی ہوئی دستیاب ہوتی اکثر اوقات وہ آسیب ان کے گھر کی دیواروں کو گرادیتا' کبھی چھت گھر کی ازخود گر پڑتی' غرض نہایت سخت حالت میں گرفتار تھی' آخر وہ اس عورت کو لے کر سید امام علی شاہ کی خدمت میں حاضر ہوئی' جب مسکن مبارک سے ایک کوس کے فاصلہ رہ گیا' عورت ہوش میں آ گئی اور آسیب ازخود رفع ہو گیا' جب وہ سنار عورت کو لے کر روبرو گیا تو حضرت نے بے دریافت حال ارشاد کیا کہ اب دشمن تمہارا خدا کے حکم سے دفع ہو گیا ہے باطمینانِ خاطر گھر کو چلے جاؤ چنانچہ وہ لاہور کو چلے آئے' سید صادق علی شاہ کی زیارت سے مؤلف کتاب بھی مستفید ہوا ہے' سبحان اللہ! کیا کہنا ہے' نہایت بزرگ اور باخدا مرد ہیں' درود شریف کا ذکر اکثر اوقات ان کی مجلس میں ہوتا ہے اور ذکر نفی و اثبات دائمی ورد ہے' اس سال میں حضرت کا جوان لڑکا فوت ہو گیا' حضرت نے کمال صبر کیا اور کسی طرح کی شکایت زبان پر نہ لائے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) (۱) امام علی شاہ: مراۃ المحققین (حالات و ملفوظات شاہ حسین بھوہرے والا قدس سرہٗ) مطبوعہ لاہور (س۔ن)

(۲) قائم الدین: ذکر مبارک (احوال اعیان مکان شریف) امرتسر ۱۹۴۰ء

(۳) محمد الدین: باغ اولیائے ہند لاہور ۱۹۲۸ء' ص ۷۰۔۷۱

(۴) محمد ابراہیم قصوری: خزینۂ معرفت' شرقپور۔ ۷۹۔۸۸

(۵) ہدایت علی نقشبندی: معیار السلوک

(۱۰۰) شیخ محمود[1] شاہ نقشبندی مجددی لاہوری قدس سرہٗ

یہ بزرگ خداپرست عابد اور زاہد لاہور میں سکونت پذیر تھا' طریق احمدیہ مجددیہ میں شیخ عبدالکریم مجددی سے اس کو فیض پہنچا اور شیخ عبدالکریم کو خرقہ اجازت شاہ غلام علی دہلوی سے ملا' لاہور کے رہنے والے طالبانِ خدا اکثر ان کی خدمت میں جا کر فائدہ حاصل کرتے تھے اور وہ تمام عمر مجردانہ گوشۂ عبادت و ریاضت میں گوشہ نشین رہے' آخر سال ایک ہزار دو سو اسّی ہجری میں فوت ہوئے اور متصل مقبرہ جھولن شاہ کے مدفون ہوا اور روضۂ منورہ ان کا زیارت گاہ خلق اللہ ہے۔

☆☆☆☆☆

---

[1] نور احمد چشتی نے لکھا ہے کہ آپ نے اپنا رہائشی مکان فروخت کر کے اپنا مقبرہ بنوایا تھا (ص ۳۸۳) سیّد محمد لطیف نے آپ کا سالِ وصال ۱۸۶۶ء/۱۲۸۳ھ لکھا ہے' ص ۱۵۸

ملاحظہ ہو:

(۱) کنھیا لال: تاریخ لاہور ۱۸۸۴ء۔ ص ۲۶۴

(۲) محمد لطیف: لاہور۔ ۱۵۸

(۳) نور احمد چشتی: تحقیقات چشتی ۳۸۳

چوتھا چمن

خاندانِ سہروردیہ کے مشائخ کے تذکرہ وغیرہ میں

واضح ہو کہ آغاز اس سلسلہ عالیہ کا حضرت سیّد الطائفہ جنید بغدادی سے ہے' جن سے فیض حضرت ممشاد علو دینوی نے پایا' اُن سے شیخ رویم نے اُن سے شیخ علی رودیاری نے اُن سے شیخ احمد اسود دینوری نے' اُن سے شیخ ابوعبداللہ خفیف نے' اُن سے شیخ ابوالقاسم گورگانی نے' اُن سے شیخ ابوبکر نساج نے' اُن سے شیخ احمد غزالی برادر امام محمد غزالی نے' ان سے شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب سہروردی نے' اُن سے شیخ وجیہہ الدین سہروردی نے ان سے شیخ شہاب الدین عمر سہروردی نے فیض پایا' اُن سے شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی نے جن کا ذکر لکھا جاتا ہے۔

(۱۰۱) شیخ الشیوخ بہاء الدین[1] زکریا قریشی ملتانی قدس سرہٗ

عظمائے مشائخ خاندانِ سہروردیہ و کبرائے اولیائے ولایت ہند سے ہے۔

---

[1] حضرت بہاء الدین زکریا ملتانیؒ ۵۶۶ھ/۱۱۷۰ء میں کوٹ کروڑ' ملتان میں پیدا ہوئے۔
(نور احمد فریدی: تذکرہ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی ص ۸۸ بحوالہ سید جلال بخاری)
حضرت ملتانیؒ کی تصانیف میں سے ایک کتاب الاوراد موجود ہے۔ اس کی شرح مولانا علی بن احمد غوری مرید حضرت شاہ رکن عالم ملتانیؒ نے کی تھی' اس کا ایک خطی نسخہ مکتوبہ در سمرقند بسال ۸۵۴ھ بخط شمس الدین احمد بن مولانا صدر الدین راقم محمد اقبال مجددی کے کتب خانہ کی زینت ہے' اس قدیم نسخہ سے بھی ڈاکٹر مولوی محمد شفیع کے اس شبہ کی تردید ہوتی ہے کہ یہ اوراد شیخ شہاب الدین سہروردی کے ہیں اور شارح نے صاف طور پر بہاء الحق والشرع والدین لکھا ہے اور کسی قاری نے مشکل الفاظ کے معنی الفاظ کے نیچے ہی لکھ دیئے ہیں۔ پیشِ نظر نسخہ میں ''بہار'' کے نیچے ''تابندہ'' لکھا ہوا ہے۔ حضرت کے ملفوظات میں سے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) خلاصۃ العارفین اور ایک غیر معروف غیر مطبوعہ نسخہ ملفوظات' مخدومی مولوی محمد شمس الدین مرحوم کے کتب خانہ میں موجود تھا' ملک لطیف مرحوم نے رسالہ صحیفہ لاہور ۱۹۷۰ء میں شائع کر دیا تھا' اب یہ نسخہ بھی ملک صاحب کے کتب خانہ میں ہے' حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ نے ۶۶۱ھ میں وصال فرمایا۔ سالِ وفات میں اختلاف ہے۔ لطائف اشرفی ۶۶۶ھ' اخبار الاخیار ۶۶۱ھ' گلزار ابرار ۶۶۶ھ' لیکن ان میں ہمارے نزدیک صحیح ۶۶۱ھ ہے۔

حضرت کے سلطان شمس الدین التتمش کے ساتھ اچھے تعلقات تھے' سلطان قباچہ کے مقابلہ میں آپ نے التتمش کی حمایت کی تھی اور التتمش کی درخواست پر شیخ الاسلام کا عہدہ بھی قبول کر لیا تھا۔ (خلیق احمد نظامی: سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات' ص ۱۱۴۔۱۱۶) ر۔ک

(۱) خلاصۃ العارفین: اُردو ترجمہ' مطبوعہ لاہور ۱۹۰۹ء' متن مطبوعہ مرکز تحقیقات فارسی' اسلام آباد

(۲) ملفوظات حضرت بہاء الدین زکریا ملتانیؒ قلمی مملوکہ مخدومی شمس الدین مرحوم لاہور

(۳) علی بن احمد الغوری: کنز العباد فی شرح الاوراد قلمی مکتوبہ در سمرقند ۸۵۴ھ مملوکہ محمد اقبال مجددی' لاہور

(۴) شرف الدین قریشی: جامع الکرامات' اُردو ترجمہ از سید فرزند علی' بہاول پور ۱۹۱۵ء

(۵) عبدالقادر ٹھٹھوی: حدیقۃ الاولیاء ۱۰۱۶ھ مرتبہ سیّد حسام الدین راشدی' سندھی ادبی بورڈ حیدرآباد سندھ ۱۹۶۷ء' ص ۱۷۔۱۹

(۶) دارا شکوہ: سفینۃ الاولیاء ص ۱۱۴۔۱۱۵

(۷) جمالی دہلوی: سیر العارفین ص ۱۶۔۴۴

(۸) نظام الدین دہلوی' خواجہ حضرتؒ: فوائد الفواد جامع خواجہ حسن سجزی (بامداد اشاریہ)

(۹) عبدالحق دہلوی: اخبار الاخیار ص ۲۶۔۲۸

(۱۰) اشرف جہانگیر سمنانیؒ: لطائف اشرفی جامع نظام غریب یمنی جلد اوّل ص ۳۸۳۔۳۸۴

(۱۱) نور احمد فریدی: تذکرہ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانیؒ' مطبوعہ

(۱۲) شمیم زیدی: احوال و آثار حضرت بہاء الدین زکریا ملتانیؒ و تصحیح خلاصۃ العارفین' مطبوعہ اسلام آباد

(۱۳) محمد ہاشم ٹھٹھوی' مخدوم: بیاض' قلمی مخزونہ کتب خانہ گنج بخش مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان' اسلام آباد۔

Marfat.com

شاہ قریشی مکہ معظمہ سے خوارزم میں آئے' وہاں سے ملتان میں آ کر قیام کیا' ان کے گھر میں شیخ وجیہہ الدین پیدا ہوئے' جن کو خداوندِ حقیقی نے کمالاتِ ظاہری و باطنی سے آراستہ کیا' وجیہہ الدین کی شادی مولانا حسام الدین ترمذی کی دختر سے ہوئی جو موضع کوٹ کروڑ میں سکونت پذیر تھے' حضرت شیخ بہاء الدین مولانا وجیہہ الدین کے گھر پانچ سو اٹھہتر سنہ ہجری میں پیدا ہوئے' بارہ سال کی عمر میں اُنہوں نے قرآن حفظ کیا اور بعد وفات اپنے والد کے بخارا میں جا کر علم صرف ونحو و حدیث وتفسیر حاصل کیا' پھر حرمین الشریفین کا سفر کیا اور پانچ سال مدینہ منورہ میں رہ کر بہت سے علما وفضلا ومشائخ سے فیض پایا' پھر بیت المقدس میں پہنچے' وہاں سے بغداد کو آئے اور حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کے ہاتھ پر بیعت کر کے اٹھارہ روز کے عرصہ میں خرقہ خلافت حاصل کیا اور ملتان کو مامور ہوئے' ملتان میں آ کر شاہانِ وقت اور خاص و عام حضرت کی بیعت میں داخل ہوئے اور دولتِ ظاہری و باطنی ان کے نصیب ہوئی' ہزاروں خادم حضرت کی بارگاہِ فلک پائگاہ پر حاضر رہتے' سینکڑوں کرامات وخوارق حضرت کی ذات بابرکات سے ظاہر ہوئیں' جن کی تشریح کتب اخبار میں درج ہے' لکھا ہے کہ ایک روز حضرت فرید پاک پٹنی ملتان میں خواجہ بہاء الدین کے پاس تشریف رکھتے تھے' عند التذکرہ حضرت نے پوچھا کہ آپ نے اس قدر مجاہدہ و ریاضت میں کہاں تک رسائی پیدا کی ہے' آپ نے جواب دیا کہ ہاں اس قدر کہ ان کرسیوں کو جس پر ہم اور تم بیٹھے ہیں اگر میں کہوں تو ابھی ہوا میں پرواز کر جائیں' اتنی بات حضرت کی زبان سے نکلی ہی تھی کہ دونوں کرسیاں زمین سے اُٹھ کر ہوا کو پروانے کرنے لگیں' حضرت نے کرسیوں پر ہاتھ رکھ دیا اور فرمایا کہ یہ گفتگو بسبیل تذکرہ تھی نہ بسبیلِ ارشاد' تم اسی جگہ پر قائم رہو' لاکھوں آدمی حضرت سے مستفید طریقہ سہروردیہ ہوئے' آخر حضرت نے سال چھ سو

Marfat.com

چھیاسٹھ میں دنیائے ناپائدار سے سفر کیا اور ملتان میں مدفون ہوئے۔

قطعۂ تاریخ

بادشاہِ دین بہاؤ الدین ولی — پیر دنیا ہادیٔ دورِ زمان

عشق ۵۷۸ھ حق تولید او تحریر کن — عاشق ۶۶۶ھ صادق بگو ترحیل آن

شمع نور ۶۶۶ھ آمد وصال پاک او — نیز فتح دین ۶۶۶ھ بہاء الدین بخوان

(۱۰۲) شیخ صدر الدین[1] عارف خلف شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی قدس سرہٗ

یہ بزرگ فرزند و جانشین اپنے پدرِ بزرگوار شیخ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ کے

---

[1] حضرت شیخ صدر الدین عارف کے سالِ وفات میں اختلاف ہے۔ حضرت اشرف جہانگیر سمنانیؒ آپ کی ولادت ۶۱۱ھ اور وفات ۶۸۴ھ بتاتے ہیں (لطائفِ اشرفی جلد اوّل ص ۳۸۴) غوثی نے ۷۰۹ھ لکھا ہے (اذکار ابرار ص ۸۰ بشمار ''صدر الدین عارف'') فرشتہ نے ۶۷۷ھ (تاریخ فرشتہ ص ۴۱۱) لیکن خاندانی ریکارڈ میں ۷۰۹ھ ہی درج ہوا ہے جس سے غوثی کے بیان کی تصدیق ہوتی ہے۔

حضرت شیخ صدر الدین عارف اپنے والد بزرگ کی طرح ارشاد و تلقین کے ساتھ درس و تدریس کا شغل بھی فرماتے تھے' بقول حضرت مخدوم جہانیاںؒ شیخ العارف ہر مبتدی و منتہی کو بلا کسی امتیاز کے تعلیم دیتے تھے' تصریفِ جدولی آپ کی تصنیف ہے (الدر المنظوم ۲۸) آپ کے ملفوظات کنوز الفوائد کے نام سے شیخ ضیاء الدین نے جمع کیے تھے۔

(اقتباسات مشمولہ اخبار الاخیار ۵۹۔۶۱' میرٹھ ۱۲۷۷ھ) ر۔ک

(۱) اشرف جہانگیر سمنانی' شیخؒ: لطائفِ اشرفی جامع نظام غریب یمنی' جلد اوّل ۳۸۴

(۲) عبدالحق دہلویؒ: اخبار الاخیار ۵۹۔۶۱ (۳) جمالی دہلوی: سیر العارفین ۹۷۔۱۱۴

(۴) غوثی مندوی: اذکار ابرار' ترجمہ گلزار ابرار' ص ۷۹۔۸۰

(۵) فرشتہ: تاریخ فرشتہ' نولکشور ۴۱۱

(۶) عبداللہ خویشگی قصوری: معارج الولایت' قلمی ورق ۲۸۳ ب

(۷) عبدالقادر ٹھٹھوی: حدیقۃ الاولیاء ۲۱۔۲۴

(۸) نور احمد خاں فریدی: تذکرہ حضرت صدر الدین عارف' ملتان ۱۹۵۸ء

تھے' بعد وفات اپنے باپ کے مسند ارشاد پر بیٹھے اور ہزاروں طالبانِ خدا کو منزلِ مقصود تک پہنچایا چونکہ شیخ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ کے سات بیٹے تھے' ایک شیخ صدرالدین عارف' دوسرے شیخ برہان الدین' تیسرے شیخ ضیاء الدین' چوتھے شیخ علاء الدین' پانچویں شیخ شہاب الدین' چھٹے شیخ قدوۃ الدین' ساتویں شیخ شمس الدین' ان ساتوں نے بعد وفات باپ کے باپ کا ترکہ نقد وجنس آپس میں بحصص مساوی تقسیم کیا تو شیخ صدرالدین عارف کے حصہ میں ستر لاکھ تنکہ سرخ نقد سوائے اور اسباب پوشیدنی وزیور وغیرہ کے آیا' شیخ نے اسی روز وہ تمام نقد وجنس خدا کے واسطے غرباء ومساکین کو دے ڈالا' ایک خرمہرہ اس میں سے نہ لیا' اس بات سے اکثر لوگ جواُن کے دلی خیرخواہ تھے شیخ کو ملامت کرنے لگے کہ اس قدر دولت بے انتہا کو جوتم نے ایک روز میں برباد کر دیا ہے' اچھا نہیں کیا' یہ بات سن کر حضرت ہنسے اور فرمایا کہ میرے والد نے جو اس قدر خزانے جمع کیے اور خدا کے نام پر بھی دیا وہ دنیا پر غالب تھے' اس قدر دولت کے جمع ہونے نے ان کو کبھی خدا سے غافل نہ کیا اور میں ابھی اس رتبہ کو نہیں پہنچا ڈرتا ہوں کہ یہ دنیا مجھ کو خدا سے غافل نہ کر دے' وفات شیخ صدرالدین کی تیئسویں ذی الحجہ ۶۸۴ھ چھ سو چوراسی ہجری میں واقع ہوئی اور مزار پُر انوار ملتان میں ہے۔

(۱۰۳) سید جلال الدین شیر شاہ المخاطب بمیر سرخ بخاری اوچی قدس سرہٗ

یہ بزرگ حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی کے خلیفہ سید صحیح النسب جامع سیادت ونجابت و زہد و ریاضت و شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت تھے اور ہندوستان جنت نشان میں تمام سادات ومشائخ وامراء وسلاطین بسبب صحت حسب ونسب ان کے ان سے با ادب پیش آتے' شجرہ آبائی ان کا چند واسطہ درمیانی کے بعد حضرت امام تقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ اس طرح پر ملتا ہے کہ حضرت سیّد

جلال الدین میر سرخ بخاری بن سید ابوالموید علی بن سید جعفر بن سید محمد بن سید محمود بن سید احمد بن سید عبداللہ بن سید علی اصغر بن سید جعفر ثانی بن امام محمد تقی اور سید علی اصغر' ساتواں جد حضرت کا دو صاجزادہ سید عبداللہ و سید اسماعیل رکھتا تھا اور سید عبداللہ کی اولاد سے خاندان سادات بخاری اور سید اسماعیل کی اولاد سے خاندان سادات بھاکھری ظاہر ہوا اور صاحب مظہر جلالی[1] لکھتا ہے کہ سیّد جلال میر سرخ بخاری مادر زاد ولی تھے' ایک روز لڑکپن کی عمر میں لڑکوں کے ساتھ کھیل رہے تھے ناگاہ گزر آپ کا شہر کے باہر ایک جگہ پر ہوا' جہاں کسی میت کا جنازہ رکھ کے نماز پڑھتے تھے' حضرت ان کے پاس گئے اور پوچھا کہ یہ کیسا مجمع ہے؟ لوگوں نے کہا. اس مردہ کی نماز جنازہ پڑھتے ہیں' کہا کہ نماز پڑھ کر پھر کیا کرو گے؟ کہا کہ اس کو زمین میں دفن کر دیں گے' یہ بات سن کر حضرت جلالؒ جلال میں آ گئے اور نعرہ اللہ اکبر مار کے مُردہ کے منہ سے پردہ اُٹھایا اور فرمایا: ''قُم باذن اللّٰہ'' مُردہ فی الفور جی اُٹھا اور چالیس برس تک زندہ رہا اور روایاتِ صحیح سے ثابت ہوا ہے کہ حضرت کے پانچ فرزند تھے' اوّل سیّد علی' دوم سیّد جعفر جو بخارا کے بادشاہ کی لڑکی کے پیٹ سے پیدا ہوئے' ان دونوں نے اپنے نانا کے پاس پرورش پائی اور ان میں سے سیّد جعفر بخارا میں سکونت پذیر رہا پھر ہندکو نہ آیا' تیسرے سیّد احمد کبیر' بی بی فاطمہ سیّد بدرالدین بھاکھری کی لڑکی کے بطن سے' چہارم سید صدرالدین محمد غوث' پنجم سیّد بہاء الدین احمد المشہور محمد معصوم بی بی طاہرہ سیّدہ کے بطن سے تھا' یہ پانچویں فرزند حضرت کے پنج بنائے اسلام کی طرح صاحب مقامات عالیہ تھے' ولادت باسعادت حضرت کی سنہ پانچ سو پچانوے اور وفات انیسویں جمادی الاوّل سنہ چھ سو نوّے میں واقع ہوئی اور مزار اوچ میں ہے۔

[1] مظہر جلالی حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت بخاری کے ملفوظات کا ایک مجموعہ ہے' جس کا قلمی نسخہ مخدوم نو بہار شاہ' سجادہ نشین اوچ کے پاس ہے (مخدوم جہانیاں مؤلفہ محمد ایوب قادری ص ۲۰۱_۲۰۳)

Marfat.com

قطعۂ تاریخ

چو رفت از جہاں در بہشتِ بریں — جلال ولی صاحب حال و قال
بتاریخ او میر ۶۹۰ھ دولت بگو — وگر قبلہ اہل جنت ۶۹۰ھ جلال [1]

(۱۰۴) شیخ احمد معشوق الٰہی قدس سرہٗ

یہ بزرگ شیخ صدرالدین عارف کے خلفاء میں سے صاحب مراتب بلند و مقامات ارجمند تھا' اس کا باپ میر قندھاری شہر قندھار میں دکان سوداگری کرتا چونکہ یہ شخص دائم الخمر و مسکور تھا اس نے اپنے پاس سے کچھ مایہ دے کر نکال دیا اور کہا کہ کسی شہر میں جا کر دکان علیحدہ کر اور اپنے گزارہ کے لیے تجارت کا سامان بنا چنانچہ یہ قندھار سے نکل کر ملتان میں آیا اور دکان تجارت کی جاری کی' ایک روز حضرت شیخ صدرالدین سوار چلے جاتے تھے' راہ میں جاتے ہوئے نظرِ فیض اثر شیخ احمد پر جا پڑی جب خانقاہ میں پہنچے اس کو خدمت میں بلایا اور اپنے شربت میں سے پس ماندہ شربت اس کو عطا کیا' شربت کو پیتے ہی ناسوت و ملکوت اس پر منکشف ہو گیا فی الفور بصدق باطن مرید ہوا' دکان کا سامان اسی وقت غرباء و فقراء میں تقسیم کر دیا اور سوائے ایک تہبند کے کچھ باقی نہ رکھا' سات برس تک حضرت کی خدمت میں حاضر رہ کر تکمیل پائی اور مخاطب بخطاب شیخ احمد معشوق الٰہی ہوا' تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے کہ حالت جذب و عشق شیخ احمد کے اس درجہ تک پہنچ گئے تھے کہ دنیا و اہل دنیا سے محض بے خبر تھا اور مدہوشی اس قدر تھی کہ نماز پنجگانہ بھی ادا نہیں ہو سکتی تھی' علمائے وقت نے ترکِ نماز کے سبب سے اس سے ناراض ہو کر اس پر فتویٰ لکھا کہ یہ واجب التعزیر ہے' مواخذے کے وقت شیخ نے جواب دیا کہ میں نماز نہیں پڑھ سکتا' اگر تم کہو تو پڑھتا ہوں' مگر میں اس میں سورۃ فاتحہ نہیں پڑھوں گا'

---

[1] سید جلال الدین میر سرخ بخاری کے احوال پر ایک اہم مخطوطہ احوال و مقامات شیخ جلال سرخ بخاری خلیفہ محمد رمضان نے فارسی میں ۱۳۳۵ھ/ ۱۹۱۶ء کو تالیف کی' جس کا خطی نسخہ خلیل الرحمٰن داؤدی مرحوم کے پاس دیکھا تھا۔

Marfat.com

علماء نے فرمایا کہ سورۃ فاتحہ کے پڑھے بغیر نماز نہیں ہوتی، تم کو یہ سورۃ ضرور پڑھنی ہوگی کہا: اچھا اور ساری سورۃ پڑھوں گا" "ایاك نعبد وایاك نستعین" نہیں پڑھوں گا" علماء نے کہا کہ سوائے اس آیت کے سورۃ کا پڑھنا جائز نہیں پس وضو کرانا شروع کیا تو بہت مشکیزے پانی کے صرف ہو گئے، مگر شیخ کے ہاتھوں پر پانی رواں نہ ہوا، جو پانی ہاتھ پر پڑتا فوراً خشک ہو جاتا، علماء نے شیخ کو پانی میں غوطہ دے دیا، غوطہ کے وقت دریا کا پانی ایسا ابلا جس طرح دیگ دیگدان پر اُبلتی ہے، جب وضو ہو چکا اور شیخ نماز پر کھڑے ہوئے اور "ایاك نعبد وایاك نستعین" زبان سے نکلا تو تمام جسم پھٹ گیا اور بال بال سے خون جاری ہو کر کپڑے تر ہو گئے، فی الفور نماز توڑ دی اور کہا کہ اے بھائیو! اب تو میں حائض عورت ہو گیا ہوں اور حیض والی عورت کو نماز معاف ہے، یہ حالت دیکھ کر علماء نے ان کو معذور سمجھ کر معاف رکھا، وفات ان کی سال سات سو تیس میں ہوئی اور مزار پر انوار ملتان میں ہے۔[1]

(۱۰۵) شیخ رکن الدین[2] ابوالفتح بن شیخ صدرالدین بن شیخ ...... بہاء الدین زکریا ملتانی قدس سرہ

یہ حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی کے پوتے، صاحب کشف و کرامات جامع

---

[1] احمد معشوق الٰہی پر ہمارا مقالہ دانشنامہ شبہ قارہ، تہران میں شامل ہے۔

[2] حضرت شاہ رکن عالم ملتانیؒ بقول حضرت اشرف جہانگیر سمنانیؒ بروز جمعہ ۶۴۷ھ کو پیدا ہوئے اور ۷۳۵ھ میں انتقال کیا، فرماتے ہیں: ولادت یوم الجمعه من سنة سبع واربعین وستعمایة وکان مدة حیاتهٔ ثمان ثمانین سنة واقام فی سجاده ووجده بعد ابیه اثنین وخمسین سنة ثم ارتحل الی دار الوصل فی لیلة الجمعه..... التاسع من جمادی الاوّل سنه خمس وثلثین وسبعمائة۔ (لطائف اشرفی جلد اوّل ص ۳۸۴)

آپ حضرت شیخ صدرالدین بن حضرت بہاء الدین زکریاؒ کے صاحبزادے تھے، آپ کو اپنے زمانے میں بڑا عروج حاصل ہوا، سلطان علاء الدین خلجی آپ کا بڑا معتقد تھا، حضرت اس کی زندگی میں دہلی بھی گئے...... (جمالی: سیر العارفین حصہ دوم ص ۲) (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

علوم ظاہری و باطنی مظہر انوارِ شریعت و طریقت تھے' حضرت کی والدہ کا نام بی بی راستی تھا جو اپنے وقت میں رابعہ وقت تھیں' ان کے ایام حمل میں جب بی بی راستی

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) سلطان نے نذر پیش کی' ملتان میں کشلو خاں نے بغاوت کی اور محمد تغلق نے اسے شکست دے کر ملتان میں خون کی ندیاں بہانے کا حکم دیا تو حضرت شاہ رکن عالم ننگے پاؤں بادشاہ کے پاس سفارش کے لیے گئے (عصامی: فتوح السلاطین ص۴۴۳) آپ کی تعلیمات آپ کے بزرگ خلفاء کی تصانیف فتاویٰ صوفیہ از فضل اللہ بن ایوبؒ مجمع الاخبار اور کنز العباد فی شرح الاوراد حضرت بہاء الدین زکریاؒ قلمی مملوکہ محمد اقبال مجددی' آپ کے ملفوظات کا ایک خطی نسخہ پروفیسر قریشی احمد حسین احمد صاحب گجرات کے کتب خانہ میں ہے۔

آپ کے نامور خلفاء میں سے مولانا ظہیر الدین' سلطان حمید الدین حاکم' شیخ فخر الدین عراقی' مخدوم جہانیاں جہاں گشت بخاری' شیخ سماء الدین دہلوی وغیرہ قابل ذکر ہیں:

(۱) برنی: تاریخ فیروز شاہی' اُردو ترجمہ ڈاکٹر معین الحق ص۳۷۳۔۴۹۸۔۵۰۷۔۵۰۸۔۵۱۹۔۵۷۲۔۶۸۳۔۷۸۵

(۲) ملفوظات شاہ رکن عالم ملتانیؒ۔ خطی مملوکہ پروفیسر قریشی احمد حسین احمد' گجرات

(۳) اشرف جہانگیر سمنانی: لطائف اشرفی' جلد اوّل ۳۸۴

(۴) جمالی: سیر العارفین حصہ دوم ص۳

(۵) عصامی: فتوح السلاطین' مدراس ۱۹۴۸ء' ص۴۴۳

(۶) میر مبارک خرد: سیر الاولیاء ص۱۳۶

(۷) جمال الدین ابوبکر: تذکرہ قطبیہ مرتبہ نامی' لاہور ۱۹۵۲ء

(۸) عبدالحق دہلوی: اخبار الاخیار ص۶۱۔۶۴

(۹) غوثی مندوی: اذکار ابرار' ص۵۸۔۶۱

(۱۰) شہر اللہ: تذکرہ حمیدیہ ترجمۂ نامی' لاہور ۱۹۵۹ء

(۱۱) عبدالقادر ٹھٹھوی: حدیقۃ الاولیاء ۱۰۱۶ھ' مرتبہ راشدی

(۱۲) نور احمد خاں فریدی: تذکرہ شاہ رکن عالمؒ' ملتان ۱۹۶۱ء

(۱۳) خلیق احمد نظامی: سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات' ص۲۶۹۔۲۷۱

Marfat.com

شیخ بہاء الدین زکریا کی خدمت میں حاضر ہوتیں' وہ تعظیم کو اُٹھ کھڑے ہوتے' ایک مرتبہ بی بی نے دست بستہ ہو کر باعثِ تعظیم بخلاف عادت بزرگان دریافت کیا' حضرت نے فرمایا: یہ تعظیم تیرے واسطے نہیں بلکہ اس شخص کے واسطے ہے جو تیرے بطن عفت میں ہے کہ وہ ایک آفتاب اوج ولایت و ماہتاب برجِ شرافت ہو گا' بعد وفات پدر بزرگوار کے جب شیخ رکن الدین مسندِ ارشاد پر بیٹھے تو ہزاروں طالبانِ خدا حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی مراد کو پہنچے اور حضرت کو دولت ظاہری و باطنی نصیب ہوئی' سلاطین وقت حضرت کی خدمت کو اپنا فخر جانتے تھے' سیر کی کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک روز حضرت بعمر خُردسالی اپنے والد کے ہمراہ جنگل کی سیر کو گئے' وہاں ایک ہرنی کو دیکھا کہ ایک بچہ شیر خوار اس کے پیچھے ہے اور دوڑی جاتی ہے' حضرت کو اس بچہ کی صورت پسند آئی اور باپ سے عرض کی کہ ایسا بچہ ہم کو منگوا دو' چونکہ ہرنی اور بچہ دونوں چلے گئے تھے' حضرت نے فرمایا کہ وہ بچہ اپنی ماں کے ساتھ چلا گیا ہے' اب نہیں آ سکتا' شیخ بہ تقاضائے عمر رونے لگے' ان کو روتا دیکھ کر والد متوجہ ہوئے' فی الفور ہرنی معہ بچہ جنگل سے نکل کر روبرو آ کھڑی ہوئی' شیخ اس کے آنے سے بہت خوش ہوئے اور ہرنی کو مع بچہ اپنے گھر لے آئے' اسی طرح حضرت کے خوارق کتابوں میں بہت لکھے ہیں' دنیا اور دین کا حاجت مند جو ان کی خدمت میں آتا خالی نہ جاتا' اس لیے لوگ ان کو قبلہ حاجات کہتے تھے' تمام عمر حضرت کی ہدایت و ارشاد میں گزری' آخر جب حضرت کے فوت کے دن قریب پہنچے تو تین ماہ اول حجرہ میں شب و روز خدا کی عبادت میں خلوت گزیں رہتے' سوائے ادائے نماز پنجگانہ فریضہ کے باہر نہ آتے' آخر سولھویں ماہ رجب ۷۳۵ھ سات سو پینتیس بعد نماز عصر مولانا ظہیر الدین کو حضرت نے روبرو بلایا اور حکم دیا کہ سامان تجہیز و تکفین مہیا کرے' پھر نمازِ مغرب میں امام ہو

Marfat.com

کر نماز پڑھائی اور نوافل کی اخیر رکعت کے سجدہ میں جان عزیز خداوند جان آفریں کو سونپ دی، حضرت لاولد تھے، ان کی وفات کے بعد محمد اسماعیل ان کے بھائی کی اولاد سجادہ نشین ہوئی، روضہ منورہ حضرت کا ملتان میں زیارت گاہ خلق ہے۔

(۱۰۶) شیخ حمید الدین ابوالحاکم قریشی ہکاری سہروردی قدس سرہٗ

یہ بزرگ حضرت رکن الدین ملتانیؒ کے خلیفہ تھے، سلطان التارکین ان کا خطاب تھا، ان کا شجرۂ نسب حضرت ابوسفیان بن حارث اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ اس طرح پر ملتا ہے کہ شیخ حمید الدین بن سلطان بہاء الدین بن قطب الدین بن رشید الدین بن ابوعلی بن شیخ المشائخ ابراہیم[1] ابوالحسن علی ہکاری بن شیخ محمد بن شیخ یوسف بن شیخ شریف عمر بن شیخ عبدالوہاب بن ابوسفیان بن حارث، ان کا جدِ بزرگوار قطب الدین خطہ کیچ ومقران کا بادشاہ تھا اور نانا ان کا سیّد احمد تختہ لاہوری مقتدائے زمانہ وپیشوائے اہلِ طریقت تھا، جن کا حال چھٹے باب میں تحریر ہوگا، ان شاء اللہ تعالیٰ! شیخ حمید الدین نے سلطنتِ ظاہری ترک کر کے خرقہ فقر کا پہنا اور کمال کو پہنچے، ولادت حضرت کی بقول شیخ شہر اللہ صاحب تذکرہ حمیدیہ[2] تاریخ

---

[1] یہاں شجرہ نسب درست نہیں ہے۔ خاندانی ماخذ اذکار قلندری میں ہے۔
سلطان حمید الدین حاکم بن سلطان بہاء الدین بن سلطان قطب الدین بن رشید الدین بن ابوعلی بن شیخ محمد موسیٰ بن ابوطاہر بن ابراہیم ابوالحسن علی ہاشمی ہکاری بن شیخ محمد بن شیخ یوسف بن شیخ شریف محمد عمر بن شیخ عبدالوہاب بن حضرت زید بن ابوسفیان ملقب زید بن الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدالمناف۔ (فرح بخش: اذکار قلندری مرتبہ نامی، ص ۵۶۔۵۷)

[2] تذکرہ حمیدیہ (درحالات سلطان حمید الدین حاکمؒ) شیخ شہر اللہ رحمۃ اللہ بن تماجی بن کالو لانگاہ ملتانیؒ کی تصنیف ہے جو سلطان سکندر لودھی (ف ۹۲۳ھ/ ۱۵۱۷ء) کے عہد میں لکھی گئی، پیر غلام دستگیر نامی مرحوم نے اس کا اُردو ترجمہ لاہور سے ۱۹۵۹ء میں شائع کیا: (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

بارھویں ربیع الاوّل ۵۷۰ھ اور وفات بائیسویں ربیع الاوّل سن سات سو سینتیس ہجری میں واقع ہوئی اور عمر ایک سو سرسٹھ برس کی ہوئی اور بزرگانِ خاندان سہروردیہ سے کسی بزرگ نے اتنی عمر نہیں پائی جو حق تعالیٰ سے ان کو ملی، مزار پُر انوار حضرت کا موضع موعلاقہ ملتان میں زیارت گاہ خلق ہے۔

(۱۰۷) سیّد جلال الدین بخاری الملقب بمخدوم جہانیاں جہاں گرد بن سیّد احمد کبیر بن سیّد جلال الدین شیر شاہ میر سرخ بخاری اوچی قدس سرہٗ

ساداتِ بخاری میں سے یہ بزرگ چراغ خاندان مظہر انوار ربّانی مطلع تجلیّات سبحانی کاشف رموزِ طریقت ہادی طرائق حقیقت صاحب ارشاد پیشوائے اوتاد تھے، پہلے انہوں نے اپنے والد بزرگوار سیّد احمد کبیر[۱] کے ہاتھ پر بیعت کی

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو:

(۱) شہر اللہ: تذکرہ حمیدیہ قبل ۹۲۳ھ مطبوعہ لاہور ۱۹۵۹ء

(۲) حاکم حمید الدین: گلزار مرتبہ نامی، لاہور ۱۹۴۶ء

(۳) جمال الدین ابوبکر: تذکرہ قطبیہ ۹۵۲ھ مرتبہ نامی، لاہور ۱۹۵۲ء

(۴) قلندر شاہ: دیوان قلندر شاہ مرتبہ نامی، لاہور

(۵) فرح بخش فرحت: اذکار قلندری مرتبہ نامی، لاہور ۱۹۵۷ء

۱ سیّد احمد کبیر، حضرت شیخ صدر الدین عارفؒ کے مرید تھے۔ ۷۱۴ھ کے بعد انتقال کیا۔

(محمد ایوب قادری: مخدوم جہانیاں جہان گشت بخاریؒ ص ۸۲۔۸۵)

حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ کے اپنے معاصر سلاطین سے گہرے روابط تھے، آپ نے سیاست کو جس طریقہ سے آلودگیوں سے پاک کرنے کی کوشش کی، اس کی مثال بہت کم ملے گی، آپ کے ملفوظات کے مجموعے سیاسی، ثقافتی اور مذہبی تاریخ کے مآخذ کی حیثیت رکھتے ہیں، اب تک ان مجموعوں کا سراغ ملا ہے، الدر المنظوم، سراج الہدایہ، مقرر نامہ (مکتوبات) خزانہ جلالی، جواہر جلالی، مظہر جلالی، مناقب مخدوم اور فوائد المخلصین، جامع سید محمد جعفر توماسی، خطی نسخہ مخزونہ کتب خانہ دانش گاہ پنجاب نمبر ۱/۱۲۹۳/۴۳۴۶۔

Marfat.com

اور خرقہ خلافت طریقہ سہروردیہ پہنا' پھر شیخ صدرالدین المشہو رمحمد غوث سے فیضِ باطن حاصل کیا اور ان کے ارشاد سے بخدمت شیخ رکن الدین ابوالفتح ملتانی کے حاضر ہو کر مرید ہوئے اور تکمیل پا کر خرقہ خلافت حاصل کیا' پھر بیت اللہ کو سفر کیا اور شیخ الاسلام شیخ عفیف الدین عبداللہ مطری سے مکہ معظّمہ میں رہ کر فوائد ظاہری و باطنی حاصل کیے' پھر بقدم تجرید سیر تمام روئے زمین کی کی اور صدہا اولیاء اللہ سے فیض حاصل کر کے عارف یگانہ ومقتدائے زمانہ ہوئے' ہزارہا خوارق وکرامت ان سے سرزد ہوئے' جن کی تشریح کتب سیر میں لکھی ہے اور مظہر جلالی[1] میں لکھا ہے کہ جب حضرت مخدوم مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو شرفائے مدینہ نے ان کی سیادت کی سند طلب کی' حضرت روضۂ رسولؐ پر گئے اور کہا کہ السلام علیک یا رسول اللہ وابی وجدی! اندر سے بآوازِ بلند آواز آئی کہ علیک السلام یا ولدی یا قرۃ عینی۔ یہ کرامت دیکھ کر حضرت کی سیادت کے سب قائل ہوئے اور بزرگی آپ کی سب پر

---

[1] مظہر جلالی کا خطی نسخہ مخدوم نوبہار شاہ سجادہ نشین اوچ بخاری کے پاس ہے۔
(محمد ایوب قادری: مخدوم جہانیاں ۲۵۶) ر۔ک

(۱) اشرف جہانگیر سمنانیؒ: لطائف اشرفی' دہلی ۱۲۹۹ھ
(۲) عبدالحق دہلوی: اخبار الاخیار ۲۸۵۔۲۸۷
(۳) علاء الدین علی حسین: الدر المنظوم ترجمہ ملفوظ المخدوم' دہلی ۱۳۰۹ھ
(۴) شہر اللہ: تذکرہ حمیدیہ' مرتبہ نامی' لاہور ۱۹۵۹ء
(۵) عبدالواحد' میر بلگرامی: سبع سنابل' کانپور ۱۲۹۹ھ۔ص۲۷۔۳۰
(۶) تاج الدین احمد برنی: سراج الہدایہ قلمی مملوکہ محمد اقبال مجددی' لاہور
(۷) جمالی دہلوی: سیر العارفین ۲۲۳۔۲۳۷
(۸) سخاوت مرزا: تذکرہ مخدوم جہانیاں' دکن ۱۹۶۲ء
(۹) محمد ایوب قادری: مخدوم جہانیاں جہان گشت' کراچی ۱۹۶۳ء

ثابت ہوگئی' ولادت حضرت کی چہارم شعبان المعظم شب شنبہ سنہ سات سو سات او
وفات دہم ماہ ذی الحجہ روز عید اضحیٰ سنہ سات سو پچاسی میں وقوع میں آئی اور روضہ
بمقام اوچ زیارت گاہ خلق ہے۔

(۱۰۸) سیّد صدرالدین المعروف بشیخ راجن[1] قتال بن سیّد احمد کبیر بخاری اوچی قدس سرہٗ

یہ بزرگ حضرت سیّد جلال الدین مخدوم جہانیاںؒ کے بھائی تھے' خرقہ خلافت
انہوں نے اپنے باپ اور بھائی دونوں سے پایا' یہ ایک بزرگ تھے' جامع علوم
ظاہری و باطنی و عشق و محبت و تجرید و تفرید و شریعت و طریقت' دنیا و اہلِ دنیا سے

---

[1] حضرت راجو قتال کی ولادت ۲۰ شعبان ۷۶۰ھ/۱۳۵۹ھ میں ہوئی' حضرت مخدومؒ کے لقب راجو قتال کے بارے میں مناقب الولایت میں تحریر ہے کہ یہ لفظ راجن کتال ہے ''قتال نہیں''۔ یہ سریانی زبان کے لفظ ہے۔ جس کے معنی ''بزرگ'' اور راجن کے معنی ''ہیبت ناک'' ہیں لیکن دوسرے تذکروں میں ان کے لقب کی وجہ رعب و جلال بتائی گئی ہے اور اسی طرح آپ معروف ہوئے۔

حضرت راجو قتالؒ کے فیروز شاہ تغلق سے اچھے تعلقات تھے' آپ اس کے لشکر میں بھی رہے۔ بادشاہ نے آپ کو ایک گاؤں اور دو ہزار تنکے نقد پیش کیے۔ (الدر المنظوم ص ۳۵) تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو:

(۱) حامد گنج بخش: مناقب الولایت (درحالات شیخ راجو قتالؒ جو شیخ راجو قتال کی وفات کے فوراً بعد تالیف ہوئی) قلمی مملوکہ خلیفہ اللہ داد خاں صاحب' اوچ۔

(۲) عبدالواحد بلگرامی: سبع سنابل کانپور ۱۲۹۹ھ۔ ص ۴۷

(۳) جمالی دہلوی: سیر العارفین ۲۳۰۔۲۳۳

(۴) عبداللہ خویشگی قصوری: معارج الولایت ورق ۵۰۵۔الف

(۵) محمد ایوب قادری: مخدوم جہانیاں جہان گشت بخاری۔ ص ۲۳۱۔۲۳۶

(۶) خلیق احمد نظامی: سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات ۴۳۷

Marfat.com

حضرت کو کمال نفرت تھی' مخدوم جہانیاں ان کے حق میں اکثر فرمایا کرتے تھے کہ خالقِ حقیقی نے ہم کو خلقت کے ساتھ مشغول کیا ہے اور صدرالدین کو اپنی ذات کے عشق میں مستغرق کر رکھا ہے' ان کے خوارق جو کتابوں میں تحریر ہیں' بے شمار ہیں مگر لاکھوں میں سے ایک لکھے جاتے ہیں کہ جب حضرت مخدوم جہانیاں بمرضِ موت بیمار ہوئے نواہون نام ہندو عامل شاہی جو اوچ میں قیام پذیر تھا حضرت کی عیادت کو آیا اور تقریر کی کہ خدا وحدہٗ لاشریک نے جس طرح حضرت خاتم المرسلین محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خاتم الرسل پیدا کیا اسی طرح آپ کی ذات خاتم الاولیاء تھی' حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات میں نبوت ختم ہو گئی تھی اور آپ کی وفات کے بعد ولایت کا خاتمہ ہو جائے گا' چونکہ اس تقریر سے اقرارِ توحید الٰہی و رسالت نبویؐ ثابت ہوتا تھا حضرت مخدوم نے شاہ راجن قتال کو فرمایا کہ تم نے اس کا اقرار سنا اب یہ مسلمان ہو چکا ہے' اگر پھر مرتد ہو گیا تو واجب القتل ہے' حضرت قتال نے فرمایا کہ اے نواہون! اب تو احکام مسلمانی بجالا' ورنہ قتل ہو گا چونکہ اس کو مسلمان ہونا منظور نہ تھا' بہت ڈرا اور اسی رات کو پوشیدہ شہر سے دہلی کو بھاگ گیا اور بادشاہ سے عرض حال کیا' فیروز شاہ بادشاہ نے بھی اس کو اسلام کی ہدایت کی' مگر وہ مسلمان نہ ہوا' بعد چند روز کے جب مخدوم جہانیاں فوت ہو گئے تو بعد فراغ تجہیز و تکفین حضرت راجن قتال اسی مقدمہ کے فیصلہ کے لیے دہلی روانہ ہوئے اور بادشاہ کو خبر پہنچی پس حسبِ قاعدہ اس خاندان کے کہ بادشاہ تین میل استقبال کو آتا تھا' بادشاہ سوار ہوا' مگر چاہتا تھا کہ کسی طرح بہ حجت شرعی نواہون قتل سے بچ جائے' اس خیال پر علماء و فضلاء کو جمع کیا' ان میں ایک فاضل محمد نام قاضی عبدالمقتدر کا بیٹا بہت زبان آور تھا' اس نے یہ تجویز کی کہ جب بادشاہ بوقت استقبال حضرت سے ملے' پوچھے کہ آپ نواہون کافر کے مقدمے کے تصفیے کے لیے آئے ہیں اگر وہ اس میں ہاں کہہ

Marfat.com

دیویں گے تو ہم بہ حجت شرعی ان پر غالب آ جائیں گے کہ آپ بھی ابھی اس کے کافر ہونے پر ہاں کہہ چکے ہیں‘ پھر اس کو مسلمان کیونکر بناتے ہیں‘ یہ تجویز قرار پا کر بادشاہ سوار ہوا اور عندالملاقات وہی تقریر کی‘ حضرت نے جواب دیا کہ نہیں! ہم نواہون مسلمان کے مقدمہ کے لیے آئے ہیں اور اس کا اسلام از روئے گواہان معتبر ثابت ہے جو ہمارے ہمراہ ہیں‘ قاضی زادہ بولا کہ حضرت اسلام کے قبول کے واسطے اخلاص دل ضرور ہے‘ ایک سرسری بات پر آپ کیونکر حکم اسلام کا نواہون کی نسبت دیتے ہیں‘ یہ بات سن کر حضرت جلال میں آ گئے اور فرمایا کہ تیری تقریر سے ہم کو دیانت کی بُو نہیں آتی اور تیری اجل کا وقت اگر نزدیک نہ ہوتا تو ہم تجھ سے تقریر کرتے‘ یہ بات کہتے ہی قاضی زادہ کو درد پہلو شروع ہوا اور مرغ نیم بسمل کی طرح زمین پر لوٹنے لگا‘ بادشاہ نے فی الفور اس کو اس کے باپ کے پاس بھیج دیا اور خود حضرت کو ساتھ لے کر شہر میں آیا اتنے میں قاضی عبدالمقتدر علماء وفضلاء کے ساتھ اپنی عفو تقصیر کے لیے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور کمال زاری کی کہ کسی طرح اس کا بیٹا بچ جائے‘ مگر حضرت نے منظور نہ کیا اور فرمایا کہ اس وقت وہ دنیا سے سفر کر گیا ہے جاؤ! تم اس کی تجہیز و تکفین کی فکر کرو‘ مگر حق جلِ جلالہٗ اس کا عوض تم کو اس سے اچھا دے گا کہ عورت اس کی حاملہ ہے اس کے پیٹ سے جو بچہ ہو گا وہ عالم وفاضل وولی ہو گا‘ یہ تقریر ابھی ختم نہیں ہوئی تھی کہ قاضی کے گھر سے آدمی دوڑا آیا اور خبر دی کہ وہ مر گیا ہے‘ قاضی نا اُمید گھر کو چلا گیا اور معلوم کیا تو اس کی عورت کو دو ماہ کا حمل تھا پھر نواہون کو بلایا اور بادشاہ نے قبولِ اسلام کے لیے بہت کچھ کہا مگر اس نے نہ مانا اور گردن مارا گیا‘ وفات حضرت کی بقول صاحب معارج الولایت بتاریخ سولھویں جمادی الآخر سن آٹھ سو ستائیس ہجری میں واقع ہوئی اور مزار اوچ میں ہے۔

(۱۰۹) سیّد ناصرالدین بن مخدوم جہانیاں جلال الدین بخاری اوچی قدس سرہٗ

اگرچہ بعد وفات مخدوم جہانیاں صاحب سجادہ سیّد صدرالدین راجن قتال تھے، مگر یہ بزرگ بھی اپنے والد کے ارشاد کے بموجب ہدایت وارشاد میں مصروف تھے، لاکھوں طالبانِ خدا ان کی دستگیری سے مقامِ قرب تک پہنچے چونکہ یہ حضرت صاحبِ اولادِ کثیر تھے۔ اس لیے لوگ ان کو نر ناصرالدین کہتے تھے اور تعداد ان کے لڑکوں کی کیونکہ ایک سو تک پہنچ گئی تھی اور تمام اولاد میں سے جنہوں نے عمر دراز پائی، اکیس لڑکے اور دو لڑکیاں تھیں، وفات حضرت کی سنہ آٹھ سو سینتالیس میں واقع ہوئی اور مزار گوہر بار اوچ میں زیارت گاہ خلق اللہ ہے۔

(۱۱۰) شیخ عبدالجلیل المعروف بقطب العالم چوہڑ[۱] بندگی قریشی حارثی ہکاری لاہوری قدس سرہٗ

شجرۂ نسب اس بزرگ کا چار واسطوں کے ساتھ شیخ حمیدالدین ابوالحاکم بادشاہ کیچ مقران کے ساتھ ملتا ہے، اس طرح پر کہ شیخ عبدالجلیل بن ابوالفتح بن عبدالعزیز بن شہاب الدین بن نور الدین بن سلطان التارکین حمیدالدین ابوالحاکم قدس سرہم العزیز، اس بزرگ نے اوّل بیعت اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں کی اور خرقۂ خلافت پایا، پھر دور دراز ملکوں کی سیر کی اور صدہا بزرگوں سے فیض حاصل کیا، آخر لاہور[۲] میں آ کر سکونت اختیار کی اور ہدایت وارشاد میں مصروف

۱۔ چوہڑ کے معنی ہندی زبان میں شکار کو تدبیر سے قابو میں لانے کے ہیں، چونکہ حضرت نے اپنے نفس کو مجاہدہ وریاضت سے خدا کی بندگی کے لیے رام کر لیا تھا، اس لیے چوہڑ بندگی کے لقب سے ملقب ہوئے۔ (نامی: تاریخ جلیلہ ۱۴۴)

۲۔ حضرت شیخ عبدالجلیل چوہڑ بندگی ۸۸۰ھ/۱۴۷۵ء کے حدود میں لاہور تشریف لائے۔

(ایضاً ۱۵۰)

Marfat.com

ہوئے' پنجاب کے رہنے والوں نے خدمت حضرت کو اپنا فخر سمجھا' شیخ ابوبکر صاحبِ تذکرہ جلیلہ[1] نے حضرت کے احوال میں ایک بڑی کتاب لکھی ہے' جس میں ہزاروں خوارق وکرامات کا تذکرہ تحریر میں آیا ہے' واقعہ وفات حضرت کا اس طرح پر لکھا ہے کہ بتاریخ غرہ رجب سنہ نو سو دس ہجری (۹۱۰ھ) حضرت مجلس میں رونق افروز ہوئے' سب خلفائے کرام حضور میں حاضر ہوئے' ناگاہ حضرت کی حالت بدل گئی اور سر سجدے میں رکھ کر جانِ عزیز جان آفریں کے سپرد کی' غسل کے وقت سلطان سکندر لودھی بادشاہ حاضر ہوا' غسل کے بعد حضرت کی زبان سے تین مرتبہ اسم ذات نکلا اور سب نے سنا' لوگوں نے جانا کہ حضرت ابھی زندہ ہیں' اس واسطے جنازہ اُٹھانے میں تامل ہوا' مگر بعد ایک ساعت کے سب کو یقین ہو گیا کہ

---

1. شیخ جمال الدین ابوبکرؒ بن ابوالفتح' شیخ عبدالجلیل کے حقیقی بھائی تھے۔ بحکمِ مرشد آگرہ کو اپنا مسکن بنا کر تبلیغ وارشاد کا سلسلہ شروع کیا' شیر شاہ سوری کے عہد میں ۱۵۴۵ھ میں انتقال کیا' مزار جوگی پور آگرہ میں ہے: (غوثی مندوی' اذکار ابرار ترجمہ گلزار ابرار ص۲۲۶) وصایائے امام محمد اور اصولِ بزودی کی بسیط شروح لکھیں۔ (غوثی ص۲۲۶) اور اپنے بھائی حضرت شیخ عبدالجلیل لاہوری کے حالات و مقامات پر ایک کتاب تذکرہ قطبیہ ۹۴۷۔۹۵۲ھ/ ۱۵۴۰۔ ۱۵۴۵ء کے درمیان تالیف کی' یہ تذکرہ نہایت اہم ہے اور لاہور کی ثقافتی و مذہبی تاریخ کا ایک قابل قدر ماخذ ہے' جسے نامی صاحب مرحوم نے ۱۹۵۲ء میں لاہور سے شائع کرایا تھا۔ شیخ چوہڑ بندگیؒ کی تصانیف میں سے ''رسالہ در مسائل شریعت وطریقت اور رسالہ جلیلہ کا ذکر نامی صاحب نے کیا ہے۔ (نامی: تاریخ جلیلہ ۷۳۔۷۴) شیخ عبدالجلیل چوہڑ بندگیؒ کے مزید حالات کے لیے ملاحظہ ہو:

(۱) جمال الدین ابوبکر: تذکرہ قطبیہ ۹۵۲ھ' مرتبہ نامی' لاہور ۱۹۵۲ء

(۲) شہر اللہ: تذکرہ حمیدیہ' ترجمہ نامی' لاہور ۱۹۵۹ء

(۳) نامی: تاریخ جلیلہ' لاہور ۱۹۶۰ء۔ ص۱۴۳۔۱۹۳

(۴) فرح بخش فرحت: اذکار قلندری' مرتبہ نامی' لاہور ۱۹۵۷ء

Marfat.com

حضرت فوت ہو چکے ہیں تو جنازہ اُٹھا کر خانقاہ کے اندر لاہور میں دفن کیا کہ اب تک مزار گوہر بار زیارت گاہ خلق اللہ ہے۔

(۱۱۱) سیّد عثمان المشہور شاہ جھولہ بخاری لاہوری قدس سرہٗ

یہ بزرگ اوچ سے لاہور میں تشریف لائے چونکہ بزرگ صاحبِ کشف و کرامات تھے بہت سے لوگ ان کے مرید تھے اور ہنگامہ مشیخت گرم ہوا' ان کا شجرۂ نسب حضرت مخدوم جہانیاں کے ساتھ اس طرح پر ملتا ہے کہ سیّد عثمان بن سیّد محمود بن سیّد بہاء الدین بن سیّد حامد بن سید محمد بن سیّد رکن الدین بن سیّد حامد بخاری المخاطب نو بہار صاحب دستار بند بن سیّد نر ناصر الدین بن سید جلال الدین مخدوم جہانیاں چونکہ ان کو بیماری رعشہ کی بازوئے چپ میں تھی اس واسطے بخطاب جھولہ مخاطب ہوئے کہ جھولہ پنجابی زبان میں رعشہ کو کہتے ہیں' وفات ان کی آٹھویں ربیع الاوّل سنہ نو سو بارہ ہجری میں واقع ہوئی اور مزار پُر انوار بادشاہی قلعہ لاہور کے اندر تہ خانہ میں ہے کہ تعمیر قلعہ اکبری سے اوّل وہ زمین متعلق شہر کے تھی۔

(۱۱۲) شیخ علم الدین[۱] چونی وال قدس سرہٗ

یہ بزرگ شیخ عبدالجلیل چوہڑ لاہوری کے خلیفہ تھے' پیر روشن ضمیر کے حکم سے ان کو خدمت کپڑے دھونے کی سپرد تھی' حضرت کمال عابد و زاہد و گوشہ نشین تھے' بعد تکمیل اپنے مرشد کے حکم سے قصبہ چونیاں کی طرف مامور ہوئے اور تمام

---

۱ شیخ علم الدین یا علیم الدین بقولِ صاحب اذکار قلندری' شیخ موسیٰ ؒ کے مرید تھے' شیخ نور قصوری اور شیخ اتو باغبان جن کی اولاد فیض پور باغباناں میں ہے دونوں شیخ علیم الدین کے مرید تھے' مزار کی موجود حالت و محل وقوع کے لیے ملاحظہ ہو:

نامی: تاریخ جلیلہ ۳۵۷۔۳۵۸

Marfat.com

عمر وہاں رہ کر ہدایتِ خلق میں مصروف رہے' آخر سنہ نو سو سولہ ہجری میں وفات پائی' روضہ حضرت کا اسی علاقہ میں ہے اور دھوبی لوگ حضرت کا عرس کرتے ہیں۔

(۱۱۳) شیخ موسیٰ آہنگر لاہوری قدس سرہٗ

یہ بزرگ حضرت شیخ عبدالجلیلؒ چوہڑ بندگی کے خلیفوں میں سے بڑے عابد و زاہد و صاحبِ عشق و جذب و سکر و خوارق و کرامت تھے' پہلے یہ شیخ شہر اللہ ملتانی[1] کے مرید ہوئے' ان کی آخریں وقت اجازت ہوئی کہ لاہور میں شیخ چوہڑ کی خدمت میں حاضر ہو کر تکمیل پائی' سو حسب الارشاد مرشد ارشد کے یہ لاہور میں آئے اور شیخ عبدالجلیلؒ سے فیض حاصل کیا' تذکرہ جلیلیہ[2] میں لکھا ہے کہ ایک روز یہ بزرگ اپنی دکان پر آہنگری کا کام کرتے تھے' اتنے میں ایک عورت نوجوان خوبصورت ماہ طلعت اپنا تکلا جس سے عورتیں کاتتی ہیں' سیدھا کرانے کے لیے ان کی دکان پر آئی' حضرت نے اُجرت اس سے لے لی اور تکلا بھٹی میں ڈال کر ایک ہاتھ سے کھالین ہلانے لگے اور ایک ہاتھ میں دس پناہ پکڑ کر تکلا تھامے رکھا چونکہ وہ عورت کمال خوبصورت تھی' اس کو دیکھ کر اس کی صورتِ حسین پر ایسے محو ہوئے کہ ایک ساعت برابر اس کے چہرے سے آنکھ نہ اُٹھائی یہ حال دیکھ کر عورت غضب میں آئی اور کہا کہ تُو عجب سفید ریش بزرگ آدمی ہے کہ بیگانی عورتوں کی طرف شہوت کی نظر سے دیکھتا ہے' ایسی محویت کے ساتھ کہ اپنے کام سے بے خبر ہے' حضرت نے یہ تقریر سن کر فرمایا کہ مادر! میں تجھ کو نہیں دیکھتا بلکہ تیرے مصور کو دیکھتا

---

[1] شیخ شہر اللہ ملتانی: (متوفی ۲۳ ذی الحجہ ۹۲۰ھ) اپنے وقت کے عالم و عارف تھے۔ آپ کے تین صاحبزادے تھے۔ (۱) بہاء الدین (۲) شیخ محمد اسمٰعیل (۳) محمد صدرالدین' آپ ملتان میں اپنے مشائخ کے پہلو میں مدفون ہیں۔

[2] اس کتاب کا نام تذکرہ قطبیہ ہے' تذکرہ جلیلہ نہیں' مولانا غلام دستگیر نامی مرحوم نے اسے ۱۹۵۲ء میں لاہور سے شائع کرایا تھا۔

Marfat.com

ہوں' یہ کہہ کر سرخ ہوا ہوا تکلا آگ سے نکالا اور میل کی طرف آنکھوں میں پھیرلیا اور فرمایا کہ الٰہی! اگر میں نے اس عورت کو بدنظر سے دیکھا ہے تو میری آنکھیں جلا دے' ورنہ اس لوہے کے سُر پچو کو اپنی محبت و عشق کی پارس سے سونا بنا دے' سر پچو لوہے کا فی الفور سونا ہو گیا' یہ کرامت وہ ہندنی عورت دیکھ کر حیران رہ گئی اور اسی روز سے تارکُ الدنیا ہو کر گوشۂ عبادت میں ہو بیٹھی اور حضرت کی خدمت کی برکت سے مدارج بلند[1] کو پہنچی' وفات حضرت کی سنہ نو سو پچیس (۹۲۵ھ)[2] میں واقع ہوئی اور مزار لاہور میں متصل قلعہ گوجر سنگھ المشہور بہ گنبد سبز زیارت گاہ خلق ہے اور روضۂ خرد اس عورت نو مسلمہ کا پاس حضرت کے ہے۔[3]

---

[1] جمال اللہ بن شاہ جیون: مناقب موسوی ۱۱۵۲ھ' اردو ترجمہ محمد علی' لاہور ۱۹۶۱ء۔ ص ۲۹۔۳۱

[2] قریب العہد سوانح شیخ موسیٰ' مناقب موسوی مذکورہ میں آپ کا سالِ وصال بروز پنجشنبہ ۱۸ صفر ۹۶۲ھ درج ہوا ہے (ص ۶۴) اس لیے مفتی صاحب کا مندرجہ سنہ وفات ۹۲۵ھ غلط ہے۔

[3] شیخ موسیٰ آہنگر لاہوری بن سلطان عرب بن سید شمس الدین بن سیّد غیاث الدین ...... الخ امام باقر بن امام زین بن امام حسین شہیدؓ' نواحی ملتان میں پیدا ہوئے' سالِ ولادت ۲۷ رجب ۸۴۱ھ ہے (مناقب موسوی ص ۱۵) اور تعلیم کے بعد بیعت کی اور لاہور میں ارشاد و تبلیغ کا سلسلہ شروع کیا' آپ کے اکابر خلفاء میں سے میر ہاشم بخاری' حاجی اسحاق سندھی' شیخ موہری' مخدوم علم الدین بن عبدالسلام کھوکھر' شاہ نور' شاہ رزق اللہ بنیانی (مناقب موسوی ۷۰۔۹۴) قابلِ ذکر ہیں۔

ملاحظہ ہو:

(۱) جمال اللہ بن شاہ جیون از اولاد شیخ موسیٰ آہنگر: مناقب موسوی (احوال شیخ موسیٰ آہنگر) ۱۱۵۲ھ' اُردو ترجمہ محمد علی زیرنگرانی مولانا ابوالبرکات سید احمد مدظلہ' لاہور ۱۹۶۱ء

(۲) جمال الدین ابوبکر: تذکرہ قطبیہ' مرتبہ نامی ص ۲۴۔۲۵

(۳) نامی: تاریخ جلیلہ ص ۳۵۵۔۳۵۶

Marfat.com

(۱۱۴) شیخ سیّد حاجی عبدالوہاب[۱] بخاری دہلوی قدس سرہٗ

یہ بزرگ سید جلال الدین میر سرخ بخاری اوچی کے اولاد میں سے بڑے بزرگ صاحبِ مراتب بلند و مقامات ارجمند تھے' نسبت جدّی ان کی سیّد محمد غوث بن سیّد جلال الدین کے ساتھ ملتی تھی' سیّد صدرالدین بخاری سے ان کی بیعت تھی' پہلے یہ ملتان میں رہتے تھے پھر بیت اللہ کو گئے اور مستفیض بزیارت حرمین الشریفین ہو کر واپس ہند میں آئے اور دہلی میں قیام کیا' سلطان سکندر لودھی حضرت کا مرید تھا' ان کی تصانیف وتوالیف میں سے ایک تفسیر قرآن شریف کی ایسی ہے کہ تمام قرآن کو حضرت سرورِ عالم رسولؐ مقبول کے مدح میں بیان کر دیا ہے یعنی ہر ایک آیت کے ایسے معنی بیان کیے ہیں کہ ان سے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مدح ظاہر ہوتی ہے' وفات حضرت کی سنہ نو سو بتیس (۹۳۲ھ) ہجری میں واقع ہوئی اور ''شیخ حاجی'' (۹۳۲ھ) مادہ تاریخ ہے۔

---

[۱] شیخ عبدالوہاب بخاری بن محمد بن رفیع الدین اوچی متولد ۸۶۹ھ' آپ کی والدہ محترمہ فاطمہ بنت قطب الدین بن کبیر الدین بن اسماعیل بن محمود چشتی بخاری' ملتان کے قیام کے بعد دہلی جا کر شیخ عبداللہ بن یوسف قرشی ملتانی سے فیض حاصل کیا' آپ کی ایک تفسیر القرآن مجید بھی ہے' جس کا آغاز ربیع الثانی ۹۱۵ھ میں ہوا اور ۱۷ شوال ۹۱۵ھ کو مکمل ہوئی' رسالہ شمائل النبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور قصائد در مناقب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی آپ کی تصنیف سے ہیں۔

ملاحظہ ہو:

(۱) عبدالحق دہلوی: اخبار الاخیار ص ۲۰۲۔۲۰۷

(۲) غلام سرور لاہوری' مفتی: خزینۃ الاصفیاء ج ۱/۸۳

(۳) عبدالحی حسنی: نزہۃ الخواطر ص ۲۲۳۔۲۲۴

(۴) رحمان علی: تذکرہ علمائے ہند ص ۳۳۳۔۳۳۴

(۵) اسدی' عبدالغفور: تذکرۃ الابرار' قلمی

(۶) تذکرہ علماء ومشائخ پاکستان وہند ۱/۶۵۷

Marfat.com

(۱۱۵) سیّد جمال الدین سہروردی[1] دہلوی قدس سرہٗ

برادرِ حقیقی و مرید و خلیفہ سیّد عبدالوہاب بخاری دہلوی تھے اور باشارت باطنی ہند سے کشمیر میں گئے اور ہزاروں طالبانِ حق ان کی بیعت سے سرفراز ہو کر بہرہ یاب سعادت دارین ہوئے، خوارق و کرامات کے تذکرہ میں کتاب جمال عرفان لکھی گئی، جس میں بے شمار کرامتیں درج ہیں، کشمیر کی سیر کے بعد حضرت پھر ہندوستان میں آئے اور سنہ نو سو اڑتالیس (۹۴۸ھ) میں راہی ملک بقا ہوئے۔

(۱۱۶) مخدوم شیخ حمزہ[2] کشمیری قدس سرہٗ

تواریخ اعظمی المشہور تواریخ دومری میں لکھا ہے کہ یہ بزرگ لڑکپن کی عمر میں

---

[1] میر سید جمال الدین بخاری کا سلسلہ بیعت چھ واسطوں سے حضرت مخدوم جہانیاں تک پہنچتا ہے، آخری سلاطین کشمیر کے عہد میں کشمیر میں جا کر ارشاد و تبلیغ کا کام کیا اور صدہا گمراہوں کو صراطِ مستقیم دکھانے کے بعد واپس دہلی چلے گئے، حضرت مخدوم حمزہ کشمیری کی تربیت آپ کی توجہ کا نتیجہ ہے، آپ نے ۹۴۸ھ میں انتقال کیا۔ (محمد اعظم: تاریخ کشمیر اعظمی ص ۸۲)
تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو:
(۱) محمد اعظم: تاریخ کشمیر اعظمی، کشمیر ۱۳۵۵ھ۔ ص ۸۲

[2] حضرت مخدوم حمزہ کشمیریؒ ۹۰۰ھ میں پیدا ہوئے، آپ کا مسکن موضع تجراز پرگنہ زینہ گیر تھا، میر سید جمال الدین کشمیریؒ مذکور کے ارشد مریدین و خلفاء میں سے تھے، بابا داؤد خاکیؒ نے ورد المریدین میں آپ کے مناقب لکھے ہیں، اہل تشیع کشمیر آپ کے سخت مخالف تھے۔
تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو:
(۱) نصیب الدین کشمیری، بابا: نور نامہ (آخری حصہ مشتمل بر احوال و ملفوظات و احوال خلفائے مخدوم حمزہؒ)، قلمی ذخیرہ شیرانی کتب خانہ دانش گاہ پنجاب نمبر ۶۳۸/۳۶۵۹
(۲) داؤد خاکی: ورد المریدین (کرامات و حالات شیخ حمزہؒ)، لاہور ۱۸۹۴ء، (۳) محمد اعظم: تاریخ کشمیر اعظمی ص ۱۰۴۔۱۰۵، (۴) بہاؤالدین کشمیری: سلطانی (احوال حضرت مخدوم حمزہ) لاہور ۱۹۲۳ء
(۵) اسحاق قاری کشمیری: حلیۃ العارفین (حالات مخدوم حمزہؒ) بسال ۹۸۰/۳/۱۵۷۳ھ قلمی نسخہ برٹش میوزیم (ریو: کیٹلاگ فارسی ۳/۹۷۲ب) ذخیرہ شیرانی بنام چل چلۃ العارفین نمبر ۲/۱۲۹۳/۴۳۴۶

Marfat.com

عبادتِ الٰہی میں ایسے مستغرق ہوئے کہ کسی دنیادار سے نہ ملتے، پہاڑ کے ایک غار میں ان کا مقام تھا اور اویسی نسبت حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ایسی پیدا کی کہ فنا فی الرسولؐ کے مرتبے کو فائز ہو گئے چونکہ مرشد ظاہری ان کا کوئی نہ تھا اس باب میں حضرت رسول مقبول علیہ السلام والصلوٰۃ کی روحانیت سے استجازت کی، ارشاد ہوا کہ تیرا مرشد خود تیرے پاس آئے گا پس چند ماہ کے بعد حضرت سیّد جمال الدین سہروردی دہلی سے بالہام ربانی کشمیر میں آئے گویا تشریف لانا ان کا کشمیر میں ان کی تربیت و تکمیل کے لیے تھا پس شیخ حمزہ ان کی بیعت سے سرفراز ہوئے اور خرقۂ خلافت پایا، بعد عطائے خرقۂ ہدایت وارشاد خلق میں مصروف ہوئے اور تمام عمر اس کام میں بسر کی، آخر سال نو سو چوراسی ہجری میں وفات پائی، مزار ملک کشمیر میں ہے۔

(۱۱۷) بابا داوٗد[1] خاکی کشمیری سہروردی قدس سرہٗ

یہ بزرگ کشمیر کے اولیاء میں سے صاحبِ مراتب بلند و مدارج ارجمند تھے

[1] حضرت بابا داوٗد خاکی کشمیری، کشمیر کے اجل علماء میں سے تھے، ورد المریدین، دستور السالکین شرح ورد المریدین، قصیدہ جلالیہ اور رسالہ غسلیہ آپ کی تصانیف میں سے ہیں، آپ کے زمانہ میں چک خاندان نے کشمیر کے راسخ العقیدہ سنی علماء پر بڑے مظالم کیے، حضرت قاضی موسیٰ کشمیری کو شہید کر دیا۔ ان دنوں بابا داوٗد خاکیؒ کشمیر سے باہر تھے اور عہد کیا کہ جب تک چک خاندان کی حکومت ختم نہیں ہو جاتی، ہم کشمیر نہیں آئیں گے چنانچہ ۹۹۴ھ/۱۵۸۶ء میں اکبر نے کشمیر کے عوام کو اس خاندان کے ظلم وستم سے آزاد کرانے کے لیے کشمیر پر حملہ کر کے اس خاندان کا خاتمہ کر دیا (محبّ الحسن: کشمیر سلاطین کے عہد میں، ص ۲۵۲۔۲۸۴) چنانچہ حضرت بابا داوٗد خاکی اکبر بادشاہ کے لشکر کے ہمراہ کشمیر پہنچے اور اسی سال انتقال کیا۔

ر۔ک (محمد اعظم: تاریخ کشمیر اعظمی، ص ۱۰۹)

(۱) محمد اعظم: تاریخ کشمیر اعظمی، ص ۱۰۸۔۱۰۹

(۲) بابا نصیب کشمیری: نور نامہ (ریشی نامہ) آخری باب قلمی نسخہ مذکورہ۔

Marfat.com

خردسالی کی عمر میں ان کو علم پڑھنے کا شوق ہوا' چند سال اس شغل میں رہے' جب علم تحصیل کر چکے تو شوق حق دامن گیر ہوا اور شیخ حمزہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کی اور تکمیل پا کر مقتدائے زمانہ ہوئے' شیخ حمزہ کو جس قدر محبت ان کے ساتھ تھی اور کسی مرید کے ساتھ نہ تھی چونکہ ان کے وقت میں کشمیر میں سلاطین قوم چک جن کا مذہب شیعہ تھا' بادشاہ ہو گئے تھے اور بہ تعصب مذہبی انہوں نے قاضی موسیٰ کشمیری کو شہید کر دیا تھا' اس سبب سے بابا داؤد قوم چک سے ناراض ہو گئے اور اس ملک سے نکل کر ہند میں آئے اور فرمایا کہ جب تک کشمیر سے سلاطینِ چک کی سلطنت دور نہ ہو گی ہم کشمیر میں نہ آئیں گے' آخر جب قاسم خاں بحری اکبر بادشاہ کی فوج لے کر کشمیر کو گیا اور قبض و دخل سلاطین تیموریہ کا کشمیر میں ہو گیا اور سلاطین چک کی سلطنت نیست و نابود ہو گئی تو حضرت کشمیر میں گئے مگر اسی سال یعنی نو سو چورانوے میں وفات پائی اور شہر سری نگی میں مدفون ہوئے۔

(۱۱۸) سیّد جھولن شاہ المشہور گھوڑے شاہ لاہوری قدس سرہٗ

فرزند دلبند سیّد شاہ محمد بن سیّد عثمان جھولہ بخاری مادر زاد ولیؒ تھے' نام اصلی ان کا بہاء الدین تھا' پانچ برس کی عمر میں ان کو گھوڑے کی سواری کا نہایت شوق تھا اور وہ شوق اس قدر بڑھا کہ جو کوئی مٹی کا بنا ہوا گھوڑا ان کی خدمت میں لے آتا' جو مراد مانگتا حاصل ہو جاتی' جب یہ بات تمام زمانہ میں مشہور ہو گئی اور اہلِ حاجت جوق جوق آنے لگے تو ان کے والد کو خبر ہوئی اور برہم ہو کر فرمایا کہ الٰہی یہ خردسال لڑکا کہ موجب انکشافِ اسرارِ الٰہی ہوتا ہے' زندہ رہنے کے قابل نہیں ہے' بمجرد فرمانے ان کلمات کے سیّد جھولن شاہ جاں بحق تسلیم ہو گئے' وفات حضرت کی گیارھویں ربیع الاوّل سنہ ایک ہزار تین ہجری میں واقع ہوئی اور مزار لاہور کے باہر زیارت گاہ خلق ہے' اب بھی کئی انبار گلی گھوڑوں کے مزار پر موجود ہیں اور اہل

Marfat.com

حاجت جن کی حاجت بر آتی ہے، چڑھا جاتے ہیں۔[1]

(۱۱۹) شیخ حسن کنجداگر المشہور حسو تیلی لاہوری[2] قدس سرہٗ

یہ شخص اوّل غلہ فروشی کا کام کرتا تھا، چونکہ اوقات اس کی تنگی سے گزر ہوتی

---

[1] نوراحمد چشتی نے سیّد جھولن شاہ (گھوڑے شاہ) کا نام شاہ محمد حفیظ اور ان کی نسبت سلسلہ چشتیہ صابریہ سے کی ہے جو درست نہیں، مفتی صاحب خزینۃ الاصفیاء میں لکھتے ہیں:

وفات آن جامع الکمالات حسب اندراج شجرۂ نسبیہ سید حاکم شاہ و محمد شاہ کہ از اولاد سید عمادی الملک برادرِ حقیقی سید جھولن شاہ در لاہور سکونت دارند بتاریخ یاز دہم ربیع الاوّل سال ایک ہزار وسہ ہجری است و مزار پُر انوارش در لاہور از اشہر ترین مزارات است کہ در زمین حاجی نالہ بیرون لاہور زیارت گاہ خلق است و بعد وفاتش سیّد شہباز بن عمادی الملک بتاریخ ہفتم رجب سال یک ہزار و چہل و یک (۱۰۴۱ھ) وسیّد کھوی شاہ بن عارف شاہ بن عمادی الملک بہ بست و دوم رجب سال یک ہزار و پنجاہ بہ پہلوئے مزار جھولن شاہ مدفون شدند و آنکہ صاحب تحقیقات چشتی می فرماید کہ نام حضرت جھولن شاہ، محمد حفیظ است و ارادت بسلسلہ چشتیہ صابریہ بخدمت محسن شاہ ودی بخدمت جان محمد چشتی لاہوری داشت محض غلط است۔ اعوذ باللہ من اظہار الاخبار الکذب (خزینۃ الاصفیاء ۲/ ۸۹۔۹۰)

[2] صورت سنگھ کے بیان کے مطابق شیخ حسو تیلی ماکیوال (درکنار چناب) کے رہنے والے تھے، ان کے والد کا نام شیخ چندو اور والدہ کا نام میلی تھا شیخ حسو کا انتقال ۳ شوال ۱۰۱۱ھ کو لاہور میں ہوا، عمر ۱۲۰ سال تھی، ان کے ہمعصر امراء سے تعلقات بھی تھے، عبدالرحیم خان خاناں نے تسخیر ٹھٹھہ کے لیے دعا کی درخواست کی تھی، مخدوم الملک عبداللہ سلطان پوری سے ان کے تعلقات کشیدہ تھے شیخ فرید بخش نے آپ سے اولاد کے لیے دعا کی درخواست کی، شہزادہ سلیم کی بغاوت اور پھر اکبر سے صلح کروانے کے سلسلہ میں شیخ حسو کے ارادے کو دخل حاصل تھا، قحط سالی کے ایام میں اکبر بادشاہ نے آپ سے بارانِ رحمت کے لیے دعا کرنے کی درخواست کی، جو مؤثر ثابت ہوئی۔ (صورت سنگھ: تذکرۃ الشیخ والخدم قلمی مخزونہ کتب خانہ شعبۂ تاریخ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ نمبر ۱۹۶، ماخوذ ملخصاً از مقالہ پروفیسر محمد اسلم مشمولہ المعارف لاہور اکتوبر ۱۹۷۳ء) ر۔ک

(۱) صورت سنگھ: تذکرۃ الشیخ والخدم ۱۰۵۴ھ (مقالہ پروفیسر محمد اسلم مشمولہ المعارف، لاہور، اکتوبر ۱۹۷۳ء

(۲) نوراحمد چشتی: تحقیقاتِ چشتی، لاہور ۱۸۶۴ء۔ ص ۲۴۰

تھی' اس لیے شاہ جمال لاہوری کے پاس حاضر ہو کر وسعت رزق کے لیے استدعا کی' انہوں نے فرمایا کہ کم تولنا چھوڑ دو' اس روز سے اس نے کم تولنا چھوڑ دیا اور چند سال میں دولت مند بن گیا' دولتمندی کی حالت میں یہ ادائے شکرانہ کے لیے پھر شاہ جمال کے پاس گیا اور کچھ روپیہ نذر کیا' حضرت نے نہ لیا اور فرمایا کہ اگر اب تُو اس دولت کی محبت چھوڑ دے تو زیادہ تر غنی ہو جائے چونکہ اس کو شاہ جمال کی نسبت اعتقاد کامل تھا' فوراً تارک الدنیا ہو گیا اور مال و دولت براہِ خدا' غرباء و فقراء کو تقسیم کر دیا' اس روز سے حضرت شاہ جمال اس کی تکمیل میں مصروف ہو گئے اور بہت جلد مقامِ قرب تک پہنچا دیا' باقی ماندہ عمر اس نے اپنے مرشد کی خدمت میں بسر کی' آخر سنہ ایک ہزار بارہ میں فوت ہو گیا۔

(۱۲۰) میراں محمد شاہ المشہور سیّد موج دریا بخاری لاہوری قدس سرہٗ

یہ بزرگ اولاد حضرت سیّد جمال الدین میر سرخ بخاری اوچی میں سے مظہر انوار شرافت واقفِ اسرارِ طریقت و حقیقت رہنمائے طریق معرفتِ تھے' ان کا شجرہ نسب سید جلال الدین میر سرخ بخاری کے ساتھ اس طرح ملتا ہے کہ میراں محمد شاہ بن سیّد صفی الدین بن سید نظام الدین بن سیّد علم الدین ثانی بن جلال الدین بن سید علم الدین اولیٰ بن سید نر ناصر الدین بن سیّد جلال الدین مخدوم جہانیاں بن سید احمد کبیر الدین بن سید جلال الدین میر سرخ بخاری' ولایت و شرافت و کرامت موروثی ان کو حاصل تھی اور اپنے وقت میں مقتدائے زمانہ تھے' پہلے سکونت ان کی اوچ میں تھی وہاں سے اکبر بادشاہ نے ان کو بمقام چتوڑ گڑھ طلب کیا اور فتح قلعہ کے لیے دعا چاہی' بعد فتح قلعہ کے اکبر نے حضرت کو ایک لاکھ روپے کی جاگیر پنجاب میں دی[1]

[1] سید محمد لطیف جج نے لکھا ہے کہ جس فرمان کی رو سے یہ جاگیر ملی تھی' وہ آج بھی اس خاندان کے پاس محفوظ ہے' جس پر اکبر کی مہر ثبت ہے۔ (محمد لطیف: لاہور ص ۱۹۴۔۱۹۵)

Marfat.com

اورشہر بٹالہ[1] ان کی جاگیر میں قرار پایا' حضرت نے باکراہ وہ جاگیر قبول کر کے لنگر جاری کر دیا' لاہور و بٹالہ دو جگہ حضرت کا لنگر جاری تھا' صدہا غرباء و مساکین کھانا کھاتے تھے' حضرت کی سکونت اکثر لاہور میں تھی اور یہاں ہی رہ کر حضرت نے ہنگامہ مشیخت گرم رکھا' حضرت کے تین فرزند نہایت بزرگ صاحبِ حال و قال تھے' ایک سیّد صفی الدین جو اپنے جدِّ بزرگوار کے نام سے موسوم تھا' دوسرے سیّد بہاء الدین' یہ دونوں فرزند سیّدہ پاکدامنہ المشہور بی بی کلاں بنت سیّد عبدالقادر ثالث کے بطن پاک سے پیدا ہوئے' تیسرے شاہ شہاب الدین المخاطب بہ نہرا' بی بی نورنگ حضرت کی دوسرے قبیلہ کے پیٹ سے ہوئے' انہوں نے سکونت بٹالہ میں اختیار کی اور وہاں ہی ان کی اولاد ہے اور صفی الدین کی اولاد لاہور میں رہتی ہے۔[2]

ان کے کرامت و خوارق کے ذکر میں لکھا ہے کہ ایک روز حضرت کے روبرو کسی نے کہا کہ سیّد کبھی سُنّی نہیں ہوتا' کیونکہ ان کو ثلاثہ اصحاب کی نسبت محبت نہیں ہوتی پس جب اصحابِ کبار کی نسبت اعتقاد نہ ہوا تو سُنّی نہ ہوا اور یہ پنجابی مثل زبان پر لایا کہ سیّد سنّی نہیں کاٹھ دی ہنّی نہیں' یعنی سیّد سنی نہیں ہے اور لکڑی کی ہنڈیا نہیں ہے' یہ تقریر سن کر حضرت نے ایک لکڑی کی ہنڈیا منگوائی اور دونوں پاؤں کا چولہا بنا کر اس میں آگ جلا دی اور ہنڈیا میں چاول ڈال دیئے' جب تک چاول

---

[1] شہر بٹالہ حضرت شیخ عبدالجلیل چوہڑ بندگی لاہوریؒ (ف ۹۱۰ھ) کے حکم سے آباد کیا گیا (جمال الدین ابوبکر: تذکرہ قطبیہ ۶۳۔۶۴) وقائع سیالکوٹ میں ہے کہ بٹالہ ۸۷۷ھ میں آباد ہوا تھا (محمد مقیم: وقائع سیالکوٹ ص ۲۸)

[2] حضرت موج دریا کے چوتھے فرزند کا ذکر نامی صاحب نے ایک نامعلوم الاسم قلمی کتاب کے حوالہ سے فتح اللہ شاہ مشہور بہ فتح شاہ بخاری مدفون بیرون دروازہ لوہگڈھ ولاہوری امرتسر کا ذکر کیا ہے (نامی: بزرگانِ لاہور نمبر ۱۳۶) تقسیم ہند تک امرتسر میں یہ مزار سب سے زیادہ مرجع خلائق تھا' اب بھی شکستہ صورت میں موجود ہے۔

Marfat.com

پک نہ گئے، پاؤں کے اوپر ہنڈیا رکھی رہی، خدا کی قدرت سے نہ تو پاؤں جلے اور نہ ہنڈیا لکڑی کی جلی، جب چاول پک چکے تو فرمایا: دیکھو سیّد بھی سُنّی ہے اور ہنڈیا بھی لکڑی کی، یہ کرامت دیکھ کر اہلِ مجلس حیران ہوئے، وفات حضرت کی سنہ ایک ہزار چودہ (۱۰۱۴ھ) ہجری میں واقع ہوئی اور روضہ عالیہ لاہور میں زیارت گاہ خلق ہے۔

قطعہ تاریخ:

چوں محمد شاہ ملک عاقبت | درمقامِ قربِ حقانی نشست
از حضور ۱۰۱۴ھ آمد عیان تاریخ او | نیز سرور گفت "مرد حق ۱۰۱۴ھ پرست"

(۱۲۱) سیّد سلطان جلال الدین حیدر بن صفی الدین بخاری قدس سرہٗ

یہ بزرگ میراں محمد شاہ بخاری کے حقیقی بھائی تھے، صبر و شکر، طلب و رضا و عشق و محبت و ترک و تجرید میں ثانی نہیں رکھتے تھے، مالِ دنیا سے ان کو کمال نفرت تھی اگرچہ ان کے بھائی میراں محمد شاہ جاگیردار صاحبِ گنج و مال تھے مگر ان کو ان کے مال کی کچھ طمع نہ تھی، بلکہ کمال نفرت تھی، تمام عمر انہوں نے عبادت و ریاضت و ہدایت وارشاد میں گزاری، آخر سال ایک ہزار سولہ میں فوت ہو کر دیوار بدیوار حریم مزار بی بی پاک دامناں مدفون ہوئے، وہ روضہ اب تک موجود ہے اور دروازہ اس کا خانقاہ پاکدامناں کے اندر ہے اور لوگ اس کو مزار استاد بی بی پاکدامناں کہتے ہیں۔

(۱۲۲) بابا نصیب[1] الدین سہروردی کشمیری قدس سرہٗ

یہ بزرگ خلیفہ اعظم شیخ داؤد کشمیری کے تھے، اپنے وقت میں زہد و عبادت و

---

[1] حضرت بابا نصیب الدین غازی کشمیریؒ نے ریشیانِ کشمیر کے حالات پر ایک قابل قدر کتاب نور نامہ یا ریشی نامہ تصنیف کی تھی، جس میں بابا نور الدین ولی ریشی کے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ریاضت و خلق و ادب و خوارق و کرامت میں ثانی نہیں رکھتے تھے' تمام عمر انہوں نے ترک و تجرید میں گزاری' کبھی کوئی طعام لذیذ یا کوئی میوہ تناول نہ فرمایا' لذاتِ دنیا سے بالکل محترز رہے' سوائے نان خشک کے کوئی چیز آپ کی غذا نہ تھی اور نہ کبھی دیدۂ حق بین خواب سے آشنا ہوئے' غرض کہ حضرت نے پورا حق زہد و ریاضت کا ادا کیا اور کوئی دم یادِ الٰہی سے غافل نہ رہے' وفات حضرت کی سال ایک ہزار سینتالیس (۱۰۴۷ھ) محرم کی تیرھویں تاریخ میں ہوئی اور مزار سرزمین کشمیر میں ہے' ''وھو خیر الصالحین'' (۱۰۴۷ھ) ان کی تاریخ وفات ہے۔

ارجمند و خوارق و کرامت و جذب و عشق و محبت و زہد و ریاضت جامع فتوحات ظاہری و باطنی تھے' شجرہ ان کا بہاء الدین ملتانی کے ساتھ اس طرح پر ملتا ہے کہ شاہ[1] دولا مرید و خلیفہ شیخ سیدنا سرمست کے اور وہ مرید شاہ مونگا کے اور وہ مرید

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) مفصل حالات کے علاوہ (۱) بابا بام الدین (۲) بابا زین الدین (۳) لطف الدین (۴) ناصر الدین (۵) رجب الدین (۶) شکر الدین (۷) لطیف الدین معہ خلفاء (۸) بابا نور روز ریشی (۹) شیخ حمزہ اوران کے خلفاء کے حالات اور ملفوظات وغیرہ بھی درج کیے یہ گراں بہا کتاب اب تک شائع نہیں ہوئی ہے' اس کے حسب ذیل خطی نسخے پائے جاتے ہیں (نسخہ مولوی شمس الدین مرحوم مکتوبہ ۱۱۳۴ھ مخزونہ نیشنل میوزیم' کراچی (۲) ایشیاٹک سوسائٹی' کلکتہ (۳) اڈنبرگ (۴) انڈیا آفس' لندن (۵) پنجاب پبلک لائبریری' لاہور (۶) پنجاب یونیورسٹی لائبریری' ذخیرۂ شیرانی نمبر ۶۳۷/ ۳۶۳۹ (سٹوری جلد ا پارٹ اص ۹۸۵) محمد اقبال مجددی: مولوی شمس الدین مرحوم کے چند نادر مخطوطات' المعارف' لاہور' اگست ۱۹۷۰ء) ر۔ک

(۱) محمد اعظم: تاریخ کشمیر ۱۴۲۔۱۴۳

(۲) غلام سرور' مفتی: خزینۃ الاصفیاء ۲/

(۳) عبدالحی حسنی: نزہۃ الخواطر ۶/ ۴۱۷

[1] شاہ دولہ دریائی پنجاب کے معروف ترین بزرگوں میں سے تھے ۱۰۸۷ھ/ ۱۶۷۶ء میں انتقال کیا۔ (مشتاق رام گجراتی: کرامت نامہ قلمی ورق ۸ مملوکہ سید شرافت (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

شاہ کبیر کے اور وہ مرید شیخ شہراللہ کے اور وہ مرید شیخ یوسف کے اور وہ مرید پیر برہان کے اور وہ مرید شیخ صدرالدین کے اور وہ مرید شیخ بدرالدین کے اور وہ مرید شیخ اسماعیل قریشی کے اور وہ مرید شیخ صدرالدین راجن قتال اوچی کے اور وہ مرید شیخ رکن الدین ابوالفتح ملتانی کے اور وہ مرید شیخ صدرالدین عارف کے اور وہ مرید شیخ بہاء الدین ملتانی کے، خاندانِ چشت اہلِ بہشت سے بھی ان کو فیض کامل حاصل ہوا، اس بزرگ کو خداوند حقیقی نے دولت ظاہری و باطنی نصیب کی، ان کی سرکار بادشاہوں کی سرکار کے مانند تھی، ہزاروں نوکر چاکر گھوڑا پالکی دروازہ پر حاضر رہتے تھے، اہلِ حاجت کا ہجوم ہر وقت رہتا تھا، خصوصاً وہ لوگ جو بے اولاد تھے وہ حاضر ہوکر استدعائے دعا کرتے کہ خدا کی جناب سے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) نوشاہی مدظلہ) صاحب معارج الولایت حسن ابدال جاتے ہوئے شاہ دولہ سے ملا تھا (شاہ دولہ کے سال وفات میں اختلاف ہے، ہم نے معاصر ماخذ کرامت نامہ کو اس سلسلہ میں دیگر روایات پر ترجیح دی ہے)

تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو:

(۱) مشتاق رام گجراتی: کرامت نامہ (حالات شاہ دولہ گجراتی) قلمی مملوکہ مولانا سید شرافت نوشاہی، ساہنپال، گجرات

(۲) عبدی، عبداللہ خویشگی قصوری: معارج الولایت ۱۰۹۶ھ قلمی ورق ۴۳۱۔الف۔ب

(۳) عبدالفتاح: مفتاح العارفین قلمی، ذخیرہ شیرانی

(۴) شاہ محمد غوث لاہوریؒ: رسالہ در بیان کسب سلوک و معرفت، فارسی، مطبوعہ پشاور

(۵) محمود: ملفوظات نقشبندیہ ۱۱۲۶ھ (احوال شاہ مسافر اورنگ آبادی، دکن ۱۳۵۲ھ) ص ۱۶

(۶) وڈیرہ، گنیش داس: چار باغ پنجاب، امرتسر ۱۹۶۵ء۔ص ۴۳، ۱۱۰، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۸۱، ۲۰۸، ۲۴۸

(۷) محمد اقبال مجددی: احوال و آثار عبداللہ خویشگی قصوری، لاہور ۱۹۷۲ء۔۵۲۔۵۳

(۸) نسیم، ایم ایس: تذکرہ شاہ دولہ، لاہور ۱۹۷۰ء

(۹) جہاں آراء: صاحبیہ مرتبہ پروفیسر محمد اسلم، لاہور

Marfat.com

(۱۲۳) حضرت شاہ جمال سہروردی لاہوری قدس سرہٗ

لاہور کے بزرگوں میں سے یہ بزرگ مشہور ہیں' ان کا شجرہ حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی کے ساتھ اس طرح ملتا ہے کہ حضرت شاہ جمال مرید شیخ ککڑا بیگ کے اور وہ مرید شاہ شرف کے' وہ مرید شاہ معروف کے' وہ مرید جعفر الدین کے' وہ مرید ضیئة الدین کے' وہ مرید شیخ جمال کے' وہ مرید شیخ عارف صدر الدین کے' وہ مرید اپنے والد شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی کے اور یہ حضرت سید حسینی تھے اور اولاد ان کی اب تک سیالکوٹ میں سکونت رکھتی ہے' ان کا دوسرا بھائی شاہ کمال بھی عابد و زاہد صاحب جذب و شغل تھا' ان دونوں بزرگوں کے خوارق و کرامت اکثر لوگوں میں مشہور ہیں اور لکھا ہے کہ جب حضرت شاہ جمال کا ارادہ ہوا کہ ایک دمدمہ بلند اپنے قیام کے واسطے تعمیر کریں تو بسبب اس کے کہ بادشاہی عمارتیں جابجا تعمیر ہو رہی تھیں معمار دستیاب نہیں ہوتے تھے' حضرت نے حکم دیا کہ معمار دِن کو بادشاہی عمارت پر کام کریں اور رات کو ہمارے دمدمہ کی تعمیر میں مصروف رہیں چنانچہ چندے یہ کام اسی طرح ہوتا رہا۔ ایک رات آدھی رات کے وقت تیل ختم ہو گیا' حضرت نے حکم دیا کہ بجائے تیل پانی چراغوں میں ڈال دو' خدا کی قدرت سے وہ پانی تیل کی طرح چراغوں میں جلتا رہا' جب دمدمہ ہفت منزلہ بن کر تیار ہو گیا تو شہزادی سلطان بیگم ہمشیرہ اکبر بادشاہ نے جس کا باغ حضرت کے دمدمہ کے متصل تھا' حضرت کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ آپ کا دمدمہ بہت بلند ہے' اوس سے نظر ہمارے محل پر پڑتی ہے' اس بات پر توجہ فرمائی جائے' حضرت یہ بات سن کر خاموش رہے' چند دن کے بعد ایک دن حضرت کے یہاں مجلس سماع گرم تھی جب حضرت وجد میں آئے اور اُٹھ کر رقص کیا تو چار منزلیں دمدمہ کی زمین کے اندر غرق ہو گئیں اور تین باقی رہیں جو اب تک موجود ہیں' وفات شاہ جمال کی چودھویں ماہ ربیع الثانی

Marfat.com

سنہ ایک ہزار انچاس میں واقع ہوئی اور مزار پُر انوار لاہور میں متصل موضع اچھرہ کے ہے، جس کو شاہ جمال کا دمدمہ کہتے ہیں۔

(۱۲۴) شاہ دولا دریائی گجراتی قدس سرہٗ

پنجاب کے مشہور بزرگوں میں سے یہ بزرگ صاحب مقامات بلند و مدارج اعلیٰ پر فائز تھے، عوام اولاد کے لیے دعا کی استدعا کرتے تو آپ کہتے کہ جب ان کو اولاد حاصل ہو، ارشاد ہوتا کہ منجملہ تمام اولاد کے جوان کو حاصل ہوگی، ایک لڑکا ہمارے نذر کر دینا چنانچہ وہ منظور کر لیتے تو ان کو اولاد ہوتی اور ایک لڑکا یا لڑکی جو حضرت کی جناب میں منظور ہوتا وہ مستانہ و مجذوب ہو جاتا، سر اس کا بہت چھوٹا ہوتا اسی واسطے اس کو شاہ دولا کا چوہا کہتے چنانچہ اب تک یہ کرامت جاری ہے، دو چار چوہے ہمیشہ خانقاہ پر پرورش پاتے ہیں جس شخص کو اولاد حضرت کی دعا سے حاصل ہوتی ہے، اس کے گھر ایک بچہ اس قسم کا پیدا ہوتا ہے اور وہ اس کو حضرت کے مزار پر چھوڑ جاتا ہے و متعلقانِ مزار اس کو پرورش کرتے ہیں، وفات حضرت کی سال ایک ہزار پچھتر میں واقع ہوئی اور مادۂ تاریخ لفظ ''خدادوست'' ہے اور مزار گوہر بار شہر پنجاب گجرات میں زیارت گاہ خلق ہے۔[1]

(۱۲۵) شیخ جان[2] محمد سہروردی لاہوری قدس سرہٗ

شیخ اسماعیل المشہور بڑا میاں لاہوری کے خلفاء میں سے یہ بزرگ صاحب زہد و ریاضت و عبادت تھا، دور دور سے لوگ اس کی خدمت میں حاضر ہو کر بہرہ یاب

۱۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: حواشی کتاب حاضر، ترجمہ نمبر۱۲۲، حاشیہ نمبر۱

۲۔ حضرت مولانا جان محمد لاہوری اپنے وقت کے جیّد عالم اور صاحب ارشاد بزرگ تھے، آپ کی ایک خطی کتاب نماز چہارگانہ بعد از جمعہ راقم محمد اقبال مجددی کے کتب خانہ میں ہے۔
تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: (۱) محمد عاقل لاہوری: تحفۃ المسلمین ورق ۴۔ ب بعد قلمی مملوکہ محمد اقبال مجددی (۲) جان محمد لاہوری: رسالہ نماز چہارگانہ بعد از جمعہ قلمی مملوکہ محمد اقبال مجددی (فارسی) (۳) محمد شفیع، صاحبزادہ: سوانح میاوڈا لاہوری، لاہور ۱۹۰۹ء

Marfat.com

ہوتے تھے' ایک شخص نے ان کی خدمت میں حاضر ہو کر شکایت اپنے افلاس و ناداری کی کی' فرمایا کہ کلمہ' تمجید ہر روز ایک سو مرتبہ پڑھا کرو' ایک ہفتہ کے بعد خبر دو' ایک ہفتہ کے بعد پھر وہ شخص آیا اور کہا کہ اب میں مالدار ہو گیا ہوں' اب کوئی حاجت میری باقی نہیں رہی' فرمایا کہ ایک ہفتہ تک اور اسی کلمہ کا ورد کرو اور ایک ہفتہ کے بعد خبر دو' بعد ایک ہفتہ کے پھر وہ شخص آیا اور کہا کہ میری طبیعت مالِ دنیا سے بیزار ہے' مجھ کو اپنا مرید کرو چنانچہ تارک الدنیا ہو کر عبادت و ریاضت میں مصروف ہوا' وفات اس بزرگ کی سال ایک ہزار بیاسی ہجری میں واقع ہوئی اور مزار باہر شہر لاہور کے متصل مسجد قصاب خانے کے ہے۔

(۱۲۶) شیخ محمد اسماعیل[1] لاہوری المشہور میاں کلاں قدس سرہٗ

لاہور کے بزرگوں میں سے یہ بزرگ صاحبِ شریعت زاہد و متقی و پرہیزگار

---

[1] حضرت حافظ محمد اسماعیل عرف میاں وڈا لاہوریؒ اپنے وقت کے جید عالم تھے' پورے پنجاب کے علماء نے ان سے ظاہری و باطنی فیض حاصل کیا' ان میں سے میاں تیمور لاہوری' میاں حامد قاری لاہوری وغیرہ اپنے وقت کے اجل علماء تھے' میاں حامد قاری کے مکتوبات اور بہت سے قلمی رسائل ہمارے ذاتی کتب خانے میں ہیں اور آپ کے کئی رسائل خطی ذخیرہ حضرت مولانا غلام محی الدین قصوریؒ مخزونہ کتاب خانہ گنج بخش' اسلام آباد میں محفوظ ہیں۔ مولانا محمد عاقل لاہوری قصیدۂ امالی اور قصیدہ بردہ کی اپنی سند اس طرح لکھتے ہیں:

فقیر محمد عاقل از حضرت حامد القاری علیہ الرحمۃ الباری مرخص شدہ وایشاں مرخص از میاں تیمور و ایشاں از میاں حافظ اسمٰعیل جیو وایشاں از مخدوم طیّب جیو وایشاں از مخدوم خیر الدین وایشاں از مخدوم برہان وایشاں از مخدوم میلوتا چند جاء مرتبہ بمرتبہ رسیدند بہ حضرت بہاء الدین ذکریا ملتانیؒ۔ (محمد عاقل لاہوری: تحفۃ المسلمین ورق ۴۰۔ الف' قلمی مملوکہ محمد اقبال مجددی)

بقول مخدومی سید شرافت نوشاہی حافظ اسماعیل کی والدہ مائی فریاد کی قبر قصبہ جو کالیاں ضلع گجرات میں اور ان کے والد کی قبر موضع چبہ چیمہ متصل احمد نگر' ضلع گجرات میں ہے' تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو:

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

مشہور ہیں۔ تمام عمر انہوں نے قرآن کا درس جاری رکھا چنانچہ اس زمانہ ناپرساں میں کہ اہل زمانہ دین کی راستی کو بالکل بھول گئے ہیں' اس مزار پُر انوار پر درس قرآن جاری ہے' سو دو سو درویش حافظ و ناظر یہاں موجود رہتا ہے' کھانا بھی ان کو دو وقتہ ملتا ہے' ان کا شجرہ حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی کے ساتھ اس طرح ملتا ہے کہ شیخ اسماعیل مرید و خلیفہ شیخ عبدالکریم کے اور وہ مرید مخدوم طیب کے اور وہ مرید شیخ برہان الدین کے اور وہ مرید مخدوم چمن کے اور وہ مرید شیخ میلو کے اور وہ مرید شیخ حسام الدین ملتانی متقی کے اور وہ مرید سید شاہ عالم کے اور وہ مرید برہان الدین قطب کے اور وہ مرید سیّد نر ناصر الدین کے اور وہ مرید سید جلال الدین مخدوم جہانیاں کے اور وہ مرید شیخ رکن الدین ابوالفتح ملتانی کے اور وہ مرید شیخ صدرالدین عارف کے اور وہ مرید شیخ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ کے ان کے باپ کا نام فتح اللہ بن عبداللہ بن سرفراز تھا اور قوم کے زمیندار کھوکھر تھے' تمام عمر ان کی زہد و ریاضت میں گزری' اس طرح پر کہ تمام رات عبادت میں اور تمام روز

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) (۱) محمد عاقل لاہوری: تحفۃ المسلمین بخطِ مصنف ورق ۴۰۔ الف' ۴۲۔ب تا ۴۶ب وغیرہ قلمی مملوکہ محمد اقبال مجددی

(۲) احمد علی: اسرار التصوف

(۳) محمد شفیع' صاحبزادہ: سوانح میاں وڈا صاحب' لاہور ۱۹۰۹ء

(۴) غلام سرور' مفتی: خزینۃ الاصفیاء ۲/۱۰۵

(۵) عبدالحی حسنی: نزہۃ الخواطر ۵/۷۲

(۶) رحمان علی: تذکرہ علمائے ہند ۴۳۔۱۱۴ (ضمناً)

(۷) نامی' غلام دستگیر: تاریخ جلیلہ ۲۱۶

(۸) رسالہ در عملیات و تعویذات میاں اسماعیل قلمی مملوکہ غلام رسول مخدوم امام مسجد چھنی لک' ضلع گجرات

Marfat.com

تدریس قرآنی میں گزر جاتا' ان کے خوارق و کرامت بے شمار ہیں جن کا تذکرہ طول ہے' شائق کتاب خزینۃ الاصفیاء سے دیکھ لے' مختصر یہ ہے کہ ایک نوجوان شخص حضرت کا مرید تھا۔ اس کی شادی ہوئی تو اس کی عورت کو قرآن حفظ تھا' پہلی رات کو جب بی بی میاں ایک جگہ جمع ہوئے تو عورت نے خاوند سے پوچھا کہ تجھ کو قرآن حفظ ہے یا نہیں؟ اس نے جواب دیا کہ نہیں! عورت نے کہا کہ جب تک تُو قرآن حفظ نہ کرے' میری صحبت کے لائق نہیں ہے اور میں نہیں چاہتی کہ ناخواندہ آدمی مجھ سے ہم صحبت ہو کر قرآن کی بے ادبی جو میرے دل میں ہے' کرے' یہ تقریر عورت کی سن کر مرد گھبرایا اور حضرت کی خدمت میں آ کر عرض حال کیا' فرمایا کہ کل فجر کی نماز کے وقت جب ہم امام ہوں تو ہمارے داہنے ہاتھ کی طرف کھڑے ہونا' اس نے ایسا ہی کیا' بعد ادائے نماز جب حضرت نے سلام کیا اور نظر فیض اثر داہنی طرف کے نمازیوں پر پڑی تو سب کے سب قرآن کے حافظ ہو گئے اور بائیں طرف کے ناظر ہوئے' حافظوں میں وہ مرید بھی حافظ ہو گیا اور اپنے گھر میں آباد ہو کر تمام عمر حضرت کے عنایات کا شکریہ ادا کرتا رہا' ولادت ان کی سال نو سو پچانوے اور وفات سنہ ایک ہزار پچاسی ہجری میں واقع ہوئی اور مزار گوہر بار لاہور میں زیارت گاہ خلق ہے اور سجادہ نشین و مہتمم لنگر و تدریس قرآنی حافظ احمدالدین ہے۔ اس نے کمال خوبی و خوش اسلوبی لنگر بھی جاری رکھا ہوا ہے اور تدریس قرآنی بھی بدستور جاری ہے۔

(۱۲۷) شیخ جان محمد ثانی لاہوری سہروردی قدس سرہٗ

یہ بزرگ حضرت اسماعیل مدرس لاہوری کے خلفاء میں سے مرد صاحب شریعت و طریقت تھا' پہلے یہ بخدمت شیخ عبدالحمید کے کہ وہ بھی شیخ اسماعیل کا خلیفہ تھا' حاضر ہو کر مرید ہوا' پھر شیخ اسماعیل کی خدمت میں مستفید ہو کر تکمیل پائی'

Marfat.com

ظاہری علوم میں بھی یہ بزرگ عالم متبحر تھا' تمام پنجاب کے علماء اس کے قول پر صاد کرتے تھے' وفات اس کی سنہ ایک ہزار ایک سو بیس میں واقع ہوئی اور محلہ پرویز آباد میں مدفون ہوا' بعد تین سال کے مقدم محلہ نے اس کو خواب میں دیکھا اور اس کو ارشاد ہوا کہ ہماری نعش اس جگہ سے نکال کر شیخ اسماعیل کے مزار کے پاس دفن کرو' مقدم نے قبر اس کی کھود کر نعش نکالی اور شیخ اسماعیل کے مزار کے پاس دفن کی مگر بلحاظِ ادب سر اس کی قبر کا شیخ اسماعیل کی کمر کے برابر رکھا' مگر دوسرے روز جب دیکھا تو دونوں قبریں برابر نظر آئیں۔[1]

[1] حضرت جان محمد پرویز آبادی نے حضرت میاں وڈا اور میاں تیمور لاہوری سے بھی استفادہ کیا' پرویز آباد میں اپنی رہائش اور درس و تدریس کے لیے خاص حجرہ بنوایا تھا۔ (محمد عاقل لاہوری: تحفۃ المسلمین قلمی ورق ۱۴۱ب) محلہ پرویز آباد عموماً شہزادہ پرویز بن جہانگیر بادشاہ کا آباد کیا ہوا بتایا جاتا ہے' یہاں اس کا باغ تھا' اسی کے آس پاس علماء کا ایک عظیم مرکز تھا' جس میں حضرت میاں وڈا کا مدرسہ تھا اور اس مدرسہ میں میاں جان محمد قصاب پوری' میاں جان محمد پرویز آبادی' میاں حامد قادری اور میاں محمد عاقل لاہوری بہ حیثیت مدرس پورے پنجاب کو سیراب کرتے رہے۔ حضرت شاہ محمد غوث اسی منڈی فلیز آباد (پرویز آباد) میں جا کر میاں جان محمد سے ملے تھے (شاہ محمد غوث لاہوری: رسالہ در بیان کسب سلوک ص۴۳) متاخرین نے لکھا ہے کہ اس محلہ میں شہزادہ پرویز کا مقبرہ بھی ہے جو محض غلط ہے۔ اس لیے کہ شہزادہ پرویز کو وفات کے بعد برہان پور سے آگرہ میں لا کر دفن کیا گیا تھا۔ (عبداللہ چغتائی: لاہور سکھوں کے عہد میں ص۱۱۸۔۱۱۹) تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو:

(۱) محمد عاقل لاہوری: تحفۃ المسلمین ورق ۱۴۱ب' ۴۰ الف۔ب قلمی مملوکہ محمد اقبال مجددی

(۲) شاہ محمد غوث لاہوری: رسالہ در بیان کسب سلوک و معرفت' پشاور ۱۲۸۳ھ۔ ص۴۳

(۳) فقیر محمد جہلمی: حدائق الحنفیہ ۴۳۳۔۴۳۴

(۴) رحمان علی: تذکرہ علمائے ہند۔ ص۱۴۳۔۱۴۴

(۵) عبدالحی حسنی: نزہۃ الخواطر ۵۵/۶

Marfat.com

(۱۲۸) شیخ کرم[1] شاہ قریشی حارثی ہکاری قدس سرہٗ

یہ بزرگ خاندانِ سہروردیہ میں صاحب عشق و محبت و ذوق و شوق و زہد عبادت تھا' اس کی اوقات اکثر یادِ الٰہی میں گزرتی' شجرۂ نسب اس کا بچند واسطہ شیخ عبدالجلیل چوہڑ لاہوری کے ساتھ ملتا ہے' اس طرح پر کہ شیخ کرم شاہ بن شیخ ابوالفتح بن شیخ ابوالحسن بن شیخ فخرالدین بن شیخ ابوالفتح بن برخوردار بن شیخ ابوالفتح بن شیخ عبدالجلیل چوہڑ لاہوری پہلے اس کی سکونت لاہور میں تھی جب غارتگراں قوم سکھ نے پنجاب میں ہنگامۂ غارتگری گرم کیا تو یہ بزرگ لکھنؤ کو چلا گیا اور چند سال اپنے نانا شیخ نورالحسن قریشی کے پاس بسر کیے' مراجعت کے وقت متصل شاہجہان پور سال ایک ہزار دو سو میں قزاقوں کے ہاتھ سے شہید ہوا' ''رضی اللہ عنہ'' (۱۲۰۱ھ) اس کا سالِ وفات ہے' اس بزرگ کے تین فرزند صاحبِ حال وقال تھے' ایک سکندر شاہ' دوم شاہ مراد' سوم قلندر شاہ' قلندر شاہ کا سالِ وفات ایک ہزار دو سو اڑتالیس ہے' صاحب اذکارِ قلندری نے اس کے ذکر میں بہت کچھ لکھا ہے اور درج کیا ہے کہ ایک روز حضرت قلندر شاہ موضع سانده میں گئے' سیّد فضل شاہ ان کے مرید نے ان کی ضیافت کی' اس وقت پانچ آدمی سے زیادہ ان کے ہمراہ نہ تھے اور اسی قدر طعام پکوایا جب کھانا پک چکا اس قدر مرید جمع ہوئے کہ نوبت پانچ سو آدمی کی پہنچ گئی یہ حال دیکھ کر فضل شاہ بہت گھبرایا' حضرت نے بنور

---

[1] حضرت پیر کرم شاہ کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو:

(۱) فرح بخش فرحت پیر: اذکار قلندری

(۲) نامی: تاریخ جلیلہ ص ۲۳۵-۲۳۶

(۳) مراد شاہ لاہوری: نامۂ مراد مرتبہ نامی' لاہور ۱۹۵۱ء

(۴) غلام سرور' مفتی: خزینۃ الاصفیاء ۲/ ۱۱۵

Marfat.com

باطن یہ حال دریافت کر کے فضل شاہ کو نزدیک بلایا اور فرمایا کہ قلّت طعام کا اندیشہ تم نہ کرو' جس قدر طعام حاضر ہے' ہمارے رُوبرو لے آؤ' چنانچہ وہ دیگچہ سالن کا اور روٹیاں موجودہ لے آیا' حضرت نے اپنی ردائے مبارک روٹیوں پر ڈال دی اور دو دو روٹیاں فی کس تقسیم کرنی شروع کی' پھر سالن تقسیم کرنا شروع کیا اور دو سو پچاس برتن منقسم ہوا' جب سب لوگ کھانا کھا چکے اسی قدر طعام باقی رہا جس قدر تھا اور بھی خوارق و کرامت بہت سے اس میں بیان کیے ہیں' قلندر شاہ کا فرزند شیخ غلام محی الدین قریشی تھا جو مرد صاحب خلق و مروّت و فتوت تھا' وہ سنہ ایک ہزار دو سو اناسی میں فوت ہوا۔

☆☆☆☆☆

پانچواں چمن

مشائخ متفرقات خاندانوں کے تذکرے میں

مخفی نہ رہے کہ اس باب میں قید ایک سلسلہ کی نہیں ہر ایک سلسلہ کے بزرگ کا حال سوائے ان چار سلاسل کے جن کا ذکر اوّل تحریر ہو چکا ہے' اس میں تحریر ہو گا یا ان بزرگوں کا ذکر اس میں درج ہو گا جو پنجاب میں عالم و فاضل صاحب نام گزرے ہیں۔

(۱۲۹) شیخ محمد اسماعیل محدث و مفسّر لاہوری قدس سرہٗ

یہ بزرگ ساداتِ عظّام بخاری سے تھے' سلطان مسعود غزنوی کے وقت یہ لاہور میں آ کر سکونت پذیر ہوئے اور تعلیم و تدریس' علومِ حدیث و تفسیر کی شروع کی' صاحب کتاب تحفۃ الواصلین[1] لکھتا ہے کہ اوّل جو شخص واعظانِ اسلام سے لاہور میں آیا اور لوگوں کو ہدایت طریقِ اسلام کی کی یہی بزرگ تھے' ان کے وعظ کی تاثیر سے ہزاروں کفار داخل اسلام ہوئے' تمام عمر ان کی اسی کام میں گزری

---

[1] تحفۃ الواصلین' شیخ احمد زنجانی سے منسوب ہے' کنھیا لال نے اسے ۴۳۵ھ کی تصنیف بتایا ہے کہ اس میں لاہور کے علماء و فضلاء کے حالات ہیں (تاریخ لاہور ص ۹) لیکن خود ہی آٹھویں صدی ہجری کے اعیان کے حالات کے سلسلہ میں تحفۃ الواصلین کے حوالے دیئے ہیں' مفتی غلام سرور لاہوری نے خزینۃ الاصفیاء میں جابجا اس کے حوالے دیئے ہیں' مثلاً سید عزیز الدین مکی لاہوری ف ۶۱۲ھ (۲/۲۵۵) اور سیّد اسحاق گازرونی لاہوری ف ۷۸۶ھ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ تحفۃ الواصلین آٹھویں صدی ہجری کے بعد کی تصنیف ہے (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: محمد اقبال مجددی: تحفۃ الواصلین کا سال تصنیف' معارف' اعظم گڑھ' نومبر ۱۹۶۷ء)

Marfat.com

اور دینِ اسلام ان کے طفیل سے پنجاب میں شائع ہوا' وفات ان کی سال چارسو اڑتالیس (۴۴۸ھ) میں وقوع میں آئی اور مہتاب (۴۴۸ھ) ان کا سالِ وفات[1]

[1] شیخ اسمٰعیل محدثؒ کا یہ سالِ وفات محلِ نظر ہے' غوثی نے جس شیخ اسمٰعیل محدث لاہوری کا ذکر کیا ہے' بالکل یہی شیخ محدث مراد ہیں' جن کا سال وفات غوثی نے ۹۸۰ھ لکھا ہے' ملاحظہ ہو:

آپ اربابِ حدیث کی بڑی سند دینے والوں میں سے ہیں' فقہ اور سنت کی کتابیں ایران میں شیخ الاسلام مولانا سیف الدین احمد شہید ہروی اور حضرت امیر سید جمال الدین عطاء اللہ محدث کی خدمت میں تصحیح اور مطالعہ فرمائی تھیں' نقشبندیہ سلسلہ میں ارادت رکھتے تھے' امیر عبداللہ ہروی جو میر قبطی کر کے مشہور ہیں شیخ جلال واعظ ہروی بخاری کے مرید تھے' امیر عبداللہ کی ملازمت میں آپ مریدانہ سلوک سے پیش آتے تھے' ہجری سنہ نو سو اسّی میں فرمان طلب قبول فرما کر لاہور میں خواب گاہ اختیار کی۔ (اذکارِ ابرار ترجمہ گلزار ابرار ۴۹۸)

مفتی صاحبؒ نے جس اسمٰعیل محدث ف ۴۴۸ھ کے حالات خزینۃ الاصفیاء اور حدیقۃ الاولیاء میں لکھے ہیں ان کا ذکر معاصر کتب میں نہیں ملتا اور بعد کے معتبر تذکروں نفحات الانس اور اخبار الاخیار بھی ان کے ذکر سے خالی ہیں' مفتی صاحب کی محولہ کتاب تحفۃ الواصلین ایک وضعی تذکرہ ہے' جس کا وجود اس وقت نہیں ہے ورنہ اس کی حیثیت کے بارے میں مزید بحث کی جاتی' صاحب نزہۃ الخواطر جن کا پنجاب کے سلسلہ میں سب سے بڑا ماخذ خزینۃ الاصفیاء ہے اور انہوں نے عموماً خزینۃ الاصفیاء کی روایات بغیر کسی تحقیق کے شامل کتاب بھی کر لی ہیں۔ نزہۃ الخواطر کی پہلی جلد میں کسی اسمٰعیل لاہوری ف ۴۴۸ھ کا ذکر نہیں کیا بلکہ غوثی کے حوالے سے چوتھی جلد ص ۳۸ میں اسمٰعیل نقشبندی لاہوری ف ۹۸۰ھ کا ذکر موجود ہے' مگر اکثر متاخرین نے مفتی صاحب کی تقلید کی ہے۔

سیّد ہاشمی فرید آبادی نے شیخ اسمٰعیل الشاشی جن کا ذکر حضرت علی ہجویریؒ نے کشف المحجوب (ص ۱۲۸) میں اپنے معاصرین غزنی کے سلسلہ میں کیا ہے انہیں شیخ اسمٰعیل محدث لاہوری قیاس کر لیا ہے جو درست نہیں' ان کا لاہور سے کسی قسم کا تعلق ثابت نہیں ہے (مآثر لاہور جزو دوم ص ۱۰) بحث کا حاصل یہ ہے کہ شیخ اسمٰعیل محدث لاہوری کا صحیح سالِ وفات ۹۸۰ھ ہے نہ کہ ۴۴۸ھ۔

ہے اور مزار شہر لاہور کے جنوب کی طرف ہے۔

(۱۳۰) شیخ ایاز لاہوری قدس سرہٗ

یہ شخص شاہ محمود غزنوی کا غلام و محبوب[1] تھا' حق جل شانہ' نے اس کو دولت ظاہری و باطنی عطا کی تھی' سلطان محمود کے مرنے کے بعد جب مسعود تخت نشین[2] ہوا تو اس کے وقت میں اس کا بیٹا مجدود جو نوجوان لڑکا تھا پنجاب کا صوبہ قرار پایا' اس کا اتالیق ایاز مقرر ہو کر[3] ہمراہ آیا' جب مسعود مر گیا اور اس کا بیٹا مودود تخت نشین ہوا تو مجدود نے اس کے برخلاف باغی ہو کر اپنی سلطنت علیحدہ ہندوستان میں قائم کی' اس واسطے مودود فوج لے کر اس پر چڑھ آیا' جب لاہور کا محاصرہ ہوا تو بروز عید ناگاہ مجدود بمرگِ مفاجات مر گیا[4] اور مودود نے اپنا تسلط پنجاب میں کر لیا' ایاز اس کے اتالیق کو ہر چند مودود نے چاہا کہ غزنوی کو اس کے ہمراہ لے جائے' مگر اس نے منظور نہ کیا اور تارک الدنیا ہو کر صحبتِ فقراء اختیار کی اور بزرگانِ لاہور سے فیض کامل حاصل کیا اور بے انتہا دولت جو اس کے پاس تھی براہِ خدا فقراء و غرباء کو دے دی' یہ بزرگ بانی لاہور کا بھی شمار کیا جاتا ہے[5] کیونکہ جب

---

[1] محمود و ایاز کے جن معشوقانہ تعلقات کا ذکر ادبیات میں ملتا ہے وہ یقیناً مبالغہ آمیزی سے خالی نہیں ہیں' سلطان محمود جیسا جابر اور مدبّر بھلا اپنے غلام کو کہاں اتنی ڈھیل دے سکتا تھا نیز محمود و ایاز کے یہ قصے سلجوقی عہد کے بعد فارسی ادبیات میں شہرت پاتے ہیں۔

(محمود شیرانی: مقالات جلد پنجم ص ۹۸۔ص ۴۸۵)

[2] سلطان محمود کی رحلت (۴۲۱/۱۰۳۰ھ) کے بعد اس کا فرزند جلال الدولہ محمد تخت نشین ہوا تھا' جسے شکست دے کر مسعود مسندِ غزنی پر بیٹھا۔

[3] ۴۲۷/۱۰۳۶ء میں ایاز مجدود کے ہمراہ لاہور آیا' مجدود ۴۴۳/۱۰۴۲ء تک لاہور میں رہا۔

[4] یہ واقعہ ۱۰ ذی الحجہ ۴۳۳ھ/ ۱۷ جولائی ۱۰۴۲ء کا ہے۔

[5] ایاز کے بانیٔ لاہور ہونے کی روایت متاخرین کے قیاس کا نتیجہ ہے۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

لاہور پر سلطان محمود غزنوی نے یورش کی اور راجہ اننگپال راجہ جے پال کا بیٹا تھوڑے سے مقابلے کے بعد ہند کو بھاگ گیا تو محمود کی فوج نے اس شہر کو لوٹ لیا اور رعایا جس قدر تھے سب کے سب لاہور سے نکل گئے شہر میں کوئی متنفس باقی نہ رہا' اس وقت ایاز نے سلطان سے اجازت لے کر اس شہر کو پھر آباد کیا اور رعایا کو دور دور سے طلب کر کے اس میں قیام پذیر کیا' آخر سنہ چار سو پچاس[1] ہجری میں وفات پائی اور شہر لاہور کے اندر دفن ہوا۔

(۱۳۱) شیخ علی مخدوم جلابی غزنوی ہجویریؒ المخاطب بہ داتا گنج بخش قدس سرہٗ

متقدمین اولیاء میں سے یہ حضرت امامِ طریقت رہبر حقیقت مطلع انوارِ عرفانی واقفِ اسرار رحمانی عالم علوم ظاہر و باطن فاضل اجل مرشد اکمل عابد وزاہد ومتقی مظہر خوارق وکرامت صاحب ولایت مشہور ہیں' حضرت حسنی سیّد تھے' ان کا شجرہ اس طرح پر کتابوں[2] میں مذکور ہے کہ حضرت مخدوم علی گنج بخش[3] ہجویری بن سید عثمان

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) کننگھم اور ڈپٹی محمد لطیف وغیرہ نے اس قسم کی عام قیاس آرائی سے کام لیا ہے۔

محمد لطیف نے اُس دور کی تعمیر کا ایک قطعہ بھی نقل کیا ہے جس سے ۳۷۵ھ برآمد ہوتا ہے جو صریحاً غلط ہے' خود لطیف ہی محمود کے الحاق کے بعد لاہور کو دوبارہ محمود کے ہاتھوں آباد ہونے اور یہاں کی چھاؤنی ایاز کے سپرد کرنے کا ذکر (۸۵) کر چکے ہیں۔

[1] فرشتہ نے مجدود کی وفات کے چند دن بعد ایاز کے انتقال کر جانے کی اطلاع دی ہے لیکن ابنِ اثیر نے لکھا ہے کہ ایاز ۴۴۹ھ/۱۰۵۷ء میں فوت ہوا' فرشتہ کے مقابلہ میں ابن اثیر کی وفیات درست تسلیم کی گئی ہیں اس لیے ہمارے نزدیک ابن اثیر کا قول (۴۴۹ھ) معتبر ہے۔ (ہاشمی فرید آبادی: مآثر لاہور/۵۶)

[2] ہماری معلومات کی حد تک مفتی صاحب سے پہلے مولوی محمد صالح کنجاہی نے سلسلۃ الاولیاء ۱۲۶۷ھ میں بحوالہ غنچہ محمدی آپ کا شجرۂ نسب نقل کیا ہے۔ (سلسلۃ الاولیاء قلمی)

[3] لقب گنج بخش بہت بعد میں معروف ہوا ہے' ہمارے علم میں (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

بن سیّد علی بن عبدالرحمٰن بن شاہ شجاع بن ابوالحسن علی بن حسین اصغر بن سیّد زید شہید[1] بن حضرت امام حسنؓ بن علی رضی اللہ عنہ' شیخ ابوالفضل بن حسن ختلی جنیدی سے حضرت کی بیعت تھی اوران کی بخدمت شیخ حصری اوران کی بخدمت شیخ ابوبکر شبلی کے رحمۃ اللہ علیہم' پیرروشن ضمیر نے بعد تکمیل ہند کے لوگوں کی ہدایت کے لیے ان کو رخصت کیا' انہوں نے لاہور میں آ کر ہنگامہ فضیلت و مشیخت گرم کیا' دن کو طالب علموں کی تدریس اور رات کو طالبانِ حق کی تلقین ہوتی' ہزاروں جاہل ان کے ذریعہ سے عالم' ہزاروں کافر مسلمان' ہزاروں گمراہ رو براہ' ہزاروں دیوانے صاحبِ عقل و ہوش ہزاروں ناقص کامل و ہزاروں فاسق نیکوکار ہوئے' تمام زمانہ نے ان کی غلامی کو اپنا فخر تصور کیا' اس وقت لاہور مرجع علماء وفضلاء تھا' دور دور سے شیخ حضرت کی خدمت میں آ کر بہرہ یاب ہوئے' حضرت نے اپنے رہنے کا مکان اور مسجد خود تعمیر کی جواب تک موجود[2] ہے' محراب اس وقت اس مسجد کا اور مساجد کی نسبت سے کچھ ٹیڑھا بطرف جنوب رہ گیا تھا' علماء نے اس بات کا اعتراض کیا حضرت خاموش رہے' جب مسجد تیار ہوچکی تو حضرت نے کل علماء کو بلا کر دعوت کی اور خود امام ہو کر نماز پڑھائی' بعد نماز سب کو رو بقبلہ کھڑا کیا اور کہا کہ دیکھو قبلہ کس طرف ہے' فوراً بحکم خلاق اکبر پردے اُٹھ گئے اور کعبہ سامنے سے

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) اس وقت تک قدیم ترین مصنف جس نے سب سے پہلے گنج بخش لکھا ہے' وہ محمد قاسم عبرت لاہوری مصنف عبرت نامہ (بسال ۱۱۳۵ھ) ہے۔ (عبرت نامہ قلمی ذخیرہ آذر)

[1] بقول نامی مرحوم مفتی غلام سرور نے زید کے ساتھ جو لفظ شہید لکھا ہے وہ ٹھیک نہیں کیونکہ جو زید شہید مشہور ہیں وہ امام زین العابدینؒ بن امام حسینؓ بن علیؓ کے فرزند تھے' رضی اللہ تعالیٰ عنہم (بزرگانِ لاہور ص ۱۸۴)

[2] مسجد کو کشادہ کرنے کے لیے اسے شہید کر کے نئی مسجد بنائی گئی ہے اور اس قدیم محراب کا نشان ایک پتھر کے ذریعہ ظاہر رکھا گیا' اب محکمہ اوقات اس مسجد کو مزید وسعت دینے والا ہے۔

Marfat.com

نمودار ہوا اور سب نے بچشم ظاہر دیکھ لیا اور اپنے اعتراض سے نادم ہوئے' تمام عمر حضرت لاہور میں رہے' آخر سال چار سو پینسٹھ (۴۶۵ھ)[1] میں فوت ہو کر اپنے تعمیر کردہ خانقاہ کے صحن میں مدفون ہوئے' ان کی وفات کے بعد بھی اولیائے کرام فیض وافران کی خاک پاک سے حاصل کرتے رہے ہیں' شاہنشاہ ہند خطاب پایا' خواجہ فریدالدین گنج شکرؒ چشتی نے ذوق وشوق کا مذاق بھی اسی دربار سے پایا' علیٰ ہذا القیاس تمام بزرگان اقلیم ہند جس قدر ہوئے ہیں' سب نے ان کی آستانہ بوسی کی ہے' حضرت شاہزادہ داراشکوہ فرماتے ہیں کہ چالیس جمعرات جو کوئی پیہم ان کے مزار پر جائے خدا سے جو مانگے سو پائے'[2] اب بھی ہر ایک جمعرات کو معتقدان شہر لاہور وشہر امرتسر[3] جمع ہو کر حضرت کے مزار پر تمام رات بیدار رہتے ہیں' شام سے صبح تک درود شریف ونعت شریف کا ذکر ہوتا ہے پھر دن کو ہر ایک جمعہ کے روز میلاد ہوتا ہے' عام وخاص حضرت کے سلام سے بہرہ مند ہوتے ہیں غرض کہ حضرت کی ولایت کا بازار باوجودیکہ آٹھ سو ستائیس (۸۲۷)[4] برس ان کی وفات کو گزرے ہیں' آج تک گرم ہے' بلکہ روز افزوں بے شک ''انّ اولیاء اللّٰہ لا یموتون'' (تحقیق اولیائے اللہ کبھی نہیں مرتے ہیں۔۱۲) حضرت کے مرقد مقدس پر پہلے گنبد نہ تھا' بارہ برس گزرے ہیں کہ حاجی نور محمد سادھو نے تعمیر کیا اور پھر مرمت سفیدی وغیرہ کی' میاں محمد جان رئیس امرتسر نے کرائی' خداد ونوں کو

---

۱ سالِ وفات میں اختلاف ہے۔ آقائے عبدالحی حبیبی نے کشف المحجوب کے اندرونی شواہد کی بناء پر اس کا زمانہ تصنیف ۴۸۰ھ ہجری ثابت کیا ہے گویا ان سنین تک آپ بقید حیات تھے۔

۲ داراشکوہ: سفینۃ الاولیاء ۱۶۴

۳ تقسیم ہند ۱۹۴۷ء کے بعد لاہور اور اطراف واکناف پاکستان نیز افغانستان کے معتقدین کی حاضری ہوتی ہے اور دیگر ممالک کے زائرین بھی حاضر ہوتے رہتے ہیں۔

۴ اب تقریباً سوا نو سو سال ہو چکے ہیں۔

Marfat.com

جزائے خیر عطا فرمائے۔[1]

[1] حضرت علی ہجویریؒ کے بارے میں جدید تحقیق کے بعض نتائج یہ ہیں:

(۱) آپ کا سالِ ولادت غیر متعین طور پر ۴۰۰ھ ہے (محمد موسیٰ حکیم امرتسری: مقدمہ کشف المحجوب ۱۰۔۱۱)

(۲) آپ کا سالِ وفات ۴۶۵ھ غلط ہے، بلکہ کشف المحجوب کے اندرونی شواہد آپ کے ۴۸۰ھ تک بقیدِ حیات ہونے کا ثبوت مہیا کرتے ہیں۔ (عبدالحی حبیبی)

(۳) فوائد الفواد میں مذکورہ آپ کے برادر طریقت شیخ حسین زنجانی، معروف شیخ حسین زنجانی ف ۶۰۰ ہجری (مدفون چاہ میراں) سے مختلف شخصیت ہیں۔

(۴) کشف الاسرار آپ کی تصنیف نہیں ہے بلکہ محض منسوب اور وضعی کتاب ہے۔

(محمد موسیٰ حکیم امرتسری: مقدمہ کشف المحجوب ۲۲۔۵۲)

ملاحظہ ہو:

(۱) عطار فرید الدین: تذکرۃ الاولیاء، طہران

(۲) امیر حسن سجزی: فوائد الفواد ۵۷۔۷۶ (۳) علی محمود جاندار: دررِ نظامی

(۴) محمد یعقوب بن عثمان غزنوی خواجہ: رسالہ ابدالیہ، خطی نسخہ برٹش میوزیم

(۵) جامی: نفحات الانس ص ۲۹۰۔۲۹۱ (۶) احمد زنجانی: تحفۃ الواصلین (غیر موجود)

(۷) ابوالفضل: آئین اکبری ۳/۲۰۷ (۸) عبدالصمد: اخبار الاصفیاء، اسلامیہ کالج، پشاور

(۹) لعل بیگ بدخشی: ثمرات القدس، خطی مملوکہ مولانا نصرف نوشاہی، شرقپور، پاکستان

(۱۰) غوثی مندوی: اذکار ابرار ترجمہ گلزار ابرار ص ۲۵

(۱۱) دارا شکوہ: سفینۃ الاولیاء لکھنؤ ص ۱۶۴

(۱۲) ژوکوفسکی: مقدمہ، کشف المحجوب، ماسکو، طبع ثانی، طہران

(۱۳) عبدالحی حبیبی: تاریخ وفات داتا گنج بخش علی ہجویری غزنوی مقالہ مشمولہ اورئینٹل کالج میگزین، فروری ۱۹۶۰ء

(۱۴) محمد موسیٰ امرتسری: مقدمہ کشف المحجوب ترجمہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادریؒ لاہور ۱۳۹۳ھ

(۱۵) محمد اسلم: لاہور میں داتا گنج بخش کی آمد، مقالہ مشمولہ تاریخی مقالات، لاہور

Marfat.com

قطعات تاریخ فارسی:

علی غزنوی آن شاہ ہجویر | سراپا نور روشن ماہ ہجویر
چو در زید آخر از دنیای فانی | مکان اندر مکان لامکانے
عیاں تاریخ او چوں ماہ گفتم | علی ہجویری ۴۶۵ھ عالی جاہ گفتم
چو بود او سرور و سرخیل ابرار | بر آمد سال ترحیلش ز سردار ۴۶۵ھ
چو جستم از خرد تاریخ سالش | عیاں شد "کاشفِ دین" ارتحالش

(۱۳۲) سید احمد المشہور بہ سخی سرور قدس سرہٗ

قدمائے مشائخ و کبریٰ اولیائے خطہ ملتان سے ہیں، شجرہ آبائی ان کا بقولِ صاحب تشریف الشرفاء اس طرح پر جناب علی المرتضیٰ تک پہنچتا ہے کہ سیّد احمد بن سیّد زین العابدین بن سیّد عمر بن سید عبداللطیف بن سیّد بہاء الدین بن سید غیاث الدین بن سیّد بہاء الدین بن سید صلاح الدین بن سید زین العابدین بن سیّد عیسیٰ بن سید صالح بن سیّد عبدالغنی بن سیّد جلیل بن سیّد خیر الدین بن سیّد ضیاء الدین بن سیّد داؤد بن سیّد عبدالجلیل رومی بن سیّد اسماعیل بن حضرت امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسینؓ بن علی المرتضیٰ رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین، ان کے باپ زین العابدین عرب سے بسبب کسی تفرقہ کے ہند میں آئے اور بمقام کہرسی کوٹ علاقہ ملتان مقیم ہوئے چونکہ مرد عابد و زاہد و شب بیدار نیک رو نیک خو تھے اس گاؤں کے مقدم مسمّٰی پیرانے اپنی لڑکی بی بی عائشہ ان کے نکاح میں دے دی، اس کے بطن سے حضرت سیّد احمد ولی مادر زاد پیدا ہوئے جب بڑے ہوئے اور باپ مر گیا تو ان کی بزرگی کا شہرہ جہاں میں ہوا اور لوگ جوق جوق قدم بوس ہونے لگے تو برادران خالہ زاد کو جن کے ساتھ یہ نصف گاؤں کے مالک تھے حسد ہوا اور طرح طرح سے اذیت پہنچانے لگے اس واسطے حضرت نے وطن سے

Marfat.com

ہجرت کی اور بغداد میں جا کر حضرت غوث الاعظمؒ و شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی و شیخ مودود چشتی کی خدمت میں حاضر ہو کر فیض باطنی پایا اور کامل ہو کر واپس ہند کو آئے' پنجاب میں پہنچ کر چندے بمقام دھونکل سکونت کی پھر کہرسی کوٹ میں آئے' صوبہ ملتان نے اپنی لڑکی ان کے نکاح میں دی' اس سے ایک بیٹا سراج الدین نامی پیدا ہوا' جب اس قدر عزت حضرت کی' بظاہر و باطن بڑھ گئی تو وہی حاسد اس ارادہ میں ہوئے کہ حضرت کو قتل کر دیں' یہ خبر حضرت کو پہنچ گئی تو بنظر رفع فساد آپ مع بھائی عبدالغنی و زوجہ سراج الدین' پسر خرد سال گاؤں سے پوشیدہ نکل آئے اور زیر دامانِ کوہ جہاں اب موضع نگاہا آباد ہے اور روضہ بھی حضرت کا اسی مقام پر ہے آ کر عین ویرانے بے آب میں خیمہ برپا کیا' اللہ تعالیٰ نے ان کے قدم کی برکت سے وہاں ریگستان میں سے پانی کا چشمہ جاری کر دیا جو اب تک ہے' پیچھے ان کے جب حاسد بھائیوں نے خبر پائی کہ وہ چلے گئے تو مجمع کثیر کر کے ان کے پیچھے سوار ہوئے اور اس مقام پر آ کر حضرت کو مع لواحقین شہید کو دیا' یہ واقعہ سنہ پانچ سو ستتر ہجری میں واقع ہوا۔

قطعۂ تاریخ

سیّد و سرور و سخی احمد — بود در ملک سروری والی

رفت چوں از جہاں بخلد بریں — شد زمین از وجود او خالی

سال تاریخ وصل آں سرور — گفت سرور کہ سرور عالی

(۱۳۴۳) سید حسین[1] زنجانی لاہوری قدس سرہٗ

قدیمی بزرگوں میں سے یہ بزرگ صاحب ہدایت و ارشاد و زہد و تقویٰ و

---

[1] شیخ حسین زنجانی لاہوریؒ کے حالات کے سلسلہ میں مفتی صاحب خاصے اُلجھے ہوئے معلوم ہوتے ہیں' خزینۃ الاصفیاء (۲۳۲/۲) میں بحوالہ فوائد الفواد (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

شرافت ونجابت وسیادت تھے' شجرہ ان کا حضرت جنیدؒ بغدادی کے ساتھ ملتا ہے' سید یعقوب زنجانی کے ساتھ یہ لاہور میں آئے اور ہنگامہ مشیخت گرم کیا' تمام عمر ہدایت خلق میں گزاری' آخر سال چھ سوہجری میں وفات کی۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) لکھتے ہیں کہ شیخ حسین زنجانی حضرت داتا گنج بخش لاہوریؒ کے پیر بھائی تھے۔ جب ان کے مرشد نے انہیں لاہور جانے کا حکم دیا تو آپ نے کہا: وہاں تو میرے برادرِ طریقت حسین زنجانی موجود ہیں' میری کیا ضرورت ہے' مرشد نے مکرر یہی حکم فرمایا' جب آپ لاہور پہنچے تو شیخ زنجانی کا جنازہ جاتے دیکھا تو مرشد کی نظر رسا کا علم ہوا' حضرت علی ہجویری کا سال وفات باختلاف روایت بعد ۴۸۰ھ ہے۔ گویا اس مندرجہ روایت کے مطابق شیخ حسین زنجانی کا انتقال ۴۸۰ھ سے بہت پہلے ہو چکا تھا اب مفتی صاحب خود ہی خزینۃ الاصفیاء (۲/۲۵۰) اور حدیقۃ الاولیاء میں شیخ حسین زنجانی کا سال وفات بغیر کسی حوالہ کے ۶۰۰ھ لکھ دیتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ زیر بحث شخصیت فوائد الفواد میں مذکور شیخ حسین زنجانی سے مختلف ہے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ جب قریباً ۵۸۸ھ (تاریخ السلف ۹۷) میں لاہور تشریف لائے تو شیخ حسین زنجانی سے ملاقات وصحبت رہی (ابوالفضل: آئین اکبری ۳/۲۰۷' جمالی: سیر العارفین' غوثی: گلزارِ ابرار ۲۵۔۲۶' محمد صالح کنبو: عمل صالح ۱/۵۰' داراشکوہ: سفینۃ الاولیاء ص ۹۳)

۷۵۷ھ میں شیخ حسین زنجانی کے نواسے خضر خاں کا ذکر وقائع سیالکوٹ (۱۰۷۱ھ) مؤلفہ محمد مقیم (۴۔۵) میں اس طرح آیا ہے: ''......سیّد علی الحق بن سیّد حسن مکی برادر جدی سید خضر خاں کہ در مقربان عالی شان وامیرانِ بلند مکان فیروز شاہی بود نواسۂ سید حسین برادر سلطان المشائخ والاولیاء سید السادات سید یعقوب صدر شاہ زنجانی کہ مرقد مقدس ایشاں در لاہور گذرنجارا زیارت گاہ خاص وعام است در قصبہ رودل کہ جدِّ بزرگوار آں سید از مکہ معظمہ آمدہ باکرام واحترام تمام در دار الملک دہلی رسیدہ بود''۔ (ص ۴۔۵)

اس اقتباس سے مترشح ہوتا ہے کہ ۷۵۷ھ میں شیخ حسین زنجانی کے نواسے بقید حیات تھے۔ اس لیے شیخ حسین زنجانی کا مذکورہ سال وفات ۶۰۰ھ قرین صحت ہے۔

Marfat.com

(۱۳۴) سید احمد توختہ[1] ترمذی لاہوری قدس سرہٗ

یہ بزرگ اوّل شہر ترمذ کے رہنے والے تھے' وہاں سے باشارۂ غیبی ہندوستان کو روانہ ہوئے' جب شہر کیچ مقران میں پہنچے' بی بی حاج و تاج دو لڑکیاں اپنے ہمراہ رکھتے تھے چنانچہ ایک لڑکی بی بی حاج کا نکاح شہزادہ بہاء الدین بن سلطان قطب الدین قریشی ہکاری کے ساتھ کیا' وہاں سے لاہور میں آ کر سکونت پذیر ہوئے اور بی بی تاج کا نکاح شاہ زید اپنے برادر زادے کے ساتھ کیا اور چار لڑکیاں باقی ماندہ بی بی حور' بی بی نور' بی بی گوہر و بی بی شہباز جو نہایت عابدہ وزاہدہ ورابعہ عصر تھیں ناکتخدا فوت ہو گئیں[2]. یہ بزرگ سیّد حسینی تھے' شجرہ ان کا اس طرح درج کتب ہے کہ سیّد احمد بن سیّد علی بن حسین ثانی بن سیّد حسین[3] محمد مدنی بن سید شاہ ناصر[4] بن سیّد موسیٰ بن سیّد علی بن امام علی اصغر بن امام زین العابدین بن امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ' شرافت و ولایت و کرامت ان کی موروثی تھی اور

---

[1] توختہ کی وجہ تسمیہ پیر فرح بخش فرحت نے یہ بتائی ہے کہ ایک مرتبہ ان کے شیخ نے انہیں طلب کیا' جب آپ گئے تو کمرے کا دروازہ بند پایا اور کمرے سے باہر ہی کھڑے ہو گئے کہ مبادا شیخ یاد فرمائیں اور میں نہ ہوا تو......؟ آپ صبح تک حکم کے منتظر رہے' جب صبح شیخ نے دروازہ کھولا تو آپ کو دروازے پر کھڑا ہوا پایا' فرمایا: سید احمد توختہ! اس وقت سے توختہ آپ کے نام کا جزو بن گیا' جو ترکی زبان کا لفظ ہے اور جس کے معنی ہیں: ایستادہ (کھڑا)۔

(نامی: تاریخ جلیلہ ۱۲۶۔۱۴۷' بحوالہ اذکار قلندری)

[2] ان نساء عارفات کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو: نامی: رسالہ بی بیاں پاکدامن ان کی نسبت خاصی غلط بیان کی گئی ہے' ملاحظہ ہو: کتاب ہذا تحت بی بیاں پاکدامن۔

[3] یہاں سید حسین مدنی کی بجائے حسن ثانی ہونا چاہیے۔ (تاریخ جلیلہ ۱۲۷)

[4] ناصر الدین کے بعد دو نام مفتی صاحب چھوڑ گئے ہیں' یعنی سید حسینی حمیص بن سید حسن۔

(ایضاً ۱۲۷)

Marfat.com

توسّل خاندانِ جنیدیہ سے تھا' وفات حضرت کی سنہ چھ سو دو (۶۰۲ھ) ہجری میں ہوئی اور ''مرشدِ پنجاب'' (۶۰۲ھ) مادۂ تاریخ ہے اور مزار گوہر بار اندرون شہر لاہور محلہ چہل بی بیاں طویلہ حضرت غلام محی الدین کے زیارت گاہ خلق ہے۔[1]

(۱۳۵) سید یعقوب المخاطب صدر دیوان زنجانی لاہوری قدس سرہٗ

یہ بزرگ لاہور کے بزرگوں میں سے جامع علوم ظاہری و باطنی و مجمع شرافت ونجابت تھے' زنجان سے بارادۂ سیر لاہور میں آکر سکونت پذیر ہوئے' ہزاروں آدمی طالبان ان کی بیعت میں آکر منازلِ قرب تک پہنچے' ان کے باپ کا نام سید علی موسوی حسینی زنجانی تھا اور انہیں کے ہاتھ پر ان کی بیعت ہوئی' ان کا توسّل سلسلہ شبلویہ کے ساتھ تھا و مسمی طغرل صوبہ لاہور جو بہرام شاہ[2] غزنوی کی طرف سے لاہور کا حاکم تھا ان کا مرید تھا' اس سبب سے قبولِ عظیم ان کو حاصل ہوا' دولت ظاہری و باطنی کے خزانے بھر گئے اور لنگر عام جاری ہوا' تمام پنجاب میں حضرت کی مشیخت کا آوازہ تھا' دور دور سے لوگ حصولِ ارادت وتوسّل کے لیے خدمت میں حاضر ہوتے تھے' انہیں ایام میں حضرت خواجہ معین الدین حسن سجزی[3]

---

[1] ملاحظہ ہو:

(۱) فرح بخش' پیر: اذ کار قلندری مرتبہ نامی' لاہور

(۲) نامی: تاریخ جلیلہ ۱۲۶۔۱۲۵ (۳) ایضاً: بی بیاں پاکدامن' لاہور

(۴) ایضاً: بزرگانِ لاہور ۱۹۳۔۱۹۷

[2] بہرام شاہ کا عہد ۵۱۲۔۵۴۷ھ/ ۱۱۱۸۔۱۱۵۲ء تھا اور اس کے ساتھ ہی خواجہ معین الدین اجمیری (ورودِ لاہور حدود ۵۸۸) کے شیخ یعقوب زنجانیؒ کے مہمان ہونے کا ذکر اور پھر شیخ یعقوبؒ کا سالِ وفات ۶۰۴ھ لکھا جو خاصا متضاد نظر آتا ہے' اس لیے شیخ یعقوب زنجانیؒ کے وجودِ لاہور کی روایت بعہدِ طغرل نائب بہرام شاہ مشکوک ہے۔

[3] موجودہ تحقیق سجزی (س۔ج۔ز۔ی) ہے۔

Marfat.com

حضرت علی مخدوم گنج بخش ہجویری کے روضۂ مقدس پر چلہ کرنے کے لیے اجمیر سے لاہور آئے تو انہیں کے اوّل و آخر چلّہ سے چند روز مہمان ہوئے' وفات حضرت کی سولھویں ماہ رجب سنہ چھ سو چار ہجری میں واقع ہوئی اور مزار پُرانوار لاہور شہر میں زیارت گاہِ خلق اللہ ہے۔[1]

(۱۳۶) سید شیخ عزیزالدین مکی لاہوری قدس سرہٗ

یہ بزرگ سادات عظام و مشائخ کرام و علمائے صاحب شریعت و طریقت سے تھے' اصل ان کا بغداد سے تھا' پہلے یہ بغداد سے مکہ شریف کو گئے اور بارہ سال بیت اللہ میں بعبادتِ حق گزارے اور شیخ مکی مشہور ہوئے' پھر بایمائے باطنی ہندوستان کو رخ کیا اور سال پانچ سو چوہتر ہجری میں جس طرح سلطان شہاب الدین غوری محاصر لاہور کا کیے ہوئے تھا' لاہور میں داخل ہوئے' خسرو ملک بن خسروشاہ غزنوی اس وقت شہر کے اندر محصور تھا' جب محاصرہ سے تنگ آیا تو حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا چاہی' حضرت نے بعد مراقبہ و مکاشفہ فرمایا کہ خداوند حقیقی کی جانب سے چھ برس تجھ کو اور امان ہے' بعد چھ برس کے خدا کو منظور ہے کہ اس ملک میں غوریوں کا تسلط ہو جائے پس اس سال میں شہاب الدین لاہور کے فتح کیے بغیر غزنین کو چلا گیا اور چھ برس کے بعد پھر آیا اور لاہور پر قابض ہوا' باقی ماندہ سلطنت غزنوی بادشاہوں کی نیست و نابود ہو گئی' وفات حضرت کی سال چھ سو بارہ واقع ہوئی اور مزار لاہور میں ہے۔[2]

---

[1] ملاحظہ ہو: (۱) لعل بیگ لعلی' ثمرات القدس قلمی مملوکہ مولا: نصرت نوشاہی' شرقپور
(۲) محمد مقیم: وقائع سیالکوٹ (۱۰۷۱ھ) مرتبہ ڈاکٹر عبداللہ چغتائی' لاہور ۱۹۷۲ء

[2] تذکرہ علماء و مشائخ پاکستان و ہند ۲۷۲/۱

Marfat.com

(۱۳۷) سیّد مٹھہ لاہوری قدس سرہٗ

لاہور کے بزرگوں میں سے یہ بزرگ آج تک مرجع خاص و عام ہیں‘ حضرت کی بزرگی کا حال زبان زد خرد و کلاں ہے‘ ان کے باپ سید جمال الدین خوارزم کی ولایت کے رہنے والے تھے‘ جب خوارزم کی ولایت پر چنگیز خاں کا دخل ہوا اور شاہانِ خوارزم کی سلطنت جڑ سے اُکھڑ گئی اور وہ ملک ویران و برباد ہو گیا تو انہوں نے ہندوستان کا راستہ لیا اور لاہور میں آ کر سکونت اختیار کی چوں کہ مرد عابد و زاہد و ولی تھے ہزاروں لوگ ان کے معتقد ہو گئے سید مٹھہ بھی اس وقت ہمراہ تھے انہوں نے بھی باپ سے تکمیل پائی اور مقتدائے زمانہ ہو گئے‘ باپ کے مرنے کے بعد یہ جانشین ہوئے چوں کہ شیریں زبان اور خوش خلق نہایت تھے سیّد مٹھہ مشہور ہو گئے کہ مٹّھا شیریں کو کہتے ہیں‘ ان کا شجرہ نسب باقوالِ صحیح دریافت ہوا کہ سیّد مٹھہ بن سیّد جمال الدین بن سیّد محمد بن سیّد کریم الدین بن سید نورالدین بن سیّد آدم بن سید علی جعفر بن سید محمد بن سید یوسف بن سیّد محمود بن سید احمد بن سید عبداللہ اشقری بن جعفر بن سیّد محمد الجواد بن امام علی رضا بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین بن علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہم‘ وفات ان کی سال چھ سو اکسٹھ ہجری میں واقع ہوئی اور مزار شہر لاہور کے اندر ہے۔

(۱۳۸) موید الدین بلبل شاہ کشمیری قدس سرہٗ

یہ بزرگ کشمیر کے بزرگوں سے بزرگ صاحب کمال‘ اہلِ حال و قال تھے‘ صاحب تواریخ اعظمی لکھتا ہے کہ نام اصلی ان کا شرف الدین تھا‘ انہوں نے شہر سری نگر کشمیر میں آ کر دین اسلام کو رواج دیا اور اسی کی توجہ سے راجہ رنجن دیو والی کشمیر سلمان ہوا اور تمام اہل کار اسکے داخل اسلام ہوئے‘ یہ قصہ اس طرح پر تواریخ اعظمی

Marfat.com

میں لکھا ہے[1] کہ راجہ رنجن دیو کو اپنے وقت میں خیال اس بات کا دامن گیر ہوا کہ بعد تحقیقات کامل جو دین حق ہو اس کو قبول کرے، اس ارادہ پر اس نے ہر ایک دین کے علماء و فضلاء کشمیر میں طلب کیے اور ان کی آپس میں بحث کرائی مگر بسبب اس کے کہ ہر ایک صاحبِ ملّت اپنے دین کو اچھا کہتا اور وجوہات بیان کرتا تھا، تسلّی کامل راجہ کی نہ ہوتی، آخر ایک روز یہ بات دل میں قائم کی کہ کل علی الصباح جس دین کا آدمی پہلے سب سے میرے روبرو آئے گا اس کا دین اختیار کروں گا چنانچہ رات کو اسی فکر میں سو رہا جب صبح ہوئی تو اپنے محل پر چڑھا اور باہر کی طرف نظر کی اس وقت حضرت شیخ موید الدین بلبل شاہ ڈل کے کنارے نماز پڑھ رہے تھے چونکہ پہلے اس سے اس کی رغبت دین اسلام کی طرف تھی، بہت خوش ہوا اور اسی وقت حضرت کو روبرو بلا کر مشرف باسلام ہوا، جب راجہ مسلمان ہو گیا تو اکثر اس کے امراء بھی مسلمان ہو گئے اور نورِ اسلام کشمیر کی سرزمین پر روشن ہوا، راجہ نے ان کی خاطر کشمیر میں ایک مکان خانقاہ تعمیر کیا،[2] جس میں حضرت سکونت رکھتے تھے، ایک مسجد عالی شان حضرت نے خود تعمیر[3] کی

---

[1] رنجن کا صحیح اور پورا نام مہاچن بن مہاچن ڈنگوس گرب تھا جو ۱۲۹۰ سے ۱۳۲۰ء تک لداخ کا حکمران رہا، پھر ۱۳۲۰۔۱۳۲۳ء کشمیر پر حکمرانی کی ۱۳۲۰ء میں وہ کشمیر کے تخت پر بیٹھا اور تمام شورشوں کو دبا کر ۱۳۲۰ء کے بعد حضرت شرف الدین معروف بہ بلبل شاہؒ کے دستِ حق پرست پر اسلام قبول کیا اور صدر الدین نام رکھا گیا' اس کا سالا راون چند بھی مشرف باسلام ہوا۔

(محب الحسن: کشمیر سلاطین کے عہد میں ۵۵۔۵۶)

[2] رنجن نے دریائے جہلم کے کنارے اپنے محل کے پاس ہی بابا بلبل شاہؒ کے لیے ایک خانقاہ بنوائی اور اس کے لیے کئی گاؤں وقف کر دیئے' جن کی آمدنی سے ملازمین کا خرچ چلتا تھا۔

(ایضاً ص ۵۶)

[3] خانقاہ کے پاس رنجن نے ایک مسجد بھی تعمیر کی' جس میں وہ پانچ وقت نماز ادا کرتا تھا۔ (ایضاً ص ۵۶)

اور تمام عمر ہدایت و ارشاد طالبان حق میں مصروف رہے' آخر سال سات سو ستائیس ہجری میں فوت ہوئے اور شہر کشمیر میں مدفون ہوئے' مکان مسکن مدفن ان کا اب تک لنگر بلبل شاہ مشہور[۱] ہے۔

(۱۳۹) شیخ سیّد ابواسحاق گازرونی المشہور میراں بادشاہ لاہوری قدس سرہٗ

لاہور کے قدیمی بزرگوں میں سے یہ بزرگ بڑے بزرگ مشہور ہیں' اصل ان کا شہر گازرون سے تھا اور شیخ اوحد الدین اصفہانی کے مرید تھے' وہاں سے بطریقِ سیر ہند کو آئے اور لاہور میں سکونت اختیار کی' ہزاروں طالبانِ حق ان کے حلقۂ ارادت میں آئے اور مدت العمر تکمیل و تربیت طالبان میں مصروف رہے' آخر سال سات سو چھیاسی ہجری (۷۸۶ھ) میں فوت ہوئے' لاہور کے اندر مدفون ہوئے' جب علم الدین حکیم المشہور نواب وزیر خاں نے جامع مسجد اس جگہ تعمیر کی تو ان کے مزار کو مسجد کے صحن کے اندر ایک تہہ خانہ میں رکھا جو اب تک زیارت گاہ خلق ہے اور ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' (۷۸۶ھ) ان کی تاریخ وفات ہے۔

۱؎ شاہ شرف الدین معروف بہ بلبل شاہ'' شاہ نعمت اللہ فارسی کے مرید تھے' جن کا تعلق سلسلہ سہروردیہ سے تھا اور آپ سہدیو کے دورِ حکومت میں منگولوں کے حملے کے خوف سے کشمیر ایک ہزار پناہ گزینوں کے ساتھ ترکستان سے آئے تھے (ایضاً ص ۵۵) علوم وفنون کے عالم تھے۔ (اعظمی ص ۳۱)

ملاحظہ ہو:

(۱) محمد اعظم: تاریخ کشمیر اعظمی' کشمیر ۱۳۵۵ھ' ص ۳۱-۳۲

(۲) محب الحسن: کشمیر سلاطین کے عہد میں' مترجم علی حماد عباسی' دارالمصنفین' اعظم گڑھ ۱۹۶۷ء' ص ۵۵-۵۶

(۳) عبدالحی: نزہۃ الخواطر ۲/۴۹

Marfat.com

(۱۴۰) شیخ نورالدین ولی کشمیری قدس سرہٗ

یہ بزرگ کشمیر کے بزرگوں میں سے جامع علوم ظاہری و باطنی مظہرِ تجلیات صوری و معنوی زہد میں طاق، ریاضت میں یگانہ آفاق، تیس برس کی عمر میں ان کو شوق حق دامن گیر ہوا تو بارہ سال تک بحالتِ تنہائی بے خور و خواب ویرانہ جنگل میں رہے، جب بھوک غالب ہوتی تو تھوڑی سی کاسنی کی پتی کھا لیتے، پھر بارہ سال تک روزمرہ کی خوراک آپ کی ایک کاسہ دودھ کا تھا، پھر وہ بھی ترک کر دیا اور اڑھائی برس تک غلہ جو تھوڑا سا جوش دے کر اس کا پانی خوراک رکھا، غرض چھبیس سال تک حضرت نے روٹی نہ کھائی اور زہد و عبادت و ریاضت میں کامل ہوئے، پھر جب سیّد میر محمد[۱] بن سید علی ہمدانی کشمیر میں آئے تو ان کی خدمت میں جا کر بیعت کی اور صاحبِ طریقت ہوئے پھر جب میر محمد ہمدانی حج کو تشریف لے گئے تو شاہ نورالدین بخدمت میر سیّد حسین[۲] سامانی و شیخ بہاؤالدین[۳] و شیخ سلطان پکھلی و بابا حاجی ادہم کشمیری[۴] کے حاضر ہو کر کامل فائدہ حاصل کیا اور قطب الآفاق

۱ میر سید محمد بن امیر کبیر سید علی ہمدانی، سلطان سکندر کے زمانے میں کشمیر میں آئے اور کشمیر میں خانقاہ و مدرسہ قائم کر کے تبلیغ و تدریس کا بہت کام کیا۔ (اعظمی ۴۲-۴۴)

۲ سید احمد سامانی بن کمال الدین بن محمود، میر سید محمد ہمدانی کے مریدین میں سے تھے۔ تنویر السراج شرح سراج آپ کی تصانیف میں سے ہے، نزد فتح کدل مدفون ہیں۔ (اعظمی ۴۴)

۳ شیخ بہاؤالدین کشمیریؒ: کشمیر کے نامور مشائخ میں سے تھے، خواجہ محمد اعظمؒ نے بابا نورالدین ولی اور ان کے روابط اور برادر طریقت ہونے کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے: ''از صحبتِ داراں حضرت بہاء الدین و شیخ المشائخ شیخ نورالدین ریشی از اقران ایشان......الخ'' (اعظمی ۵۵) مولانا عبدالحی نے شیخ بہاؤالدینؒ کو خواجہ بہاء الدین نقشبند بخاری لکھا ہے۔ (نزہۃ الخواطر ۱۸۸/۳) جو درست نہیں ہے۔

۴ بابا حاجی ادہمؒ بعض نے ادھمی بھی لکھا ہے، آپ کا سلطان ابراہیم ادھم سے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

خطاب پایا اور صاحب تواریخ اعظمی لکھتا ہے کہ شاہ نورالدین مادرزاد ولی تھے' جب یہ اپنی ماں کے بطن میں تھے' رجال الغیب ان کی والدہ کے پاس آ کر سلام کہتے اور بی بی لَل ددی جو ایک عورت عارفہ کشمیر میں تھی اسنے بھی ان کی والدہ کے پاس آ کر خبر دی کہ خداوند تعالیٰ عنقریب تیرے گھر ایک ایسا فرزند پیدا کرے گا جو قطبِ وقت ہو گا' ولادت حضرت کی سنہ سات سو ستاون اور وفات سال آٹھ سو بیالیس میں واقع ہوئی اور روضہ منورہ ملک کشمیر میں زیارت گاہ خلق اللہ ہے اور خلفاء ان کے بابا زین الدین[1] و بام الدین[2] و لطیف الدین[3] و بابا نصیب الدین[4] و بابا نصیر الدین[5] و قیام الدین[6] ان کے بعد صاحب ارشاد مرشد زمانہ ہوئے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) نسبی تعلق تھا' اکابر وقت اور علوم ظاہر و باطن کے علماء میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ شاہی قلعہ کشمیر سے باہر مدفون ہوئے۔ (اعظمی ۵۵)

1. بابا زین الدین کشمیری کی اصل کشتوار سے تھی' زیا سنگ نام تھا' بابا بام الدین کی خدمت میں رہے اور مسلمان ہونے پر زین الدین نام رکھا گیا۔ ۸۵۷ھ میں انتقال کیا۔ (اعظمی ۶۴' نصیب کشمیری: تذکرہ نورنامہ نورِ سوم' قلمی)
2. قبولِ اسلام سے پہلے بومہ سادی نام تھا' طبقہ برہمن سے نسبی تعلق تھا' آخر عمر میں تائب ہوئے' کشمیر میں مدفون ہیں۔ (نورنامہ' قلمی باب دوم' اعظمی ۶۴۔۶۵)
3. بابا لطیف کا قبولِ اسلام سے پہلے لدی رینہ نام تھا' کشمیر میں مدفون ہیں۔ (نورنامہ باب ۸' اعظمی ۶۵)
4. یہاں مفتی صاحب سے تسامح ہوا ہے' بابا نصیب الدین کشمیری ف ۱۰۴۷ھ مصنف نورنامہ' بابا نورالدین ولی کشمیری ف ۸۴۲ھ سے بہت بعد کی شخصیت ہیں۔ (ملاحظہ ہو: کتاب ہذا کا چمن سلسلۂ سہروردیہ)
5. ان کا صحیح نام نصرالدین تھا' خردسالی میں بابا نورالدین سے منسلک ہو گئے۔ وفات کے بعد اپنے مرشد کے جوار میں دفن ہوئے۔ (نورنامہ باب ۵' اعظمی ۶۵۔۶۶)
6. بابا قیام الدین نے بحکمِ مرشد پرگنہ دیوہ میں سکونت اختیار کی' ریاضت و تقویٰ میں زندگی بسر کر کے کشمیر میں دفن ہوئے۔ (اعظمی ص ۶۶)

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

قطعۂ تاریخ:

چو نورالدین والی والی کشمیر　　زدنیا گشت اندر پردہ مستور
نو شم طرفہ سال ارتحالش　　ولی با صفا نورؒ علی ۸۴۲ھ نور

(۱۴۱) شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ

یہ بزرگ علمائے متبحر دہلوی سے تھے' ان کے ذکرِ خیر سے کتابیں بھری ہوئی ہیں' خداوند حقیقی نے ان کو علوم ظاہری و باطنی سے کامل بہرہ بخشا تھا' ان کو بخدمت جناب حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ اویسی نسبت تھی اور بیعت خدمت سیّد جمال الدین ابوحسن موسیٰ پاک شہید گیلانی ملتانی خلف الصدق قدوہ سادات کرام زبدہ مشائخ عظام جامع سیادت ونجابت شیخ سید حامد گیلانی (سے) تھی۔ ان کی وفات کے بعد پھر یہ شیخ عبدالوہاب[1] خلیفہ شیخ علی

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو:

(۱) نصیب الدین' بابا: نورنامہ (مفصل حالات بابا نورالدین ولیؒ) قلمی ذخیرہ مولوی شمس الدین مرحوم' کراچی میوزیم

(۲) محمد اعظم: تاریخ کشمیر اعظمی ۶۳۔۶۶

(۳) عبدالحی: نزہۃ الخواطر ۳/۱۸۸

[1] شیخ عبدالوہاب متقیؒ پاک و ہند کے ان عدیم المثال علماء حدیث میں سے تھے' جنہوں نے مکہ معظمہ کے ایک گوشہ میں بیٹھ کر ساری علمی دنیا کو اپنی طرف متوجہ کر لیا تھا اور اپنے علمی تبحر کا سکہ حجاز' یمن' مصر اور شام سے منوایا تھا' شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ ۹۹۶ھ میں حجازِ مقدس پہنچے اور ۹۹۹ھ تک وہیں قیام کیا اور تقریباً سارا وقت شیخ عبدالوہاب کی خدمت میں گزارا اور پاک و ہند کی کایا پلٹنے کے لیے اس مردِ بزرگ نے شیخ محدث کو یہ کہتے ہوئے کہ ''دہلی واپس جانا چاہیے کیونکہ دہلی تمہاری جدائی میں نالاں ہے''۔ اس وقت طلبہ میں سے اُٹھا دیا تا کہ روانہ ہو جائیں' تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو:

(عبدالحق' شیخ: زادالمتقین' قلمی' اخبارالاخیار' خلیق احمد نظامی: حیات شیخ عبدالحق ص ۱۰۲۔۱۱۱)

Marfat.com

متقی[1] کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فیض پایا اور خرقۂ تبرک حاصل کیا' شیخ عبدالحق کو ہر ایک علم میں کمال حاصل تھا' خصوصاً علم حدیث و تفسیر میں وہ کمال تھا کہ اپنے وقت میں ثانی نہیں رکھتے تھے' ان کی تصانیف میں سے شرح مشکوٰۃ عربی و فارسی[2] کتاب صراط المستقیم[3] واخبار الاخیار[4] وشرح فتوح الغیب[5]

---

1. شیخ علی متقی بن حسام الدین بن عبدالملک بن قاضی خان قادری شاذلی مدنی چشتی ۸۸۵ھ میں برہان پور میں پیدا ہوئے اور بعمر نوّے سال ۹۷۵ھ میں رحلت فرمائی' شیخ علی متقی کو تصنیف و تالیف سے عشق تھا' آخری عمر تک یہ کام جاری رہا' آپ کی تصانیف کی تعداد شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے سو بتائی ہے۔ (زاد المتقین ورق ۸۔الف) ملاحظہ ہو: (زاد المتقین قلمی۔ اخبار الاخیار' ثمرات القدس' معارج الولایت قلمی' مفتاح العارفین قلمی' محمد اقبال مجددی' شیخ علی متقی' مقالہ مشمولہ رسالہ سرحد' مارچ ۱۹۷۴ء

2. شیخ محدث دہلوی نے مشکوٰۃ شریف کی عربی و فارسی میں دو شرحیں لکھیں: عربی شرح لمعات التنقیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح ۲۴ رجب ۱۰۲۵ھ کو مکمل ہوئی اور جسے حافظ عبدالرحمان سلفی نے لاہور سے شائع کر دیا ہے اور فارسی شرح اشعۃ اللمعات فی شرح المشکوٰۃ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۵ھ میں چھ سال کی محنت سے مکمل ہوئی' منشی نولکشور نے اپنے مطبع سے چار جلدوں میں شائع کیا تھا۔

3. صراط المستقیم کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے۔

4. اخبار الاخیار پاک و ہند کے علماء و مشائخ کا نہایت ہی مستند تذکرہ ہے' اس میں حضرت خواجہ شیخ معین الدین چشتیؒ سے لے کر اپنے زمانہ کے معروف مشائخ کے حالات لکھے ہیں۔ ابتدا میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا ذکر عقیدتاً کیا گیا ہے ۹۹۹ھ میں مکمل ہوئی' تکملہ میں ۹۹۹ھ کے بعد کے حالات بھی ملتے ہیں' متعدد مرتبہ چھپ چکی ہے۔

5. فتوح الغیب' حضرت عبدالقادر جیلانیؒ کی تصنیف ہے' جس کی شرح حضرت شاہ ابوالمعالیؒ کے حکم سے ۱۰۲۳ھ میں مکمل کی' مفتاح فتوح تاریخی نام ہے' لاہور ۱۲۸۳ھ اور لکھنؤ ۱۲۹۸ھ میں شائع ہو چکی ہے۔

Marfat.com

وکتاب جذب القلوب الیٰ دیار المحبوب[1] محبوب ومقبول خاص و عام ہے، وفات ان کی سال ایک ہزار اکیاون[2] ہجری میں وقوع میں آئی اور مزار دہلی[3] میں ہے۔

(۱۴۲) شیخ عبدالحکیم سیالکوٹی قدس سرہ

یہ بزرگ اکابر علماء واعاظم فضلائے پنجاب سے تھا، علوم ظاہری و باطنی میں فرید الدہر اور وحید العصر علم حدیث وتفسیر و فقہ میں طاق یگانہ آفاق و صاحب تصانیف اعلیٰ تھا چنانچہ حاشیہ تفسیر بیضاوی وکتاب مشہور وتحشیہ وتکملہ و حاشیہ عبدالغفور ان کی مشہور تصانیف میں سے ہے اور کتاب غنیۃ الطالبین[4] مصنفہ

---

[1] جذب القلوب الیٰ دیار المحبوب، فارسی زبان میں مدینہ منورہ کی تاریخ لکھی ہے، اس کا آغاز مدینہ منورہ میں ۹۹۸ھ کو ہوا اور تکمیل دہلی میں ۱۰۰۱ھ کو ہوئی متعدد مرتبہ چھپ چکی ہے۔

[2] یہاں مفتی صاحب سے تسامح ہوا ہے۔ شیخ محدث کا انتقال ۲۱ ربیع الاوّل ۱۰۵۲ھ کو ہوا۔ (خلیق احمد نظامی: حیات شیخ عبدالحق ۱۵۰۔۱۵۲)

[3] مزار مبارک دہلی میں حوضِ شمسی کے کنارے ہے۔ جسے نواب مہابت خاں نے شیخ محدث کی حین حیات بنوایا تھا۔ (ایضاً ۱۵۱۔۱۵۲)

ملاحظہ ہو:

(۱) عبدالحق دہلوی: تالیف قلب الالیف بذکر فہرس التوالیف، مجتبائی، دہلی ۱۳۰۹ھ

(۲) ایضاً: زاد المتقین، قلمی مملوکہ ملوناعطاء اللہ حنیف بھوجیانی، لاہور

(۳) ایضاً: اخبار الاخیار تکملہ ومتعدد مقامات، میرٹھ ۱۲۷۸ھ

(۴) غوثی: افکار ابرار ترجمہ گلزارِ ابرار ص ۵۹۸

(۵) محمد صادق: کلمات الصادقین۔ قلمی مملوکہ پروفیسر قریشی احمد حسین گجرات

(۶) عبدالقادر بدایونی: منتخب التواریخ ۳۱۷ نولکشور ایڈیشن

(۷) محمد صالح کنبولاہوری: عمل صالح جلد سوم ص ۳۷۷۔۳۷۸

(۸) خلیق احمد نظامی: حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی، دہلی ۱۹۵۳ء

[4] غنیۃ الطالبین کی یہ شرح چھپ چکی ہے۔

Marfat.com

حضرت غوث الاعظم محی الدین عبدالقادر جیلانی کا ترجمہ بھی فارسی میں اس نے حسب الایمائے حضرت شاہ بلاول لاہوری کے لکھا ہے' اس بزرگ کو شاہانِ چغتائی کے دربار میں بڑی توقیر حاصل تھی اور بادشاہ کی اجازت سے اس نے لاہور میں درس جاری کیا' اس کا لکھا ہوا فتویٰ کل علمائے ہند کو منظور ہوتا تھا' اس نے فیض باطنی بھی بہت سے مشائخ طریقت سے پایا اور شیخ احمد مجدد الف ثانیؒ بھی اس کے حال پر بہت مہربان تھے اور انہوں نے بھی اس کو بخطاب آفتاب پنجاب مخاطب[1] کیا تھا' وفات ان کی باقوال صحیح سال ایک ہزار اڑسٹھ ہجری میں واقع ہوئی۔[2]

---

[1] مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی نے حضرت مجددؒ کی حمایت میں ایک رسالہ دلائل التجدید کے نام سے لکھا تھا۔ (روضۃ القیومیہ ۱/۱۴۹) مولانا محمد ہاشم کشمیؒ نے حضرت مجددؒ اور مولانا کی مراسلت کا ذکر کیا ہے۔ (زبدۃ المقامات ص ۱۷۶)

[2] مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی پنجاب کے معروف ترین علماء میں تھے' عہدِ مغلیہ میں جن چند علماء کو ''علامی'' کے لقب سے سرفراز کیا گیا' ان میں آپ کا نام نامی بھی شامل ہے' آپ کے فرزندوں میں سے مولوی عبداللہ لاہوری بڑے نامور علماء میں سے تھے۔ دیگر صاحبزادے مولوی رحمت اللہ (محمد حیات: تذکرہ نوشاہی قلمی مملوکہ سید شرافت نوشاہی اور مولوی رحمان قلی (مشتاق رام گجراتی: کرامت نامہ قلمی) بھی قابلِ ذکر ہیں۔

ملاحظہ ہو:

(۱) عبدالحمید: بادشاہ نامہ' مقامات متعددہ بامداد اشاریہ

(۲) محمد صالح کنبو: عمل صالح جلد سوم ۲۹۴۔۲۹۵

(۳) آزاد غلام علی میر: مآثر الکرام دفتر اول ۲۰۴۔۲۰۵ (۴) ایضاً: ص ۶۶

(۵) وثیر امین اللہ ڈاکٹر: مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی' مقالہ برائے حصول پی ایچ ڈی دانشگاہ پنجاب

(۶) شمس العلماء (سوانح ملا عبدالحکیم) اُردو مطبوعہ دہلی

(۷) فوق' محمد الدین: ملک العلماء سیالکوٹی' لاہور ۱۹۲۴ء

Marfat.com

(۱۴۳) حکیم سرمد دہلوی مقتول قدس سرہٗ

یہ بزرگ صاحب جذب وسکر ومستی واستغراق وعشق ومحبت تھا' پہلے یہودی مشرب تھا' کتاب توریت کمال شوق سے پڑھا کرتا' من بعد مشرف باسلام ہوا اور علومِ ظاہری میں تحصیل کی' دہلی میں بعلم وہنر اس نے اشتہار پایا' اچانک حضرت عشق اس کے حال پر متوجہ ہوئے اور یہ ایک ہندو بچہ پر عاشق ہوا' مدت تک اس کے عشق کے دام میں مبتلا رہا' من بعد بحکم المجاز قنطرۃ الحقیقت معشوق حقیقی کے عشق میں ایسا محو ہوا کہ دُوئی کی گنجائش عاشق معشوق میں نہ رہی اور یہ بے خود بے ہوش سروپا برہنہ مکشوف العورت کبھی بازاروں میں پھرا کرتا اور کبھی ویرانہ جنگل کو نکل جاتا' ہوتے ہوتے یہ حالت طاری ہوئی کہ من خدایم من خدایم' من خدا برملا کہنے لگا' جب یہ بات علمائے وقت کو معلوم ہوئی سب نے باتفاق اس کے قتل کا فتویٰ لکھا اور اورنگ زیب عالمگیر کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کے قتل کی اجازت چاہی' چنانچہ یہ بادشاہ کے حکم سے سنہ ایک ہزار ستّر ہجری میں قتل ہوا اور قبر دہلی میں ہے۔

(۱۴۴) سید ابوتراب المعروف بشاہ گدا حسینی شطاری لاہوری قدس سرہٗ

یہ بزرگ اول شیراز میں رہتا تھا' وہاں سے بطلب حق ہندوستان کو آیا اور بمقام گجرات شیخ وجیہہ الدین گجراتی کی خدمت میں حاضر ہو کر تکمیل پائی' جب وجیہہ الدین فوت ہو گئے تو لاہور میں آ کر سکونت اختیار کی' شجرۂ نسب ان کا یہ ہے کہ سید ابوتراب شاہ گدا بن سید نجیب الدین بن شمس الدین بن اسد الدین بن زین الدین بن یونس بن عبدالوہاب بن عبدالباری بن عبدالبرکات بن انور علی بن عبداللطیف بن محمد شریف بن ابوالمظفر بن عبدالباقی بن ابوالحسن بن عبدالعزیز شیرازی بن عبداللہ بن محمد امین بن قدرت اللہ بن سید موسیٰ بن مسعود بن صادق بن

Marfat.com

احمد بن سیّد باقر حسین بن زید بن جعفر بن محمد بن ہارون بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اور شجرہ پیرانِ عظام یہ ہے کہ سیّد ابوتراب مرید و خلیفہ شیخ وجیہہ الدین گجراتی اور وہ مرید سیّد محمد غوث گوالیاری اور وہ مرید شیخ حصور حاجی اور وہ مرید شیخ ابوالفتح المشہور ہدایت اللہ سرمست اور وہ مرید شیخ قاذن اور وہ مرید شیخ عبدالوہاب اور وہ مرید شیخ عبدالرؤف اور وہ مرید شیخ محمود اور وہ مرید شیخ عبدالغفار اور وہ مرید شیخ محمد اور وہ مرید عبدالرحیم اور وہ مرید سید ابوبکر تاج الدین اور وہ مرید اپنے والد ماجد غوث الاعظم محبوبِ سبحانی سید عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہٗ وفات حضرت کی چودھویں شوال سال ایک ہزار اکہتر ہجری میں واقع ہوئی' چھ خلیفہ کامل شاہ گدا کے تھے' اوّل قاضی محمد لاہوری' دوم شیخ فاضل' سوم شاہ جمال' چہارم لعل گدا' پنجم احمد گدا' ششم شہباز گدا۔

(۱۴۵) خواجہ ایوب قریشی لاہوری قدس سرہٗ

یہ بزرگ اپنے وقت میں مرد صاحبِ کشف وتصرف وکرامت وزہد وورع و تقویٰ جامع کمالات ظاہری و باطنی تھے' ان کی تصانیف میں سے مثنوی مخزن عشق و شرح مثنوی مولانائے روم ہے جس کو شرح ایوبی[1] کہتے ہیں' اس کتاب میں

[1] شرح ایوبی کے کئی خطی نسخے راقم کی نظر سے گزرے ہیں:

(i) پنجاب یونیورسٹی لائبریری' لاہور

(ii) مملوکہ مولانا سید محمد طیب ہمدانی' قصور۔

شرح مثنوی ملا عبدالخالق کے حواشی میں شرح ایوبی سے بہت استفادہ کیا گیا ہے' اس شرح میں ملا عبدالخالق کا وہ رقعہ بھی منقول ہے جو انہوں نے خواجہ ایوب قریشی کو لکھا تھا' ملاحظہ ہو:

منکہ احقر العباد خلیفہ عبدالخالق ام' ایں چند بیت مثنوی مولانا روم قدس سرہٗ .... در خدمت حضرت حقائق و معارف دستگاہ حضرت مولانا خواجہ ایوب جیو سلمہ اللہ تعالیٰ نوشتہ بودم کہ موافق بیانی کہ در تفسیر مدارک و بیضاوی و تفسیر حسینی وغیرہ تفسیر کردہ اند۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

حضرت نے حق شرح ادا کر دیا ہے' صوری و معنوی معانی مثنوی کے اچھی طرح سے بیان کیے ہیں' سلسلہ عالیہ سہروردیہ میں خواجہ ایوب مرید[1] و شاگرد مفتی حافظ محمد تقی[2] اور داماد مفتی حافظ محمد نقی[3] کے تھے اور مفتی محمد تقی پانچویں جد مؤلف کتاب ہذا کے ہیں' اس طرح پر کہ مفتی غلام سرور مؤلف کتاب بن مفتی غلام محمد بن حافظ رحیم اللہ بن حافظ رحمت اللہ[4] بن مفتی حافظ محمد تقی اور نقل ہے کہ ایک روز ایک شاگرد خواجہ ایوب کی خدمت میں سبق مثنوی شریف کا پڑھ رہا تھا ایک بیت کے معانی حضرت کے سمجھانے سے اس کی سمجھ میں نہ آئے رات کو اس کے خواب میں مولانا جلال الدین رومی آئے اور فرمایا کہ خواجہ ایوب کو اویسی ہماری روحانیت سے پہنچا ہے جو وہ فرماتے ہیں بیت میں وہی منشا ہمارا ہے اور نقل ہے کہ جب ارادہ خواجہ ایوب کا مثنوی کی شرح لکھنے کے لیے مصمم ہوا تو کتاب مثنوی ہاتھ میں لے کر اجازت مولانا سے چاہی اور کتاب کھولی' صفحہ کے سر پر یہ شعر لکھا دیکھا ؎

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) نمی شوند در جواب ایں غلام نوشتند ...... الخ۔ تاویل فضلای آں جا چگونہ می خوانند' زیادہ چہ تصدیع (شرح مثنوی ملا عبدالخالق (۱۱۵۵ھ) دفتر پنجم ورق ۳۰۰ب قلمی حال بملک مولانا عبدالرشید' لاہور)

1. مفتی محمود عالم مرحوم نبیرۂ مفتی غلام سرور نے خواجہ ایوب قریشی کو مفتی محمد تقی کا فرزند لکھا ہے...... (ذکر جمیل ۵۵) حالانکہ خود مفتی غلام سرور نے انہیں صرف شاگرد و داماد لکھا ہے' فرزندی کا کوئی ذکر نہیں۔ (خزینہ ۲/۳۷۰)
2. مفتی محمد تقی (ف ۱۱۳۱ھ) بن مفتی کمال الدین خرد لاہور کے جید علماء میں سے تھے۔ (ذکر جمیل ۵۳)
3. مفتی محمد نقی بن مفتی محمد تقی (ف ۱۱۴۶ھ) اپنی آبائی مسجد مفتیاں میں قرآن' حدیث و فقہ کا درس دیتے تھے۔ (ذکر جمیل ۵۴)
4. اس شجرۂ نسب کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: مقدمہ کتاب ہذا۔

Marfat.com

مثنوی ای ضیاء الحق حسام الدین بیا — اے صقالِ روح و سلطانِ ھدا
مثنوی را شرح با مشروح دِہ — صورتِ امثال او را رُوح دِہ

جب یہ اجازت مولانا سے حاصل ہوئی تو کمرِ ہمت تحریرِ شرح پر باندھ لی اور کئی سال میں ختم کی، قطعہ تاریخ اختتام کتاب شرح مصنفہ خواجہ ایوب نے اس طرح پر لکھا ہے[1]

قطعہ:

بانت شرح مثنوی معنوی مولوی — خلعتِ اتمام از لطفِ خدا
گفت تاریخش بگوش دل شنو — طرفہ شرح مثنوی جان فزا

وفات خواجہ ایوب کی جمعرات کے روز اکیسویں جمادی الثانی سال ایک ہزار ایک سو پچپن ہجری میں ہوئی اور مزار لاہور میں ہے۔

(۱۴۶) شیخ فتح شاہ شطاری لاہوری قدس سرہٗ

شاہ لطیف برہان پوری کے خلفاء میں سے یہ بزرگ صاحب مقامات بلند و مدارج ارجمند تھا، شجرہ اس کا بچند واسطہ درمیانی حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری کے ساتھ ملتا ہے، اس طرح پر کہ شیخ فتح شاہ مرید و خلیفہ شاہ لطیف برہان پوری اور وہ مرید شیخ برہان سرالہی اور وہ مرید شیخ عیسیٰ زندہ دل اور وہ مرید شیخ وجیہہ الدین گجراتی اور وہ مرید شیخ محمد غوث گوالیاری، سات برس کی عمر میں پدر عالی قدر نے اس کو شاہ لطیف کی خدمت میں حاضر کیا اور اس نے خردسالی کی عمر میں پیر روشن ضمیر کی خدمت میں تربیت و تکمیل پائی و بسبب غایت جذب و استغراق بخطاب فتح شاہ

---

[1] شرح ایوبی کا سال تکمیل ۱۱۲۰ھ ہے (خزینہ ۲/۳۷۱) مفتی محمود عالم نے شرح ایوبی کا سالِ تکمیل ۱۱۱۴ھ لکھا ہے (ذکر جمیل ۵۶) جو درست نہیں ہے۔

ملاحظہ ہو:

(۱) محمود عالم مفتی: ذکر جمیل (احوال خاندان مفتی غلام سرور لاہوری) لاہور ۱۹۶۸ء ص ۵۵-۵۸

Marfat.com

سرمست مخاطب ہوا' بعد تکمیل لاہور کو مامور ہوا اور تمام عمر لاہور میں بکار ہدایت و ارشاد مصروف رہا' ایک مرتبہ دریائے راوی میں اتنی طغیانی ہوئی کہ شہر کے اندر پانی آ گیا' صوبہ لاہور نے حضرت کی خدمت میں آ کر دعا چاہی' حضرت نے ایک اپنا خادم دریا پر بھیجا اور فرمایا کہ دریا کو جا کر کہہ دو کہ جدھر سے آیا ہے' چلا جا ورنہ قیامت تک خشک کر دیا جائے گا' جب یہ پیغام دریا کو پہنچا' فی الفور شہر سے دور چلا گیا' وفات اس بزرگ کی سنہ ایک ہزار ایک سو پچاس ہجری میں واقع ہوئی اور مزار گوہر بار لاہور میں ہے۔

(۱۴۷) شیخ حاجی محمد سعید لاہوری قدس سرہٗ

یہ بزرگ بزرگان لاہور میں سے صاحب شریعت وطریقت وحقیقت ومعرفت تھے' صاحب کتاب تشریف الشرفا[۱] فرماتے ہیں کہ حاجی محمد سعید کو خلافت قادریہ سیّد محمود بن سید علی حسینی کردی سے ملا اور بمقام مدینہ منورہ ان سے بیعت ہوئی اور شیخ محمد اشرف[۲] لاہوری سے سلسلہ اس کا شاہ محمد غوث گوالیاری کے ساتھ ملتا ہے

۱ کتاب تشریف الشرفاء کے مصنف اور اس کے وجود کے بارے میں اس وقت تک ہمیں علم نہیں ہے۔

۲ شیخ محمد اشرف لاہوری بن شیخ یونس' مرید شیخ فرید ثانی وہومرید والدخود شیخ بایزید ثانی وہومرید شیخ وجیہہ الدین گجراتی وہومرید شاہ محمد غوث گوالیاری' آپ لاہور کے نامور علماء میں سے تھے' اورنگ زیب عالمگیر سے اسّی ہزار روپے لاہور میں مدرسہ کی تعمیر کے لیے قبول فرما کر بے مثل مدرسہ بنایا تھا۔ (محمد رفیع: قران السعدین قلمی ورق ۱۰۰ب۔۱۰۱۔الف) آپ کی ایک تصنیف جامع الفوائد (در مسائل تصوف بطور مقدمہ اپنے حالات بھی لکھے ہیں) قلمی مملوکہ محمد اقبال مجددی اور آپ کے ملفوظات احوال مشائخ کبار جامع سلیمان بن شیخ سعد اللہ مرتبہ محمد اقبال مجددی یادگار ہیں' آپ کا انتقال ۱۱۰۴ھ میں ہوا' حضرت حاجی محمد سعید لاہوری نے نقشبندی سلسلہ میں بیعت واجازت کے بعد شیخ اشرف سے بیعت کی تھی (قران السعدین ورق ۱۱ب) شیخ محمد اشرف کے کئی صاحبزادے تھے۔

Marfat.com

اور اجازت سلسلہ نقشبندیہ کی، ان کو حافظ سعد اللہ[1] مجددی سے حاصل تھی، شجرہ ان کا اس طرح پر بحضرت غوث الاعظم محی الدین عبدالقادر جیلانی ملتا ہے کہ شیخ حاجی محمد سعید مرید و خلیفہ سیّد محمود اور وہ مرید سید جلال الدین[2] اور وہ مرید سید شہاب الدین اور وہ مرید سیّد جمال الدین اور وہ مرید شمس الدین ابوالوفا قادری اور وہ مرید سیّد شہاب الدین احمد اور وہ مرید سیّد قاسم اور وہ مرید سیّد عبدالباسط اور وہ مرید سیّد بہاء الدین[3] العباس اور وہ مرید سید بدرالدین حسن اور وہ مرید سیّد علاء الدین اور وہ مرید سید شرف الدین یحییٰ تاتاری اور وہ مرید سید ابوصالح نصر اور وہ مرید سیّد الآفاق عبدالرزاق کے اور وہ مرید اپنے والد بزرگوار حضرت غوث الاعظم محی الدین عبدالقادر جیلانی کے، نقل ہے کہ جب احمد بادشاہ درّانی پہلی مرتبہ لاہور[4] کی تسخیر کو آیا اور صوبہ لاہور نے عندالمقابلہ شکست کھائی تو لاہور کے لوگ بخوف غارت بھاگ گئے، آخر ساکنان محلہ لکھی و عبداللہ واڑی[5] جس میں حضرت

---

1. حضرت حافظ سعد اللہ وزیر آبادی ف ۱۱۰۲ھ کا نام اسد اللہ بھی معروف ہے، معاصر کتب میں اسد اللہ ہی تحریر ہوا ہے، حضرت شیخ آدم بنوریؒ کے مرید و خلیفہ تھے، شیخ سعدی لاہوری (ف ۱۱۰۸ھ) کو حضرت شیخ آدم بنوری کی خدمت میں آپ ہی لے کر گئے تھے (محمد عمر چمکنی: ظواہر قلمی) خواجہ سیف الدین بن خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ سے بھی عقیدت و مکاتبت تھی (مکتوب خواجہ سیف الدین بنام شیخ اسد اللہ، مشمولہ مکتوبات سیفیہ نمبر ۵۱۔ص ۱۷۔۱۲۲) ملاحظہ ہو: قران السعدین ص ۵،۱۱۸، ۳۵۳، ۲۵۹، ظواہر، محمد امین بدخشی: نتائج الحرمین قلمی۔
2. یہاں نقل کرنے میں مفتی صاحب سے ۔ نام رہ گئے ہیں۔ سیّد محمود بن سیّد محمد مرید شیخ عبدالرزاق وہو مرید شیخ شرف الدین وہو مرید سیّد جلال الدین...... الخ (قران السعدین، ورق ۳۲ب)
3. یہ نام شیخ شہاب الدین ابی العباس ہے نہ کہ بہاء الدین (قران السعدین ۳۲ب)
4. احمد شاہ ابدالی کا لاہور پر پہلا حملہ ۱۱۶۱/ ۱۰۴۸ء کو ہوا۔
5. احمد شاہ ابدالی کے تسخیر ہند سے پیشتر حاجی محمد سعید سے تعلقات تھے۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

سکونت رکھتے تھے ان کی خدمت میں آئے اور عرض کی کہ شہر لاہور کے سب لوگ بھاگ گئے ہیں اور ہم اب تک اپنے اپنے گھروں میں حضرت کی حمایت کے بھروسے پر بیٹھے ہیں' فرمایا کہ ہاں! ہم نے خدا سے مانگا ہے کہ ہماری سکونت کا محلّہ غارت سے بچ جائے' تم کھلے دروازے اپنے گھروں میں بیٹھے رہو' آخر جب شہر فتح ہوا تو فوج نے کل شہر لوٹ لیا' سوائے محلّہ لکھی وعبداللہ واڑی کے کہ وہ غارت سے بچ گئے۔ سبب یہ ہوا کہ جب بادشاہ شاہدرہ کے مقام پر اُترا تو پوچھا کہ اس شہر میں بزرگ صاحبِ طریقت کون ہے؟ لوگوں نے حضرت کا نام لیا' بادشاہ فی الفور باخلاصِ دل حضرت کی خدمت میں آیا اور بعد زیارت حکم دیا کہ یہ دونوں محلے غارت نہ ہوں اور چند سوار بادشاہی حفاظت کے لیے مقرر کر دیئے' نقل ہے کہ جب بعد غارت پنجاب بادشاہ کابل کو چلا گیا تو ایک شخص لاہور کے رہنے والا خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ افغانوں نے میرا گھر بار لوٹ لیا اور ایک لڑکی میری کو جو مجھ کو بہت عزیز تھی' ہمراہ لے گئے' اب مجھ کو گھر کے لُٹ جانے کا تو غم کوئی نہیں' مگر لڑکی کی جدائی نہایت شاق ہے' اگر جناب کی توجہ سے یہ کام میرا ہو جائے تو تادمِ زندگی مشکور وممنون رہوں گا' حضرت نے یہ تقریر سن کر فرمایا کہ آنکھیں بند کر اس نے آنکھیں بند کر لیں ایک دم کے بعد فرمایا کہ کھول دے' جب اس نے کھولیں تو لڑکی کو روبرو کھڑے ہوئے دیکھا' ایسی حالت میں کہ ایک ہاتھ میں اس کے چار فلوس تھے اور ایک ہاتھ میں تیل کا برتن تھا' عندالدریافت لڑکی نے جواب دیا کہ میں جب غارت ہو کر کابل میں گئی تو جو شخص مجھ کو لے گیا تھا' اس نے ایک اور شخص کے پاس مجھ کو فروخت کر دیا' مشتری نے مجھ کو اپنی کنیز بنا

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) چنانچہ اس نے حملہ سے پیشتر جن مشائخ ہند کے ساتھ خط وکتابت کی تھی ان میں حاجی سعید کا اسم گرامی بھی شامل ہے۔ (عزیز الدین فوفلزئی: تیمور شاہ درانی ۲/۶۷۸)

Marfat.com

لیا' اس وقت مالک نے مجھ کو چار پیسے اور تیل کا برتن دے کر حکم دیا تھا کہ بازار سے تیل لے آؤ' سو میں تیل لینے کے لیے باہر نکلی تھی' جب بازار میں آئی تو یہ حضرت جو موجود ہیں' مجھ کو مل گئے اور فرمایا کہ آنکھیں بند کر لیں' جب کھولیں تو اپنے آپ کو یہاں موجود پایا' وفات حاجی محمد سعید کی سنہ ایک ہزار ایک سو چھیاسٹھ[1] میں ہوئی اور مزار گوہر بار لاہور میں روبرو نیلا گنبد' پشت بازار انارکلی ہے۔[2]

---

[1] معاصر ماخذ قران السعدین میں آپ کا سن وفات ۱۱۶۲ھ درج ہے۔

[2] حضرت حاجی محمد سعید لاہوری' لاہور کے جید علماء میں سے تھے' مولانا نور محمد مدقق لاہوری کے ہم سبق تھے' حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے حج پر جاتے ہوئے لاہور میں آپ کے مدرسہ میں قیام فرمایا تھا' جواہر خمسہ کے اعمال کی اجازت حاجی صاحب سے حاصل کی تھی' جس کا شاہ صاحب نے خود ذکر کیا ہے۔ (انتباہ) حاجی صاحب کی تصانیف میں سے تفسیر مبین' رسالہ اذکار قادریہ' رسالہ در بیان ظہور و تنزلات' رسالہ ہمہ اوست قائد الانام الیٰ بیت الحرام' مکتوبات اور ملفوظات جامع اخوند محمد رفیع پشاوری مسمی بہ قران السعدین کا سراغ مل سکا ہے۔

ملاحظہ ہو:

(۱) محمد رفیع' اخوند: قران السعدین (احوال حضرت حاجی محمد سعید و اخوند محمد مسعود پشاوری (۱۱۶۱ھ) قلمی مملوکہ محمد اقبال مجددی)

(۲) سلیمان بن شیخ سعد اللہ لاہوری: احوال مشائخ کبار (ملفوظات شیخ محمد اشرف لاہوری) مرتبہ محمد اقبال مجددی' مطبوعہ مرکز تحقیقات فارسی' اسلام آباد

(۳) محمد اشرف لاہوری شیخ: جامع الفواد' قلمی مملوکہ محمد اقبال مجددی

(۴) عبید اللہ نواسہ زادہ حاجی محمد سعید: خلاصۃ النوافل قلمی مملوکہ چوہدری عبد الوحید صاحب' لاہور

(۵) سعید نامہ: قصائد فارسی در مدح و مناقب حاجی محمد سعید لاہوری' مملوکہ چودھری عبد الوحید' لاہور

(۶) فقیر اللہ علوی' شاہ: مکتوبات لاہور ۱۹۱۹ء

(۷) ولی اللہ دہلوی شاہ: الانتباہ فی سلاسل الاولیاء' مطبوعہ

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

(۱۴۸) شیخ میر محمد یعقوب لاہوری قدس سرہٗ

بزرگانِ لاہور میں سے یہ بزرگ عالم اعلم و عامل کامل تھا' باہر لاہور کے متصل محلّہ پیر عزیز مزنگ اس نے اپنا قلعہ علیحدہ بنوایا ہوا تھا اور وہاں ہی سکونت تھی' دعوتِ اسمائے الٰہی کے ذریعہ سے ہر ایک کام میں یہ حاکمانہ حکم دیتا تھا' ادنیٰ فیض اس کا یہ تھا کہ جس شخص کو سانپ یا سگ دیوانہ وغیرہ زہریلا جانور کاٹتا' آپ کے دہن کے ملنے سے اچھا ہو جاتا' نسبت آبائی اس کی حضرت غوث الاعظم کے ساتھ اس طرح پر ملتی ہے کہ سیّد یعقوب بن سیّد محمد زمان بن میر محمد حاجی بن میر صدرالدین بن سید نورالدین بن سید بدرالدین بن سید جعفر بن سیّد احمد بن سید مومن بن میر حیدر بن شاہ قمیص قادری بن ابی الحیات بن تاج الدین محمود بن بہاء الدین محمد بن جلال الدین احمد بن سید علی بن جمال الدین قاضی ابوصالح نصر بن سیّد الآفاق عبدالرزاق بن حضرت غوث الاعظم محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ اور شجرہ حسبی اور پیری کا اس طرح پر مذکور ہے کہ سید یعقوب مرید وخلیفہ سید فضل علی لاہوری اور وہ مرید شیخ عبدالرحیم[1] جا اللہ اور وہ مرید حاجی محمد سعید لاہوری اور وہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) (۸) سیف الدین خواجہ سرہندی: مکتوبات سیفیہ جامع مولانا محمد اعظم کراچی

(۹) عزیز الدین وکیلی فوفلزئی: تیمور شاہ دُرّانی' انجمن تاریخ' کابل طبع دوم ۱۳۴۶ش حصہ دوم ص ۶۷۸

(۱۰) امین اللہ علوی: شاہ فقیر اللہ علوی شکارپوری۔ مقالہ مشمولہ الرحیم سندھی' مئی ۱۹۶۷ء

(۱۱) محمد اقبال مجددی: حیات حاجی محمد سعید لاہوری' زیر طبع

[1] شیخ عبدالرحیم اور مولوی عبدالرحمان حضرت حاجی محمد سعید لاہوریؒ کے دونواسے تھے جو آپ کے جانشین تھے' شیخ عبدالرحیم کے ذمہ تلقین وارشاد اور مولوی عبدالرحمان خانقاہ حاجی سعیدؒ میں درس و تدریس کے فرائض انجام دیتے تھے' مفتی صاحب نے (خزینہ ۱/۶۷۶) میں لکھا ہے کہ حضرت حاجی صاحب کے مذکورہ دونوں نواسے حاجی صاحب کے حینِ حیات ہی فوت ہو گئے تھے جو درست نہیں ہے بلکہ معاصر تذکرہ قران السعدین میں (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

مرید سیّد محمود کردی کا ہے‘ اس سے اوپر کا شجرہ حاجی محمد سعید لاہوری کے ذکر میں تحریر ہو چکا ہے‘ وفات حضرت کی چہارم محرم سنہ ایک ہزار ایک سو ساٹھ[1] میں واقع ہوئی اور مزار متصل موضع مزنگ کے ہے‘ اس بزرگ کے تین فرزند کامل و مکمل تھے‘ ایک سید محمد یوسف دوسرے میر سید علی تیسرے میر اسماعیل‘ جن سے مدت دراز تک سلسلہ ہدایت وارشاد کا جاری رہا۔

(۱۴۹) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہٗ

دہلی کے علماء سے یہ بزرگ سردفتر علمائے عظام وفضلائے ذوالاکرام تھا۔ علم و فضل و ورع وتقویٰ میں شان بلند و مدارج ارجمند رکھتا تھا۔ تمام عمر عزیز و تعلیم و تدریس میں بسر کی اور تفسیر[2] تمام قرآن مجید کی الموسوم بفتح الرحمان لکھی جو مقبول و منظور خاص و عام ہے۔ وفات ان کی سال ایک ہزار ایک سو اسّی[3] میں واقع ہوئی اور مزار دہلی[4] میں ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) واضح طور پر تحریر ہے کہ صاحبزادہ عبدالرحیم نے اپنی باطنی توجہ مؤثر ہونے کی دعا حضرت حاجی صاحب کے مزار پر جا کر کی تھی‘ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ صاحبزادے حاجی صاحب کے وصال کے بعد جانشین ہوئے اور دیر تک بقید حیات بھی رہے۔ (قران السعدین)

1. یہاں مفتی صاحب سے سہو ہوا ہے‘ ۱۱۶۰ھ میر یعقوب گیلانی کا سالِ وفات نہیں ہے بلکہ یہ سالِ وفات تو میر فضل علی یکدل لاہوری کا ہے‘ جیسا کہ خود مفتی صاحب (خزینہ ۲/۳۷۴) میں لکھ چکے ہیں‘ میر یعقوب کا سالِ وفات مفتی صاحب نے خزینہ (۳۷۴/۴) ۹ صفر ۱۱۷۹ھ درج کیا ہے۔
2. یہ تفسیر نہیں ہے بلکہ فقط ترجمہ ہے۔
3. شاہ ولی اللہ کا مسلمہ سال وفات ۱۱۷۶ھ/۱۷۶۲ء ہے‘ یہاں مفتی صاحب سے ۱۱۸۰ھ درج کرنے میں غلطی ہوئی ہے۔
4. شاہ ولی اللہ بن شاہ عبدالرحیم ۱۴ شوال ۱۱۱۴ھ کو پیدا ہوئے‘ تاریخی نام ”عظیم الدین“ تھا‘ ۱۱۴۳ھ میں حج کے لیے حرمین شریفین گئے اور ۱۱۴۵ھ کو واپس وطن پہنچے۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

(۱۵۰) خواجہ حافظ عبدالخالق اویسی قدس سرہٗ

خاندانِ اویسیہ کے یہ بزرگ موحد ہیں اور زمانے میں بعشق ومحبت و جذب و سکر و ذوق و شوق معروف تھے، فیض ان کو روحانیت خواجہ اویس قرنیؓ عاشقِ رسول اللہ سے ملا اور انہیں کی روح پرفتوح سے تربیت و تکمیل پائی جو کہ آباؤاجداد اس بزرگ کے قدیم سے صاحب علم وفضل چلے آتے تھے ابتدا میں انہوں نے بھی قرآن حفظ کیا اور علم پڑھ کر عالم تبحر ہوئے، من بعد شوقِ الٰہی دامن گیر ہوا تو باتفاق سید بلھے شاہ (قصوری) اور گلشیر محمد اپنے بھائی کے بارادہ بیعت بخدمت شیخ عبدالحکیم قادری کے بمقام تلنہ گئے، شیخ نے بعد مراقبہ گلشیر محمد کو تو اپنا مرید کرلیا اور سید بلھے شاہ کو کہا کہ تیرے نصیب کا کالجزہ شاہ عنایت قادری کے پاس ہے تو بمقام قصور

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) ۱۱۴۳ھ میں اسی سفر کے دوران لاہور میں ان کی حاجی محمد سعید لاہوریؒ سے ملاقات ہوئی، تقریباً ۶۰ تصانیف دریافت ہو چکی ہیں جن میں تفسیر فتح الرحمٰن، حجۃ اللہ البالغہ ازالۃ الخفاء، انفاس العارفین اور مکتوبات زیادہ مشہور ہیں، اہل حدیث علماء نے بھی چند کتابیں آپ کی طرف منسوب کردی ہیں۔ (محمد ایوب قادری: مجموعہ وصایا اربعہ)

ملاحظہ ہو:

(۱) ولی اللہ، شاہ: الجزء اللطیف فی ترجمۃ العبد الضعیف، اُردو ترجمہ مشمولہ خلیق احمد نظامی: شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات

(۲) ایضاً: انفاس العارفین، دہلی ۱۳۳۵ھ

(۳) محمد عاشق پھلتی: قول الجلی واسرار الخفی (سوانح شاہ ولی اللہ محدث دہلوی) مطبوعہ دہلی و اُردو ترجمہ، مطبوعہ کاکوری

(۴) شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات ترتیب وتقدیم خلیق احمد نظامی، ندوۃ المصنفین، دہلی ۱۹۶۹ء

(۵) رحیم بخش دہلوی: حیات ولی، لاہور (س۔ن)

(۶) ملفوظات شاہ عبدالعزیز، میرٹھ

Marfat.com

جائے گا تو حصہ پائے گا اور شیخ عبدالخالق کو ارشاد کیا کہ تیرا مرشد و ہادی خود تیرے گھر آ کر تیری تکمیل کرے گا تو جا کر اپنے گھر بیٹھ' چنانچہ شیخ عبدالخالق اپنے گھر واپس آ گئے' جب چند روز اس بات کو گزرے تو ایک رات کو شیخ اپنے حجرے میں تنہا بیٹھے ہوئے درود شریف پڑھ رہے تھے کہ ناگاہ ایک شخص ماہ طلعت بزرگ صورت حجرہ میں ظاہر ہوئے اور السلام علیکم کہا شیخ نے جواب سلام دے کر ان کے چہرہ کو دیکھا تو دیکھتے ہی بے ہوش ہو گئے' تمام رات اور تمام روز بے خود رہے' آفتاب کے غروب کے وقت ہوش میں آئے اور درود شریف پڑھنے میں مشغول ہوئے' کچھ رات گئی پھر وہی صورت نمودار ہوئی اور بدستور آٹھ پہر بے ہوش رہے' تیسری رات جب وہ موقع آیا تو شیخ نے قدم پکڑ لیے اور اسم شریف پوچھا' فرمایا کہ ہمارا نام اویس قرنی عاشق رسولؐ ہے' ہم تیری تکمیل و تربیت کے لیے خدا کے حکم سے آئے ہیں' یہ فرما کر بیٹھے اور بیعت لے کر توجہ کی' اس وقت پھر حضرت پر بے ہوشی طاری ہوئی' تین رات تین روز بیہوش رہے' چوتھے روز ایک اتفاقاً گانے والا شخص اس راہ سے گزرا' جب سرود کی آواز حضرت کے کان میں پڑی' بدن کو جنبش ہوئی' متعلقین نے اس کو بلا لیا' راگ کے سننے سے حضرت وجد میں آئے' بعد وجد ہوش میں آ گئے اور اپنے آپ کو کامل و مکمل پایا' صاحب کتاب لطائف نفسیہ[1] فی فضائل اویسیہ لکھتا ہے کہ شیخ عبدالخالق سرزمین ہانس ستلج

---

[1] کتاب لطائف نفسیہ شیخ احمد بن محمود کی تصنیف ہے۔ (خزینۃ الاصفیاء ۲/۳۷۶) میں اس کا حوالہ موجود ہے' کتابخانہ گنج بخش ذخیرہ مولانا غلام محی الدین قصوریؒ میں بھی اس نام اور موضوع کا ایک مخطوطہ موجود ہے لیکن اس کے دیباچہ میں مؤلف کا نام مذکور نہیں ہے۔

ملاحظہ ہو:

(۱) احمد بن محمود: لطائف نفسیہ قلمی مخزونہ کتابخانہ گنج بخش' ذخیرہ مولانا غلام محی الدین قصوریؒ

(۲) محمد جیون داجلی: لطائف سیریہ ملخص از علی مردان ملتانی' اردو ترجمہ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

دریا کے کنارے رہتے تھے اور جذب و سکر کی یہ حالت تھی کہ جب نماز پر کھڑے ہوتے اور اللہ اکبر کی آواز سنتے بیہوش ہو جاتے اور پھر جب تک گانے والے نہ گاتے' ہوش میں نہ آتے' ہزاروں لوگ طالبانِ عشق و محبت حضرت کے دروازے پر ہجوم رکھتے اور ہزاروں منازل قرب تک پہنچ گئے' وفات حضرت کی ساتویں ذی الحجہ سال ایک ہزار ایک سو پچاسی میں واقع ہوئی اور مزار گوہر بار قصبۂ مبارک پور متصل بہاولپور میں زیارت گاہ خلق ہے اور حضرت کے تین فرزند ارجمند صاحب مقامات بلند اولیائے کامل تھے' ایک خواجہ قطب الدین جو خردسالی کی عمر میں ایک روز سماع میں بیٹھا تھا جب حالت وجد طاری ہوئی تو اللہ اکبر کہہ کر آسمان کو اڑ گیا اور ایک لمحہ میں ایسا بلند گیا کہ نظر سے غائب ہو گیا' پھر ان کا نشان روئے زمین پر ظاہر نہ ہوا' دوسرے خواجہ عارف جن کا مزار بریلی میں ہے' تیسرے شیخ محرم جو قصبہ لیّہ میں مدفون ہیں اور خواجہ محکم الدین المخاطب بہ صاحب السیر ان کے خلیفہ تھے۔

(۱۵۱) شیخ محکم الدین صاحب السیر اویسی بن حافظ محمد عارف قدس سرہٗ

یہ بزرگ برادر زادہ حقیقی و مرید و خلیفہ شیخ عبدالخالق اویسی کے تھے' استغراق و جذب و بے خودی و بے ہوشی ان کے مزاج پر بہت غالب تھی' تمام روئے زمین کی انہوں نے سیر کی' ہزاروں کرامت و خوارق اس بزرگ سے کتاب لطائف نفسیہ[1] میں مذکور ہیں جن کا ذکر موجب طوالت ہے' مگر مختصر تحریر ہوتا ہے کہ ایک روز راستے میں چلے جاتے تھے ایک سائل روبرو آیا اور عرض کی کہ میرے گھر

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) ملخص ہذا از مولوی محمد باقر دہڑیالوی و مولانا محمد اعظم نوشاہی میر ودالوی'' لاہور ۱۳۳۱ھ

(۳) محمد فیض احمد اویسی'' : سوانح خواجہ عبدالخالق و خواجہ محکم الدین اویسی' بہاولپور ۱۳۸۶ھ

[1] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: حاشیہ نمبر ا' تحت ترجمۂ خواجہ عبدالخالق اویسی''

Marfat.com

دختران ناکتخدا موجود ہیں، بسبب افلاس شادی نہیں کر سکتا، اگر پانچ سو روپیہ حضرت عنایت کریں تو میری حاجت روائی ہو سکتی ہے چونکہ حضرت کا وقت اس وقت خوش تھا، غصے سے زمین کو کھود کر پانچ سو روپے کی تھیلی اس کو دے دی اور چل دیئے، سائل کو طمع دامن گیر ہوئی، اس تھیلی کو الگ رکھ دیا اور زمین کھودنی شروع کی، وہاں سے ایک اور حبہ نہ نکلا، بہت پشیمان ہوا، آخر چاہا کہ وہ ہی تھیلی لے کر گھر کو جائے، مگر جا کر دیکھا تو اس تھیلی کو بھی نہ پایا، زارزار رونے لگا اور شیخ کے پیچھے دوڑا، جب نزدیک پہنچا تو اپنا حال عرض کیا، حضرت ہنسے اور فرمایا کہ وہاں کوئی خزانہ مدفون نہ تھا، یہ تیرے طمع کی تاثیر تھی کہ وہ تھیلی بھی جاتی رہی، اب ہم تجھ کو وہ تھیلی پھر دیتے ہیں چنانچہ پھر اس مقام سے جہاں کھڑے تھے، زمین کو کھود کر وہ تھیلی نکال دی، غرض کہ اخیر زمانہ میں یہ بزرگ اپنے وقت کے قطب تھے اور مرجع خاص و عام اگرچہ خلفاء ان کے بیشمار تھے، مگر نو کس کامل مکمل خلیفہ تھے، اوّل حافظ قمر الدین، دوم محمد سلیم قریشی، سوم شاہ ابوالفتح، چہارم خواجہ سلیمان، پنجم محمد انور ملتانی، ششم اللہ داد، ہفتم دیوان محمد غوث، ہشتم دوست محمد، نہم حافظ عبدالکریم قدس اللہ سرہم العزیز، وفات ان کی پانچویں ربیع الثانی سنہ ایک ہزار ایک سو ستانوے (۱۱۹۷ھ)[1] میں واقع ہوئی اور مزار بمقام کوٹ بخشا متصل بہاول پور ہے۔

---

[1] خاندانی روایت کے مطابق خواجہ محکم الدین سیرانی کا سالِ وفات ۶ ربیع الآخر ۱۱۸۸ھ (محمد جیون داجلی: لطائف سیرین ص ۶)

خواجہ محکم الدین اویسیؒ کی ایک تصنیف تلقین لدنی (بزبانِ فارسی) در مسائل تصوف واذکار، مطبع ابوالعلائی، آگرہ سے چھپ چکی ہے۔ ملاحظہ ہو:

(۱) احمد بن محمود: لطائف نفیسہ قلمی کتابخانہ گنج بخش، راولپنڈی

(۲) محمد جیون داجلی: لطائف سیرین، لاہور (۳) احمد دین: چار باغ (بزبان سرائیکی) لاہور

(۴) ابوالصالح محمد فیض اویسی: سوانح خواجہ عبدالخالق اویسی و خواجہ محکم الدین، بہاولپور ۱۳۸۶ھ

Marfat.com

(۱۵۲) سید عبدالکریم المشہور بہ پیر بھاون شاہ بن شاہ بلاق لاہوری قدس سرہٗ

یہ بزرگ بارہہ کے سادات میں سے تھے' سیادت و شرافت و عبادت و ریاضت میں ثانی نہیں رکھتے تھے' ہر ایک سلسلہ میں سے ان کو بہرہ حاصل تھا' سلسلہ قادریہ میں ان کا شجرہ حضرت میاں میر بالا پیر کے ساتھ اس طرح پر ملتا ہے کہ سید بھاون شاہ مرید شاہ بلاق اور وہ مرید شاہ عبدالرشید لاہوری اور وہ مرید شیخ محسن شاہ اور وہ مرید شیخ محمد المشہور ملا شاہ اور وہ مرید حضرت میاں میر لاہوریؒ کے' اپنے والد بزرگوار کی وفات کے بعد یہ مسند ارشاد پر متمکن ہوئے اور ہنگامہ مشیخت گرم کیا' ہزاروں لوگ مرید ہوئے' پہلے یہ موضع مزنگ میں جو متصل لاہور جنوب کی طرف ہے' سکونت پذیر ہوئے پھر شیخوپورہ کے جنگل میں جا کر بارہ برس تک عبادت میں مشغول رہے پھر بمقام میر پور جو ایک قصبہ دامن کوہ میں آباد ہے' گئے اور سکونت اختیار کی' قوم کہکہ تمام وکمال حضرت کے مرید ہوئے اور خوارق وکرامات بے شمار ان سے سرزد ہوئیں چنانچہ ایک مرتبہ صاحب سنگھ بیدی ان کے گاؤں کے لوٹنے کے ارادہ پر آیا' لوگ بھاگنے لگے' حضرت نے سب کو منع کیا کہ کوئی گاؤں سے نہ نکلے' آخر جس قدر لشکر اس کا گاؤں میں داخل ہوا سب کے سب مسلمان ہو گئے' باقی ماندہ مارے خوف کے گاؤں میں نہ آئے' سال ایک ہزار دو سو تیرہ میں حضرت فوت ہوئے اور بمقام میر پور دفن کیے گئے۔

(۱۵۳) مولوی غلام فرید لاہوری قدس سرہٗ

لاہور کے فضلاء وعلماء سے یہ بزرگ جامع کمالات ظاہری و باطنی وعلم وعمل و ذکر وشغل و ورع وتقویٰ وصبر وشکر ورضا وتسلیم تھے' تمام عمر تدریس طالب علمان و تلقین شائقانِ حق میں مصروف رہے' تمام پنجاب کے لوگوں نے ان کی شاگردی کا غاشیہ اپنے سر پر رکھا' وفات حضرت کی سال ایک ہزار دو سو سولہ میں واقع ہوئی اور

Marfat.com

مزار پُرانوار گورستان میانی میں ہے۔

(۱۵۴) مفتی رحیم اللہ بن مفتی رحمت اللہ[1] قریشی قدس سرہٗ

یہ بزرگ جدِّ بزرگوار بندہ غلام سرور مؤلف کتاب کے تھے۔ آدمی پرہیز گار و متقی و عابد و زاہد تھے۔ دن ورات سوائے عبادت و ریاضت کے ان کو کچھ کام نہ تھا۔ دولت ظاہری سے ان کو کمال نفرت تھی۔ ہمیشہ فقر و فاقہ میں گزارتے تھے۔ ان کا حقیقی بھائی حافظ محمدی اگر چہ صاحبِ دولت و جاہ تھا اور وہ ہمیشہ ان کو کہتا تھا کہ ان کے شامل ہو کر کارتجارت وغیرہ میں مصروف ہو' مگر ان کو سوائے عبادت کوئی کام مالوف نہ تھا۔ طریق ان کا موروثی سہروردیہ تھا۔ طلبا کو اسی طریق میں تلقین دیتے تھے۔ وفات ان کی ایک سال ایک ہزار دوسو پینتیس میں واقع ہوئی۔ مدفن لاہور میں موجود ہے۔[2]

(۱۵۵) شیخ نور احمد المشہور نور حسین قادری قدس سرہٗ

اس بزرگ نے خرقہ خلافت شیخ عبدالکریم بھاون شاہ سے پایا اور مقتدائے زمانہ ہوا' سکر و جذب اس کی طبیعت پر اس قدر غالب تھی کہ برس برس روز تک ایک مقام پر بیٹھا رہ جاتا اور اپنے آپ سے محض بے خبر رہتا' خوارق و کرامات بے شمار ان سے ظاہر ہوئے چنانچہ ایک مرتبہ دو راس مادہ گاوان کی چور چرا کر لے گئے حضرت نے ارشاد کیا کہ ہماری راساں فلاں گاؤں کے زمیندار چرا لے گئے ہیں' ان کے پاس جاؤ اور کہو: یہ راساں نور حسین کی ہیں' واپس کر دو' خدام جب

---

[1] حکیم مفتی حافظ رحمت اللہ بن مفتی محمد نفی بن مفتی محمد تقی ۱۱۹۰ھ میں وفات پائی' حافظ مفتی محمدی اور مفتی شاہ محمد رحیم اللہ آپ کے دوفرزند تھے۔ (ذکر جمیل ۵۹۔۶۵)

[2] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو:
محمود عالم' مفتی: ذکر جمیل ۵۹۔۶۵

Marfat.com

ان کے پاس گئے اور راساں طلب کیں، وہ منکر ہوئے اور شیخ کے حق میں گالیاں دیں، اس بات کے سنتے حضرت غضب میں آئے اور ایک مٹھی گھاس خشک کی، ہاتھ میں لے کر اس میں پھونکا تو اس کو آگ لگ اُٹھی، وہ جلتی ہوئی گھاس ان کے گاؤں کی طرف پھینک کر فرمایا کہ ہم نے چوروں کے گاؤں کو جلا دیا، ایسا کہ پھر قیامت تک آباد نہ ہو، اسی وقت چوروں کے گاؤں میں آگ لگ گئی اور تمام و کمال جل گیا، وفات ان کی سال ایک ہزار دو سو چھتیس ہجری میں واقع ہوئی اور ان کے خلیفوں میں سے شیخ رسول شاہ ایک مقبول شخص تھا جو اس سال میں فوت ہوئے ہیں۔

(۱۵۶) مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی قدس سرہٗ

یہ بزرگ دہلی میں امام المحدثین مقتدائے مفسرین جامع علوم حدیث و فقہ و تفسیر وصرف ونحو و منطق و معانی وفروع و اصول تھے وعمل و زہد و ورع وتقویٰ میں مراتب بلند ومقامات ارجمند رکھتے تھے، ہزاروں لوگ دور دراز ملکوں سے آ کر ان کی شاگردی سے مشرف ہوئے اور فضیلت کے مراتب تک پہنچے، ان کی ذات بابرکات کو اگر خاتم العلماء کہا جائے تو درست و بجا ہے، ان کی تصانیف بہت ہیں چنانچہ کتاب سِرّ الشہادتین و بستان المحدثین وتفسیر فتح العزیز وتحفہ اثنا عشریہ وغیرہ مقبول خلائق ومنظور کافہ انام ہے، وفات حضرت کی ایک ہزار دو سو انتالیس ہجری میں واقع ہوئی اور مزار پُر انوار دہلی میں ہے۔[1]

---

[1] شاہ عبدالعزیز کی ولادت شب جمعہ ۲۵ رمضان ۱۱۵۹ھ میں ہوئی، تاریخی نام غلام حلیم ہے (محمد عبدالرحیم ضیاء: مقالات طریقت بحوالہ معارف ستمبر ۱۹۶۵ء، ص ۱۸۸) آپ کی بہت سی تصانیف ہیں۔ جن میں تفسیر فتح العزیز، تحفۂ اثناء عشریہ، سِرّ الشہادتین، بستان المحدثین، عجالۃ النافعہ، حواشی قول الجمیل، رسالہ علم معانی، حواشی صدرہ، حواشی میر زاہد زیادہ مشہور ہیں۔

ملاحظہ ہو: (بقیہ حاشیہ صفحہ اگلے صفحہ پر)

(۱۵۷) سلطان بالا دین اویسی قدس سرہٗ

یہ بزرگ خواجہ صالح محمد بن عبدالخالق اویسی اپنے والد بزرگوار کے خلیفہ تھے اور ان کے والد نے فیض کامل خواجہ محکم الدین صاحب ایسر سے پایا' بعد وفات اپنے باپ کے یہ مسند ارشاد پر بیٹھے اور بہت سی خلقت ان کی ارادت میں داخل ہوئی' سنہ ایک ہزار دو سو اکتالیس (۱۲۴۱ھ) میں وفات کی' ان کے دو فرزند شیخ شہاب الدین و غلام اویس موجود ہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) (۱) عبدالرحیم ضیاء حیدرآبادی: مقالاتِ طریقت (در احوال شاہ عبدالعزیز) ۱۲۹۱ھ مطبوعہ حیدرآباد ۱۲۹۲ھ

ملاحظہ ہو:

(۱) مقالہ تعارفی فی عضد الدین خاں: مقالات طریقت مشمولہ معارف' اعظم گڑھ' ستمبر ۱۹۶۵ء

(۲) ملفوظات شاہ عبدالعزیز

(۳) احمد خاں سر سیّد: آثار الصنادید ۲/ ۵۵-۶۰

(۴) ظہیرالدین: مجموعہ حالاتِ عزیزی

(۵) بشیرالدین احمد میرٹھی: تذکرہ عزیزیہ

(۶) مبارک علی خاں' نواب: کمالات عزیزی

(۷) محمد رحیم بخش: حیات عزیزی' دہلی ۱۸۹۹ء

(۸) شوق: تذکرہ کاملان رام پور ۲۰۳-۲۱۲

(۹) عبدالقادر رام پوری: علم و عمل ۱/ ۲۴۵-۲۴۷

(۱۰) عبدالحی حسنی: دہلی اور اس کے اطراف ۶۴-۱۰۸-۱۰۹

(۱۱) رحمان علی: تذکرہ علمائے ہند ۳۰۲-۳۰۴

(۱۲) محمد عضد الدین خاں: شاہ عبدالعزیز کی ایک نایاب تصنیف (متعلق بہ موسیقی) مقالہ مشمولہ معارف' دسمبر ۱۹۶۴ء

(۱۲) ایضاً: تفسیر فتح العزیز حقائق کی روشنی میں' مقالہ مشمولہ معارف' ستمبر ۱۹۶۷ء

Marfat.com

(۱۵۸) مولانا عبدالقادر بن ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہٗ

یہ بزرگ عالم عامل فقیہہ کامل اپنے وقت کا یگانہ تھا' خصوصاً علم حدیث و تفسیر میں ثانی نہیں رکھتا تھا و بکمال فصاحت و بلاغت ترجمہ تفسیر فتح الرحمان ہندی زبان میں کیا کہ مقبول و مطبوع خاص و عام ہے' کسی کو اس پر جائے اعتراض نہیں' وفات ان کی سال ایک ہزار دو سو بیالیس میں واقع ہوئی۔[۱]

(۱۵۹) میراں سیّد غلام محی الدین قدس سرہٗ

یہ بزرگ خاندانِ قادریہ میں مرد عالم و فاضل و عابد و زاہد صاحب ارشاد تھے' اول چند پشت سے ان کا قیام لاہور میں تھا' پھر جب بوقت تشریف آوری احمد شاہ بادشاہ درّانی کے بادشاہ نے اس خاندان کی بزرگی کا احوال سنا تو ان کے چچا بزرگوار سید علی اکبر کو جو اپنے زمانہ کے عالم تبحر و فاضلِ اجل و طبیب حاذق تھے'

---

[۱] حضرت شاہ عبدالقادر دہلویؒ ۱۱۶۷ھ/۱۷۵۳ء میں پیدا ہوئے' ترجمہ قرآن مجید مع مختصر تفسیر بنام موضح القرآن آپ کی یادگار ہے' موضح القرآن کے نام سے جو تفسیر آپ کی طرف منسوب کی گئی ہے' وہ علمائے اہل حدیث کا کارنامہ ہے۔ (محمد ایوب قادری: مجموعہ وصایا اربعہ ۲۶)

ملاحظہ ہو:

(۱) احمد خاں سر سیّد: آثار الصنادید ۵۴-۵۵

(۲) عبدالقادر: علم و عمل ۱/۲۴۹

(۳) صدیق حسن: ابجد العلوم ص ۹۱۵

(۴) عبدالحی: نزہۃ الخواطر ۷/۲۹۵-۲۹۶

(۵) محسن ترہتی: الیانع الجنی ۷۵

(۶) فقیر محمد جہلمی: حدائق الحنفیہ ۴۷۱

(۷) عبدالاول جونپوری: مفید المفتی ۱۳۷

(۸) رحیم بخش: حیات ولی ۳۴۹-۳۵۲

(۹) رحمان علی: تذکرہ علمائے ہند ۳۱۵-۳۱۶

Marfat.com

بہزار التجا اپنے ہمراہ کابل کو لے گیا' اس وقت سید غلام محی الدین بھی سولہ برس کی عمر میں اپنے عمِ بزرگوار کے ساتھ کابل میں گئے اور چند سال وہاں قیام رکھا' پھر جب سید علی اکبر بادشاہ سے بہزار مشکل رخصت لے کر وطن کو آئے تو راستہ میں سے راجہ رنجیت دیو والیٔ جموں نے ان کو اپنے پاس بلا لیا' چچا ان کے وہاں ہی فوت ہوئے اور حضرت جموں سے گوجرانوالہ میں آئے' مہان سنگھ رنجیت سنگھ کے باپ نے ان کی توقیر کی اور چاہا کہ حضرت اس کی ریاست گاہ میں قیام رکھیں' مگر انہوں نے منظور نہ کیا اور لاہور میں رونق افروز ہوئے' لاہور میں آتے ہی سردار جے سنگھ کہنیہ نے حضرت کو اپنے پاس بلا لیا اور یہ قصبہ مکیریاں میں جا کر قیام پذیر ہوئے' وہاں کے اعتقاد مند لوگوں نے ان کو نہ چھوڑا کہ یہ پھر لاہور میں آویں بلکہ حسب التجائے چودھری سہنجی خاں مالک دسوہہ ونور روز خاں رئیس میانی وبفرمائش رئیس غلزیان شادی حضرت کی بمقام کوٹلہ خاندان سیّد معروف سبزواری میں ہو گئی اور مدت العمر وہاں ہی سکونت رکھی اور اسی مقام پر ایک ہزار دو سو چوالیس ہجری میں فوت ہوئے' حضرت کی اولاد کی زبانی مذکور ہے کہ جب سیّد علی اکبر کابل تشریف لے گئے تو علمائے شیعہ نے ان کے ساتھ علمی بحث کی اور ایران سے علماء اپنی مدد کو بلائے مگر یہ سب پر غالب آئے اور بادشاہ نے خوش ہو کر ان کو میرزا بہادر کا خطاب دیا اور انعام اس قدر بخشا کہ یہ مالا مال ہو گئے' جب عندالبحث علمائے شیعہ عاجز ہو جاتے تو یہ کہتے کہ آرم ملا رفیع را کہ با سید علی اکبر مباحثہ نماید اور ملا رفیع ایک عالم جیّد ایرانی تھا' جو اسی زمانہ میں مر چکا تھا' نیز یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ بعد وفات سید علی اکبر کے سیّد محسن ان کا فرزند جموں سے لاہور کو آنے لگا تو سردار غلام محمد چٹھہ جس کی ریاست رسول نگر میں تھی' ان کو راستے سے بلا لے گیا' جب مہان سنگھ نے رسول نگر پر یورش کی اور ریاست غلام محمد کی درہم برہم ہو گئی تو سید محسن نے موضع

Marfat.com

مندراں والہ میں قیام کیا' اس کا بیٹا سیّد علی اصغراب تک وہاں موجود ہے اور سیّد غلام محی الدین کے پانچ فرزند دلبند ہوئے' ایک میراں سیّد غلام غوث' دوسرے سیّد غلام المشہور شاہ صاحب' تیسرے سیّد غلام رسول' چوتھے میراں حافظ سیّد محمد شاہ' پانچویں میراں سیّد غلام گیلانی' یہ پانچوں اپنے وقت کے یگانہ' شجرۂ نسب ان کا حضرت غوث الثقلین محبوبِ سبحانی قطبِ ربّانی شیخ سیّد سلطان محی الدین عبدالقادر گیلانی کے ساتھ اس طرح پر ملتا ہے کہ حضرت میراں غلام محی الدین بن سیّد محمد طاہر بن سید عبدالستار بن سیّد محمد شاکر بن سیّد محمد آدم بغدادی بن سیّد اسماعیل بن شاہ یعقوب بن سید موسیٰ بن سیّد صوفی بن سیّد بداء الدین بن سید اسماعیل ثانی بن سیّد عبداللہ بن غوث محمد اوچی بن شمس الدین بن سیّد علی بن شاہ مسعود بن سیّد احمد بن سیّد صوفی بن سید نصر بن سید سیف اللہ بن عبدالوہاب بن حضرت محبوبِ سبحانی شاہ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہم العزیز۔

قطعۂ تاریخ وفات:

چوں بخلدِ بریں ز دُنیا رفت	شاہ عالی غلام محی الدین
''گنج فضل و ہنر'' بگو تاریخ	نیز ''ہادی غلام محی الدین''
۱۲۴۴ھ	۱۲۸۴ھ

(۱۶۰) مولوی غلام رسول فاضل لاہوری قدس سرہٗ

لاہور کے علماء وفضلاء میں سے یہ بزرگ جامع علومِ شریعت وطریقت وحقیقت ومعرفت تھے' تدریس وتلقین میں حضرت اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے' خالقِ حقیقی نے ان کی ذات بابرکات کو چشمۂ فیض ودریائے فضل پیدا کیا تھا کہ پنجاب میں کوئی شخص ان کے وقت میں علمائے وقت سے فیض رسانی میں ان کے ہمتا نہ تھا' چار گھڑی رات رہے' جب حضرت نمازِ تہجد سے فراغت پاتے تو خاص شاگرد ان کے (خدمت

Marfat.com

حضرت میں حاضر ہوتے، فجر کی نماز سے اوّل اوّل ان کی تعلیم سے فراغت ہو جاتی، پھر ایک انبوہ وہجوم شاگردوں کا جمع ہوتا، اس قدر کہ مسجد میں بیٹھنے کو جگہ نہ رہتی اور حضرت نہایت محبت وخلق کے ساتھ ہر ایک کو تعلیم دیتے، دوپہر تک یہی حال رہتا، پھر طعام تناول فرما کر بقدر ایک ساعت کے قیلولہ کرتے، اتنے عرصہ میں اور طلبہ جن کے پڑھنے کا وقت بعد نمازِ ظہر مقرر ہوتا، حاضر ہوتے اور حضرت قیلولہ سے اُٹھ کر نمازِ ظہر پڑھتے اور سبق شروع ہو جاتے، اسی طرح پہر رات گئے، ہنگامہ تعلیم وتدریس جاری رہتا۔[1]

(۱۶۱) شیخ لدھے شاہ موئنہ ساز لاہوری قدس سرہٗ

لاہوری کے متاخرین بزرگوں میں سے یہ بزرگ عابد و زاہد و متقی و خدا دوست تھا، حصول قوتِ حلال کے واسطے گھوڑے کے بالوں کی چھلنیاں بناتا تھا، اس میں سے جو حاصل ہوتا، نصف، خدا کے نام خیرات کر دیتا، قادری خاندان میں اس کی بیعت تھی، اکثر لوگ اس سے روپیہ قرض لے جاتے، اگر وہ شخص از خود روپیہ لے کر آتا تو بعد انکار لے لیتا، ورنہ اس سے کبھی طلب نہ کرتا، وفات اس کی سال ایک ہزار دوسو ترپن ہجری میں واقع ہوئی اور مزار لاہور میں ہے۔

(۱۶۲) مولانا محمد اسحاق دہلوی قدس سرہٗ

یہ بزرگ مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی کے نواسے تھے، علومِ حدیث وتفسیر میں طاق یگانۂ آفاق تھے، فقہ میں ان کا فتویٰ مقبول خاص و عام تھا، وفات ان کی سال ایک ہزار دوسو باسٹھ ہجری میں واقع ہوئی۔[2]

---

[1] مولوی غلام رسول فاضل لاہوری کی وفات ۱۲۵۰ھ/۱۸۳۴ء کو ہوئی، گنجینۂ سروری ص ۱۵۱ حالات کے لیے دیکھئے: خزینۃ الاصفیاء ۲/۳۹۲، حدائق الحنفیہ ۴۷۲، تذکرہ علمائے ہند ۳۶۲، بزرگانِ لاہور ۲۱۱۔۲۱۲

[2] مولانا شاہ محمد اسحاق بن شیخ محمد افضل فاروقی، حضرت شاہ عبدالعزیزؒ دہلوی کے جانشین تھے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز کے وصال کے بعد مسلمانان ہندو پاکستان کی مذہبی قیادت سنبھالی۔ ۱۲۵۷ھ/۱۸۴۱ء میں جب ہندوستان کے حالات موافق نظر نہ آئے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

(۱۶۳) سیّد منور علی شاہ نقشبندی سہروردی لاہوری قدس سرہٗ

لاہور کے بزرگوں میں سے یہ بزرگ جامع شریعت و طریقت و کشف وکرامت و زہد و ورق وعبادت و ریاضت تھے' بیعت ان کی بخدمت میر عبدالرزاق والد بزرگوار اور ان کی بخدمت میر عبدالرحیم اور ان کی بخدمت میر صدرالدین اور ان کی بخدمت میر حیدر اور ان کی بخدمت بابا نصیب الدین غازی اور ان کی بخدمت بابا داؤد خاکی اور ان کی بخدمت شیخ حمزہ کشمیری اور ان کی بخدمت شیخ جمال الدین بخاری قدس سرہٗ' سیّد منور علی نے اور سلاسل کرام سے بھی فائدہ تام حاصل کیا' رغبت حضرت کی سلسلہ نقشبندیہ کی طرف زیادہ تھی اور مریدوں کو بھی ذکر و شغل بطریق نقشبندیہ عالیہ فرماتے' وفات حضرت کی ایک ہزار دو سو چونسٹھ ہجری میں واقع ہوئی اور مزار چار دیواری شیخ طاہر لاہوری کے اندر ہے' ان کے مریدوں میں سے سیّد حسن شاہ بخاری اور فرزندان کے سیّد احمد شاہ دونوں بزرگ صاحبِ علم وریاضت وعبادت لاہور میں موجود ہیں۔

(۱۶۴) مولانا جان محمد فاضل لاہوری قدس سرہٗ

یہ بزرگ اپنے وقت میں یکتائے زمانہ وفرید الدہر تھا' تدریس اس کی جاری

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) تو حجاز کو ہجرت کر گئے' جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں آپ کے تلامذہ میں سے حضرت مفتی عنایت احمد کاکوروی صدر امین بریلی' مولانا عبدالجلیل کوٹلی علی گڑھی' مفتی صدرالدین آزردہ' شاہ ابوسعید مجددی وغیرہ نے بحیثیت علماء اس تحریک میں حصہ لیا' مولانا شاہ محمد اسحاقؒ نے مشکوٰۃ شریف کا اُردو میں ترجمہ کیا مایۃ مسائل اور مسائل اربعین بھی آپ کی تصانیف میں سے ہیں' ملاحظہ ہو:

(۱) احمد خاں سرسیّد: آثار الصنادید ۵۹

(۲) نواب قطب الدین: مقدمہ مظاہر حق' ص ا' جلد اوّل

(۳) محسن ترہٹی: الیانع الجنی ۶۰

Marfat.com

تھی، ہزاروں طالب علم خدمت میں حاضر رہتے، آٹھویں دن جمعہ کے روز ہنگامہ وعظ و نصیحت گرم ہوتا، عمل ان کا ایسا مؤثر تھا کہ جس شخص کو زبان سے کسی اسم کا وظیفہ فرما دیتے، اپنی مراد کو پہنچ جاتا، باطنی تلقین بھی ان کی جاری رہتی، تمام عمر ان کی تلقین و تعلیم و تدریس میں گزر گئی اور تمام پنجاب میں نام نیک حاصل کیا، لاہور میں جب عملداری انگریزوں کی ہوئی تو ایک شخص غلام قادر نام ایک چوری کی تہمت میں ماخوذ ہوا، چند گواہ اس کی برادری کے جو اس کے جانی دشمن تھے، اس بات پر مستعد ہوئے کہ کسی طرح وہ قید میں چلا جائے، آخر پیشی مقدمہ کے روز وہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا، حضرت نے اپنی انگلی سے اس کی پیشانی پر اسمِ ذات لکھ دیا اور فرمایا کہ جاؤ تم کو کچھ اندیشہ نہیں، جب وہ عدالت میں گیا، حاکم نے فی الفور جرم سے رہا کیا، وفات ان کی سال ایک ہزار دو سو اڑسٹھ ہجری میں واقع ہوئی، افسوس ہے کہ ان کی اولاد میں سے کوئی لائق پیدا نہ ہوا اور جو ہوا اس نے خاندان کی بزرگی پر خیال نہ رکھا، مزار ان کا لاہور میں ہے۔

(۱۶۵) مولوی غلام اللہ فاضل لاہوری قدس سرہٗ

علماء و فضلائے لاہور سے یہ بزرگ استادِ کامل و مخدومِ زمانہ تھے، دین و دنیا کا فیض ان کے وجود برکت سے جاری ہوا، لاکھوں آدمیوں نے ان کی ذات بابرکات سے بہرہ علم و عمل پایا، رات دن ان کی اوقات عزیز تدریس و تعلیم میں گزرتی، بعد وفات مولوی غلام رسول ان کے بھائی کے علاقہ تدریس ان کے متعلق ہوا اور انہوں نے وہ بڑا کام بکمال دیانت و امانت و سعی و کوشش نباہا اور ہر ایک طالب علم سے بکمال خلق و شیریں زبانی پیش آئے گویا غضب و غصہ خالقِ حقیقی نے ان کے جسم میں پیدا ہی نہیں کیا تھا، ہر چند طالب علم بار بار تنگ کرتے، مگر اُن کی پیشانی پر چین نہ پڑتی، پنجاب میں ہر ایک امیر و فقیر ان کے خاندان کے ساتھ دعویٰ

Marfat.com

نیازمندی وشاگردی رکھتا ہے' سنہ ایک ہزار دوسو بہتّر میں ان کی وفات ہوئی' مدفن مقدس لاہور میں ہے' ان کی اولاد میں خلیفہ نظام الدین بمبئی میں درس پڑھاتے ہیں اور خلیفہ احمد الدین وحمیدالدین لاہور میں کار تدریس میں مصروف ہیں' خدا سلامت باکرامت رکھے۔ احقر الحقر غلام سرور مؤلف کتاب بھی اسی خاندان کے کمترین شاگردوں میں ہے۔

(۱۶۶) مفتی غلام محمد بن مفتی رحیم اللہ قریشی لاہوری قدس سرہٗ

یہ بزرگ احقر غلام سرور مؤلف کتاب کے والد ماجد تھے' نسبت آبائی ان کی حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانیؒ کے ساتھ ملتی ہے' اس طرح پر کہ مفتی غلام محمد بن مفتی رحیم اللہ بن مفتی رحمت اللہ بن مفتی حافظ محمد تقی بن مفتی محمد نقی بن مولانا کمال الدین بن مفتی عبدالسمیع بن مولانا عتیق اللہ بن مولانا برہان الدین بن مفتی محمد محمود بن شیخ الاسلام عبدالسلام بن شیخ عنایت اللہ بن مولانا کمال الدین بن شیخ مخدوم المشہور میاں کلاں جو شہر ملتان سے حسب الطلب بادشاہ وقت کے لاہور میں آئے' افتاء پر ممتاز ہوئے' بن شیخ قطب الدین بن شیخ شہاب الدین بن شیخ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ قدس سرہٗ' یہ سب بزرگ مذکور الصدر علومِ ظاہری و باطنی میں طاق و یگانۂ آفاق تھے' ذکر و شغل ان کا طریقِ آبائی سہروردیہ پر تھا' اول سب سے مخدوم میاں کلاں لاہور میں آ کر قیام پذیر ہوئے اور محلّہ علاول خاں کوہانی میں بہت سے مکان زرخرید کیے کہ اب تک وہ کوچہ کوٹلی مفتیاں کہلاتا ہے جس میں اب بھی مؤلف کتاب قیام پذیر ہے' مفتی غلام محمد میرے باپ عابد و زاہد و شب بیدار طبیب حاذق تھے' تمام روز تدریس و تعلیم و معالجہ مریضاں میں مصروف رہتے اور اکثر اوقات قرآن پڑھنے اور لکھنے میں صرف کرتے' رات کو بعد نمازِ عشاء دو ساعت تک استراحت کر کے اُٹھ بیٹھتے اور بعد ادائے نمازِ تہجد صبح تک درود شریف کا ذکر

وردِ زبان رہتا، تمام عمر میں کوئی نماز حضرت کی فوت نہ ہوئی، سوائے تین وقت کی نماز کے جو قبل وفات فوت ہوئیں، وفات حضرت کی سال ایک ہزار دو سو چھہتر میں واقع ہوئی اور آخری دم تک لب مبارک ذکر الٰہی میں ہلتے رہے اور انگلیاں بغیر رشتہ تسبیح کے جنبش کرتی رہیں، حضرت کے چھ لڑکے اور تین لڑکیاں تھیں، تین لڑکے اور لڑکی تو خرد سال فوت ہو گئیں اور تین لڑکے اور دو لڑکیوں نے حضرت کے سایۂ عاطفت میں پرورش پائی، ایک مفتی سیّد محمد جو سنہ ایک ہزار دو سو اسّی میں فوت ہوئے، ان کی اولاد مفتی چراغ دین و جلال دین اور ایک دختر موجود ہے، دوسرے حافظ غلام احمد جو سنہ ایک ہزار نوّے میں فوت ہوئے، انکی اولاد ضیاء الدین و مظفر دین و فصیح الدین و ضمیر الدین اور ایک دختر موجود ہے، تیسرے یہ گنہگار عاصی شرمسار غلام سرور میری اولاد غلام حیدر و غلام صفدر و غلام اکبر و محمد انور و غلام اصغر اور ایک دختر موجود ہیں، خدا تعالیٰ ان کی عمر دراز کرے اور دین و دنیا میں بہرہ مند کرے، آمین! میرے باپ کے برادرِ حقیقی ایک مفتی غلام رسول جو سنہ ایک ہزار دو سو ستاسی میں فوت ہوئے، ان کا فرزند غلام محی الدین مع اپنے فرزند غلام یاسین اور ایک لڑکی کے زندہ حیات ہے، خدا سلامت رکھے، ایک ہمشیرہ بندے کی اس کی اولاد سید علی و برکت علی قریشی موجود ہیں اور خود وہ سنہ ایک ہزار دو سو اٹھاسی میں فوت ہو گئی اور دوسری ہمشیرہ معہ اپنی اولاد فخر الدین و رفیع الدین و امین الدین اور دو لڑکیوں کے موجود ہے، خدا زندہ رکھے، تاریخ وفات حضرت کی ''ماہ خورشید دین محمد'' سے حاصل ہوتی ہے اور مدفن گورستان بی بی پاکدامنان کی ہے۔

(۱۶۷) شیخ احمد شاہ کشمیری تازہ بلی قدس سرہٗ

یہ بزرگ اس زمانہ کے اولیاء میں سے قطبِ وقت تھے، شہر سری نگر کشمیر میں ان کی سکونت سلسلہ عالیہ سہروردیہ و قادریہ و چشتیہ و نقشبندیہ میں بیعت ان کی

Marfat.com

بخدمت آلہ شاہ المشہور اِک شاہ کے تھی' حضرت دن اور رات عبادت و ریاضت درود و وظائف میں مصروف رہتے' کوئی دم بے یادِ الٰہی خالی نہ جاتا' اہل دین و دنیا جو ان کے دروازے پر جاتا' خالی نہ جاتا چنانچہ نقل ہے کہ ایک کس مسلمان بہ تہمت گاؤ کُشی عدالتِ کشمیر میں ماخوذ ہوا' اس کا بھائی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کی رہائی کی استدعائے دعا کی' اس وقت میاں لال دین جو ایک مصاحب مہاراجہ جموں کا ہے' خدمت میں حاضر تھا' حضرت اس کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ اس کے بھائی کے مقدمے میں سعی کرو' اس نے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ ہندوؤں کی عملداری میں کس کی طاقت ہے کہ گاؤ کُشی کے بارے میں عرض کرے' یہ سن کر حضرت متبسم ہوئے اور فرمایا کہ ہم احکم الحاکمین کے دربار میں اس کی رہائی کے لیے عرض کریں گے' چنانچہ وہ ماخوذ اسی روز مواخذے سے بری ہو گیا' وفات حضرت کی سنہ ایک ہزار دو سو ستتر میں واقع ہوئی اور مزار کشمیر میں ہے۔[1]

(۱۶۸) میراں سیّد غلام المشہور شاہ صاحب قدس سرہٗ

یہ بزرگ منجھلے بیٹے سید غلام محی الدین قادری کے تھے' ابتداءِ عمر میں بھی ان کا خیال ترک و تجرید و عبادت و ریاضت کی طرف تھا اور دنیاداروں سے نفرت تھی' عبادت کے سوا اور کوئی شغل ملحوظِ خاطر نہ تھا چنانچہ پچاس برس تک حضرت موضع ہر دو تھلہ ضلع ہوشیار پور میں خلوت نشین رہے' اکثر اوقات رات کو جنگل میں نکل جاتے اور رات بھر تنہا خدا کی یاد میں مصروف رہتے' آخر سنہ ایک ہزار دو سو اٹھہتر میں وفات پائی اور موضع مسکن اپنے میں مدفون ہوئے' ان کے حقیقی بھائی حافظ محمد شاہ تارک الدنیا' طالب المولیٰ' عابد زاہد حافظ قرآن شہر امرتسر میں بمقام باغ راما نند

---

[1] شیخ احمد شاہ کشمیری کا ایک منظوم فارسی رسالہ' تصوف بنام انفع الوسائل راقم محشی کے ذخیرہ مخزونہ پنجاب یونیورسٹی' لاہور میں محفوظ ہے۔

تمام زمانہ سے الگ ایک حجرہ میں تنہا رہتے ہیں' مؤلف کتاب بھی ان کی زیارت سے بہرہ مند ہوا ہے' بے شک بہت خوب آدمی خدا پرست ہے' حلیم و خلیق و بزرگ ہیں اور ایسے زمانہ میں کہ مردان خدا عنقا ہو گئے ہیں' ان کی ذات بابرکات مغتنماتِ وقت سے ہے۔

قطعۂ تاریخ:

چو رفت از جہاں در بہشتِ بریں — شہنشاہِ اسلام سیّد غلام
بگو سال وصلش چراغِ ۱۲۷۸ھ جمال — دگر طالب نام سیّد ۱۲۷۸ھ غلام

(۱۶۹) سیّد غلام غوث قدس سرہٗ

یہ بزرگ بڑے صاحبزادے سیّد غلام محی الدین گیلانی کے تھے' خداوند تعالیٰ نے اپنے کمال فضل و کرم سے ظاہری و باطنی ان کے نصیب کیے' اعتقاد مند لوگوں کا ہجوم ہمیشہ حضرت کے دروازے پر رہتا' تمام زمانہ با ادب پیش آتا' بڑے بڑے رئیس اور حکامِ وقت حضرت کے ارشاد کی تعمیل بدل و جان کرتے تھے' کمال عزت و حرمت کے ساتھ حضرت نے عمر بسر کی اور ہمیشہ خدا کی عبادت و ریاضت میں مصروف رہے' آخر سنہ ایک ہزار دو سو اناسی میں دنیائے فانی سے رہگرائے عالمِ جاودانی ہوئے۔

قطعۂ تاریخ وفات:

چونکہ سیّد غلام غوث ولی — رفت در قرب ایزدِ متعال
بہر تاریخ آں ولی زمان — شہسوارِ ۱۲۷۹ھ بہشت آمد سال

ان کے دو فرزند تھے' ایک سیّد محمد بخش جن کے دو فرزند ہیں' ایک سیّد محمد علی شاہ سر رشتہ دار محکمہ رکھ پنجاب' دوسرے سیّد علی الحق شاہیں' جن سے مؤلف کتاب کو بھی نیاز حاصل ہے' دوسرے صاحبزادے سیّد گنج بخش سجادہ نشین سید غلام ہیں' ان کے

Marfat.com

تین صاحبزادے ہیں' ایک شریف حسن' دوسرے شریف حسین' تیسرے عزیز الحسنین' اللّٰہم سلّمہُم۔

(۱۷۰) سائیں قطب شاہ لاہوری قدس سرہٗ

یہ بزرگ شیخ غلام حسین کا مرید تھا' حصولِ قوتِ حلال کے واسطے جولاہوں کا کام کرتا تھا اگرچہ فقیر تھا مگر ہرگز ہرگز طمع نہ رکھتا' طبیعت اس کی باطنی عبادت و ریاضت کی طرف بہت مائل تھی' کم بولتا اور کم کھاتا اور لوگوں سے کم ملتا' زبان سے جو کہتا' اکثر اوقات وقوع میں آجاتا چنانچہ مؤلف کتاب کے دو فرزند غلام صفدر و اکبر آنکھوں کے عارضہ سے سخت بیمار ہو گئے اور بیماری دو سال تک درازی کھینچ گئی آخر ایک دوست کے کہنے سے بندہ ایک آثار قند سیاہ اور ایک پاؤ تیل لے کر حاضر ہوا' لڑکوں کی حالت دیکھ کر حضرت نے افسوس کیا اور دستِ مبارک ان کے منہ پر پھیر کر کہا کہ اب طبیب کا علاج نہ کرنا' یہ کہہ کر رخصت کیا' دوسرے روز لڑکوں کی آنکھوں سے بہت سی غلاظت بہتی رہی اور یہی حال دوسری رات کو رہا' تیسرے روز جب لڑکے صبح کو سوئے ہوئے اُٹھے بالکل تندرست تھے' گویا کبھی ان کو آنکھوں کا عارضہ نہ تھا' یہ حضرت سنہ ایک ہزار دو سو نوّے ہجری میں فوت ہوئے اور موضع کھوئی میراں میں دفنائے گئے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

چھٹا چمن

مجانین ومجاذیب کے ذکر میں

(۱۷۱) میاں سرنگا مجذوب ہانسوی قدس سرہٗ

یہ مجذوب شہر ہانسی میں سکونت رکھتا تھا' چونکہ شیخ فریدالدینؒ گنج شکر بھی چند سال ہانسی میں قیام پذیر رہے تھے' حضرت کی صحبت میں اکثر وہ حاضر رہا کرتا' پھر جب خواجہ فریدؒ بعد وفات خواجہ قطب الدین بختیار کے دہلی میں آئے تو یہ بھی دہلی میں آ گیا اور حضرت کے روبرو آ کر زار زار رونے لگا اور کہا کہ ہانسی میں مَیں اکثر اوقات خدمت میں حاضر ہو کر فیض یاب ہوا کرتا تھا' اب جو آپ مسندِ ارشاد و ہدایت پر متمکن ہیں' بسبب ہجوم خلق کے مجھ کو زیارت بھی نصیب نہیں ہوتی' یہ تقریر مجذوب کی سن کر حضرت متاثر ہوئے اور اس کی خاطر دہلی چھوڑ کر ہانسی کو روانہ ہو گئے' سال چھ سو چھیالیس میں اس کی وفات ہوئی۔

(۱۷۲) سوبھن مجذوب اجودھنی پاک پٹنی قدس سرہٗ

یہ مجذوب مرد صاحب حال وجذب وسکر تھا' پہلے یہ ہندو[1] تھا۔ جب شوقِ الٰہی دامنگیر ہوا تو بخدمت شیخ علاء الدین نبیرہ شیخ فریدالدین گنج شکرؒ کے حاضر ہو کر مسلمان ہوا اور مرید ہو کر بہرہ یاب شوقِ الٰہی ہوا' چند روز کے بعد مجذوب ہو گیا' عادت اس کی یہ تھی کہ کبھی دو دو تین ماہ کچھ نہیں کھاتا اور کبھی چار چار پانچ پانچ

---

[1] قوم کوردہ سے تعلق رکھتے تھے۔ (اخبار الاخیار ۲۶۵)

ملاحظہ ہو:

عبدالحق شیخ: اخبار الاخیار ۲۷۵۔۲۷۶

Marfat.com

سیر طعام کھا جاتا' ایک روز اس کو کسی نے دیکھا کہ چونہ کے انبار کے پاس بیٹھ کر چونہ پھانک رہا تھا' اس نے باعث پوچھا تو کہا کہ نفسِ حریص کا پیٹ نہیں بھرتا' اس واسطے چاہتا ہوں کہ اس کا پیٹ پتھروں سے بھر دوں' وفات اس کی سنہ سات سو اٹھائیس ہجری میں واقع ہوئی۔

(۱۷۳) شیخ الہ دین[1] مجذوب نارنولی قدس سرہٗ

یہ مجذوب نارنول میں رہتا تھا' عادت اس کی یہ تھی کہ کوچہ و بازار میں اکثر پھرا کرتا اور جس جگہ بیٹھ جاتا' کئی روز تک وہاں سے نہ اُٹھتا' ہر وقت اپنے آپ کے ساتھ باتیں کیا کرتا' کبھی رونے کبھی ہنسنے لگ جاتا' پرانی پھٹی گودڑی کے بغیر کچھ نہ پہنتا' ہاتھ پاؤں میں لوہے کے حلقے رکھا کرتا' خوارق و کرامت اکثر اس سے ظاہر ہوتے اور جو شخص روبرو جاتا' اس کے دل کا حال بات بات میں کہہ دیتا' وفات اس کی بقولِ صاحب اخبار الاخیار پندرھویں شعبان شب برات کے روز سال نو سو چھیالیس (۹۴۶ھ) ہجری میں ہوئی اور مجذوبِ صادق (۹۴۶ھ) تاریخ وفات ہے۔

(۱۷۴) میاں معروف مجذوب[2] دہلوی قدس سرہٗ

یہ مجذوب دہلی کا رہنے والا تھا اور خواجہ قطب الدین بختیار کے مزار کے پاس قدیمی گنبد میں جو مقبرہ شیخ برہان الدین بلخی کے پاس ہے' رہا کرتا تھا' ظاہری علم میں بھی اس کو کمال دخل تھا' جب شیر شاہ بادشاہ نے قلعۂ دہلی کو سال نو سو

---

[1] ملاحظہ ہو: عبدالحق شیخ: اخبار الاخیار ۲۷۴۔۲۷۵

[2] شیر شاہ نے دہلی علائی اور کوشک سیری کو برباد کر کے اندر پت کے پاس دریا کے کنارے پر ۹۴۸ھ/۱۵۴۱ء میں ایک شہر آباد کیا جسے شیر شاہ کی دہلی کہتے ہیں۔

(احمد خاں سرسیّد: اخبار الصنادید ۹۵)

Marfat.com

سینتالیس[1] میں ویران کیا تو یہ مجذوب گم ہو گیا' نہ معلوم کہاں گیا۔

(۱۷۵) شیخ حسن بودلہ مجذوب قدس سرہٗ

یہ شخص دہلی کے ایک امیر کا بیٹا تھا۔ جب یہ مجذوب ہوا تو اکثر سراپا برہنہ پھرا کرتا۔ تمام زمانہ اس کی بزرگی کا قائل تھا۔ اکثر بزرگان وقت نے اس کو خواب میں رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حضور میں دیکھا اور اکثر لوگ جو مکہ معظّمہ سے آتے' وہ کہتے کہ ہم نے اس کو مکہ و مدینہ میں دیکھا تھا۔ باوجودیکہ وہ کبھی دہلی سے باہر نہ گیا تھا۔ سال نو سو چونسٹھ میں اس کی وفات ہوئی اور قبر دہلی میں[2] ہے۔

(۱۷۶) شاہ ابوالغیث بخاری مجذوب قدس سرہٗ

فرزند دلبند سیّد حاجی عبدالوہاب بخاری تھا۔ جن کا ذکر خاندانِ سہروردیہ میں تحریر ہو چکا ہے' ایک بزرگ صاحب سکر و جذب و عشق محبت تھا۔ ابتداء عمر میں جب یہ مدرسہ میں پڑھا کرتا تو اور طالب علموں سے اوّل سبق پڑھتا اور کہتا کہ خدا جانے مجھ پر کون سی حالت آئے گی۔ یہ وقت غنیمت ہے۔ جب تحصیل سے فارغ ہوا تو بخدمت جاذب حقیقی مجذوب ہو گیا۔ جذب و سکر کی حالت میں اکثر خوارق و کرامت بے اختیار اس سے سرزد ہوتیں۔ ایک روز بتقریب عرس ان کے گھر میں

---

1. میاں معروف مجذوب کے بارے میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں: مجذوبی بود در مقام حضرت خواجہ قطب الدین در گنبد قدیمی کہ نزدیک بقبر شیخ برہان الدین بلخی است می بود' باوجود حالت سکر و جذب در علم تکسیر آیتی بود از آیات الٰہی در وقتی کہ شیر شاہ قلعہ دہلی را ویران کرد بجز د شنیدن غائب شد کہ ہیچ نشانی از و پیدا نہ شد۔ (اخبار الاخیار ۲۷۱)

2. قبر او در بازار دہلی نزدیک روضہ خواص خان است و ایں خواص خوان از موالی شیر شاہ بود و در سخاوت و صلاح از افراد وقت بود اوصاف و احوال زائد الوصف دارد' شہرت بلکہ کثرت بر ہمیں قدر اختصار افتاد و او را سلیم شاہ بن شیر شاہ شہید ساخت' در سنہ نہ صد و پنجاہ و ہشت رحمۃ اللہ علیہ۔ (اخبار الاخیار ۲۷۲)

تمام روز توا گرم رہا اور روٹیاں پکتی رہیں۔ یہ آہنی توے گرم کے اوپر دونوں پاؤں رکھ کر کھڑا ہو گیا اور کچھ اثر جلنے کا پاؤں میں ظاہر نہ ہوا۔ سال نو سو سرسٹھ ہجری میں[1] وفات کی۔

(۱۷۷) میاں مونگر مجذوب لاہوری قدس سرہٗ

یہ مجذوب لاہور میں رہتا تھا' حالات اس کے عجیب وغریب تھے' شیخ حاجی محمد کا قول ہے کہ ایک مرتبہ ہم دہلی سے لاہور میں آئے' میاں حسن بودلہ مجذوب بھی ہمارے ساتھ چلا آیا' جب بازار نخاس میں پہنچے میاں مونگر وہاں آ پہنچا اور حسن کو دیکھ کر کہنے لگا کہ تجھ کو لاہور سے کیا غرض ہے' ابھی چلا جا چنانچہ وہ اسی وقت دہلی کو اُٹھ کر چلا گیا ۹۸۰ھ میں اس کی وفات ہے۔

(۱۷۸) جیتی[2] شاہ مجذوب کشمیری قدس سرہٗ

یہ مجذوب صاحب کشف وکرامت وجذب وسکر کشمیر میں رہتا تھا جو کوئی اس کے روبرو جاتا فی الفور اس کے مافی الضمیر سے خبر دیتا' شیخ مخدوم حمزہ کشمیری وشیخ بابا داؤد خاکی کی خدمت میں اکثر اس کی آمدورفت تھی' جب ان کے پاس جاتا' شیخ خلوت کر کے اس سے اسرارِ الٰہی کی تقریریں کرتے' وفات اس کی بقول صاحب تواریخ اعظمی نو سو اکیاسی سنہ ہجری میں واقع ہوئی اور مزار کشمیر میں شیخ ہروی ریشی کے مقبرہ کے اندر ہے۔

۱۔ ملاحظہ ہو: عبدالحق' شیخ: اخبار الاخیار ۲۷۰

۲۔ یہاں سہوِ کتابت معلوم ہوتا ہے' خواجہ محمد اعظم نے یہ نام غیبی تحریر کیا ہے (اعظمی ص ۱۱۳)
ملاحظہ ہو:
محمد اعظم: تاریخ کشمیر اعظمی ص ۱۱۳

(۱۷۹) شاہ بدیع الدین[1] مجذوب کشمیری المشہور بہ بادی شاہ قدس سرہٗ

یہ بزرگ سرمست جام محبت و مدہوش شرابِ عشق تھا' بحالت تجرید و تفرید زندگانی کرتا' سردی کے موسم میں جب برف برستی تو یہ جنگل میں تمام رات گزارتا' ایسی حالت میں کہ سوائے ایک تہبند کے کوئی اور کپڑا اس کے جسم پر نہ ہوتا' زبان ترجمان اس کی سے جو کلمہ نکل جاتا' اسی طرح وقوع میں آتا اور باوجود حالت جذب وسکر کے کلمہ ہمہ اُوست برملا کہتا' علمائے کشمیر نے کئی مرتبہ اس کے قتل کا فتویٰ دیا مگر حاکم کشمیر نے بحکم المجنون معذورٌ اس فتویٰ پر عمل نہ کیا' وفات اس کی سال نو سو بانوے ہجری میں واقع ہوئی اور مزار پُرانوار کشمیر میں ہے۔

(۱۸۰) خواجہ داؤد مجذوب[2] کشمیری قدس سرہٗ

یہ بزرگ کشمیری مجذبوں سے صاحبِ جذب و استغراق و مستی و بے خودی و بیہوشی تھا' کھانے پینے پہننے کے بھی اس کو چنداں حاجت نہ تھی' کبھی اس نے اپنے ارادے سے لقمہ منہ میں نہ رکھا' جب کوئی لقمہ اُٹھا کر اس کے منہ میں ڈالتا تو کھالیتا' پہلے یہ چند سال تک خاموش رہا اور کسی سے ہمکلام نہ ہوا' جنگل ویرانے

---

[1] خواجہ محمد اعظم نے لکھا ہے: ''از مجذوبان مشہور الجذ بہ بود زبانش حکم شمشیر بُرّان داشت' ہر چہ می گفت می شد باوصف غلبۂ جذبہ حرف توحید ومعرفت راصاف ومنقح می گفت در اظہار مغیبات و حرف جذبات گویا حاکمی بود' بیرون قلعہ در ملہ کوزہ آسودہ است' بعد وفات ہم جلال از قبراو ظاہر بود و ہر کہ قسم دروغ می خورد در ساعت بسزا می رسید (اعظمی ۱۱۳)

[2] خواجہ داؤد مجذوب کے بارے میں خواجہ محمد اعظم لکھتے ہیں: ''درا ثنائے طلب شورش مہم رسانیدہ بدرغیبت و بے خودہ زد' درحقیقت از عقلا بود' چوں علتِ وباشیوع یافت و عالم عالم مردم براہِ فنا شتافت بغیرت آمدہ بخدمت خواجہ حبیب اللہ نوشہری ومیر یوسف قادری ولد میر نازک بازی پیغام کرد کہ چرا بدلِ عالم خود را فدانہ سازیم' ایں گفت وعنقریب رحلت نمود و وبا دفع شد در محلہ بودہ گیر آسودہ (اعظمی ۱۲۸)

میں اس کا مقام تھا' آخر جب سال ایک ہزار چھبیس میں کشمیر میں وبا آئی اور ہزاروں لوگ مر گئے تو شہر کے لوگ جمع ہو کر بطلب دعا دفع وبا کے اِس کے پاس گئے' جواب دیا کہ اچھا آئندہ وبا کے صدمے سے کوئی نہ مرے گا' سب کے عوض میں ہم ہی مرے جاتے ہیں' یہ کہہ کر زمین پر لیٹ گیا اور جاں بحق تسلیم کی' اس روز سے کشمیر سے وبا دفع ہو گئی۔

(۱۸۱) شیخ مٹھا مجذوب نوشاہی قدس سرہٗ

یہ بزرگ حضرت محمد نوشاہ گنج بخش کا مرید تھا' حالتِ جذب و استغراق اس پر ایسی غالب ہوئی کہ ہمیشہ ویرانے جنگل میں پھرا کرتا اور وحش وطیور سے ہم کلام ہوتا اور جس شخص پر توجہ کرتا' وہ بھی مجذوب ہو جاتا' تمام عمر اس کی اسی حالت میں گزر گئی' آخر سال ایک ہزار ایک سو پندرہ[1] میں فوت ہوا۔

(۱۸۲) سید شاہ عبداللہ مجذوب نوشاہی قدس سرہٗ

یہ شخص نواب میر مرتضٰی خاں کا بیٹا[2] منصب ار ہفت ہزاری دربار عالم گیری میں تھا' جب جاذبِ حقیقی نے اس کو اپنی محبت کی طرف کھینچا تو اس کے دل میں ارادہ ترکِ دنیا کا پیدا ہوا مگر خانگی و بادشاہی تعلق یک قلم اس سے چھوٹنے محال تھے اس لیے وہ بخدمت شیخ حاجی محمد نوشاہ کے حاضر ہوا اس وقت حاجی محمد بیمار تھے اور ایک روز ان کی وفات میں باقی تھا' حضرت نے اس کی بیعت قبول کی اور ذکر و شغل کی اجازت دی' اس نے عرض کی: میرا ارادہ ترکِ دنیا کا ہے' سو وہ مجھ سے

---

1. شیخ مٹھا مجذوب نوشاہیؒ کا سالِ وفات ۱۱۱۵ھ غلط ہے' بلکہ ۱۰۷۶ھ خاندانی روایات کے مطابق صحیح ہے۔ (شریف التواریخ جلد سوم ص ۴۳۲ قلمی)

ملاحظہ ہو:

شرافت نوشاہی: شریف التواریخ' جلد سوم' حصہ اوّل ۴۳۲۔۴۳۵) قلمی

2. یہاں مؤلف کو غلط فہمی ہوئی ہے' نواب مرتضٰی خان فرید بخاری کی کوئی اولاد نہیں تھی۔

Marfat.com

عمل میں آنا ممکن نہیں، سوائے اس کے کہ مجذوب ہو جاؤں، حضرت نے جواب دیا کہ تعلق میں بے تعلق رہنا مردوں کا کام ہے، مجذوب ہونا آسان ہے، اس نے نہ مانا اور مجذوب ہونے پر اصرار کیا، یہاں تک کہ خدا کا واسطہ درمیان لایا، ناچار حضرت نے ایک کرتہ جس کو آپ چند روز پہن چکے تھے، اس کو دیا اور کہا کہ اس کو پہن لے، بمجرد پہننے کے عالم ملکوت اس پر منکشف ہو گیا اور ایسی مستی و بے خودی طبیعت پر ظاہر ہوئی کہ دنیا و اہلِ دنیا سے بے خبر ہو گیا، دن رات ویرانہ جنگل میں پھرا کرتا، آخر (۱۱۳۱ھ) ایک ہزار ایک سو اکتیس ہجری[1] میں وفات کی۔

(۱۸۳) نانو مجذوب[2] نوشاہی قدس سرہٗ

یہ حضرت بزرگ حاجی محمد نوشاہ گنج بخش کا مرید تھا، ابتدائے حال میں بے خودی و بیہوشی و استغراق کی حالت اس پر طاری ہوئی یہاں تک کہ کھانے پینے پہننے کی پروا اس کو نہ تھی، ایک مرتبہ اس نے سنا کہ قیامت کے روز تمام خلقت سوائے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب مرد بے ریش ہوں گے، یہ سن کر اس نے موچنا خریدا اور تمام ریش و بروت کے بال اکھاڑ ڈالے اور کہا کہ جو بات قیامت کو ہونے والی ہے، وہ ابھی سے ہو جائے تو بہتر ہے، بعد وفات پیر روشن ضمیر کے یہ شخص جنگل کو نکل گیا اور آبادی کا رہنا ترک کیا، وہاں اس شخص کو قطاع الطریقون

---

۱ شاہ عبداللہ مجذوب نوشاہیؒ کا سالِ وفات خاندانی مآخذ کے مطابق ۱۰۹۲ھ درست ہے، اس لیے مفتی صاحب کا مندرجہ سال وفات ۱۱۳۱ھ غلط ہے۔

(شریف التواریخ جلد سوم حصہ اوّل ۳۴۷ قلمی)

ملاحظہ ہو:

شرافت نوشاہی: شریف التواریخ جلد سوم حصہ اوّل ۳۴۱۔۳۴۷ قلمی

۲ نانو مجذوب کا اصل نام نانک تھا، عوام میں نانوں معروف ہو گئے۔

Marfat.com

نے سال ایک ہزار ایک سو پینتیس[1] میں شہید کیا۔

(۱۸۴) حافظ طاہر مجذوب نوشاہی قدس سرہٗ

کتاب تذکرہ نوشاہی میں لکھا ہے کہ یہ شخص بعد حفظ قرآن و تحصیل علوم حصولِ علم باطن کے لیے حضرت ملاّ شاہ قادری میاں میر بالا پیر کے خلیفہ کے پاس چند سال حاضر رہا مگر وہاں اس کو کچھ بہرہ نہ ملا اور سخت بے اعتقاد ہو کر اسلام سے بھی برگشتہ ہو گیا' رشتۂ زنار گردن میں ڈال لیا اور فقرائے ہنود میں مل کر جا بجا گدائی کرنے لگا' ایک روز ان کا گذر حضرت نوشاہ کے دولت خانے پر ہوا' حضرت نے حکم دیا کہ ہر ایک شخص کو غلہ گندم دے دو' چنانچہ سب کو مل گیا مگر حافظ طاہر کو کچھ نہ ملا کہ غلہ ختم ہو چکا ہے' یہ غلہ کے نہ ملنے سے محروم و مایوس ہو کر پھرنے لگا تو حضرت نے اس کو آواز دی اور کہا کہ حافظ طاہر ہمارے پاس آ' کہ حصہ تیرا ہمارے پاس ہے' اپنا نام سن کر یہ متعجب ہوا کہ یہ میرے نام سے کیونکر واقف ہیں' جب پاس آیا تو حضرت نے اپنے خادم کو ارشاد کیا کہ اس کا کرتہ اتار کر اس کے گلے میں جو زنار ہے توڑ دے' اس نے توڑ دیا' من بعد مجدداً مسلمان ہوا اور ایک نظر فیض اثر سے اس کو واصل بحق کیا' اس روز سے حالت جذب و استغراق و بے خودی و بے ہوشی طاری ہوئی یہاں تک کہ سراپا برہنہ جنگل میں پھرا

[1] یہاں مفتی صاحب نے سالِ وفات ۱۱۳۵ھ اور خزینۃ الاصفیاء ۲/۴۴۲ میں ۱۱۳۲ھ لکھا ہے' یہ دونوں سنین غلط ہیں بلکہ خاندانی آخذ میں سالِ شہادت ۱۰۹۴ھ مندرج ہے جو ہمارے نزدیک معتبر ہے۔ (شریف التواریخ: جلد سوم ص ۵۱۱) شیخ نانو مجذوب کا مدفن موضع کلا سکے چیمہ' ضلع گجرات' پاکستان ہے۔

ملاحظہ ہو:

شرافت نوشاہی: شریف التواریخ جلد سوم حصہ اوّل ۵۰۸-۵۱۳ قلمی

Marfat.com

کرتا' کسی سے تعلق نہ رکھتا' آخر سال ایک ہزار ایک سو چھتیس[1] میں مر گیا۔

(۱۸۵) معصوم شاہ مجذوب لاہوری قدس سرہٗ

یہ مجذوب صاحب جذب و استغراق و بے ہوشی و بے خودی جامع خوارق وکرامت لاہور کا رہنے والا تھا' محلّہ سید مٹھہ میں ایک پرانی حویلی کے دروازے پر اس کا قیام تھا' آگ ہمیشہ اس کے روبرو روشن رہتی تھی اگرچہ اس گھر کی چوبی دہلیز پر بارہ برس تک اس نے آگ جلائی' مگر اس دہلیز کی لکڑی نہ جلی شیخ وہاب الدین جو راقم الحروف کا ایک دوست تھا اپنی آنکھ کا دیکھا ہوا حال اس طرح پر بیان کرتا تھا کہ ایک روز ایک ہندو عورت بیوہ کسی سے کپڑا کشیدہ نکالنے کے واسطے لائی تھی اتفاقاً گزر اس کا معصوم کی قیام گاہ کے آگے سے ہوا' معصوم شاہ اس کو دیکھ کر اُٹھ کھڑا ہوا اور وہ کپڑا اس سے چھین کر آگ میں ڈال دیا چنانچہ جل گیا' چونکہ فقیر مجذوب تھا' ناچار عورت روتی ہوئی اپنے گھر کو چلی گئی اور یہ حال مسمی نور محمد مقدم محلّہ کے آگے بیان کیا' وہ عورت کو ساتھ لے کر معصوم شاہ کے پاس آیا اور کہا کہ یا حضرت! یہ عورت بیوہ ہے' کشیدہ نکال کر اور اُجرت حاصل کر کے اپنا گزارہ کرتی ہے' آج یہ بیگانہ کپڑا کشیدہ نکالنے کے لیے اُجرت پر لائی تھی' آپ نے وہ کپڑا جلا دیا' اب یہ عاجز اپنی اُجرت سے بھی محروم ہوئی' از دست قیمت کپڑے کی کپڑے کے مالک کو دینی پڑی' یہ نقدی کہاں سے لائے گی' آپ نے یہ ظلم اس

---

[1] حافظ طاہر نوشاہی کا سالِ وفات بھی ۱۱۳۶ھ غلط ہے۔ جناب سیّد شرافت نوشاہی کی تحقیق کے مطابق صحیح سالِ وفات ۱۰۹۷ھ ہونا چاہیے۔ (شریف التواریخ جلد سوم حصہ اوّل ۲۶۵)

ملاحظہ ہو:

(۱) شرافت نوشاہی: شریف التواریخ جلد سوم حصہ اوّل ۲۶۴۔۲۶۵

(۲) محمد حیات نوشاہی: تذکرہ نوشاہی قلمی مملوکہ سیّد شرافت نوشاہی' گجرات

Marfat.com

عاجز پر کس واسطے کیا' یہ بات سن کر معصوم شاہ ہنسا اور آگ کی راکھ دور کر کے وہ کپڑا نیچے سے کشیدہ ہوا ہوا نکال کر عورت کے حوالہ کیا اور کہا کہ مائی جو کام تم سے کئی روز میں ہونا تھا وہ ہم نے ایک روز میں کر دیا' وفات اس کی سنہ ایک ہزار دوسو اکیس میں واقع ہوئی اور مزار لوہاری دروازے کے باہر ہے۔

(۱۸۶) مستقیم شاہ لاہوری فیض پوری مجذوب قدس سرہٗ

یہ شخص قوم کا حجام تھا' ایک روز ایک زمیندار کی حجامت اس کے چاہ پر جا کر کر رہا تھا اتفاقاً ایک فقیر روشن ضمیر کا گزر اس طرف ہو گیا اور اس کی طرف مخاطب ہو کر بولا کہ اے حجام نیک نام! میں پیاسا ہوں' سرد پانی پلائے تو خدا سے اجر پائے' مستقیم یہ بات سن کر اُٹھ کھڑا ہوا اور چاہ سے تازہ پانی بھر لایا اور فقیر کو پلایا' فقیر نے جب سرد پانی پیا' ایک گرم نگاہ سے اس کی طرف دیکھا بمجرد دیکھنے کے مستقیم پر بے ہوشی طاری ہوئی' فی الفور زمین پر گر پڑا' تین دن تک بے ہوش رہا' پھر جب ہوش میں آیا' تارک الدنیا ہو کر موضع فیض پور میں قیام کیا اور باقی کی عمر مستی و مجذوبی میں گزاری' خوارق و کرامت اکثر اس سے ظاہر ہوئیں' ایک ہزار دو سو چالیس میں اس کی وفات ہوئی اور قبر موضع فیض پور میں ہے۔

(۱۸۷) فقیر تاجے شاہ مجذوب لاہوری قدس سرہٗ

یہ شخص ایک فقیر مست و مجذوب تھا' کبھی شہر میں اور کبھی جنگل میں پھرا کرتا' مستانہ باتیں اکثر اس کی زبان سے نکلتی' کبھی حاضرین کے روبرو ان کے دل کی باتیں بھی بیان کر دیتا' لاہور کے لوگ اکثر اس کے معتقد تھے' سکھوں کی سلطنت کی خرابی کا حال پہلے ہی اس نے بیان کر دیا تھا یعنی جس روز راجہ رنجیت سنگ مرا تھا' اسی روز کہہ دیا تھا کہ نو برس اور یہ سلطنت رہے گی' پھر پنجاب کے مالک فرنگی ہو جائیں گے اور یہ بھی بہت تذکرے مشہور ہیں چنانچہ ایک شخص نورا قوم

نجار جس کی اولاد زندہ نہ رہتی تھی' ان کے پاس آ کر مستدعی دعا کا ہوا' فرمایا کہ اب کے تیرے گھر عمر دراز بیٹا ہوگا' اس کا نام بوڑا رکھنا چنانچہ وہ لڑکا پیدا ہوا اور اب تیس برس کی عمر کو پہنچ چکا ہے' مہاراجہ رنجیت سنگھ نے بحالت بیماری و آخری وقت کے ان کو بلایا اور اپنی صحت کے لیے عرض کی' جواب دیا کہ مرنا سب کے واسطے ہے' جس طرح تیرا اور میرا باپ مر گیا ہے' تو بھی مرنے والا ہے' چندن کی لکڑی تیرے جلانے کے لیے لانی چاہیے' یہ سن کر وہ نا اُمید ہوا' جب تاج شاہ قلعے سے نکلا مہاراجہ رنجیت سنگھ نے جان دے دی' آخر سال ایک ہزار دو سو اکسٹھ ہجری میں فوت ہوا' قبر لاہور میں باہر موچی دروازے کے ہے۔

(۱۸۸) نظام شاہ لاہوری مجذوب قدس سرہٗ

یہ مجذوب صاحب جذبِ شوق و ذوق وسکر لاہور کا رہنے والا تھا' شہر اور جنگل میں پھرا کرتا تھا' شراب کے نشہ میں ہر وقت مستغرق رہتا' لوگ اس کے بہت معتقد تھے' جو روپیہ لوگ دیتے' حاضرینِ وقت کو تقسیم کر دیتا' اس کے خوارق بہت مشہور ہیں چنانچہ جس روز راجہ ہیرا سنگھ مہاراجہ دلیپ سنگھ کا وزیر قتل ہوا تھا' علی الصباح مسجد محلّہ سادھواں میں آیا اور امام مسجد کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ آج عید اضحیٰ کا روز ہے' پرانے بوریے لپیٹ کر نئے بوریے بچھا دو' لوگ اس بات سے متعجب ہوئے' جب پھر دن چڑھا' راجہ ہیرا سنگھ بہ بہانہ شکار بھاگ نکلا' سکھوں نے اس کا تعاقب کر کے اس کو مار ڈالا اور جواہر سنگھ کر وزیر بنایا' اپنی مرگ سے چند سال پہلے اس نے اپنے رہنے کے لیے ایک مکان قبرستان میانی میں بنایا۔ وہاں ایک کاٹھ چوبی جس میں حکام مجرموں کے پاؤں ڈال کر قفل لگا دیتے تھے' تیار رکھا تھا' جس پر غصہ ہوتا اس کو پکڑ کر اس میں قید کر دیتا' جب ایک دو ساعت گزرتی پھر چھوڑ دیتا' ایک روز ایک شخص قوم جوگی مسلمان پر غضب ناک ہوا جس نے اس کے پانی پینے

Marfat.com

کا گلی کوزہ توڑ ڈالا تھا اور حسب العادت اس کو بھی کاٹھ میں مقید کیا اور ایک گھڑی کے بعد خود ہی چھوڑ دیا' اس شخص نے ناراض ہو کر استغاثہ اس بات کا بحضور میجر میگر یگر صاحب حاکم ضلع لاہور پیش کیا' وہاں سے خدا بخش کوتوال کے نام حکم جاری ہوا کہ مدعا علیہ کو مع کاٹھ کے حاضر کرے چونکہ اس روز شنبہ کا دن تھا دوسرے روز یک شنبہ کی تعطیل ہو گئی چونکہ خدا بخش کوتوال بھی اس کا معتقد تھا' دوسرے روز خود اس کے پاس گیا اور کہا کہ آپ کی طلبی صاحب ضلع کی کچہری میں ہے' کل آپ کو وہاں گرفتار ہو کر جانا ہو گا اور میں نوکر و محکومِ سرکار ہوں' حکم کی تعمیل میں معذور ہوں' یہ بات سن کر نظام شاہ ہنسا اور کہا کہ ہمیں کل اپنے حاکم کی کچہری میں حاضر ہونا ہے' ہم کو فرنگی کی کچہری میں کون لے جا سکتا ہے پس اس رات قوالوں کو بلا کر تمام رات سماع میں مشغول رہا' علی الصباح قوالوں کو رخصت کیا اور خود بستر پر استراحت کی اور جاں بحق تسلیم کی' جب یہ خبر شہر میں مشہور ہوئی' ہزاروں لوگ جنازہ پر حاضر ہوئے اور بڑی عزت سے دفن کیا' وفات نظام شاہ کی سال ایک ہزار دو سو اہتر میں واقع ہوئی اور قبر گورستان میانی میں ہے۔

(۱۸۹) مستان شاہ لاہوری مجذوب قدس سرہٗ

مجذوبان با کمال و سرمستان اہلِ حال سے تھا' دنیا سے کمال بے زار تھا' کسی کے ساتھ اس کی گفتگو تک نہ تھی' خورد نوش و لباس سے کمال استغنا تھا گرما و سرما میں برہنہ بدن پھرا کرتا' کسی سے ہم کلام نہ ہوتا البتہ اپنے منہ سے کچھ کہتا رہتا' لوگ ہزاروں قسم کے کھانے اور لباس و زرِ نقد اس کے روبرو لا کر رکھتے وہ نظر توجہ سے ان کی طرف نہ دیکھتا' کوئی رکھ جاتا اور کوئی اُٹھا کر لے جاتا کبھی کسی کو خود اُٹھا کر دے دیتا' کمہاروں اور جولاہوں کے کارخانوں میں جب کبھی گزرتا' انہیں کا کام نہایت

Marfat.com

خوبی کے ساتھ کرنے لگ جاتا' جب بھوک غالب ہوتی تو درختوں کی پتی کھا کر پیٹ بھر لیتا' مہاراجہ رنجیت سنگھ والیٔ پنجاب کو کمالِ اعتقاد اس کی نسبت تھا' ہزاروں روپیہ وہ دیتا' مگر یہ نہ لیتا' ایک مرتبہ رنجیت سنگھ اپنے ہاتھی پر بٹھلا کر قلعے کو لیے جاتا تھا' یہ ہاتھی کے اوپر سے کود پڑا' ہزاروں خوارق و کرامت اس سے سرزد ہوئیں' جن کا تذکرہ مخلوق کی زبان پر ہے' جب کوئی اہل حاجت اس کے روبرو جاتا' گفتگو گفتگو میں یہ اس کے مافی الضمیر کا حال کہہ دیتا' آخر سال ایک ہزار دو سو تہتر ہجری میں فوت ہوا' قبر لاہور میں ہے۔

(۱۹۰) جھلے شاہ مجذوب لاہوری قدس سرہٗ

یہ شخص سرمست صاحب جذب و استغراق تھا' سر پر بہت بھاری پگڑی رکھتا اور زبان سے بہت بولتا' اس کا کلام اکثر سمجھا نہیں جاتا تھا جب کوئی اس کے روبرو جاتا' اس کی طرف متوجہ نہ ہوتا بعض اوقات لوگوں کے دل کا حال برملا بیان کر دیتا' لاہور کے گلی و بازاروں میں اکثر اس کی گردش تھی' کوئی قیام گاہ اس کا نہ تھا' اسی حالت سے اس کی عمر گزر گئی' آخر سنہ ایک ہزار دو سو پینسٹھ میں مر گیا۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

ساتواں چمن

عورات' صالحات کے ذکر میں
جو پنجاب میں گزر چکی ہیں

(۱۹۱) بی بی حاج' بی بی تاج' بی بی نور' بی بی حور' بی بی گوہر' بی بی شہباز

خاندان اہل بیت سے یہ بیبیاں عقیل بن علی کی پانچ لڑکیاں تھیں' واقعہ کربلا کے وقت یہ شام میں تھیں' امام حسین علیہ السلام کی آمد سن کر یہ کربلا میں آئیں' مگر ان کے آنے سے پہلے خاتمہ ہو چکا تھا' اس واسطے یہ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ بخوفِ خاندانِ بنی اُمیہ کے ہند کو روانہ ہوئیں اور لاہور کے باہر آ کر قیام کیا' بہت سے لوگ ان کے قدم کی برکت سے مشرف باسلام ہوئے' یہ خبر جب مسمّی لساؤ راجہ لاہور کو پہنچی اس نے اکثر اپنے دربار کے امیران کی خدمت میں بھیجے اور کہلا بھیجا کہ یہاں سے چلی جائیں مگر جو شخص جاتا وہاں ہی مشرف باسلام ہو کر رہ جاتا آخر راجہ کا بیٹا گیا' اس نے بھی اسلام کا خلعت پہن لیا' راجہ نے جب یہ حال سنا' کمال غضب ناک ہوا اور لشکر کے ساتھ ان کے قتل پر آمادہ ہو کر چلا جب نزدیک پہنچا تو بیبیوں کی خدا کی جناب میں عرض کی کہ ہم کو نامحرموں کی نظر سے بچا لے اور پیوند زمین کر لے چنانچہ سب بیبیاں معہ خدام کے پیوند زمین ہو گئیں' صرف اوڑھنیوں کی کنی قبروں کے نشان کے لیے باہر رہ گئی' راجہ کا بیٹا جس کا نام بعد مسلمان ہونے کے جمال رکھا گیا' سلامت رہا' راجہ اس کو ساتھ لے گیا اور چاہا کہ وہ اپنے قدیم دین کی طرف عود کرے مگر اس نے نہ مانا اور حضرات کی مزار پر مجاور ہو بیٹھا' یہ عام

Marfat.com

روایت لوگوں کی زبانی[1] ہے اور کتاب تحفۃ الواصلین[2] میں بھی یہی مضمون لکھا دیکھا ہے مگر قیاس نہیں چاہتا کہ واقعہ کربلا کے وقت یہ عرب سے ہند میں آئی ہوں' مگر ان حضرات کی بزرگی و پُرفیض ہونے میں شک نہیں کہ مکان نہایت متبرک ہے اور کتاب تذکرہ حمیدیہ میں جو مضمون مؤلف کی نظر سے گزرا ہے اس کا لکھنا بھی لطف سے خالی نہیں اگرچہ کتاب خزینۃ الاصفیاء مؤلفہ بندہ میں درج نہیں ہے وہ یہ ہے کہ سیّد احمد تختہ ترمذی جو لاہور کے بزرگوں میں سے قطب یگانہ و غوثِ زمانہ تھے ان کے پانچ لڑکیاں بی بی حاج و بی بی تاج و بی بی نور و بی بی حور و بی بی گوہر و بی بی شہباز تھیں اور پانچوں عابدہ و زاہدہ و صاحب عبادت و ریاضت تھیں جب چنگیز خاں مغل سے شہزادہ جلال الدین خوارزمی منکبرنی نے شکست کھائی اور ہند میں بھاگ آیا تو چنگیز خاں کی فوج ان کے تعاقب میں پنجاب میں داخل ہوئی' تمام ملک پنجاب انہوں نے غارت کر لیا' شہر لاہور کے لوگ دو مہینے تک ان کے ساتھ لڑتے رہے جب شہر فتح ہوا تو افسر فوج نے حکم دیا کہ شہر کے لوگ سب کے سب قتل ہوں' بلکہ کوئی ذی جان حیوان بھی جانبر نہ ہو۔ چنانچہ ہزاروں انسان و حیوان قتل ہوئے اس وقت یہ پانچوں بیبیاں شہر کے باہر اپنے صومعہ میں جہاں ان کا باپ رہتا تھا' موجود تھیں جب مخالفین نے ان کو قتل و غارت کرنا چاہا تو انہوں نے دعا کی کہ الٰہی ہم کو پیوندِ زمین کر لے اور نامحرم مردوں کی صورت نہ دکھلا چنانچہ دعا قبول ہوئی اور زمین نے ان کو اپنے آپ میں چھپا لیا' جب مخالفین دیوار توڑ کر مکان میں گھسے' کوئی ذی جان موجود نہ پایا البتہ زنانے کپڑوں کے کنارے زمین کے باہر نظر آئے' چند آدمی یہ کرامت دیکھ کر

---

1. واقعی یہ قیاسی اور زبانی روایت ہے جس کا تاریخ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

2. تحفۃ الواصلین کی حیثیت پر ہم شیخ اسمٰعیل محدث لاہوریؒ کے تحت بحث کر چکے ہیں۔

Marfat.com

مشرف باسلام ہوئے اور انہوں نے مجاوری اس مزار گوہر بار کی اختیار کر لی' یہ تقریر جو مشہور نہیں ہے' شاید کوئی اس پر یقین نہ کرے گا' مگر عجب نہیں ہے کہ ایسا ہوا ہو اور واقعہ غارت و قتل لاہور کا چھ سو چودہ ہجری[1] میں واقع ہوا تھا اور سید احمد تختہ کی وفات سنہ چھ سو دو میں ہوئی تھی۔[2]

(۱۹۲) بی بی سارہ قدس سرہا

یہ بی بی شیخ نظام الدین ابوالموید دہلوی کی والدہ تھی' نہایت بزرگ حافظہ و عابدہ و زاہدہ و صائمہ دن اور رات اس کو سوائے عبادت و ریاضت کے کوئی کام نہ تھا' اخبار الاخیار میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ دہلی میں امساکِ بارش ہو گیا' جب مخلوق نہایت تنگ ہوئی تو شہر کے اکابر مل کر شیخ نظام الدین ابوالموید کی خدمت میں

---

[1] ۶۱۴ھ غلط ہے بلکہ یہ واقعہ ۶۳۹ھ/۱۲۴۱ء میں ہوا۔ (نامی: رسالہ بی بی پاکدامناں ص ۸)

[2] بی بیاں پاکدامن کے بارے میں یہاں کے مجاوروں نے جو لایعنی روایات مشہور کر رکھی تھیں' مولوی نور احمد چشتی' مفتی غلام سرور لاہوری اور کنھیالال کی بے اعتدالی اور سماعی روایات کے قلم بند کرنے کی وجہ سے عرصہ دراز سے حقیقت بن چکی تھیں' پھر خود مفتی صاحب کو ۱۲۹۲ھ میں جب تذکرہ حمیدیہ دستیاب ہوا تو ان روایات کو شک و شبہ کی نظروں سے دیکھنے لگے' پہلی مرتبہ پیر غلام دستگیر نامی مرحوم نے تاریخ جلیلہ اور رسالہ بی بیاں پاک دامن لکھ کر انہیں حضرت سید احمد توختہ ترمذی (ف ۶۰۲ھ/۱۲۰۵ء) کی اولاد ثابت کیا اور ہمارے نزدیک بھی یہ روایت قرین قیاس معلوم ہوتی ہے۔

ملاحظہ ہو:

(۱) شہر اللہ: تذکرہ حمیدیہ مرتبہ نامی

(۲) نامی: (رسالہ) بی بیاں پاک دامن' لاہور ۱۹۳۵ء

(۳) ایضاً: تاریخ جلیلہ

(۴) ہاشمی فرید آبادی: آثر لاہور' جزو دوم ص ۷۔۹

(۵) کلیم محمد دین: رسالہ بی بیاں پاک دامن' لاہور

حاضر ہوئے اور چاہا کہ شیخ نزول بارانِ رحمت کے لیے دعا کریں' ان کی التجا شیخ نے قبول کی اور منبر پر چڑھ کر ایک پرانا زنانہ کپڑا بغل سے نکالا اور ہاتھ اُٹھا کر دعا کی کہ الٰہی میری والدہ کے پہننے کی یہ اوڑھنی ہے' جس کی تمام عمر میں نامحرموں کی نظر سے اس کو تُو نے محفوظ رکھا ہے پس اگر وہ عفیفہ پاک دامنہ و محفوظ تھی تو اس کی پاک دامنی کے طفیل سے اپنی مخلوق کی دعا قبول کر اور بارانِ رحمت برسا' بمجرد اس دعا کے ابر آسمان پر نمودار ہوا اور بارش شروع ہوئی اور تمام زمانہ سیراب ہوگیا' وفات اس پاک دامنہ کی سنہ چھ سو اڑتیس ہجری[1] میں ہوئی اور مزار پُرانوار دہلی میں متصل مقبرہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے ہے۔

(۱۹۳) بی بی فاطمہ سام دہلوی قدس سرہا

یہ عورات صالحات و قانتات و عارفات شہر دہلی سے تھے' سلطان المشائخ اکثر اوقات اس بی بی کے مزار پر جا کر مشغول بمراقبہ رہتے تھے اور حضرت خواجہ فریدالدین گنج شکرؒ فرماتے تھے کہ بی بی فاطمہ سام بظاہر عورت اور باطن میں مرد ہے اور شیخ نجیب الدین متوکل شیخ فریدالدین کے بھائی کو یہ بی بی اپنا بھائی کہتی تھی' کتاب اخبار الاخیار میں بھی تعریف اس بی بی کی بہت لکھی ہے' یہ بی بی صاحبِ علم و فضل و شاعرہ بھی تھی چنانچہ یہ شعر اس بی بی کی تصانیف میں سے ہے' شعر:

هم عشق طلب کنی و هم جان خواهی　　　هر دو طلبی ولے میسر نشود

وفات اس بی بی کی سنہ چھ سو تینتالیس میں ہوئی اور مزار دہلی میں[2] ہے۔

---

[1] اخبار الاخیار (۲۷۶) میں بی بی سارہ کا سالِ وفات مرقوم نہیں ہے۔

[2] شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ لکھتے ہیں:

''جائی کہ مردم آں را ابنائی بی بی سام گویند و بعضی عوام الناس بی بی صائمہ گویند۔ ہر دو لفظ غلط است نام ایشاں بی بی فاطمہ سام است''۔ (اخبار ۲۷۷)

ملاحظہ ہو: عبدالحق شیخ: اخبار الاخیار ۲۷۷

Marfat.com

(۱۹۴) بی بی قرسم خاتون والدہ فریدالدین گنج شکر قدس سرہا

یہ بی بی عارفہ زمان و مستجاب الدعوات تھی، جو کچھ زبان مبارک سے فرما دیتی، وہی وقوع میں آ جاتا، صاحب سیر الاولیاء و اخبار الاخیار و معارج الولایت لکھتے ہیں کہ جب خواجہ فریدالدین گنج شکر ہانسی سے بمقام اجودھن قیام پذیر ہوئے تو شیخ نجیب الدین متوکل کو اپنے بھائی کے لانے کے واسطے ہانسی کو روانہ کیا چنانچہ شیخ نجیب الدین ہانسی کو پہنچے اور والدہ کو ہمراہ لے کر اجودھن کو روانہ ہوئے راستے میں ایک بیابان بے آب میں پہنچے، بی بی کو تشنگی معلوم ہوئی اور نجیب الدین کو حکم دیا کہ پانی لائے، نجیب الدین پانی کی تلاش کو گئے اور والدہ کو ایک درخت کے سائے میں بٹھلا گئے، جب بعد دو ساعت کے پانی لے کر آئے تو اس درخت کے نیچے والدہ کو موجود نہ پایا، تمام جنگل میں تلاش کی مگر کہیں سراغ نہ ملا، آخر مایوس ہو کر اجودھن کا راستہ لیا اور شیخ فریدالدین کی خدمت میں تمام سرگزشت بیان کی، حضرت نے حکم دیا کہ کھانا بہت سا پکوا کر درویشوں کو کھلاؤ اور بی بی صاحبہ کے لیے دعائے مغفرت مانگو، دو سال کے بعد جب پھر اتفاقاً گزر شیخ نجیب الدین کو اسی جنگل میں ہوا تو دوبارہ تلاش میں مصروف ہوئے کہ شاید کہیں سے اُس معصومہ کے استخوان مل جائیں اور کچھ عجب نہیں ہے کہ اس کو کسی جنگلی درندہ نے ہلاک کر ڈالا ہو آخر بعد تلاش ایک مقام سے چند استخوان مشابہ باستخوان انسان ان کو ملے احتیاطاً انہوں نے وہ استخوان ایک کیسہ میں ڈال لیے اور کیسہ کا منہ مضبوط باندھ لیا جب خواجہ فریدؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے، تمام حال ظاہر کیا اور کیسہ پیش کیا، حضرت نے جب کیسہ کھول کر دیکھا تو خالی پایا، کوئی ہڈی اس میں موجود نہ تھی، معلوم ہوا کہ یہ بھی اسرارِ الٰہی میں سے تھا، واقعہ گم شدگی اس عفیفہ کا سنہ چھ سو تینتالیس ہجری[1] میں واقع ہوا۔

---

[1] ملاحظہ ہو: عبدالحق، شیخ: اخبار الاخیار ۲۷۷۔۲۷۸

Marfat.com

(۱۹۵) بی بی زلیخا قدس سرہا

یہ بی بی حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی نظام الدین بدایونی دہلوی چشتی کی والدہ نہایت بزرگ و صالحہ صاحب عفت و عصمت' عابدہ و زاہدہ تھی' حضرت سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ جب میری والدہ کو کوئی مہم دینی و دنیاوی پیش آتی' خداوند تعالیٰ اس کو خواب میں اس کے انجام سے آگاہ فرما دیتا تھا اور ہر حاجت جو مجھ کو پیش آتی۔ والدہ کی قبر پر جا کر میں خدا کی جناب میں دعا کرتا' وہ دعا کبھی مسترد نہ ہوتی چنانچہ سلطان قطب الدین مبارک خلجی نے جب میرے برخلاف ہو کر مجھ کو اس بات پر مجبور کیا کہ میں ہر چاندرات اس کے پاس ماہ نو مبارک کہنے کے لیے جایا کروں تو میں والدہ کی قبر پر گیا اور دفع مضرت سلطان کے لیے دعا کی' آئندہ چاندرات کو وہ خسرو شاہ اپنے مصاحب کے ہاتھ سے مارا گیا' وفات اس بی بی کی سال چھ سو اڑتالیس میں واقع ہوئی اور مزار متصل مقبرہ شیخ نجیب الدین متوکل[۱] کے ہے۔

(۱۹۶) بی بی اولیاء قدس سرہا

یہ بی بی پاکدامن دہلی میں رہتی تھی' کمال بزرگ و صاحبِ عبادت تھی' صاحب اخبار الاخیار تحریر فرماتے ہیں کہ جب یہ بی بی عبادت کے چلّہ میں بیٹھتی' چالیس عدد لونگ اور ایک لوٹا پانی کا ہمراہ لے جاتی اور حجرہ میں بیٹھ کر دروازہ معمور کرا دیتے' بعد چالیس روز کے جب نکلتی' ہنوز ان چالیس لوگ سے چند لوگ باقی ہوتے' سلطان محمد تغلق بادشاہ دہلی اس کا کمال معتقد تھا' وفات اس کی چھ سو چپن ہجری میں واقع[۲] ہوئی۔

---

۱ ملاحظہ ہو: اخبار الاخیار ۲۷۸-۲۷۹

۲ بی بی اولیاء کی اولاد اخبار الاخیار کی تدوین ۹۹۹ھ تک دہلی میں مقیم تھی' شیخ عبدالحقؒ لکھتے ہیں:
''شیخ احمد مردی بود از اولادِ او مردی پختہ و کار کردہ و بسیاری از مشائخ را دریافتہ بود (اخبار ۲۷۹)

(۱۹۷) بی بی راستی قدس سرہا

یہ بی بی زوجہ شیخ صدرالدین عارف بن شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی اور والدہ شیخ رکن الدین ابوالفتح سہروردی کی تھی' عابدہ و زاہدہ و حافظہ ومتقیہ کہ ہر روز ایک مرتبہ قرآن ختم کرتی اور نسبت ارادت اپنے خسر بہاء الدین زکریا کے ساتھ رکھتی تھی' بہت سی عورات کو فیض نسبت سہروردیہ اس کی ذاتِ بابرکات سے پہنچا' وفات اس کی سنہ چھ سو پچانوے ہجری میں واقع ہوئی۔[1]

(۱۹۸) عارفہ کاملہ بی بی للہ کشمیری قدس سرہا

یہ بی بی صاحب جذب واستغراق وعشق ومحبت وزہد وریاضت خاص شہر سری نگر کشمیر کی رہنے والی تھی' والدین اس کے علاقہ راجہ نرنجن دیووالی کشمیر کے ساتھ رکھتے تھے' جب راجہ توجہ موجہ شیخ موید الدین بلبل شاہ مسلمان ہوگیا تو وہ بھی مسلمان ہوکر شیخ بلبل شاہ کی مرید ہوئی' شیخ اس کو اپنی لڑکی کہتے تھے' جب بالغ ہوئی' توجہ اس کی دنیا کی طرف کم تھی' آخر ایک شخص کے ساتھ اس کی شادی ہوگئی' بسبب عدم توجہ کرنے یا مورات خانہ داری واشتغال بعبادت و ریاضت اس کو ہرگز نہ چاہتا تھا' ایک روز یہ پانی کا گھڑا بھر کر لیے آتی تھی اور گھڑا سر پر اُٹھائے ہوئے تھی' شوہر اس کا پیچھے سے آیا اور چوب دستی اس کو ماری' وہ گھڑے کو لگی اور گھڑا ٹوٹ گیا' خدا کی قسم سے گھڑے کے ٹکڑے تو زمین پر گر پڑے اور پانی برف کی صورت جم کر اس کے سر پر موجود رہا' اسی طرح یہ گھر میں آئی اور وہ پانی اس نے اور برتن میں ڈال لیا اور باقی ماندہ زمین پر پھینک دیا' وہاں سے نیا چشمہ جاری ہو

---

[1] ملاحظہ ہو:

(۱) جمالی: سیر العارفین ۲/ ۱۷۲' ۱۹۹

(۲) نوراحمد فریدی: تذکرہ حضرت صدرالدین عارفؒ ۲۶۔۳۴

Marfat.com

گیا' یہ حالت دیکھ کر خاوند نے آزاد کر دیا اور تمام کشمیر کے لوگ اس کی بزرگی کے معتقد ہوئے چنانچہ بخاطر جمع عبادت و ریاضت میں مصروف ہوئی' تمام رات اور دن ویرانہ جنگل میں پھرا کرتی اور ایسی مجذوب ہوئی کہ عورت تک بھی اس کو پروانہ تھی' ایک روز یہ برہنہ تن بازار میں چلی جاتی تھی' دور دیکھا کہ شیخ بلبل شاہ چلے آتے ہیں' بولی کہ مرد آ گیا اور دوڑ کر ایک تنور میں کہ آگ اس میں روشن تھی' جا چھپی' لوگوں نے شور مچایا کہ لَل ددی تنور میں پڑ کر جل گئی' اتنے میں بلبل شاہ وہاں آ پہنچے اور پکار کر کہا کہ لَل ددی یہ کیسا شور تُو نے مچا رکھا ہے' باہر نکل' بمجرد سننے اس بات کے پوشاک پہنے ہوئے تنور سے باہر نکل آئی' اس کے خوارق و کرامت کے تذکرے اور بھی بہت ہیں کے اندراج سے خوفِ طوالت ہے' واقعہ اس کی وفات کا اس طرح پر درج تواریخ اعظمی ہے کہ جب آخری وقت اس کا قریب آیا حاضرین کو ارشاد کیا کہ سب کے سب چلے جائیں اور اس کو تنہا چھوڑ جائیں چنانچہ سب لوگ وہاں سے دور جا ٹھہرے' جب تنہا رہ گئی تو جسم عنصری اس کا مانند روح آسمان کو پرواز کر گیا اور طرفۃ العین میں لوگوں کی نظر سے غائب ہو گیا اور یہ واقعہ سات سو چھپن (۷۵۶ھ) میں وقوع[1] میں آیا۔

(۱۹۹) بی بی فاطمہ سیّدہ المشہور بی بی بڑی قدس سرہا

یہ بی بی حضرت میراں محمد شاہ موج دریا بخاری کی زوجہ اور حضرت سید عبدالقادر ثالث بن سیّد عبدالوہاب بن سید محمد بالا پیر گیلانی کی لڑکی تھی' نہایت بزرگ عابدہ و زاہدہ و متقیہ و ذاکرہ خوارق و کرامت اکثر بے اختیار ان سے سرزد ہوتیں' ایک روز کا ذکر ہے کہ بی بی صاحبہ نے عصر کی نماز کے واسطے وضو کیا' اتفاقاً

[1] ملاحظہ ہو:
محمد اعظم: تاریخ کشمیر اعظمی ص ۳۴

Marfat.com

ردائے مبارک بغل سے نکل کر کیچڑ میں جا پڑی اور پلید ہوگئی' بی بی نے اس کو اسی وقت دھویا اور چاہا کہ دھوپ میں ڈال کر اس کو سکھائیں' چونکہ دھوپ اس وقت بیر کے درخت کے اوپر کی شاخوں پر تھی جو ان کے گھر کے صحن میں تھا' بسبب پردہ داری کے بی بی اوپر نہ چڑھ سکیں اور درخت کو ارشاد کیا کہ پست ہو جا' درخت فی الفور پست ہو گیا اور بی بی نے اس پر چادر ڈالی تو پھر اونچا ہو گیا' اس وقت میراں محمد شاہ خانقاہ کے صحن میں تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ بی بی کی چادر درخت کے اوپر سوکھ رہی ہے' بی بی خود اس پر چڑھی ہو گی' اس بات سے غضب ناک ہو کر گھر میں گئے اور حال دریافت کیا' بی بی نے تمام حال راست راست کہہ دیا' فرمایا کہ جس طرح پر چادر تُو نے درخت پر ڈالی ہے' اسی طرح میرے سامنے اتارے تو مجھ کو یقین آتا ہے' بی بی پھر درخت کے روبرو گئی اور پست ہونے کے لیے ارشاد فرمایا' درخت فی الفور پست ہو گیا اور بی بی نے چادر اُتار لی' یہ حال دیکھ کر میراں محمد شاہ نے پوچھا کہ یہ نعمت تجھ کو کہاں سے ملی؟ کہا کہ یہ دولت موروثی آبائی میری ہے' وفات بی بی کی ایک ہزار سولہ ہجری میں واقع ہوئی اور مزار بیرون مزار میراں محمد شاہ کے ہے۔

(۲۰۰) بی بی جمال خاتون قدس سرہا

یہ بی بی کمال بزرگ کبار عارفات سے تھی اور ترک و تجرید میں رابعہ وقت نسبت عالیہ سلسلہ قادریہ اس کو اپنے برادرِ حقیقی میاں میر بالا پیرؒ لاہوری اور والدہ ماجدہ سے حاصل تھی' تمام دن اور رات سوائے عبادت کے اس کو کچھ کام نہ تھا' کتاب سکینۃ الاولیاء وسفینۃ الاولیاء میں حضرت داراشکوہ نے اس بی بی کا مفصل حال لکھا ہے اور درج کیا ہے کہ حضرت کے گھر میں قریب دو من کے غلہ گندم تھا' ایک دن بی بی نے اس میں ہاتھ ڈالا تو یہ برکت ہوئی کہ ایک سال تک برابر روزمرہ

Marfat.com

غلہ اس سے خرچ فقیر وغربا و درویشاں خانقاہ وغیرہ وابستگان کی خوراک کے لیے نکلتا رہا' گویا کہ وہ دو من غلہ کئی سو من بن گیا' آخر یہ خبر میاں میر بالا پیرؒ کو ہوئی تو فرمایا کہ اظہار کرامت منع ہے اور خدا روزی دہندہ ہے کیا ضرور ہے کہ اس طرح پر غلہ حاصل کیا جائے' وفات بی بی کی سال ایک ہزار ہجری[1] میں ہوئی اور مدفن شریف شہر لاہور میں احاطہ خانقاہ کے اندر واقع ہے۔

(۲۰۱) مائی بھاگی لاہوری قدس سرہا

یہ عورت مجذوبہ و مستانہ لاہور میں رہتی تھی' پہلے یہ شراب فروشی کا کام کرتی' چونکہ حسینہ و جمیلہ و شکیلہ تھی' بہت سے عیاش اس شمع پر پروانہ تھے' اس نے اس پیشے سے بہت سا روپیہ جمع کیا تھا' آخر ایک روز ایک مردِ خدا ذوالفقار نام آ پہنچا اور اس سے پیالہ شراب کا طلب کیا' اس نے بھر دیا' اس نے ایک گھونٹ خود پیا اور باقی اس کو دے کر کہا کہ پی لے۔ بمجرد پینے کے یہ مجذوبہ ہو گئی اور کپڑے پھاڑ ڈالے' تمام زیور اتار کر پھینک دیا' گھر کا اسباب تمام لٹوا دیا اور ایک پرانی گودڑی لے کر اکبری دروازے کے پاس ایک میدان میں قیام پذیر ہوئی' حالت جذب و استغراق میں جو زبان سے کہتی' وقوع میں آتا' مہاراجہ رنجیت سنگھ اس کا کمال معتقد تھا اگرچہ یہ اس کو گالیاں دیتی' مگر وہ اس کا پیچھا نہ چھوڑتا اور گنگا رام پنڈت دہلوی بھی اس کے پاس ہر روز آتا' ایک روز اس کی زبان سے نکلا کہ جا دربار میں دیوانی

---

[1] مفتی صاحب کا مندرج سالِ وفات ۱۰۰۰ھ درست نہیں ہے بلکہ داراشکوہ نے ۱۰۵۷ھ تحریر کیا ہے' لکھتا ہے:

''سن شریف بی بی جمال خاتون از شصت متجاوز است و در سیوستان موطن خود اقامت دارند و ہرگز از آں جا بجائے دیگر نرفتہ اند......وفات ایشاں در روز سہ شنبہ بیست و ہفتم ماہ ربیع الاوّل سال ہزار و پنجاہ و ہفت واقع شدہ است''۔ (سکینۃ الاولیاء ۱۳۱)

Marfat.com

کا کام کر' میرے پیچھے کیوں پڑا ہے' پس اسی روز اس کو دیوانی کا کام مل گیا' آخر عمر میں اس کو عمارت کا بہت شوق تھا اور چند عمارتیں بنوائیں' آخر سال ایک ہزار دو سو چونسٹھ میں مر گئی۔

☆☆☆☆☆

زیارات عالیات موجودہ شہر لاہور

اگرچہ ذکر لکھنا اور حال لکھنا ان زیارات کا متعلق مقابر اور ذکر خیر بزرگانِ دین و مشائخ اہل یقین نہیں، مگر صرف اس لحاظ سے کہ ان زیارات کے حال سے اب تک تھوڑے آدمی واقف تھے اور ان سندی اور سچی زیارات کا ذکر کسی کو معلوم نہ تھا اس لیے مناسب سمجھا گیا کہ یہ تشریح بھی اس کتاب میں درج کی جاوے اور اس فیض خاص کو عام کیا جائے اور واضح رہے کہ یہ زیارات عالیات خاص لاہور میں دو مقام پر رکھی ہیں، ایک تو قلعہ لاہور کے اندر بحفاظت سرکاری، دوسرے خاندان فقیر عزیزالدین و نورالدین مرحوم و مغفور کے قبضہ میں رکھی ہیں، اصل حال ان زیارات کا بادشاہی اسناد کے بموجب ایسا ثابت ہوتا ہے کہ جب امیر تیمور گورگان صاحب قران نے بسال سنہ آٹھ سو تین ہجری میں عرب کے ملک پر یورش کی اور شہر دمشق کو محاصرہ میں لیا تو اس شہر کے علما و فضلا و سادات کرام بہت سے تحائف و تبرکات لے کر امیر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور امان حاصل کی، کچھ تو تبرکات اس وقت امیر تیمور کو ملے اور باقی ماندہ زیارات و آثار عالیات لے کر وکیل سلطان قسطنطنیہ کا سنہ آٹھ سو پانچ میں بحضور امیر حاضر ہوا اور یہ تمام زیارات تیموری خاندان میں آ گئیں، آخر جب بابر شاہ دہلی آیا تو وہ ان زیارات کو ساتھ لایا، اس روز سے یہ برابر دہلی میں رہیں اور شاہان چغتائی پشت بہ پشت ان پر قابض چلے آئے، احمد شاہ محمد شاہ کے بیٹے کے وقت جب دہلی کی سلطنت کمزور ہو گئی اور احمد شاہ دُرّانی نے کابل سے آ کر دہلی پر فتح پائی تو وہ مغلانی بیگم احمد شاہ کی بہن اور

محمد شاہ کے بیٹے کی شادی اپنی بیٹی تیمور کے ساتھ کر کے مغلانی کو کابل لے گیا‘ کابل میں جا کر مغلانی بیگم بیمار ہوگئی اور اس کی والدہ ملکہ زمانی محمد شاہ بادشاہ کی عورت اپنی بیٹی کی تیمارداری کے واسطے کابل کی سمت کو دہلی سے روانہ ہوئی‘ اس وقت ملکہ کے ساتھ بہت مال نقد و زیور و اسباب تھا اور یہ کل زیارات بھی اس نے روانگی کے وقت اپنے ساتھ لے لیں تھیں کیونکہ اس کا ارادہ تھا کہ پھر دہلی کی طرف نہ آئے اور جب تک زندہ رہے‘ اپنی بیٹی مغلانی بیگم کے پاس رہے‘ جبکہ ملکہ زمانی بصد حیرت و پشیمانی قلعہ سیالکوٹ کے متصل پہنچی تو سکھان کفن دوز نے کل مال و اموال ملکہ کا غارت کر لیا اور ان زیارات کو ناکارہ مال تصور کر کے چھوڑ گئے‘ بعد اس حیرانی کے ملکہ زمانی راجہ رنجیت دیو والی جموں کے پاس گئی اور چاہا کہ وہاں پھر سامان درست کر کے کابل کو روانہ ہو‘ اتنے میں وہاں ملکہ کو بیٹی کے مرجانے اور نعش ہند کی طرف روانہ ہونے کی خبر پہنچی اور وہ چندے جموں میں ٹھہری رہی جب نعش مغلانی بیگم کی معہ اس کے کل مال و اموال ہیجڑا کے سیالکوٹ میں آئی تو گوجر سنگھ وغیرہ سکھوں نے مل کر وہ مُردہ کا مال بھی لوٹ لیا اور مردے کے پاس سوائے کفن کے باقی نہ چھوڑا‘ جب نعش جموں میں گئی تو ملکہ زمانی بسبب کم خرچی و بے سامانی کے سخت حیرانی میں تھی اور راجہ رنجیت دیو نے بھی ہر چند چاہا کہ ملکہ راستے کا خرچ مجھ سے لیں‘ مگر منظور نہ ہوا‘ آخر اس نے ان زیارات کو بعوض اسّی ہزار روپے کے ایک سوداگر کے پاس رہن رکھا اور روپیہ لے کر بحفاظت فوج راجہ جموں کے پہاڑ سے اُتری‘ جب قصبہ چٹی کے پاس آئی تو شاہ محمد رضا حاکم چٹی و چودھری پیر محمد حاکم رسول نگر مع شیخ سوہند اور غلام محمد پسران خردسال اپنی ملکہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور درخواست کی کہ حضرت ملکہ وہ زیارات عالیات ہم کو بخش دیں‘ ملکہ زمانی براہِ مہربانی پچیس ہزار روپیہ ہدیہ سوائے زر رہن کے لینا کر کے اس بات پر اضی

ہوئی اور روپیہ لے کر سند عطایات بمہر خود ان کو لکھ دی اور اجازت دی کہ وہ اسّی ہزار روپیہ مرتہن کو دے کر زیارتیں لے لیں' پس شاہ محمد رضا و غلام محمد نے کل زیارات حاصل کر کے آپس میں تقسیم کر لیں اور اب وہی تقسیم کی ہوئی زیارتیں دو مقام پر رکھی ہیں' جن کا حال علٰیحدہ علٰیحدہ تحریر ہوتا ہے۔

اوّل حصہ پیر محمد حاکم رسول نگر کا یہ حال ہے یہ زیارتیں اس کے حصہ کی بمقام رسول نگر پیر محمد کے قبضہ میں رہیں' اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا غلام محمد قابض ہوا' اس کے وقت ۱۸۴۰ء میں جب رنجیت سنگھ کے باپ مہان سنگھ نے قسم اُٹھا کر غلام محمد کو قید کر لیا اور اس کے کل مال پر قابض ہوا تو صرف موضع سنچر اس کے گزارے کے واسطے بحال رکھا تو غلام محمد اپنے عیال واطفال و زیارات کو لے کر موضع سنچر چلا گیا مگر مہان سنگھ نے وہاں بھی اس کو چین نہ دیا اور تھوڑی مدت کے بعد سنچر بھی اس سے لے کر زیارات بھی چھین لیں' پھر یہ زیارات گوجرانوالہ کے قلعہ میں لا کر رکھی گئیں' مہان سنگھ کے مرنے کے بعد ۱۲۱۱ ہجری میں جب بادشاہ زمان درّانی کابل سے آیا تو رنجیت سنگھ نے خوف کے مارے اچھا اچھا مال و اسباب اور یہ زیارتیں گوجرانوالہ سے اپنی ساس سدا کور کے پاس بقلعہ مکیریاں بھیج دیں' وہاں یہ تبرکات ایک بالاخانے میں رکھے گئے' اتفاقاً اس قلعے میں ایک مرتبہ آگ لگ گئی اور تمام قلعہ جل گیا۔ مگر جس بالاخانے میں یہ تبرکات تھے اور اس کے نیچے منزل میں بارود بھرا ہوا تھا آگ وہاں تک پہنچ کر خود بخود منطفی ہو گئی' اس روز سے سدا کور کو ان زیارات کی نسبت نہایت اعتقاد پیدا ہوا اور رنجیت سنگھ باوجودیکہ چند باران کے لینے کے واسطے بضد ہوا مگر اس نے نہ دیں' جب سخت تاکید ہوئی تو اس نے یہ زیارات قلعہ مکیریاں سے نکلوا کر قلعہ چونڈہ کو بھیج دیں۔ آخر جب کل مال سدا کنور کا راجہ رنجیت سنگھ نے چھین لیا تو اس نے یہ زیارات شیر سنگھ اپنے

Marfat.com

دو ہتے رنجیت سنگھ کے بیٹے کو دے دیں اور وہ اپنے قتل کے دن اپنے پاس رکھتا تھا جب وہ مارا گیا تو راجہ ہیرا سنگھ وزیر نے یہ زیارات اپنی حویلی میں رکھیں' وہاں کوئی ایسی بے احتیاطی ہوئی تو جس قدر موئے مبارک نلکیوں میں تھے وہ سب گم ہو گئے اور نلکیاں خالی رہ گئیں' جب ہیرا سنگھ مارا گیا تو سردار جواہر سنگھ وزیر نے یہ زیارات ہیرا سنگھ کی حویلی سے منگوا کر قلعہ لاہور میں رکھیں کہ اب تک قلعہ میں موجود ہیں۔

دوسرا حصہ ان زیارات کا جو شاہ محمد رضا چٹی کے پاس تھا' اس کا یہ حال تھا کہ شاہ محمد رضا تا حین حیات اِن پر قابض رہا پھر شیخ سوندھا و شیخ فضل الٰہی و شیخ جیون کے قبضے میں آئیں۔ ان کے وقت میں بحکم رنجیت سنگھ فقیر نور الدین مرحوم چٹی کی تسخیر کے واسطے مامور ہوئے انہوں نے اطاعت قبول کی اور حکومت سے دست بردار ہوئے اس وقت یہ کل زیارات فقیر صاحب مرحوم نے شیخ جیون و فضل الٰہی سے چند مرتبہ کر کے خرید کیں اور سندیں دستاویزیں لکھا لیں۔

تفصیل زیارات موجودہ قلعۂ لاہور

ان زیارات عالیات میں آٹھ تو متعلق بحضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں' اوّل عمامہ مقدس سبز رنگ معہ تاج دستِ مبارک سے باندھا ہوا' دوم جبّہ مبارک برنگ سبز' سوم دلق مبارک بخطوط سفید و سرخ' چہارم پائجامہ برنگِ سفید' پنجم نقش قدم شریف برسنگ برنگ صندلی' ششم نعل مبارک چرمی بقدر چار دہ انگشت' ہفتم عصائے مبارک چوبی ڈیڑھ گز لمبا' ہشتم پرچم علم شریف سفید رنگ آئینہ دار' ایک اور زیارات متعلق بجناب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تین ہیں' اوّل پہلا سیپارہ قرآن شریف کا حضرت کے دستخطی بخط کوفی لکھا ہوا سفید کاغذ پر' دوسرے دستار مبارک معہ تاج حضرت کے ہاتھ کی بندھی ہوئی' تیسرے تعویذ صدور صد خاص دستخطی جناب کا

Marfat.com

اور زیارات متعلقہ بفاطمۃ الزہرا اولی قیامت بنت النبی علیہ السلام دو ہیں' اوّل ایک رومال جس پر بی بی صاحب کے ہاتھ کا چکن نکالا ہوا ہے' دوسرے ایک جائے نماز اس پر بھی کشیدہ چکن کا ہے اور زیارات متعلق بجناب امام حسن علیہ السلام دو ہیں' ایک سورۃ یاسین و سورۃ صافات دستخط حضرت کے بخطِ کوفی لکھے ہوئے' دوسرے دستار مبارک حضرت کی صندلی رنگ تہہ کی ہوئی اور تبرکات متعلق بسیّد الکونین امام حسین علیہ السلام تین ہیں' اوّل تیسرا سیپارہ قرآن کا حضرت کے دستخطی لکھا ہوا بخطِ کوفی و قطع بیاضی و کاغذ سفید' دوسرے دستار مبارک ایک تہہ کی ہوئی صندلی رنگ' تیسرے تاج مبارک صندلی رنگ' ایک اور تبرکات متعلق بہ حضرت غوث الاعظم قطب العالم محی الدین ابو محمد عبد القادر جیلانی الحسنی الحسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تین ہیں' اوّل: دستار یمنی ابریشمی نما تہہ کی ہوئی' دوسرے رضائی پارچہ قصیب مصری کی ابریشمی نما' تیسرے جائے نماز دوہری جن کا ابرہ سرخ اور استر زرد رنگ مائل بسرخی ہے اور تبرک متعلق بطاؤس یمنی اویس قرنی صرف ایک دانت حضرت کا ڈبہ میں رکھا ہوا ہے اور تبرکات متفرق سات عدد ہیں' ایک اوّل صندوقچہ جس میں موئے مبارک کی نلیاں خالی رکھی ہیں' دوسرے بیت اللہ کے غلاف کا ٹکڑا برنگ سیاہ' تیسرے غلاف روضہ مطہرہ امام حسن و امام حسین علیہما السلام دو عدد' چوتھے غلاف روضۂ عالیہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ' پانچویں خاکِ کربلا معلّٰی خون آلودہ' ایک ڈبہ چھٹی نقش نعلین سرورِ کونین علیہ الصلوٰۃ والسلام بر کاغذ کہنہ' ساتویں غلاف کسی روضہ نامعلوم الاسم کا' یہ کل انتیس زیارتیں قلعہ لاہور میں بقبضہ سرکار انگریزی علیحدہ مکان میں بحفاظت تمام بہ تحویل منشی غلام محمد تحویلدار رکھے ہیں۔

Marfat.com

تفصیل زیارات حصہ دوم جو فقیر صاحبوں کے خاندان میں موجود ہیں

ان کل زیارات عالیات میں سے گیارہ تو متعلق بسرور کائنات خلاصۂ موجودات علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں' اوّل موئے مبارک حضرت کا برنگِ سیاہ' دوم جبّہ مبارک' سوم نقش پنجہ دست مبارک کالے پتھر پر بعمرِ خردسالی شق صدر کے وقت کا' چہارم تاج مبارک برنگ سیاہ' پنجم نعل چرمی ایک پاؤں جن کے ساتھ کا دوسرا قلعہ کی زیارات میں ہے' ششم قدم مبارک پتھر پر' ہفتم موئے مبارک حنائی رنگ' ہشتم شانہ مبارک' نہم الفی' دہم مسواک' یازدہم پانی پینے کا جام اور زیارات متعلقہ بخلیفہ عالی جناب عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ صرف ایک تسبیح شریف ہے اور زیارات متعلق بعلی المرتضیٰ علیہ السلام پانچ ہیں' اوّل موئے مبارک' دوسرے جبّہ مبارک' تیسرے تاج مبارک' چوتھے عصائے مبارک' پانچویں پنجہ مبارک پتھر پر اور زیارت متعلق بحضرات فاطمۃ الزہرا خاتونِ قیامت علیہا السلام صرف ایک ردائے مبارک ہے اور تبرکات متعلق بجناب امام حسن علیہ السلام سات ہیں' اوّل موئے مبارک' دوم کمربند' تیسرے زلف شریف' چوتھے اوراق قرآن شریف حضرت کے دستخطی ہرن کے چمڑے پر' پانچویں و چھٹے دونوں زلفیں حضرت کی' ساتویں تمام و کمال قرآن شریف حضرت کے ہاتھ کا لکھا ہوا اور زیارات متعلق بجناب امام حسین علیہ السلام چار ہیں' اوّل کمربند' دوم زلفیں مبارک' سوم قرآن شریف کے اوراق ہرن کے چمڑے پر لکھے ہوئے' چوتھے تسبیح اور زیارات متعلق بامام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو ہیں: ایک قرآن شریف کے اوراق حضرت کے لکھے ہوئے' دوسرے فرہ علم مبارک حضرت عباس علیہ السلام کا اور تبرکات متعلق بامام جعفر صادق

Marfat.com

رضی اللہ عنہ‘ صرف ایک کتاب جامع جعفر حضرت کی لکھی ہوئی موجود ہے اور تبرک متعلق بہرود امام حسن و حسین علیہما السلام دو تو حضرات کی دونوں زلفیں جو یکجا رکھی ہیں اور تبرکات متعلق بغوث الارض والسموات محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پانچ ہیں‘ اوّل حضرت کا موئے مبارک‘ دوم قرآن شریف حضرت کے ہاتھ سے بخطِ بغدادی لکھا ہوا‘ تیسرے تسبیح‘ چوتھے جانماز‘ پانچویں پانی پینے کا کاسہ‘ علاوہ ان کے متعلق زیارتیں سات عدد ہیں: اوّل علَم مبارک خاص کربلا کی جنگ کا‘ دوسرے تسبیح خاک و شفا کی‘ تیسرے ایک ڈبہ خاکِ کربلا سے بھرا ہوا‘ چوتھے ایک مشجر کپڑا جس پر سورۃ انا فتحنا لکھی ہے‘ پانچویں بیت اللہ کا غلاف روضۂ عالیہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا‘ ساتویں غلاف روضہ عالیہ امام حسن علیہ السلام اور یہ کل پینتالیس زیارات بڑے ایک عالی شان علیحدہ مکان میں جس کو دربار شریف کہتے ہیں‘ رکھی ہیں اور حافظ و وظیفہ خوان وہاں ہمیشہ قرآن و وظائف پڑھنے کے واسطے مامور ہیں‘ مکان عالی شان عمدہ بنا ہوا ہے اور ہر ایک زیارت چاندی اور سونے اور پتھر قیمتی کی نلکیوں میں بکمال حفاظت رکھی ہوئی ہیں‘ فقیر شمس الدین مرحوم و مغفور نے بکمال محبت اور شوق کے بہت سا روپیہ خرچ کر کے وہ چاندی سونے کی نلکیاں بنوائی تھیں‘ خدا ان کی سعی جمیلہ کا اجر عاقبت میں بخشے‘ آمین[1]

☆☆☆☆☆

---

[1] (نمبر۲۰۲۔۲۰۳۔۲۰۴) تاریخی طور پر ان زیارات کے پنجاب میں پہنچنے کا کوئی معاصر ثبوت نہیں ہے‘ یہ محض منسوب ہیں۔

حالات بزرگان پنجاب جن کی وفات کا سن و تاریخ بپایہ ثبوت نہیں پہنچا

(۲۰۵) حضرت سید صوف لاہوری قدس سرہٗ

اس بزرگ کا مزار خاص لاہور میں میدان چوک روبروئے دروازہ مسجد وزیر خاں ہے' مکان نہایت پُرفیض و بارعب ہے' پہلے حضرت کے مرقد مقدس چار دیواری کے اندر تھے۔ اب حضرت محمد سلطان ٹھیکہ دار نے اس پر گنبد بنوایا ہے' اکثر یہ بات مشہور رہے کہ کوئی شخص چالیس روز برابر اس مزار پر آنے نہیں پاتا' سوائے اس شخص کے کہ اس کے دل کی مراد کا حاصل ہونا تقدیرِ ربّانی میں ہو اور جو شخص محروم ازلی ہوتا ہے' اس کو چلّے کے اندر ہی ایسی دہشت دکھلائی دیتی ہے کہ پھر وہ اس مزار پر نہیں جاتا' ہر ایک مہینے میں چند ارادت مند لوگ یہاں جمع ہو کر درود و فاتحہ پڑھتے ہیں' اگرچہ درست احوال اس بزرگ کا ثابت نہیں ہوتا کہ یہ حضرت کب اور کس زمانے میں ہوا' مگر رسالہ تحفۃ الواصلین سے اتنا پایا جاتا ہے کہ یہ بزرگ ہم عصر حضرت میراں بادشاہ کا تھا اور اسی خیال سے لوگ مشہور کرتے ہیں کہ یہ حقیقی بھائی حضرت میراں بادشاہ کا ہے' شاید ایسا ہی ہو مگر ثبوت جیسے کہ چاہیے نہیں ہے۔

(۲۰۶) سید سر بلند قدس سرہٗ

اس بزرگ کا مزار بھی شہر لاہور کے اندر مسجد وزیر خاں کے شمال کی طرف طویلہ کلاں کے اندر ہے' مکان نہایت متبرک و پرفیض ہے' ہر سال عرس بھی ہوتا ہے'

Marfat.com

چار دیواری کے اندر مزار پختہ بنا ہوا ہے' یہ بزرگ بھی سید تھے اور متقدمین بزرگوں میں سے صاحب جذب و تاثیر گزرے ہیں' اصل زمانہ ان کا پایا نہیں جاتا کہ کب اور کس زمانے میں ہوئے' لوگ ان کی نسبت بھی مشہور کرتے ہیں کہ میراں بادشاہ کے بھائی تھے۔

(۲۰۷) حضرت پیر ذکی قدس سرہٗ

اس بزرگ کا مزار عین دروازہ ذکی کے درمیان ہے اور اسی بزرگ کے نام سے دروازہ شہر کا مشہور ہے' تحفۃ الواصلین میں لکھا ہے کہ یہ بزرگ مغلوں کی لڑائی میں شہید ہوا تھا' حالت زندگی میں بھی قیام اس کا اسی دروازہ کے اندر تھا' جب شہر فتح ہوا اور مغل شہر کے اندر آئے تو اس نے کمال جوانمردی کے ساتھ ان کا مقابلہ کیا' آخر شہید ہوا' جب سر اُتر چکا' جسم بے سر بھی کفار کے ساتھ لڑتا رہا' حضرت کے سرؒ کی قبر عین دروازے میں ہے اور جسم کی قبر اندر شہر کے متصل دروازہ ایک طویلہ میں زیارت گاہ خلق ہے۔

(۲۰۸) حضرت پیر بلخی قدس سرہٗ

اصلی نام ان کا تحفۃ الواصلین میں تحریر نہیں' صرف پیر بلخی لکھا ہے' مزار ان کا کشمیری بازار کے سرِ راہ ایک مکان کے اندر پختہ چونہ گچ بنا ہوا ہے' یہ بزرگ لاہور کے شہداء میں سے ہے جو مغلوں کی لڑائی میں قتل ہوئے' اصلی وطن ان کا بلخ تھا' جب بلخ پر تصرف چنگیز خاں مغل کا ہوا اور شہر قتل و غارت ہوا تو حضرت وہاں سے ہند کو آئے اور لاہور میں آ کر قیام کیا' جب چنگیزی فوج شہزادہ جلال الدین خوارزمی کی گرفتاری کے لیے لاہور کو آئی اور وہ بھاگ کر دہلی کو چلا گیا تو کفار نے اس شہر کا محاصرہ کیا' مدت تک لڑائی رہی' آخر شہر فتح ہوا اور شہر کے اندر پیر بلخی بھی اپنے مریدوں و شاگردوں کے ساتھ کفار کے نرغہ میں آ گئے اور شہید

Marfat.com

ہوئے۔[1]

(۲۰۹) پیر سراج الدین المشہور پیر سراجی قدس سرہٗ

یہ بزرگ بھی لاہور کے اندر کے بزرگوں میں سے بہت مشہور بزرگ ہے۔ محلہ جوڑی میں ان کا مزار ہے۔ عہد سلطان محمد تغلق میں بخارا کی طرف سے یہ لاہور میں آ کر قیام پذیر ہوئے۔ ظاہری علم میں بھی ان کو کمال حاصل تھا۔ باطنی علم میں بھی یہ طاق و یگانہ آفاق تھے۔ بادشاہ نے ہر چند تکلیف دی کہ عہدۂ قضا منظور کریں۔ حضرت نے منظور نہ کیا۔ اس بات پر بادشاہ کمال غضب ناک ہوا اور حکم دیا کہ ان کو قتل کر دیا جائے۔ یہ بات سن کر لاہور کے عمائد و ارکان جمع ہو کر بادشاہ کے پاس گئے اور جان بخشی کرائی۔ اس روز سے حضرت نے ظاہری تدریس کا کام بند کر دیا۔ مریدوں کو بھی جا بجا رخصت کیا اور گوشۂ تنہائی میں ہو بیٹھے' یہاں تک کہ فوت ہو گئے۔

(۲۱۰) پیر بھولا لاہوری قدس سرہٗ

یہ بزرگ لاہور کے بزرگوں میں مست و مجذوب صاحبِ جذب و سکر و کشف و کرامت تھے۔ سوائے خردسال لڑکوں کے کسی سے اس کو محبت نہ تھی' ہزاروں روپیہ کی اس کو فتوحات ہوتی اور یہ خردسال لڑکوں کو تقسیم کر دیتا' جب کوئی لڑکا اس کے پاس آتا' یہ بغل سے بزورِ کرامت شیرینی نکال کر دیتا' لوگ اکثر اس بات کا امتحان بھی کرتے تھے' مزار ان کا لاہور کے اندر محلّہ چھیلہ کے حمام کے اندر پختہ بنا ہوا ہے اور اب تک یہ مشہوری ہے کہ آٹھویں دن خردسال لڑکے جمع ہو کر گلی یا چوبی حضرت کی قبر اپنے اپنے کوچہ میں بناتے ہیں اور چراغ روشن کرتے ہیں' پھول چڑھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ پیر بھولا کی خانقاہ ہے' شہر لاہور میں یہ رسم عام ہے۔

[1] تذکرہ علماء و مشائخ پاکستان و ہند ا/۲۶۹

Marfat.com

(۲۱۱) مزار شہید گنج واقعہ محلّہ سادھواں

اس مقام پر اگرچہ قبر ایک ہے' مگر ہزاروں شہید دفنائے ہوئے ہیں' اس کا واقعہ اس طرح پر درج تحفۃ الواصلین ہے کہ جب سلطنت سلاطین غزنوی کی پنجاب میں ہوگئی اور لاہور دارالحکومت قرار پایا تو مدت تک سلاطین غزنویہ کی سلطنت بخوبی پنجاب میں رہی' آخر جب شاہ بہرام کے وقت آپس میں سلاطین غزنویہ کے فساد ہوا تو پنجاب کی حکومت بالکل ضعیف ہوگئی' اس وقت راجہ انگ پال راجہ جے پال کا بیٹا راجگانِ ہند کا لشکر لے کر لاہور پر چڑھ آیا' چھ مہینے تک شہر والے لوگ لڑتے رہے' ہرچند غزنی سے مدد طلب کی' کوئی لشکر نہ آیا' آخر شہر فتح ہوا اور بہت سے مسلمان ہندوؤں نے موقع پا کر قتل کر ڈالے' اس محلّہ میں بھی قتل عام ہوا اور بقدر دو ہزار نعش کے مسلمان اس جگہ پر دفنائے گئے' اس وقت ہندوؤں نے دخل پا کر مسجدیں گرادیں' بت خانے دوبارہ قائم کر دیئے' چندے عملداری ہندوؤں کی رہی' پھر جب غزنی سے لشکر قاہرہ لاہور پر آیا تو راجہ انگ پال مارے خوف کے بھاگ گیا اور ہندوؤں کا قتل عام ہوا' یہ مزار نہایت متبرک ہے۔

(۲۱۲) دان شہید قدس سرہٗ

یہ مزار ایک گوشہ میں سرراہ مسقّف مکان کے اندر شہنواز کے طویلہ کے پاس ہے' اصلی نام ان کا معلوم نہیں' دان کر کے بہت مشہور ہیں' ہر سال اعتقاد مند لوگ مل کر عرس کرتے ہیں۔

(۲۱۳) حضرت سلطان باہو قدس سرہٗ

یہ بزرگ بزرگانِ پنجاب میں سے صاحب جذب وسکر وعشق ومحبت وصدق و صفا تھے' ان کے قول وابیات واشعار پنجابی زبان میں بہت مشہور ہیں' جن کے اخیر

میں ھُو کا لفظ آتا ہے' ان کی شہرت پنجاب میں کمال ہے اور کوئی ایسا شخص نہیں جو ان کی بزرگی کا قائل نہ ہو' ان کی تصانیف عربی و فارسی میں بمضامین توحید بہت ہیں' چنانچہ تین چار کتابیں مؤلف کی نظر سے گزری ہیں' کتابوں کے دیکھنے سے پایا جاتا ہے کہ حضرت بڑے عالم تبحر تھے غرض کہ ظاہر و باطن علوم کے حضرت جامع تھے اور فیضِ طریقت اس قدر جاری تھا کہ ہزاروں لوگ مستفید ہوئے بلکہ اس جنگل کے جس قدر پرند ہیں' وہ بھی یا ھُو کا ذکر کرتے ہیں' حضرت کا روضہ جھنگ کے علاقہ میں پندرہ کوس مقام سے جہاں دریائے راوی و چناب ملتے ہیں' واقع ہے' ان کا فارسی دیوان بھی نہایت مطبوع ہے' قادریہ سلسلے میں یہ حضرت بڑے مرتبے کے فقیر ہیں۔[1]

---

[1] حضرت سلطان باھوؒ کا سالِ وفات ۱۱۰۲ھ ہے۔

آپ نے اپنی ایک تصنیف کلید التوحید میں اپنے والد کا نام بازمد عرف اعوان تحریر کیا ہے' لکھتے ہیں:

امابعد می گوید مصنف تصنیف لطف اللہ لطائف نکات متبرکات مصنف تصنیف موافق نص و حدیث و آیات لطیفہ شریفہ جمعہ فقیر باھو ولد باز مد عرف اعوان ساکن قلعہ شور کوٹ در زمان محی الدین غلام محمد متابعت علم الیقین شریعت شرف راسخ الدین شاہ اورنگ زیب بادشادہ اسلام ما وما ابدالا بادو بحرمت النون والصاد ایں کتاب را نام کلید التوحید نہاد......الخ۔ (کلید التوحید خطی ذخیرہ مولانا غلام محی الدین قصوری' مخزونہ کتاب خانہ گنج بخش' اسلام آباد)

کلید التوحید کے اس خطی نسخہ کے خاتمہ پر ایک اہم یادداشت ہے' جس میں حضرت سلطان باھو کا شجرہ طریقت اور سالِ وفات درج ہے' ملاحظہ ہو:

''ایں شجرہ تلقین حضرت قطب العالمین غوث الواصلین حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ مصنف ایں کتاب حضرت سلطان باھو بہ تلقین از سید عبدالرحمان وسید عبدالرحمٰن تلقین از سید عبدالجلیل وھو از سید عبدالبقا وھو از سید عبدالستار وھو سید عبدالفتاح وھو سید نجم الدین برہان پوری وھو محمد صادق وھو از سیّد عبدالجبار وھو سید عبدالرزاق وھو از (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(۲۱۴) پیر سیّد کمال المشہور پیر جہانیاں قدس سرہٗ

اس بزرگ کا مزار قصبہ چونیاں میں زیارت گاہ خلق ہے' مکان نہایت متبرک ہے اور قبر بہت لمبی ہے' حضرت سادات بخاری میں سے کمال سیّد تھے' ان کی اولاد بھی قصبہ چونیاں میں رہتی ہے' دور دور سے لوگ ان کی زیارت کو آتے ہیں۔

(۲۱۵) شیخ فتح شاہ امرت سری قدس سرہٗ

یہ بزرگ بھی امرتسر میں صاحب کمال مست و مجذوب گزرا ہے' کشف و کرامات اکثر خلقت کے زبان زد ہیں۔

(۲۱۶) شیر شاہ قادری ملتانی قدس سرہٗ

یہ بزرگ مشہور ترین بزرگانِ ملتان سے ہیں' خاندان قادریہ عالیہ میں حضرت کشف و کرامات و مظہر خوارق و کرامت تھے' ہزاروں لوگ اس خاندان کے مرید ہیں' حضرات سادات گیلانی صاحبان اوچ کے ساتھ ان کا پیری شجرہ ملتا ہے' سید حامد گنج بخش اوچی سے' اُنہوں نے فیض حاصل کیا' سجادہ نشین اس مزار شریف کے بھی ظاہری و باطنی عزت رکھتے ہیں' کنارے دریا پر ملتان سے پانچ کوس پرے ان کا مقبرہ معلیٰ زیارت گاہ خلق اللہ ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ...... وفات فردوس مکانی جنت آشیانی مرحومی......

......سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ سیوم پاس شب جمعہ شہر جمادی الثانی ۱۱۰۲ ہجری فرمودند"۔

تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو:

(۱) سلطان حامد: مناقب سلطانی (احوال و مناقب سلطان باہوؒ) قلمی ذخیرہ شیرانی نمبر ۲۴۷/ ۳۲۵۲ (۲) مناقب سلطانی اُردو ترجمہ' مطبوعہ لاہور

(۳) بلال زبیری: تذکرہ اولیائے جھنگ ۱۱۶۔۱۲۶

(۴) احوال و آثار فارسی حضرت سلطان باہو مؤلفہ سلطان الطاف علی' مرکز تحقیقاتِ فارسی' اسلام آباد' ۲۰۰۳ء

Marfat.com

(۲۱۷) پیر محمد شیرازی چشتی قدس سرہٗ

مقبرہ اس بزرگ کا موضع مزنگ کے پاس ہے' خاندانِ چشتیہ میں ان کی بیعت تھی' موضع مزنگ میں جو بلوچ کی قوم رہتی ہے' سب کی بیعت حضرت کی خدمت میں تھی' فیض آپ کا بہت جاری تھا' حضرت ملک خوشاب کے سیّد تھے۔ شاہ پوران کا اصلی وطن تھا' سنہ ایک ہزار ایک سو میں ان کی وفات ہوئی۔

(۲۱۸) پیر ہادی رہنما قدس سرہٗ

یہ بزرگ شمسی سید اولاد شاہ شمس الدین ترویری سے تھے' ان کے والد کا نام سید عبدالقادر تھا' مقبرہ ان کا لاہور کے باہر لبِ سڑک جو میاں میر کو انارکلی سے جاتی ہے' بہت پرانا پختہ مسقّف بنا ہوا ہے' جس میں ایک تو ان کی قبر اور دوسری اور تیسری محسن شاہ اور عبداللہ شاہ ان کے بھائیوں کی ہے' یہ مقبرہ بابر شاہ کے عہد میں تعمیر ہوا' پہلے اس مقبرہ کی عمارت سنگین تھی' سکھوں کے وقت میں رنجیت سنگھ نے اس کا پتھر اکھڑوالیا اور قبریں دوہری ہیں' یعنی اصلی قبریں تو تہ خانے میں ہیں اور اوپر نقلی قبریں بنائی ہوئی ہیں' سنہ چھ سو اکیاسی میں ان کی وفات ہوئی' ان کی اولاد سادات نارووال وغیرہ سب اب شیعہ مذہب رکھتے ہیں۔

(۲۱۹) شرف شاہ لاہوری قدس سرہٗ

قادریہ سلسلہ میں یہ بزرگ صاحب کمال مشہور تھے اور محمد فاضل قادری کے یہ مرید تھے' ایک سو برس کی عمر میں اُنہوں نے وفات پائی' مقبرہ ان کا پرانے پژادوں کے درمیان لاٹ صاحب کی کوٹھی کے جنوب کی طرف ہے' اس بزرگ کے مرشد محمد فاضل بڑے عالم و فاضل مردِ تھے' تمام عمر انہوں نے تدریس جاری رکھی' پرانی مسجد ان کی اب تک موجود ہے' اگرچہ قائم نہیں مگر نشان باقی ہیں۔

Marfat.com

(۲۲۰) حضرت شاہ درگاہی قادری قدس سرہٗ

یہ بزرگ حضرت شاہ چراغ گیلانی لاہوری کے مرید صاحب کشف وکرامات وصدق وصفا وزہد وریاضت تھے' دعا ان کی حاجت روائی حاجت مندان کے لیے اکسیر اعظم تھی' دن رات اہل حاجت کا ہجوم حضرت کے دروازے پر رہتا تھا' مزار حضرت شاہ اسمٰعیل محدث کے ورلی طرف ان کا مزار ہے اور ایک چاہ جس کو لوگ پانی واتیاں والا چاہ کہتے ہیں' حضرت کے مزار کے جنوب کی طرف ہے' اس چاہ کے زمیندار حضرت کے مرید تھے' اتفاقاً اس زمیندار کے بیٹے کے بدن پر اس قسم کے پھوڑے نکل آئے' جس کو زبان پنجابی کی اصطلاح میں پانی واتے کہتے ہیں زمیندار لڑکے کو حضرت کی خدمت میں لے آیا اور التجا کی کہ اس کی شفا کے واسطے دعا کریں' حضرت نے فرمایا کہ اس مرض کے واسطے تیرے چاہ کا پانی دوا ہے' اس کو اس چاہ کے پانی سے نہلا دو چنانچہ اس نے نہلایا تو لڑکا فی الفور اچھا ہوگیا' اس روز سے آج تک اتوار کے روز لوگ اپنے بچوں کو جن کو یہ مرض ہوتا ہے' اس چاہ پر لے جا کر نہلاتے ہیں' خدا کے حکم سے شفا ہو جاتی ہے' بعض اس چاہ کے حوض سے ٹھیکری لے جاتے ہیں اور گھس کر پھوڑے پر لگاتے ہیں۔

(۲۲۱) شاہ ضیاء الدین شروانی قدس سرہٗ

اس بزرگ کا روضہ موضع مزنگ کے شمال کی طرف لاہور کے باہر ہے' اصلی وطن ان کا ملک شیرواں تھا' وہاں سے یہ بطلبِ حق ہند کو آئے اور خواجہ شمس الدین ترک چشتی پانی پتی کی خدمت میں حاضر ہو کر تکمیل پائی' بعد وفات ان کے لاہور میں قیام کیا اور تمام عمر ہدایت و ارشاد طالبانِ خدا میں مصروف رہے' بعد وفات یہاں مدفون ہوئے۔

Marfat.com

(۲۲۲) مخدوم شاہ عالم صدر جہاں قدس سرہٗ

یہ بزرگ بزرگانِ دین متین سے صاحبِ عشق و محبت و زہد و ریاضت و کشف و کرامت دہلی کے علاقے میں گزرے ہیں' ظاہر و باطن علوم میں ان کو کمال حاصل تھا' ہزاروں لوگ ان کے وسیلہ جمیلہ سے منزلِ مقصود تک پہنچے' تمام عمر انہوں نے زہد و ریاضت و ہدایت و ارشاد میں گزاری' مزار ان کا قصبہ وزیر آباد میں زیارت گاہ خلق ہے' وفات ان کی سنہ ایک ہزار ایک سو چھتیس میں واقع ہوئی اور ''مخدوم شاہ عالم'' مادہ تاریخ وفات ہے۔

(۲۲۳) سید مخدوم میر جہاں صدر جہاں قدس سرہٗ

یہ بزرگ مخدوم شاہ عالم کے جانشین صاحب مقامات بلند و مدارج ارجمند تھے' خاندان قادریہ چشتیہ نقشبندیہ میں حضرت کو اجازت ارشاد کی حاصل تھی' مدت مدید تک حضرت نے خاص شہر دہلی میں ہنگامہ مشیخت گرم رکھا اور ہزاروں لوگوں کو خدا تک پہنچا دیا' اس بزرگ کا مزار شہر دہلی کے اندر محلہ روشن پورہ میں ہے اور سجادہ نشین شاہ بہاء الدین عرف عبداللہ شاہ تخلص بشیر ہیں' جن کی زیارت سے مؤلف کتاب بھی بہرہ یاب ہوا ہے' سنہ ایک ہزار ایک سو بیاسی میں حضرت فوت ہوئے۔

(۲۲۴) ایوب صابر میراں خلف سیّد مبارک حقانی گیلانی قدس سرہٗ

یہ بزرگ خاندان قادریہ عالیہ صاحبِ شریعت و طریقت گزرے ہیں' باہر لاہور کے ان کا مزار گورستان میانی میں ہے' ان کے خاندان میں اب تک فیضِ طریقت جاری ہے چنانچہ حضرت سید پیر نظام الدین المشہور بودیاں والہ ان کی اولاد سے اب تک لاہور میں موجود ہیں' ان کا شجرہ اس بزرگ کے ساتھ اس طرح پر ملتا ہے کہ سید نظام الدین بن سید احمد شاہ بن سید قائم شاہ بن سید جانی شاہ بن سید

Marfat.com

احمد شاہ بن سید رسول شاہ بن سید المشہور بالو شاہ بن سید عبدالواحد بن سید نظام الدین حسن بن سید ایوب صابر میر میراں رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

(۲۲۵) شاہ عبدالرزاق مکی قدس سرہٗ

یہ بزرگ شاہ موج دریا بخاری کے مرید تھے' اوّل شہر سبزوار سے یہ لاہور میں آئے اور اکبر بادشاہ کی نوکری اختیار کی' پھر تارک الدنیا ہو کر فقر اختیار کیا اور حضرت میراں محمد شاہ موج دریا سہروردی لاہوری سے وہ فیض پایا کہ قطب زمانہ ہو گئے' بازار انارکلی میں ان کا مقبرہ برنگ نیلگوں مشہور ہے اور پاس اس کے ایک مسجد عالی شان بنی ہوئی ہے' جس کو منشی محمد نجم الدین مرحوم نے دوبارہ مرمت کر کے آراستہ کیا' سنہ ایک ہزار چوراسی میں اُنہوں نے وفات کی۔

(۲۲۶) پیر زھدی لاہوری قدس سرہٗ

نام اصلی اس بزرگ کا وجیہہ الدین تھا' پہلے اس نے فیض سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ شیخ سعدی بلخاری لاہوری سے پایا' جب شیخ سعدی فوت ہو گئے' اس نے شیخ جان محمد سہروردی لاہوری سے فیض طریقہ عالیہ سہروردیہ حاصل کیا' پھر جان محمد کی وفات کے بعد یہ لاہور سے نکل گیا اور روئے زمین کی سیر کی' بہت سے بزرگوں سے طرائق مختلفہ کا فیض پایا' مکہ و مدینہ و بیت المقدس و بغداد و کربلا معلیٰ و نجف اشرف وغیرہ مقامات میں پہنچ کر تکمیل پائی' آخر بخدمت حضرت میراں شاہ بھیکھ چشتی کے پہنچ کر خرقہ خاندان چشتیہ کا لیا' پھر لاہور میں آیا اور شاہ محمد غوث لاہوری سے کلاہ سلسلہ قادریہ حاصل کی' غرض کہ ہر طریق میں یہ بزرگ شیخ کامل تصور کیا جاتا ہے اور کمال زہد و ریاضت سے زھدی کے خطاب سے مخاطب ہوا' آخر سال ایک ہزار ایک سو چالیس میں مر گیا' موضع مزنگ کے پاس ان کا مزار زیارت گاہ خلق اللہ ہے۔

Marfat.com

(۲۲۷) پیر غازی المشہور بہ پیر از غیب قدس سرہٗ

علی مخدوم گنج بخش ہجویری کے پرلے طرف یہ مزار بلند چبوترے پر ہے' اس بزرگ کا اصلی حال کچھ ظاہر نہیں ہوتا' مشہور اس طرح پر ہے کہ زیب النساء شہزادی یہاں کوئی عمارت بناتی تھی' خدا کی قدرت سے اس مقام کی دیوار گر جاتی تھی' جب زمین کھدوائی تو ایک پرانی قبر وہاں سے نکلی' اس نے اس کو بلند کر کے بنا دیا۔ کرامت اس کی یہ مشہور ہے کہ جس کے گلے میں ورم پڑ جائے' وہ یہاں سے ایک سنگریزہ اُٹھا لے جاتا ہے اور اس ورم پر پھیرتا ہے' جب شفاء ہو جاتی ہے تو اس ٹھیکرے کے برابر مصری وزن کر کے بانٹ دیتا ہے اور ڈھیلا پھر یہاں ہی چھوڑ جاتا ہے' اکثر لوگ اس بزرگ کی زیارت کو آتے ہیں۔

(۲۲۸) حضرت پیر برہان قدس سرہٗ

اس بزرگ کا مزار لاہور کے دہلی دروازے کے باہر واقع ہے' اصل ان کا شہر بخارا تھا' وہاں سے بعہد اکبر بادشاہ ہند کو آئے' لاہور آ کر قیام کیا' لاہور کے بزرگوں میاں میرؒ و شاہ بلاول سے قادریہ فیض پایا' جب فوت ہوئے تو یہاں دفن کیے گئے' پہلے یہ مکان بہت عمدہ بنا ہوا تھا' مگر جب بعہد سلطنت کھڑک سنگھ و نونہال سنگھ اس کے بیٹے نے چاہا کہ لاہور کے باہر دور دور مکانات صاف کر کے میدان بنا دیں' اس وقت یہ مکان بھی گرا دیا گیا بعد گرانے کے خدا کی قدرت سے کھڑک سنگھ و نونہال سنگھ باپ بیٹے ایک روز مر گئے اور وہ تجویز موقوف رہی تو اعتقاد مند لوگوں نے پھر یہ مزار تعمیر کر دیا۔

(۲۲۹) حضرت شاہ رحمۃ اللہ قریشی قدس سرہٗ

یہ بزرگ حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی کی اولاد سے ملتان سے لاہور میں آیا' چونکہ عابد و زاہد و خدا پرست صاحب کشف و کرامت تھا' بہت سے لوگ

اس کے مرید ہو گئے اور اب بھی ان کی اولاد لاہور اور موضع ڈھولن وال میں موجود ہیں اور مریدوں سے نذر لے کر گزارہ کرتے ہیں چنانچہ ان میں سے ایک شخص بہادر شاہ نام مؤلف کتاب سے بھی واقفیت رکھتا ہے' ملتانی و لاہوری و امرتسری جولاہے دریائی باف اس خاندان کے مرید بہت ہیں' یہ مزار فرشتوں کا مزار کہلاتا ہے' اس سبب سے کہ اس گھر کے معمار مرید بہت تھے' جب شاہ رحمۃ اللہ فوت ہو گئے تو دن کو ان کی کارِ سرکار شاہی سے فراغت نہیں ہوتی تھی' رات کو انہوں نے جمع ہو کر ایک رات میں مزار کو تعمیر کر دیا اور مشہور ہوا کہ رات کو فرشتے بنا گئے ہیں' پہلے یہ مکان بہت اچھا بنا ہوا تھا' سکھوں کے وقت میں سکھ اس کو گرا کر چلے گئے' اب پھر مریدوں نے بنایا ہے۔

(۲۳۰) مکان مزار حاجی جمعیت مرحوم و مزار قدم رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

یہ مکان ریل کے پڑاؤ کے شمال کی طرف غیر آباد پڑا ہے' اصلی نام اس بزرگ کا حاجی جمیل تھا اور بیعت بخدمت شارنگ بلاول حضرت لال حسین لاہوری کے خلیفہ کی خدمت میں تھی چونکہ بزرگ اس بزرگ کے ایران سے آئے تھے' وہ قدم رسول ﷺ کا ایک پتھر سرخ ہمراہ لائے تھے' حاجی جمعیت نے یہ پتھر اس مقام پر رکھ کر اوپر قدم شریف کے گنبد بنوا دیا' پہلے یہ گنبد کانسی کا تھا اور یہ عبارت درباب حال قدم شریف روضہ کے تین طرف لکھی ہوئی تھی اور مؤلف کتاب ہذا نے خود اس کی نقل اپنے قلم سے کی تھی:

عبارت: انه مسعود ومن مسعود الیٰ ابنه سالم ومن سالم الیٰ ابنه مسلمؒ ومن مسلم الیٰ ابنه عاقل ومن عاقل الیٰ ابنه جوهر ومن جوهر الیٰ ابنه باقر ومن باقر الیٰ ابنه اسعدؒ ومن اسعد الیٰ ابن نصیر ومن نصیر الیٰ ابنه ظاهر ومن طاهر الیٰ ابنه طیّبؒ ومن طیّب الیٰ ابنه

Marfat.com

مجیب ومن مجیب الیٰ ابنه حبیب ومن حبیب الیٰ ابنه جمیلٌ ۔

اس عبارت کے پہلے چند الفاظ کے حروف اُڑ گئے تھے' مگر بخوبی ثابت ہوتا تھا کہ یہ قدم شریف اتنی پشت حاجی جمیل کے خاندان میں رہا' مگر افسوس کہ اب کسی نے گنبد کا کانسی کا رنگ اُڑا کر سفید استر کاری کر دی ہے اور قدم رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کمال بے ادبی کے ساتھ گنبد میں رکھا ہے۔

(۲۳۱) فضل شاہ مجذوب نوشاہی قدس سرہٗ

اس بزرگ کا عروج آخری سلطنت سکھوں میں بہت ہوا' مہاراج اور امیر وزیر سب اس کے پاس آتے اور صدہا روپیہ نذر کا دیتے' جو اس کا بیٹا بلند شاہ اُٹھا کر لے جاتا تھا' یہ مستانہ حالت میں پھرتا' لوگوں کو گالیاں دیتا' خصوصاً راجہ دینا ناتھ اس کا کمال معتقد تھا یہاں تک کہ ایک منشی اس کی طرف سے اس کے پاس حاضر رہتا جو کلام یہ منہ سے کرتا' کاغذ پر لکھ لیتا' ہزاروں روپیہ نقد سو جنس راجہ دینا ناتھ اس کے بیٹے بلند شاہ کو دیتا' نوشاہیہ قادریہ خاندان میں بیعت اس بزرگ کی بخدمت رحمان شاہ کے اور اس کی بخدمت محمد صدیق کے اور اس کی بخدمت شاہ فرید لاہوری کے اور اس کی بخدمت پیر محمد سچیار کے اور اس کی بخدمت حضرت حاجی محمد نوشاہ گنج بخش کے تھی' یہ مکان راجہ دنیا ناتھ نے حضرت کی زندگی میں بنوایا تھا' پچیس برس کا عرصہ ہوا ہے کہ یہ بزرگ مر گیا اور یہاں دفن ہوا۔

(۲۳۲) حضرت شاہ کنٹھہ نوشاہی قدس سرہٗ

نوشاہی خاندان کے بزرگوں میں سے یہ بزرگ صاحب کشف و کرامت مشہور ہے' چودھویں ربیع الاوّل ۱۲۱۹ھ[1] میں یہ فوت ہوا' پہلے یہاں صرف چار

---

[1] شا کنٹھہ نوشاہی کا سالِ وفات ۱۲۱۹ھ غلط ہے۔ نور احمد چشتی نے ۱۱۱۹ھ دیا ہے جو سید شرافت صاحب کے نزدیک درست ہے۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

دیواری قبر کی چاروں طرف تھی' اب ارادتمند لوگوں نے گنبد بنا دیا ہے' موچی دروازے کے باہر حضرت کا مقبرہ ہے' اس خاندان کے مرید بھی اکثر لوگ شہر میں ہیں۔

(۲۳۳) شیخ موسیٰ کھوکھر قدس سرہٗ

اس بزرگ کا مزار محلہ ججی کے روبرو بھاٹی دروازے کے باہر ہے' آدمی بہت بزرگ تھے' شیخ بہلول دریائی سے ان کو فیض پہنچا' شیخ لال حسین لاہوری بسبب پیر بھائی ہونے کے ان کا کمال ادب کرتے تھے' تمام عمر ان کی ریاضت ومجاہدہ میں گزری۔

(۲۳۴) شیخ محترم قدس سرہٗ

اس بزرگ کا روضہ بڈھو کے پزاوے کے غرب کی طرف ہے' گنبد بہت عمدہ پختہ بنا ہوا ہے' اندر گنبد کے آیاتِ قرآنی و درود شریف اور قطعہ تاریخ وفات لکھا ہے' اب غیر آباد ہے' معلوم نہیں ہوتا کہ کس خاندان کا یہ بزرگ تھا۔

قطعۂ تاریخ یہ ہے:

قطبِ حق شاہ محترم زجہاں — رفت در بزم اولیائے سلف
سال تاریخ رحلتش جستم — گفت طبع سلیم نیک خلف

(۲۳۵) حضرت شاہ فرید نوشاہی قدس سرہٗ

یہ شخص نوشاہی بزرگ صاحب کمال گزرا ہے' قوم سے سید تھا' پہلے یہ امرائے

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) ملاحظہ ہو:

(۱) نور احمد چشتی: تحقیقات چشتی ص ۳۴۰ (۲) فوق لاہوری: یادرفتگاں ص ۹۴

(۳) عبدالحی صدیقی: تاریخ احسن یا تذکرۃ الصحاء ص ۲۲

(۴) شرافت نوشاہی: شریف التواریخ جلد سوم حصہ اوّل ۴۱۶۔۴۱۳ قلمی

Marfat.com

بادشاہی میں سے صاحبِ منصب و جاگیر گنا جاتا' ناگاہ جاذبِ حقیقی نے اس کو اپنی طرف کھینچا اور شیخ پیر محمد سچیار کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوا' ذکرِ الٰہی نے ایسی لذت بخشی کہ دولت و مال تمام وکمال براہِ خدا محتاجوں کو دے دیا اور فقیر ہو کر تکمیل نسبت میں مصروف ہوا' بعد تکمیل خرقہ خلافت پا کر لاہور آیا' ہزاروں لوگ مرید ہوئے' اب بھی اس سلسلہ کے مرید لاہور میں بہت ہیں' موضع ڈھولن وال کے قریب لاہور سے تین میل یہ مزار جنوب کی طرف[1] ہے۔

(۲۳۶) سید عبدالقادر لاہوری قدس سرہٗ

اس بزرگ کا مزار موضع مزنگ سے مشرق کی طرف ہے' یہ حضرت سید گیلانی سیّد جلال الدین بغدادی کے بیٹے تھے' اکبر بادشاہ کے عہد میں انہوں نے ہند کی سیر کا ارادہ کیا اور لاہور میں بعد سیر و سیاحت قیام پذیر ہوئے' ان کی بزرگی کا شہرہ سن کر نواب میر کفایت خاں نے اپنی لڑکی ان کے نکاح میں دے دی' اس میں سے تین فرزند ہوئے: ایک سید حاجی' دوسرا سید سلطان' تیسرا سید[2] غیاث الدین المشہور سید دولت' شاہ' سید حاجی کے گھر سید فتح محمد پیدا ہوا' اس کا فرزند سید حمید اس کا بیٹا سید سعید اس کا بیٹا سید شاہ حسین' اس کا بیٹا سید زندہ علی اس کا بیٹا سید شہسوار

۱؎ مفتی صاحب نے شاہ فرید لاہوریؒ کا سال وفات خزینۃ الاصفیاء ۱/۲۰۵ میں بحوالہ تذکرہ نوشاہی ۱۱۵۸ھ لکھا ہے' بقولِ صاحب شریف التواریخ تذکرہ نوشاہی میں شاہ فرید نوشاہی کا نام تک نہیں آیا چہ جائیکہ سال وفات مذکور ہو' ملاحظہ ہو:
شرافت نوشاہی: شریف التواریخ جلد سوم حصہ دوم ۳۱۵_۳۲۲ قلمی

۲؎ یہاں شجرہ نسب درست نہیں ہے۔ بلکہ یوں ہونا چاہیے: شیخ عبدالقادر ثانی بن سید حاجی ابوبکر بن سید فتح محمد بن سید سعید بن سید حمید بن سید عبدالقادر بن شاہ حسین بن سید زندہ علی بن سید شاہ سوار بن سید مبارک علی شاہ مرحوم بن پیر بشیر حسین قادری طاہری مدظلہ اس وقت سجادہ نشین درگاہ حضرت شیخ طاہر بندگیؒ ہیں۔

Marfat.com

جواب سجادہ نشین مزار شیخ طاہر بندگی کا ہے اور پوتا زندہ علی کا بہادر بن چراغ شاہ جو مہرکنی کا کام کرتا تھا۔

(۲۳۷) مزارات احاطہ تکیہ انبلی والا موجودہ شہر لاہور

اس احاطہ میں دو چار دیواریاں اور تین چبوترے پختہ چونہ گچ موجود ہیں' ان پر مزارات حضرات سادات گیلانی سید محمد غوث اوچی حلبی گیلانی کی اولاد کے ہیں' جن کا ذکر خیر پہلے چمن میں مذکور ہو چکا ہے' ایک چبوترے پر مزار سید صوفی علی کا' ان کے باپ کا سید بدرالدین بن سید اسمٰعیل نام تھا علاوہ اس کے سید عمرو سید ہاشم وسید عبدالقادر المشہور شاہ گدا بھی اسی چبوترے پر مدفون ہیں اور چار دیواری میں مزار سید قاسم بن سید صوفی اور ان کی اولاد کی قبور ہیں' دوسری چار دیواری میں مزارات حضرت سیّد میراں شاہ و میر میراں وسید ابوالبرکات شاہ اس کے پاس کے چبوترے پر مزار سید اسمٰعیل کے اور ایک علیحدہ مکان پر مزار حضرت پیر محمد شاہ گیلانی جن کے فرزند دل بند پیر شاہ سردار زندہ وحیات ہیں' خدا سلامت رکھے!

(۲۳۸) مزار چراغ شاہ قدس سرہٗ

روشنی دروازہ لاہور کے باہر' یہ مزار ہے' پہلے یہاں ایک بزرگ سید علی نام گیلانی ملک دکن سے آئے' وہ سال ایک ہزار دوسو ستائیس میں فوت ہو کر یہاں مدفون ہوئے' ان کے بعد ان کا جانشین چراغ شاہ یہاں مقیم ہوا' یہ شخص صاحب عبادت وریاضت تھا' اس نے بہت فروغ پایا اور مدت العمر یہاں رہ کر خدا پرستی و ہدایت وارشاد میں مصروف ہوا' سلسلہ اس بزرگ کا قادریہ تھا' قبر چراغ شاہ کی بھی اسی احاطہ کے اندر ہے۔

Marfat.com

(۲۳۹) مزار مرگ نینی قدس سرہٗ

اصلی نام اس بزرگ کا محمد سلطان تھا' چونکہ آنکھیں اس کی نہایت خوبصورت تھیں' اس واسطے مرگ نینی کے خطاب سے مخاطب ہوا' شجرہ اس کا خاندان قادریہ عالیہ میں اس طرح پر دریافت ہوا ہے کہ محمد سلطان مرید سندھی شاہ کا' وہ عاقل شاہ کا' وہ ملا شاہ کا' وہ سلیمان شاہ کا' وہ حضرت نور جمال کا اور وہ محمد شفیع قادری کا اور وہ محمد حیات ولی کا اور وہ حضرت شاہ قمیص قادری سادھوری کا جن کا ذکرِ خیر پہلے چمن میں تحریر ہو چکا ہے اور ان حضرت کا حال معلوم نہیں ہوا۔

(۲۴۰) گنبد مقبرہ حافظ غلام محمد المشہور امام گاموں بن محمد صدیق قدس سرہٗ

یہ مزار شہر لاہور کے اندر مسجد وزیر خاں کی جنوبی دیوار کے پاس ہے' یہ بزرگ چند پشت سے مسجد وزیر خاں کا امام تھا' ظاہری علم میں فاضل اجل تھا' وعظ بھی اس کا پرتاثیر تھا' طریقت میں بیعت اس کی بخدمت عبداللہ شاہ قادری بلوچ کے تھی' جن سے اس نے فیض کامل باطنی علم میں پایا' جب وہ فوت ہو گئے تو الٰہ بخش اس کے صاحبزادے امام مسجد بنے اور اب بیٹا ان کا امام محمد امام ہے' حافظ غلام محمد شاعر بھی تھے' ان کے عاشقانہ ابیات اب تک زبان زد خلق ہیں۔

(۲۴۱) حضرت پیر ڈھل مجذوب قدس سرہٗ

اس بزرگ کا مزار شہر لاہور کے اندر ہے' بلکہ وہ تمام محلہ اس بزرگ کے نام سے ڈھل محلہ کہلاتا ہے' یہ بزرگ اکبری عہد میں صاحبِ کشف و کرامت و سکر و جذب تھا' بہت سے لوگ اس کی بزرگی کے قائل تھے' اب بھی لوگ جمعرات کے روز اس مزار پر جا کر فاتحہ کہتے ہیں۔

(۲۴۲) حضرت شاہ گردیز ملتانی قدس سرہٗ

ملتان کے بزرگوں میں سے یہ بزرگ صاحب تصرفات ظاہری و باطنی و

Marfat.com

مدارج صوری و معنوی قطبِ زمانہ فردِ یگانہ فیاض کامل شیخ مکمل تھے' حضرت کا قیام مدت مدید تک ملتان میں رہا اور وہاں ہی حضرت کا مزار ہے' بعد وفات اظہر کرامت ان کی یہ تھی کہ جو طالبِ زیارت مزار فیض آثار پر حاضر ہوتا' حضرت کے دونوں دستِ مبارک اس راستے سے جو حسب الوصیت قبر کے تعویذ میں رکھا گیا تھا' قبر سے باہر آتے طالب کے ساتھ مصافحہ ہوتا' یہ کرامت مدت مدید تک جاری رہی' آخر ایک شخص نالائق نے جو کوئی ایسی بے ادبی کی تو دست مبارک کا باہر آنا موقوف رہا' اس خاندان کے مرید لوگ اب تک ہزاروں موجود ہیں اور حضرت کی اولاد بھی صاحب عزت و حرمت ملتان میں رہتی ہے چنانچہ ایک شخص مراد شاہ نام جو سرکار انگریز کے دربار میں بڑا معزز تھا اس سال ۱۲۹۲ھ میں فوت ہوا ہے۔

(۲۴۳) مفتی شیخ محمد مکرم قریشی قدس سرہٗ

لاہور کے بزرگوں اور علماء و فضلاء میں سے یہ بزرگ صاحبِ شریعت و طریقت و علم و فضل واقف علومِ فقہ و حدیث و تفسیر جامع دولت ظاہری و باطنی تھے' اخیر عملداری بادشاہاں چغتائی میں انہوں نے لاہور میں بڑا عروج پایا۔ عہدہ افتاء و قضا دونوں ان کے سپرد تھے' جب سلطنت دہلی کی ضعیف ہوگئی تو احمد شاہ درّانی نے لاہور فتح کیا تو اس نے بھی اسی بزرگ کو عہدہ افتاء و قضاء کا دیا اور فرمان خاص و خطی خاص محررّہ ماہ رمضان[1] ۱۲۷ھ لکھ دیا جو مؤلف کتاب کے پاس موجود ہے' یہ بزرگ ہم جدی غلام سرور مؤلف کتاب تھا' اس طرح پر کہ مفتی محمد تقی[2] قریشی

---

[1] یہ سنہ غلط ہے' احمد شاہ ابدالی نے ۱۱۶۱ھ/۱۷۴۸ء میں پنجاب پر مختلف حملے شروع کیے اور ۱۱۸۶ھ/۱۷۷۳ء میں فوت ہوگیا۔

[2] ملاحظہ ہو: چمن پنجم

جد پنجم راقم الحروف کے دو بیٹے تھے' ایک مفتی محمد تقی اور دوسرے محمد ولی' محمد تقی کے بیٹے مفتی رحمت اللہ[1] اور ان کے مفتی رحیم اللہ[2] اور ان کے مفتی غلام محمد[3] اور ان کا فرزند غلام سرور[4] مؤلف کتاب ہے اور محمد ولی کے بیٹے محمد اعظم اور محمد اعظم کے بیٹے یہ بزرگ محمد مکرم تھے جو اپنے زمانے میں سر دفتر علمائے زمانہ ہو گئے مگر افسوس کہ ان کی سبھی اولاد اب نہ تو علم رکھتی ہے اور نہ دولت ظاہری' صرف ذات قریشی ضرور ہیں' علم ان کے خاندان سے جاتا رہا' مفتی محمد مکرم کے بعد ان کا بیٹا شیخ محمد بخش اور داؤد علی بخش باپ کے بعد خرد سال رہ گئے' گزارہ ان کا بہ سبب بے علمی کے باپ کی جائیداد کے فروخت پر رہا' پھر محمد بخش کا بیٹا قادر بخش اور قادر بخش کا بیٹا نبی بخش ہوا' نبی بخش لاہور کا رہنا ترک کر کے موضع منج میں سکونت اختیار کی' لاہور کی حویلی بھی فروخت کر ڈالی' نبی بخش کا بیٹا اب نور دین موضع شاہدرہ میں ایک مسجد کا ملاّ ہے اور علی بخش پسر ثانی شیخ مکرم کا بیٹا فیض بخش کا بیٹا امام بخش' امام بخش جدِّ مادری راقم الحروف کا تھا' اس کا بیٹا کریم بخش اور کریم بخش کا بیٹا امیر بخش لاہور میں موجود ہے' جلد سازی کا کام کرتا ہے۔

(۲۴۴) شیخ علی رنگ ریز قدس سرہٗ

یہ بزرگ لاہور میں بڑا مشہور ہے' سید جان محمد حضوری کے گوشہ بائیں کی طرف اس کا مزار ہے' تمام لاہور کے رنگ ریز اس کو اپنا مقتدیٰ و پیشوا تصور کرتے ہیں' ہر سال عرس بھی ہوتا ہے' یہ بزرگ دو بھائی شیخ علی و شیخ ولی' تغلقیہ سلطنت

[1] ایضاً

[2] ایضاً

[3] ایضاً

[4] ملاحظہ ہو: مقدمہ کتاب ہذا

Marfat.com

کے وقت عرب سے لاہور میں آئے اور دکان رنگریزی کی جاری کی، چونکہ ولیٔ کامل تھے، تمام لوگ رنگریز ان حضرت کے مرید ہو گئے، قبولِ عظیم پایا، بعد وفات یہاں دفن ہوئے۔

(۲۴۵) شیخ حامد قاری سہروردی قدس سرہٗ

عہد محمد شاہ بادشاہ میں یہ بزرگ لاہور میں بڑے فقیر اور عالم و فاضل و پرہیز گار تھے، ایک کتاب ملفوظ (ملفوظات) ان کے ایک مرید نے جمع کی اور ایک رسالہ حقہ وتمباکو کی حرمت میں انہوں نے خود لکھا، باہر شہر کے جہاں ان کی قبر ہے، وہاں شہر آباد تھا، اسی جگہ حضرت درس پڑھاتے تھے، مولوی[1] تیمور کی خدمت میں ان کی بیعت تھی اور ان کی بخدمت شیخ عبدالکریم اور ان کی بخدمت مخدوم طیب اور ان کی بخدمت مخدوم برہان اور ان کی بخدمت مخدوم چنن اور ان کی بخدمت شیخ میلو اور ان کی بخدمت حسام الدین متقی اور ان کی بخدمت شیخ صدرالدین اور ان کی بخدمت شیخ بہاء الدین بن زکریا ملتانی، سنہ ایک ہزار اکہتر میں یہ بزرگ پیدا ہوا اور چودہ جمادی الثانی سنہ ایک ہزار چھیاسٹھ میں فوت ہوا، لاہور کے باہر مزار[2] ہے۔

---

[1] مولوی تیمور لاہوری، لاہور کے فقہاء و مدرسین میں سے تھے، اورنگ زیب عالمگیر کے عہد میں جب حضرت مجدد الف ثانیؒ پر علمائے عرب و ہند نے فتویٰ صادر کیا تو اس پر تیمور لاہوری نے بھی دستخط کیے (عبداللہ خویشگی: معارج الولایت، قلمی ذخیرہ آذر) محمد عاقل لاہوری: تحفۃ المسلمین، قلمی مملوکہ محمد اقبال مجددی۔

[2] شیخ حامد قاری بارہویں صدی ہجری کے اجل علماء میں سے تھے، مکتوبات حامدیہ قلمی مملوکہ محمد اقبال مجددی، رسالہ مسائل مہمہ قلمی مملوکہ محمد اقبال مجددی، رسالہ جواز نماز جنازہ، قلمی مملوکہ محمد اقبال مجددی، رسالہ دیگر مسائل مہمہ، قلمی ذخیرہ مولانا غلام محی الدین قصوری مخزونہ کتابخانہ گنج بخش، اسلام آباد، شیخ حامد قاری کے سخنان کا ایک اور مجموعہ ان کے لائق شاگرد مولانا محمد عاقل لاہوری نے تحفۃ المسلمین کے نام سے مرتب کیا تھا، جس میں انہوں نے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

(۲۴۶) شیخ گھلن شاہ سرمست قادری قدس سرہٗ

اس بزرگ کا مزار موری دروازے کے باہر سرکاری باغ کے اندر ہے' یہ بزرگ شیخ طاہر قادری لاہوری کے مرید تھے اور مستانے طریق پر رہا کرتے تھے' شیخ طاہر کے چار خلیفہ تھے' ایک ابو محمد قادری' دوسرے سیّد صوفی' تیسرے شیخ آدم بنوری' چوتھے شاہ گھلن سرمست' جن کا مزار لاہور میں ہے۔

(۲۴۷) حضرت شاہ حسن ولی کامل قدس سرہٗ

اس بزرگ کا مزار شہر کے اندر ایک مسجد کے صحن میں بہ محلّہ موچی دروازہ ہے' جو مسجد بوہڑ والی کہلاتی ہے' موجود ہے' طریق اس بزرگ کا سہروردیہ سنا جاتا ہے' مگر یہ نہیں معلوم کی یہ بزرگ کس زمانے میں ہوئے ہیں' مکان نہایت متبرک اور پرفیض ہے۔

☆☆☆☆☆

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) شیخ حامد سے لے کر حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی تک پنجاب کے اکابر علماء کے حالات بھی لکھے ہیں' اس کا نادر خطی نسخہ راقم احقر محمد اقبال مجددی کے کتب خانہ میں ہے۔

ملاحظہ ہو:

(۱) محمد عاقل لاہوری: تحفۃ المسلمین قلمی مملوکہ محمد اقبال مجددی

(۲) ایضاً: شرح شمائل ترمذی مرتبہ مولانا امیر شاہ قادری' پشاور

(۳) فوق' محمد دین: تذکرہ علماء و مشائخ لاہور ۱۶۔۱۷۔

Marfat.com

خاتمہ تالیف کتاب منجانب مؤلف

الحمد للہ والمنۃ کہ یہ حدیقہ بے خار وگلزار وتازہ و بہار بفضلِ کردگار یعنی تذکرہ ابرار فی اخبار حضرات الاخیار عین موسم کے وقت اپنے پھل پھول پر آیا' مؤلف نے اپنا دلی مطلب پایا' مقامِ شکر وتسلیم ہے کہ خداوند کریم نے مجھ عاصی رُوسیاہ گناہ گار کو اپنے دوستوں کا مشتاق بنایا ہے' محبت کا راستہ دکھلایا ہے اور یہ توفیق دی ہے کہ میں کسی اپنے وقتِ عزیز کو حضرات اولیاء کے ذکر میں صرف کروں اور ان کی اُلفت سے بہرہ پاؤں اگرچہ میں ناکارہ کجا اور یہ کار کجا مگر یہ شوق مجھ کو صرف حضرت غوث الثقلین محبوبِ سبحانی قطبِ ربّانی سید سلطان محی الدین عبدالقادر جیلانی کی محبت میں حاصل ہوا اور محض یہ حضرت محبوب کی توجہ ہے کہ مجھ بے کار آدمی سے ایسے ایسے کار سرزد ہونے لگے' بلکہ ایک عاجز ناتوان کو یہ قوت بخشی گئی کہ پہلے اس سے اسی جزو کی کتاب خزینۃ الاصفیاء نام بزرگوں کے حال میں اس نے لکھی اور ہر ایک بزرگ کے ذکر کے خاتمے پر تاریخی مادے بھی لکھے' مگر وہ کتاب فارسی میں اور بہت بڑی تھی اور شائقین ملک پنجاب کا یہ مطلب حاصل نہیں ہوتا تھا کہ کتنے بزرگ پنجاب کے ملک میں صاحبِ طریقت گزرے ہیں' اب اس مختصر اُردو زبان کی کتاب لکھنے مین وہ دقت رفع ہوگئی' خداوند تعالیٰ مجھ کو اور تمام مسلمان بھائیوں کو اولیائے اللہ کی محبت کا شائق کرے اور خدا کرے کہ اس زمانے میں کوئی ایسا ہادی پیرِ طریقت مل جائے کہ اس کی رہنمائی سے میرے جیسے گمراہ راہ پر آئیں' خدا کی محبت کا راستہ پائیں کیونکہ یہ لوگ عنقا ہو گئے ہیں اور محبت کا حرف لوگوں

کے لوحِ سینہ سے حک ہو گیا ہے' باطنی تو کجا ظاہری محبت کا بھی نام ونشان باقی نہیں رہا' جومسلمان پہلے اپنی زبان سے دوستی کا دعویٰ کرتے ہیں' وہ ذرا سے اپنے فائدے کے لیے دوستوں سے ایسے روگرداں ہوتے ہیں کہ منہ دکھانا اور دیکھنا نہیں چاہتے' خیر

قطعہ شیخ سعدی علیہ الرحمہ:

مردنے کہ اندرین حین اند | گہ ملائک گہے شیاطین اند
ہمیں مردماں بباید ساخت | چہ توان کرد مردمان انیند

حضرات اہلِ محبت وعرفان کی محبت ہے' ایسے ناپرساں وقت میں جس کو خداوند تعالیٰ نصیب کرے غنیمت ہے گو بظاہر کوئی صاحبِ محبت نہیں ملتا مگر باطنی نسبت ان خدادوستوں کے ساتھ جو اس ناپُرساں وقت سے اوّل گزر چکے ہیں' رکھی' ایک ضروری امر ہے اور یہ بھاری ذریعہ گناہ گاروں کی بخشش کا خدا کے حضور میں ہو گا۔

بقول سعدی علیہ الرحمۃ:

شنیدم کہ درروز امید وبیم | بداں را بہ نیکاں بہ بخشد کریم

قطعات تاریخ خاتمہ اس کتاب کے جو میرے عزیزوں نے لکھ کر دیئے ہیں وہ ذیل میں درج ہوتے ہیں' خدا ان کو جزائے خیر دے

از رائے کنھیا لال صاحب بہادر تخلص ہندی

چمن ثانی نہیں ہے کوئی اس کا | اگر ہے تو فقط خلد بریں ہے
نشاط انگیز ہے یہ تازہ گلزار | کرے سیر اس کی جو اندوہ گیں ہے
یہ رنگین باغ باغِ اولیاء ہے | خزاں کا دخل کچھ اس میں نہیں ہے
بسال خاتمہ ہندی سے ہاتف | پکارا گلشن بے خار و دین ۱۲۹۲ھ ہے

Marfat.com

از مفتی غلام حیدر صاحب لاہوری خلف مؤلف

بفضلِ حق ہوا جب یہ حدیقہ	بفرق عندلیب دل گل افشاں
تر و تازہ ہوا مانند فردوس	گل افشانی سے اس کے باغ دوراں
اسی بستان کے ذوق و شوق میں ہے	ہمیشہ عندلیب جان غزل خواں
قیامت تک پھلا پھولا رہے گا	یہ رنگین باغ مثل باغ رضواں
لکھی حیدر نے یہ تاریخ تالیف	کہ طرفہ گلستان اہلِ عرفاں ۱۲۹۲ھ

از ڈاکٹر سیّد شاہ صاحب الفت لاہوری

یہ کیا سرسبز باغ سروری ہے	کہ جس سے تازہ گلزار جہاں ہے
یہی ہے جلوہ گاہ اہلِ توحید	یہی نظارہ گاہ عارفاں ہے
شگفتہ باغِ دنیا میں یہ گلزار	رہے جب تک زمین و آسماں ہے
لکھا ہے اولیاء کا اس میں احوال	بیان اس میں بزرگوں کا بیاں ہے
یہ سال خاتمہ ہے اس کا الفت	کہ یہ کیا گلستان بے خزاں ۱۲۹۲ھ ہے

از مفتی غلام صفدر صاحب لاہوری خلف مؤلف

ہے یہ کیا رنگین حدیقہ واہ واہ	لال ہے تعریف میں جس کے زبان
فقرہ اس کا ہے رشکِ چمن	داستان رنگین ہے اور رنگین بیان
جو خدا کے دوست تھے پنجاب میں	حال ان کا اس سے ہوتا ہے عیان
درد رکھتے ہیں اسی کا رات دن	جتنے اہلِ بندگی ہیں بندگان
مصرعہ تاریخ کر صفدر رقم	حرز جان تازہ بہارِ ۱۲۹۲ھ عاشقاں

از مفتی چراغ دین صاحب روشن لاہوری

چوں شگفت اندر جہاں ایں تازہ باغ	یافت چوں بستان جنت برتری
گشت زاب و تاب ایں رنگین چمن	گلبن خاطر زخارِ غم بری

Marfat.com

سرور لاہور زین تالیف نیک کرد اندر سروراں حاصل سری
حق او را در خطۂ پنجاب داد خوبی و نام آوری و بہتری
ہاتفم روشن بسالِ اختتام گفت نادر گلستان سروری ۱۲۹۲ھ

از غلام اکبر صاحب لاہوری

چو سر سبز گردید ایں تازہ باغ بہ فضلِ خدا مثل باغ جنان
نظر تازہ کردند ہر چار سُو ز نظارہ اش مردماں جہان
چو سوسن زباں آور آن سربسر کشادند در ذکر و وصفش زبان
زمانہ ز سیرابیش سبز شد زمین سبز شد سبز شد آسمان
رقم کرد اکبر بتاریخ او کہ عالی مکان گلشن ۱۲۹۲ھ بے خزاں

از چراغ دین صاحب لائق لاہوری

ختم جس دم یہ حدیقہ ہو گیا ہو گیا تازہ شگفتہ لالہ زار
باغِ دنیا میں نیا پھولا یہ پھول رنگ پر آئی نئی رنگین بہار
کاٹ ڈالے باغبانِ دہر نے جس قدر تھے گلشنِ عالم میں خار
بار بار آیا وہ اس کی سیر کو غور سے دیکھا ہے جس نے ایک بار
اب تو لائق اس کا سالِ اختتام لکھ گرامی گلشن تازہ بہار ۱۲۹۲ھ

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنۃ کہ کتاب نایاب جس میں جمہور اولیاء اور عارفانِ باخدا کا صحیح صحیح تاریخی حال اور ان کے خوارق وکرامات کا ذکر ہے، بسلسلہ خانوادہ قادریہ چشتیہ و نقشبندیہ وسہروردیہ اور احوال خاندان متفرق کاملین کلی اور حال مجاذیب و مجانین ذکور واناث نام جس کا ''حدیقۃ الاولیاء'' ہے۔ تصنیف ماہر علوم وفنون مفتی غلام

Marfat.com

سرور صاحب لاہوری کہ بڑے واقف تاریخ پاستانی کے ہیں، مصنف موصوف نے ایسی ایسی نادر کتابوں کی تصنیف میں وقت صرف کر کے ذخیرۂ نیک نامی دوجہاں کا حاصل کیا ہے اور خزینۃ الاصفیاء بہت مطول جو بزرگوں کے حالات سے مملو ہے یہ انہیں مصنف ممدوح کی تالیفات سے ہے۔

پس کتاب موصوف بخطِ پاکیزہ حسبِ خواہش شائقین بمطابقت اصل مطبع نامی منشی نولکشور واقع کانپور میں سرپرستی عالی جناب معلّٰی القاب امیر باذل سخی دریادل بلند ہمت خوش خو منشی پراگ نرائن صاحب بھارگو مالک مطبع دام اقبالہ بہ تصحیح تمام و تنقیح مالا کلام بماہ جون ۱۹۰۶ء بار چہارم طبع ہوئی، خداوند دو جہاں مقبول انام فرمائے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

ضمیمۂ اول
مزاراتِ لاہور کا موجودہ محل وقوع

مرتبہ: میاں محمد دین کلیم

نمبر شمار	نام بزرگ	پتہ بمطابق حدیقۃ الاولیاء ۱۸۷۵ء	موجودہ محلِ وقوع
۱	میر سید شاہ فیروز قدس سرہٗ	تکیہ ڈنڈی گراں	نزد باغ مہان سنگھ، ناز سینما، چرچ روڈ
۲	سید محمود حضوری لاہوری قدس اللہ سرہ العزیز	سڑک میاں میر پر	علامہ اقبال روڈ بالمقابل مین بازار گڑھی شاہو
۳	شیخ ابوالحسن قادری لاہوری قدس سرہٗ	موضع مزنگ	روضہ ابواسحاق سٹریٹ، ٹمپل روڈ
۴	سید کامل شاہ لاہوری قدس سرہٗ	موضع بابو صابو	بابو صابو
۵	شیخ حسین المشہور بہ لال حسین لاہوری	لاہور	مادھو لال حسین سٹریٹ، باغبانپورہ
۶	شاہ شمس الدین قادری لاہوری	لاہور	چمبہ ہاؤس لین ریس کورس روڈ
۷	شاہ ابوالمعالی لاہوری بن سید رحمت اللہ بن سید فتح اللہ کرمانی قادری		شاہ ابوالمعالی سٹریٹ گوالمنڈی
۸	شیخ محمد طاہر قادری نقشبندیؒ		قبرستان میانی
۹	شیخ محمد میر المشہور بہ میاں میر قادری لاہوری	لاہور	میاں میر نزد ریلوے سٹیشن
۱۰	سید شاہ بلاول بن سید عثمان قادری لاہوری	بیرون دہلی دروازہ لاہور	قبرستان نزد حاجی یحییٰ کالونی، باغ راجہ دینا ناتھ، سلطان پورہ روڈ، لاہور
۱۱	شیخ مادھو		مادھو لال حسین سٹریٹ، باغبانپورہ
۱۲	خواجہ بہاری قادری لاہوری	متصل روضہ میانمیر	قصبہ میانمیر، بالمقابل مقبرہ حضرت میانمیر

موجودہ محلِ وقوع	پتہ بمطابق حدیقۃ الاولیاء ۱۸۷۵ء	نام بزرگ	نمبر شمار
علامہ اقبال روڈ بالمقابل مین بازار گڑھی شاہو	موضع گڑھی شاہو	سید جان محمد حضوری بن شاہ نور بن سیّد محمود حضوری قدس سرہٗ	۱۳
متصل ہائی کورٹ	لاہور	سید عبدالرزاق المشہور شاہ چراغ قادری لاہوری	۱۴
اندرون موضع میانمیر	بیرون مزار میانمیر بالا پیر	شیخ شاہ محمد المشہور بہ مُلّا شاہ قادری لاہوری	۱۵
نزد ٹبی بازار پولیس سٹیشن، جج محمد لطیف سٹریٹ	لاہور	شاہ رضا قادری شطاری لاہوری	۱۶
شاہراہ فاطمہ جناح	لاہور	عنایت شاہ قادری شطاری لاہوری قدس سرہٗ	۱۷
بیرون دہلی دروازہ نزد لائبریری لاہور کارپوریشن	لاہور	حضرت شاہ محمد غوث گیلانی قادری لاہوری قدس سرہٗ	۱۸
کوٹ عبداللہ شاہ مزنگ	موضع مزنگ	شیخ عبداللہ شاہ بلوچ لاہوری قادری	۱۹
لنڈا بازار	لاہور بیرون دہلی دروازہ	شاہ کاکو چشتی لاہوری	۲۰
نسبت روڈ	لاہور	شیخ جان اللہ چشتی صابری لاہوری	۲۱
نواں کوٹ قادر پاک	متصل باغ زیب النساء بیگم	شیخ حاجی عبدالکریم چشتی لاہوری	۲۲
عقب برکت علی محمڈن ہال نزد مندر بالمیکاں	لاہور	شیخ عبدالخالق لاہوری چشتی صابری	۲۳
//	لاہور	شیخ محمد صدیق چشتی صابری لاہوری	۲۴
//	لاہور	شیخ محمد سلیم چشتی صابری لاہوری	۲۵
//	لاہور	شیخ خیرالدین المشہور خیر شاہ لاہوری	۲۶
نزد مقبرہ شیخ طاہر بندگی میانی		شیخ حاجی رمضان لاہوری چشتی	۲۷
		شیخ فیض بخش لاہوری صابری چشتی	۲۸
بیگم پورہ نزد یتیم خانہ دارالفرقان	لاہور	حضرت خواجہ خاوند محمود لاہوری المشہور بہ حضرت ایشاں نقشبندی	۲۹
ترمذی سٹریٹ، سعدی پارک، لٹن روڈ	مزنگ	شیخ سعدی بلخاری مجددی لاہوری	۳۰

Marfat.com

نمبر شمار	نام بزرگ	پتہ بمطابق حدیقۃ الاولیاء ۱۸۷۵ء	موجودہ محلِ وقوع
۳۱	شیخ محمود شاہ نقشبندی مجددی لاہوری	متصل مقبرہ قبولن شاہ	گھوڑے شاہ روڈ' سلطان پورہ
۳۲	شیخ عبدالجلیل المعروف بہ قطب عالم چوہڑ بندگی قریشی حارثی ہنکاری لاہوری	لاہور	میکلوڈ روڈ بالمقابل آبادی قلعہ گوجر سنگھ
۳۳	سیّد عثمان المشہور شاہ جھولہ بخاری لاہوری	تہہ خانہ قلعہ اکبری لاہور	شاہی قلعہ لاہور
۳۴	شیخ موسیٰ آہنگر لاہوری	متصل قلعہ گوجر سنگھ	میکلوڈ روڈ بالمقابل آبادی قلعہ گوجر سنگھ
۳۵	سید قبولن شاہ المشہور گھوڑے شاہ لاہوری	لاہور	آبادی گھوڑے شاہ' گھوڑے شاہ روڈ
۳۶	شیخ حسن کنجد اگر المشہور حستو تیلی لاہوری		ایبٹ روڈ نزد عمارت لیڈی جمیعت سنگھ زچہ بچہ ہسپتال نیویں گراؤنڈ
۳۷	میراں محمد شاہ المشہور سید موج دریا بخاری لاہوری'	لاہور	ایڈورڈ لاہور' بالمقابل اے جی آفس
۳۸	سیّد سلطان جلال الدین حیدر بن صفی الدین بخاری	اندر خانقاہ بی بی پاکدامناں	اندرون احاطہ بی بیاں پاکدامناں
۳۹	حضرت شاہ جمال سروردی لاہوری قدس سرہٗ	موضع اچھرہ	شاہ جمال کالونی اچھرہ
۴۰	شیخ جان محمد سہروردی لاہوری قدس سرہٗ	مسجد قصاب خانہ لاہور	گاف گراؤنڈ گڑھی شاہو نزد مسجد مولوی تاج دین
۴۱	شیخ محمد اسماعیل لاہوری المشہور میاں کلاں قدس سرہٗ	لاہور	اندرون خانقاہ میاں وڈا' آبادی درس میاں وڈا
۴۲	شیخ جان محمد ثانی لاہوری سہروردی	نزد مزار میاں وڈا	ایضاً
۴۳	شیخ محمد اسماعیل محدث ومفسر لاہوری	لاہور کے جنوب کی طرف	ہال روڈ
۴۴	شیخ ایاز لاہوری	اندر شہر لاہور	چوک رنگ محل

نمبر شمار	نام بزرگ	پتہ بمطابق ۱۸۷۵ء حدیقۃ الاولیاء	موجودہ محلِ وقوع
۴۵	شیخ علی مخدوم جلابی غزنوی ہجویری المخاطب بہ داتا گنج بخش	اپنی خانقاہ میں	بیرون بھاٹی دروازہ
۴۶	سید حسین زنجانی		میراں حسین پارک، چاہ میراں
۴۷	سید احمد توختہ ترمذی لاہوری	محلہ چہل بیبیاں طوید غلام محی الدین	محلہ چہل بیبیاں اندرون موچی دروازہ
۴۸	سید یعقوب المخاطب صدر دیوان زنجانی لاہوری	لاہور	ہسپتال روڈ لاہور
۴۹	سیّد شیخ عزیز الدین مکی لاہوری	لاہور	راوی روڈ پیر مکی سٹریٹ
۵۰	سید مٹھہ لاہوری	اندرون شہر لاہور	سید مٹھہ بازار
۵۱	شیخ سید ابو اسحاق گازرونی المشہور میراں بادشاہ لاہوری	مسجد وزیر خاں کے اندر	اندرون مسجد وزیر خاں تہہ خانہ میں
۵۲	سید ابوتراب المعروف بہ شاہ گدا حسینی شطاری لاہوری		ریلور کالونی، نزد گڑھی شاہو، نزد برٹ انسٹیٹیوٹ
۵۳	خواجہ ایوب قریشی لاہوری	لاہور	قبرستان بی بی پاکدامناں
۵۴	شیخ فتح شاہ شطاری لاہوری	لاہور	اب نشان نہیں ہے
۵۵	شیخ حاجی محمد سعید لاہوری	روبرو نیلا گنبد پشت بازار انارکلی	بنک اسکوائر
۵۶	شیخ میر محمد یعقوب لاہوری	متصل موضع مزنگ	وارث روڈ میانی
۵۷	مولوی غلام فرید لاہوری	گورستان میانی	میانی
۵۸	مفتی رحیم اللہ بن مفتی رحمت اللہ	لاہور	
۵۹	مولوی غلام رسول فاضل لاہوری		قبرستان میانی
۶۰	شیخ لدھے شاہ مؤنہ ساز لاہوری	لاہور	قبرستان حضرت شاہ محمد غوث بیرون دہلی دروازہ

نمبر شمار	نام بزرگ	پتہ بمطابق حدیقۃ الاولیاء ۱۸۷۵ء	موجودہ محلِ وقوع
۶۱	سید منور علی شاہ نقشبندی سہروردی لاہوری	لاہور	قبرستان میانی نزد مقبرہ حضرت طاہر بندگی قادری
۶۲	مولانا جان محمد لاہوری	لاہور	
۶۳	مولوی غلام اللہ فاضل لاہوری	لاہور	قبرستان میانی
۶۴	مفتی غلام محمد بن مفتی رحیم اللہ قریشی لاہوری	گورستان بی بی پاکدامناں	قبرستان بی بی پاکدامناں
۶۵	سائیں قطب شاہ لاہوری	موضع کھوئی میراں	کوٹ خواجہ سعید نزد محراب قدیم
۶۶	میاں مونگر مجذوب لاہوری		
۶۷	معصوم شاہ مجذوب لاہوری	بیرون دہلی دروازہ	انارکلی، مکی مسجد
۶۸	مستقیم شاہ لاہوری فیض پور مجذوب	فیض پور	فیض پور
۶۹	فقیر تاجے شاہ مجذوب لاہوری	بیرون موچی دروازہ	گوالمنڈی چیمبرلین روڈ نزد پرانی سبزی منڈی
۷۰	نظام شاہ لاہوری مجذوب	گورستان میانی	میانی، تکیہ نظام شاہ
۷۱	مستان شاہ لاہوری مجذوب	لاہور	میانی، تکیہ مستان شاہ
۷۲	جلی شاہ مجذوب لاہوری		
۷۳	مزارات حضرت بی بیاں پاکدامناں، (بی بی حاج، بی بی تاج، بی بی نور، بی بی حور، بی بی گوہر، بی بی شہباز)	لاہور	آبادی بیبیاں پاکدامناں محمد نگر
۷۴	بی بی فاطمہ سیدہ المشہور بی بی وڈی	بیرون مزار میراں محمد شاہ	لیک روڈ پرانی انارکلی
۷۵	بی بی جمال خاتون	اندر احاطہ خانقاہ حضرت میانمیر	کراچی ریلوے لائن اور میانمیر گاؤں کے درمیان
۷۶	مائی بھاگی لاہوری		اب نشان مٹ چکا ہے (سلطان پورہ)

Marfat.com

ضمیمۂ ثانی

شمارہ ۸۳

(۱) جدید تحقیق کی روشنی میں حضرت مجدد الف ثانیؒ کا نسب اٹھائیس واسطوں سے نہیں بلکہ بتیس واسطوں سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے واسطے یہ ہیں:

(۱)مخدوم عبدالاحد (۲)زین العابدین (۳)عبدالحی (۴)محمد (۵)حبیب اللہ (۶)امام رفیع الدین (۷)نصیرالدین (۸)سلمان (۹)یوسف (۱۰)اسحاق (۱۱)عبداللہ (۱۲)شعیب (۱۳)احمد (۱۴)یوسف (۱۵)شہاب الدین علی فرخ شاہ (۱۶)نورالدین (۱۷)نصیرالدین (۱۸)محمود (۱۹)سلیمان (۲۰)مسعود (۲۱)عبداللہ واعظ الاصغر (۲۲)عبداللہ واعظ الاکبر (۲۳)ابوالفتح (۲۴)اسحٰق (۲۵)ابراہیم (۲۶)ناصر (۲۷)عبداللہ (۲۸)عمر (۲۹)حفص (۳۰)عاصم (۳۱)عبداللہ (۳۲)حضرت عمر الفاروق رضی اللہ عنہم۔

مولانا زید ابوالحسن فاروقی مدظلہ کے قول کے مطابق زبدۃ المقامات اور حضرات القدس کے مصنفین نے فقط اٹھائیس واسطے لکھے ہیں جو کتب انساب کے مطابق درست نہیں ہیں، لکھتے ہیں:

> ''میزان الاعتدال اور تقریب التہذیب میں عبداللہ بن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر کا ذکر ملا اور خیال ہوا کہ عبداللہ بن عمر بن حفص کے صاحبزادے کا نام ناصر ہوگا اور مشابہت کی وجہ سے

Marfat.com

عبداللہ بن عمر کو ابن الخطاب سمجھ لیا گیا''۔

(زید ابوالحسن افاروقی: مقاماتِ خیر۔ مطبوعہ دہلی ۱۳۹۲ھ ص ۲۶۔۳۳)

حضرت شاہ سکندر کیتھلی (متوفی ۱۰۲۳ھ) شاہ کمال کیتھلی کے پوتے اور شاہ عماد الدین کے فرزند تھے۔ مزار کیتھل شریف میں مرجع خلائق ہے' ملاحظہ ہو: گلزارِ خوارق' قلمی' مخزونہ خانقاہ شریف کیتھل' تاریخ بزرگانِ کیتھل قلمی مخزونہ ایضاً اور شرائف غوثیہ قلمی مخزونہ ایضاً

(۲) شمارہ ۶۸ شیخ بہلول اپنے بارے میں خود لکھتے ہیں:

شیخ بہلول گول جالندھری نے مکہ معظّمہ میں ۱۰۸۶ھ میں سند حدیث شیخ محمد زین العابدین اور شیخ علی الطبری سے حاصل کی اور اسی سنہ میں مولوی فرخ شاہ بن خواجہ محمد سعید سرہندی سے مشکوٰۃ اور صحیح بخاری کی سند بھی حاصل کی اور ۱۰۸۸ھ میں حدیث کی سند حضرت شیخ محمد یحیٰ بن حضرت مجدد الف ثانیؒ سے حاصل کی اور انہوں نے اپنے والد بزرگوار اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی سے کتب حدیث پڑھیں۔

انہوں نے اپنے تخلص گولؔ کے معنی بنظر انکسار خود بیان کیے ہیں:

''خود را از راہِ انصاف گولؔ کے بمعنی نادان و احمق آمدہ مقرر کردہ''۔ (فوائد الاسرار قلمی ورق ۲)

شیخ بہلول نے اپنی طالب علمی کی زندگی اس طرح بیان کی ہے:

اجازتِ حدیث بسند صحیح الیٰ رسول اللہ ﷺ در سنہ یک ہزار و ہشتاد وشش بابویم از جانب محمد زین العابدین وعلی الطبری ساکنین مکہ معظّمہ زادہا اللہ شرفاً رسیدہ وواسطہ میاں او ومیاں ایشاں شیخ عارف باللہ تعالیٰ حافظ متقی متورع حاجی حرمین شریفین شیخ عبدالکریم ست و

نیز در سنہ مذکور اجازت حدیث بسند صحیح از مولوی محمد فرخ الکابلی ثم السہر ندی بلفظہ تعمیم و تخصیص از مشکوٰۃ و صحیح بخاری ہمہ از صحاح ستہ و احادیث مسلسل و مرسل رسیدہ و ایشان را اجازت از جانب شیخ علی الطبری ووالد شریف خود میان محمد سعید قدس سرہٗ رسیدہ است وہم بابویم در سنہ یک ہزار وہشتا دوہشت اجازت حدیث از جانب شیخ محمد یحیٰی المعروف بہ میاں شاہ جیوا الکابلی ثم السہر ندی وایشاں را اجازت و از جانب حضراتِ خود واز جانب حضرت میاں شیخ بدر الدین افغان و از پسر او میاں نجم الدین السلطانپوری الحنفی فسح اللہ تعالیٰ فی اجلہ رسیدہ وایشاں راازشیخ شمس الدین محمد البابلی الشافعی رسیدہ است۔

بہلول گول: فوائد الاسرار فی رفع الاستار عن عیون الاغیار، قلمی، مخزونہ لیاقت میموریل پبلک لائبریری، کراچی

یہ اہم معلومات ہمیں اپنے قیام کراچی ۲۴ دسمبر ۱۹۷۵ء کے دوران میسر آئیں، فوائد الاسرار کا مذکورہ خطی نسخہ ذخیرہ شیرانی دانشگاہ پنجاب لاہور چونکہ ناقص الاوّل ہے اس لیے نسخہ کراچی سے یہ معلومات منقول ہیں۔

نمبر۹۲: شیخ عبدالاحد وحدتؒ کا دیوان فارسی قلمی بنگال ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ نمبر ۱۴۶ میں موجود ہے فہرست مخطوطات فارسی (ایوانوف ۱۱۷)

شمارہ۹۲: شیخ محمد عابد سنامیؒ کی نسبت سنامی کے متعلق مولوی محمد صالح کنجاہی نے لکھا ہے:

''سنام بضم سین مہملہ وتشدید نون قصبہ ایست از توابع سہرند''۔

(سلسلۃ الاولیاء، قلمی ورق ۸۳ب حاشیہ)

شیخ محمد عابد سنامی کا سالِ وفات حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ نے ۱۱۶۰ھ لکھا ہے (مقاماتِ مظہری ص۱۴) جو مفتی صاحب کے عین مطابق ہے اس لیے فقیر محمد جہلمی کا مندرجہ ۱۱۶۶ھ درست نہیں ہے۔

شیخ محمد عابد سنامی کا مزار مبارک باغ کے سامنے آزاد پور دہلی کے قریب ہے۔(مزاراتِ دہلی ص۱۴۴)

بحوالہ خلیق انجم: مرزا مظہر کے خطوط، دہلی ۱۹۶۲ء ص ۲۳۵

☆☆☆☆☆

Marfat.com

ضمیمۂ ثالث

یہ کتاب پریس میں جا چکی تھی کہ جناب مرزا عبدالمجید بیگ[1] مدظلہ نے مہربانی فرما کر اپنا خاندانی ریکارڈ دکھایا' ابھی سارا ریکارڈ نہیں دیکھ سکا سرسری جائزہ کے بعد تین دستاویزات کے عکس اس کتاب میں شامل کرنے کا فیصلہ کیا گیا' یہ خاندانی ریکارڈ حضرت حافظ محمد صدیق اور ان کی اولاد خصوصاً حافظ غلام محمد معروف بہ امام گاموں امام و خطیب مسجد وزیر خاں اندرون دہلی دروازہ' لاہور سے متعلق ہے۔

ایک ہم عصر ورق پر ان دو اصحاب کے سنین وفات بھی مرقوم ہیں:

تاریخ وفات جناب حافظ غلام محمد معروف بہ امام گاموں ''۱۲۴۴ھ''

تاریخ وفات حافظ امام اللہ بخش بن حافظ غلام محمد مذکور ''بتاریخ یازدہم ماہ رمضان المبارک ۱۲۷۸ھ''

دستاویزات کی تفصیل یہ ہے:

(۱) اجازت نامۂ امامت و خطابت مسجد وزیر خان برائے ملا محمد حنیف ولد محمد لطیف بمہر صدر الصدور افضل خان فدوی' بادشاہ غازی محمد فرخ سیر ۱۱۲۵ھ

(۲) تحریر و مہر حافظ غلام محمد معروف بہ امام گاموں بن حافظ محمد صدیق مذکور جس میں بتایا گیا ہے کہ مسجد وزیر خاں کی امامت' خطابت اور مزار حضرت سید اسحٰق گازرونی کی فتوحات وغیرہ میرے صاحبزادے اللہ بخش کو ملیں...... اور بطور گواہ دیگر سربرآوردہ اصحاب لاہور کے دستخط اور مواہیر بھی ثبت ہیں۔

---

[1] مرزا عبدالمجید بیگ مدظلہ بن خان صاحب مرزا عبدالعزیز مرحوم ریٹائرڈ ریلوے انسپکٹر' گوالمنڈی' لاہور

Marfat.com

(۳) اجازتِ تحریری بنام پسر خود بابت امامت وخطابت مسجد وزیر خاں۔

مع مواہیر علمائے کرام لاہور

مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو کتاب ہذا مسلسل شمارہ۔۲۴۰

☆☆☆☆☆

Marfat.com

ضمیمۂ رابع
تعلیقاتِ جدیدہ

مقدمہ

۲۱۔ دیوان وصال سرور

مرتبہ مفتی غلام صفدر فوقانی بن مفتی غلام سرور

اس دیوان میں وہ نعتیں شامل ہیں جو مفتی غلام سرور نے اپنے سفر حج (۱۳۰۷ھ/ ۱۸۸۹ء) کے دوران لکھی تھیں اور اسی سفر میں مفتی صاحب کا وصال ہو گیا تھا گویا ان کی آخری تصنیف ہے، یہ کتاب مطبع صدیقی، فیروز پور سے ۱۸۹۰ء کو طبع ہوئی، یہ دیوان نعت سروری سے جداگانہ ہے۔

۲۲۔ کلیات سرور

مرتبہ حکیم مفتی محمد انور بن مفتی غلام سرور، مطبوعہ، مطبع اسلامیہ لاہور، ۱۹۱۰ء۔

یہ کلیات دراصل مفتی صاحب مرحوم کے دو نعتیہ مجموعوں دیوان نعت سروری (۱۲۹۰ھ) اور دیوان وصال سرور کا مجموعہ ہے۔

دیوان وصال سرور اور کلیات سرور کے مقدموں میں مفتی غلام سرور لاہوری اور ان کے اجداد و اخلاف کے متعلق درجہ اول کی بہت سی معلومات جمع کر دی گئی ہیں۔

ان تالیفات کے علاوہ مفتی غلام سرور نے اپنے دوست اور مؤرخ لاہور رائے بہادر کنھیا لال کی مندرجہ ذیل تالیفات پر نظر ثانی کی تھی:

Marfat.com

رنجیت نامہ، ہیر و رانجھا، مناجات ہندی، یادگار ہندی، نصیحت نامہ، بندگی نامہ، تاریخ پنجاب، تاریخ لاہور، اخلاق ہندی اور دیوان ہندی۔

ان کے علاوہ انہوں نے اپنے بیٹے مفتی غلام صفدر فوقانی کی دو کتابوں یعنی انشای صفدری اور معلومات فوقانی (تحقیق الحروف) پر بھی تجدید نظر کی تھی، (دیوان وصال سرور، مقدمہ ص ۲۰۔۲۱)

انشائے صفدری دراصل خود مفتی غلام سرور کے لکھے ہوئے وہ خطوط ہیں جو انہوں نے اپنے فرزندوں غلام صفدر اور مفتی غلام حیدر کو ان کے زمانہ طالب علمی میں لکھے تھے، مفتی صاحب کے بیٹے غلام صفدر نے انہیں مرتب شکل میں جمع کر کے انشائے صفدری نام رکھا جو کئی بار طبع ہو چکی ہے۔

شمارہ۔۷، شمارہ۔۲۳

خانوادۂ بزرگان حجرۂ شاہ مقیم میں سے سید عنایت اللہ حسینی کی ایک عربی تصنیف کفایۃ النحو کا خطی نسخہ جناب خلیل الرحمٰن داؤدی (لاہور) کے کتب خانے میں دیکھا جس سے اس خاندان پر مفصل ذیل اُمور واضح ہوتے ہیں:

فیقول العبد المفتقر الی اللّٰہ الغنی السید عنایت اللہ الحسینی من اولاد سید الکبیر الکریم ...... الولدان الذین یتصل انتسابھا الی المحبوب السبحانی وامیر محی الدین الغوث الصمدانی رکن الحق والدین الحق سید بھاء الدین بھاء الحق الذین یظھر من یدہ خوارق العادات لا تعدد لا تحصی البانی للحجرۃ المتبرکۃ فی الاصل ھی موضع خلوتہ ومعبدہ وبنیانھا الی الان قائمۃ ثم سمی بھا مسکنہ من قبیل تسمیۃ الکل باسم الجزء

Marfat.com

ويستفاد تاريخ وفاته من تعداد اعداد عبد القادر الثانی ...... ثم كانت الحجرة المشتهرة باسم قدوة الاولياء ...... سيد محمد مقيم الملقب بمحكم الدين الذی ظهر من يده الكرامات الباهرة ...... و سمية كفاية النحو وجعلة لخدمة السلطان الاعظم والخاقان اكرم قدوة ملوك الهند ...... ناصر الشريعة القويمة ...... المظفر سلطان محمد شاه غازی......

اس اقتباس سے مندرجہ ذیل نتائج سامنے آتے ہیں:

(۱) حجرہ شاہ مقیم کے افراد بزرگ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کی اولاد امجاد میں سے تھے۔

(۲) اس موضع میں اس سلسلہ کے ایک اوّلین بزرگ سید بہاء الدین (بہاول شید قلندر) نے عبادت و ریاضت کے لیے ایک حجرہ بنایا تھا چونکہ وہ ایک ولی صاحب کرامت تھے ان کی شہرت کے باعث یہ مقام ان کے نام سے حجرہ بہاول موسوم ہوگیا۔

(۳) سید بہاء الدین کا وصال اس مقام پر ہوا ''عبدالقادر ثانی'' کے اعداد جمع کیے جائیں تو ان کا سال وفات ۹۷۳ھ برآمد ہوتا ہے۔

(۴) پھر ایک اور بزرگ جن کا تعلق اسی خانوادے سے تھا سید محمد مقیم محکم الدین کو اپنی بزرگی اور صاحب کرامات ہونے کے باعث یہ علاقہ حجرہ شاہ مقیم کہلایا۔

(۵) شارح سید عنایت اللہ الحسینی نے اس کتاب کو محمد شاہ بادشاہ (۱۱۳۲۔۱۱۶۱ھ/۱۷۱۹۔۱۷۴۸ء) کے نام معنون کیا ہے جس کا مطلب ہے کہ یہ شرح مذکورہ عہد میں لکھی گئی' یہ امر قابل توجہ ہے کہ انگریز مؤرخین کے دلائل لایعنی کے

Marfat.com

باعث اب تک ہمارے ملک میں محمد شاہ بادشاہ کو صرف ایک عیاش اور بدمست بادشاہ ثابت کیا ہے لیکن اس سلطان کے لیے جو القاب اور اوصاف اس شارح نے لکھے ہیں اور دیگر اس قسم کی کتب میں مذکور ہیں' کی بنیاد پر علمی کام ہونا چاہیے۔

شمارہ' ۲۲

شاہ بلال لاہوری کی خواہش پر علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی نے حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی کی تصنیف ''غنیۃ الطالبین'' کا فارسی میں ترجمہ کیا تھا' اس ترجمے کے خطی نسخوں کی تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو:

احمد منزوی: فہرست مشترک ۳/۱۶۱۷

شمارہ۔ ۱۱

شیخ ابواسحاق قادری لاہوری پر محشی کتاب حاضر (محمد اقبال مجددی) کا ایک مقالہ دانشنامہ زبان و ادب فارسی شبہ قارہ' تہران' ایران میں شائع ہوا ہے جس کے بعض مندرجات حسب ذیل ہیں:

شیخ ابواسحاق بن حسین قادری کے اجداد کا تعلق بخارا سے تھا' ان کی خانقاہ درس وتدریس کے باعث مدرسہ اسحاقیہ کہلاتی تھی' اہل لاہور ان کے معتقد تھے۔

(منتخب التواریخ ۳/ ۴۸' طبقات اکبری ۲/ ۴۷۶)

علم سلوک پر شیخ ابواسحاق کے ایک رسالہ ناطقہ کا خطی نسخہ رضا لائبریری رام پور میں ہے۔ جس کا سال کتابت ۹۷۵ھ ہے۔ اس رسالے کا کاتب ان کا معاصر تھا اس نے شیخ اسحاق کا سال وفات اس کے ترقیمے میں ۹۷۴ھ ہی درج کیا ہے جس کے مقابلہ میں متاخر تذکرہ نویسان لاہور کا مندرجہ سال وفات یعنی ۹۸۵ھ اہمیت نہیں رکھتا۔

Marfat.com

مذکورہ دانشنامہ میں ہمارا دوسرا مقالہ شیخ اسحاق لاہوری کے مقبرہ پر ہے۔

شمارہ۔۳۷

حضرت شاہ محمد غوث لاہوری کا سال وفات ۱۱۵۲ھ غلط ہے۔ ڈاکٹر اُم سلمٰی گیلانی نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالہ محدث کبیر حضرت شاہ محمد غوث لاہوری کی دینی وعلمی خدمات (ص۹۹۔۱۰۱) میں ایک معاصر ماخذ طہماس نامہ تالیف طہماس خان کے حوالے سے ۱۱۷۳ھ/ ۱۷۵۹ء کو صحیح ثابت کیا ہے۔

شمارہ۴۳

قصبہ کہتوال کا صحیح نام کوٹھے وال ہے، تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو:

محمد اسلم: ''حضرت بابا فرید کا آبائی وطن'' مقالہ مشمولہ المعارف لاہور، جولائی ۱۹۸۳ء

شمارہ۔۵۵، حاشیہ نمبر۲

شیخ عبدالکریم چشتی لاہوری کی تصانیف میں سے ترتیب السلوک، رسالہ غوثیہ فارسی شرح فصوص الحکم اور مصابیح العارفین کے خطی نسخے پاکستان کے مختلف کتب خانوں میں موجود ہیں۔ (رک فہرست مشترک ۳/ ۱۳۴۷، ۱۷۲۰، ۱۷۴۳، ۱۹۲۶۔)

نیز شیخ عبدالکریم چشتی کی شخصیت پر ایک اہم مقالہ رسالہ المعارف، لاہور، جون ۱۹۸۱ء میں شائع ہو چکا ہے، جس میں ہمارے ان تعلیقات سے بغیر حوالہ کے استفادہ کیا گیا ہے۔

شمارہ۔۵۶

مفتی غلام سرور نے خزینۃ الاصفیاء (۱/۴۷۲) میں شیخ ابوسعید گنگوھی کا سال وفات بحوالہ مراۃ الاسرار ۱۰۴۹ھ لکھا ہے، لیکن مراۃ الاسرار میں سرے سے ان کا سال وصال درج ہی نہیں ہے، اقتباس الانوار (ص۲۸۲) میں بھی ان کا سال

وفات درج نہیں ہے' مشتاق احمد امیٹھوی نے بغیر کسی حوالے کے ان کا سال وصال ربیع الاوّل ۱۰۴۰ھ دیا ہے۔ (انوار العاشقین ۷۸)

ہم نے دانشنامہ شبہ قارہ تہران' ایران میں شیخ ابوسعید گنگوہی پر جو مقالہ لکھا ہے' اس میں ان تمام شواہد کو یکجا کر دیا ہے۔

شمار۔۶۲

شاہ ابوالمعالی چشتی انبیٹھوی پر ہمارا ایک مفصل مقالہ دانشنامہ شبہ قارہ میں شامل ہے' جس میں ان تمام مباحث کو جمع کر کے بعض نتائج اخذ کئے گئے ہیں جن کا تعلق اس بزرگ شخصیت کی علمی و روحانی سرگرمیوں سے ہے۔

شمارہ۔۷۱

شیخ علیم اللہ جالندھری نے علم سلوک پر ایک کتاب نزہۃ السالکین کے نام سے لکھی تھی' جس میں اپنے اور اپنے شیخ میراں بھیکھ چشتی کے حالات بھی لکھے ہیں۔ یہ کتاب فارسی نثر میں ہے' اس کا متن تا حال طبع نہیں ہوا ہے (پاکستان میں موجود خطی نسخوں کی تفصیل کے لیے دیکھئے فہرست مشترک ۳/ ۲۰۶۵) اس کتاب کا اُردو ترجمہ تحفۃ الصالحین کے نام سے لاہور سے حدود ۱۹۳۱ء کو شائع ہوا تھا جو ہمارے پیش نظر ہے' اس کے اہم مندرجات حسب ذیل ہیں:

یہ کتاب ۱۱۸۲ھ/ ۱۷۶۸ء کو تالیف ہوئی (ص۱۱) مؤلف کا مسکن قصبہ جالندھر ہے' مؤلف پندرہ سال کی عمر میں سید کبیر قدس سرہ کی خدمت میں مطول شرح تلخیص پڑھتے تھے' استاد پر روحانیت کا غلبہ تھا' ظاہری علوم کی تدریس میں ناغہ ہو جاتا تھا' مؤلف کو ابتداء میں سہروردی مشائخ کی کتب خصوصاً عوارف المعارف تالیف شیخ شہاب الدین سہروردی بہت پسند تھی اور اسی مناسبت سے ابتدائی رجحان سلسلہ سہروردیہ کی جانب تھا لیکن عالم رؤیا میں مجھے چشتی سلسلے سے فیض یاب ہونے

Marfat.com

کا امر ہوا تو میں میران سید بھیکھ کی خدمت میں پہنچا لیکن حاضری سے قبل عریضہ لکھ کر دریافت کر لیا کہ میرا تعلیم کا سلسلہ ابھی نامکمل ہے مجھے کیا کرنا چاہیے فوراً جواب موصول ہوا کہ پہلے اپنی تعلیم مکمل کرو پھر اس طرف کا قصد کرنا' اس کے بعد انہوں نے سید ابراہیم سے سبق لینا شروع کیا' جس میں میبذی اور ہدایہ کی تکمیل کی پھر مولانا عبدالرحمٰن کی خدمت میں رہ کر تحصیل کی' انہوں نے تکمیل کی بشارت دی تو اب ارادہ روانگی ہوا لیکن والد گرامی نے سفر کی صعوبت کے پیش نظر اجازت نہ دی جس سے بہت مغموم ہو کر بیٹھ گیا' جالندھر میں میراں بھیکھ کے خلیفہ شاہ بہلول برکی جالندھری (رک شمارہ۔٦٨) سے ملا اور انہوں نے بھی اشتیاق میں اضافہ کیا میں میران بھیکھ کے دیگر مریدوں کے ساتھ پانی پت پہنچ گیا اور حضرت نے شفقت کرتے ہوئے بیعت کر لیا مؤلف نے اپنے شیخ کے بہت سے ملفوظات و مکالمات بھی درج کر دیئے ہیں' وہ مؤلف کو ''فاضل جالندھری'' کہہ کر مخاطب کیا کرتے تھے' چند دن قیام کے بعد واپس جالندھر جانے کا قصد کیا تو فرمایا: سرہند کے راستے جانا اور سید مرتضٰی کے گھر سے کھانا کھا لینا۔ (١٧٣۔١٩٨ ملخصاً) سید میراں بھیکھ ۴ رمضان ١١٣١ھ/ ١٧١٩ء کو فوت ہوئے اور آپ نے عمر ٨٥ سال پائی (ص٢٠٣) انہیں قصبہ کہرام جو موضع گم تھلہ سے بارہ کوس پر واقع ہے' دفن کیا گیا۔

کئی امراء بھی آپ کے مرید تھے ان میں مرزا جعفر علی خان شاہ آبادی پنج ہزاری منصب دار بھی شامل ہے۔ (ص٢٠٢) میر محمد باقر' میراں بھیکھ کے فرزند تھے۔ (ص٢٠٣)

شمارہ۔٨٧

خواجہ محمد سلیمان چشتی تونسوی پر ہمارا ایک مفصل مقالہ دانشنامہ شبہ قارہ میں ''تونسوی' خواجہ محمد سلیمان'' کے عنوان سے شامل ہے جس میں آپ کے ملفوظات

Marfat.com

کے مختلف مجموعوں کا تعارف کروایا گیا ہے۔

شمارہ ۸۷

وفات ان (خواجہ معین الدین نقشبندی کشمیری) کی بقول صاحب تواریخ ڈومری ماہ محرم سن ایک ہزار پچاسی ہجری میں واقع ہوئی۔

یہاں ''تواریخ ڈومری'' سے مراد خواجہ محمد اعظم دیدہ مری کشمیری کی تاریخ کشمیر اعظمی ہے جس کا تاریخی نام ''واقعات کشمیر'' ہے۔ جس کا آغاز ۱۱۴۸ھ کو ہوا اور ۱۱۶۰ھ و بہ بعد تک اس میں وقائع وسنین وفات درج ہیں۔ اس کا فارسی متن پہلے مطبع محمدی' لاہور سے ۱۳۰۳ھ پھر سری نگر مقبوضہ کشمیر سے بتصحیح مولوی محمد شاہ سعادت ۱۳۵۵ھ کو طبع ہوا لیکن اس کا اردو ترجمہ ۱۸۴۶ء کو چھپ چکا تھا حال ہی میں ڈاکٹر عبدالحمید یزدانی کا اردو ترجمہ اقبال اکیڈیمی لاہور سے شائع ہوا ہے۔ مفتی صاحب نے شیخ محمد اعظم کی نسبت ''ڈومری'' لکھی ہے۔ جو غالباً درست نہیں ہے۔ دراصل سری نگر میں ایک قدیم محلہ دیدہ مری کے نام سے تھا جہاں بابا خلیل اللہ کی خانقاہ تھی جو ایک فساد میں نذر آتش ہوگئی۔ اسی مناسبت سے اس کا نام محلہ خانقاہ سوختہ پڑ گیا جو اب تک رائج ہے۔ (کلیات مکاتیب اقبال ۲/ ۷۶۸۔ تعلیقات مرتب) گویا یہ علاقائی نسبت ہے جو ڈومری نہیں بلکہ دیدہ مری کی مناسبت سے دیدہ مری ہونی چاہیے' ویسے خواجہ محمد اعظم نے تاریخ کشمیر میں اپنے نام کے ساتھ یہ نسبت لکھی ہی نہیں ہے۔

شمارہ۔ ۱۰۴

شیخ احمد معشوق الٰہی' اس قدر قوی جذبۂ الٰہی اور عشق حقیقی کے مالک تھے کہ اکابر صوفیہ کی مجالس میں ان کی وارفتگی کو مثال کے طور پر پیش کیا جاتا تھا' حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کی مجالس میں ان کا تذکرہ بڑے دلنشین انداز سے بیان ہوا

Marfat.com

ہے (فوائد الفواد ۴۳۶'۴۳۹) مقالہ محمد اقبال مجددی بعنوان احمد معشوق الٰہی' مشمولہ دانشنامہ شبہ قارہ۔

شمارہ۔۱۰۷

مخدوم جہانیاں جہاں گشت بخاری کے والد گرامی سید احمد کبیرالدین بھی ایک بزرگ صوفی تھے ان کے والد سید جلال سرخ بخاری (رک شمارہ۔۱۰۳) ۶۳۵ھ/۱۲۲۷ء کو بخارا سے ہجرت کر کے ملتان آ گئے تھے' ان کے جانشین ان کے فرزند سید احمد کبیر تھے' وہ شیخ جمال خنداں رو کی خدمت میں بھی حاضر رہتے تھے مخدوم احمد کبیر کی باطنی تربیت شیخ صدرالدین عارف ملتانی نے کی تھی' مخدوم سید احمد کبیر کا سال وفات تذکروں میں نہیں ملتا' ہم نے بعض قرائن و قیاسات کی بنیاد پر حدود ۷۳۱ھ/۳۰۔۱۳۳۱ء قرار دیا ہے (رک مقالہ مجددی بعنوان ''احمد کبیرالدین'' مشمولہ دانشنامہ شبہ قارہ)

شمارہ۔۱۱۴

حاجی عبدالوہاب بخاری دہلوی کے حالات پر ایک مستقل کتاب ''تذکرۃ الابرار'' کے نام سے عبدالغفور بن ضیاء الدین حیدر الاسدی نے لکھی تھی جو فارسی نثر میں ہے اس کا ایک قلمی نسخہ حیدرآباد دکن میں ہماری نظر سے گزرا تھا جس کے بعض مندرجات حسب ذیل ہیں:

حاجی عبدالوہاب بخاری کی ولادت ۸۶۹ھ کو ہوئی (ورق ۴۵ ب) ان کا سلسلہ نسب پدری و مادری دونوں کی تفصیل بھی درج ہے۔ (۴۵ب) شیخ نے علم تصوف' حدیث اور تفسیر کے موضوع پر کئی کتابیں تالیف کی تھیں۔ تفسیر انوری کے نام سے انہوں نے قرآن پاک کی ایک تفسیر ربیع الاوّل ۹۱۰ھ کو شروع کی اور اسی سال ۱۷ شوال کو مکمل کر لی (ورق ۴۹ب) آپ نے ایک رسالہ در شمائل نبوی

Marfat.com

(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بھی تالیف کیا تھا۔ (ورق ۵۰۔الف) حاجی عبدالوہاب کا وصال ۹۳۲ھ کو دہلی میں ہوا اور ان کا مدفن دہلی میں شیخ عبداللہ قریش کے مزار کے قریب ہے۔ وفات کے وقت حاجی عبدالوہاب کی عمر ۶۳ سال تھی اسی سال بابر بادشاہ نے دہلی پر حملہ کیا تھا یعنی ۹۳۲ھ/ ۱۵۲۶ء کو پانی پت کی جنگ کے بعد بابر دہلی میں داخل ہوا تھا (ورق ۵۲۔ب) تذکرہ الابرار میں حاجی عبدالوہاب کے بہت سے معارف اور ملفوظات بھی درج ہیں۔

شمارہ۔۱۳۶

شیخ عزیزالدین مکی لاہوری پر ''پیرمکی'' کے عنوان سے ہم نے ایک مفصل مقالہ دانشنامہ شبہ قارہ' تہران' ایران کے لیے سپرد قلم کیا ہے' اس کے بعض نکات حسب ذیل ہیں:

مؤرخین لاہور نے اس سلسلے میں محض سماعی باتیں لکھی ہیں کسی نے کوئی تحقیق نہیں کی' یہاں تک کہ سلاطین غوریان وغزنویان کی جو چپقلش ہوئی تھی اس کے سنین بھی غلط لکھے ہیں' مفتی غلام سرور نے ''خزینۃ الاصفیاء'' (۲/۲۵۶) میں ان حملوں کے جو سنین درج کیے ہیں وہ بھی معاصر کتب تاریخ کی روشنی میں غلط ہیں۔نوراحمد چشتی نے تحقیقات چشتی (۶۰۶۔۶۰۷) میں بغیر کسی حوالے کے پیرمکی کا سال وفات ۱۰۴۸ھ لکھ دیا ہے جو بے بنیاد ہے لیکن مفتی غلام سرور کا درج کردہ سال وفات ۶۱۲ھ/ ۱۵۔۱۲۱۶ء زیادہ قرین قیاس معلوم ہوتا ہے۔

شمارہ۔۳۰۸

پیربلخی لاہوری پر دانشنامہ شبہ قارہ' تہران میں ہمارا ایک مقالہ شامل ہے۔ جس کے بعض مندرجات کی تلخیص یہ ہے:

لاہور کے عجائب گھر میں ایک ایسا کتبہ موجود ہے جو پیربلخی کا لوح مزار معلوم

Marfat.com

ہوتا ہے، جس کی عبارت یہ ہے:

"ھذا مقبرة الشهيد الشيخ ابو المحامد الحسين بن محمد الحسين ابوبكر الذكرى البلخى رحمة الله وقد عاش ثمانية وتسعين سنة وفاته فى يوم الجمعه التاسع من ذى الحج وهى يوم عرفه من ثلاثه واربعين وسته مايه"

اس کتبے سے مندرجہ ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں:

(۱) یہ ایک شہید کا مزار ہے۔

(۲) ان کا نام ابوالمحامد حسین تھا۔

(۳) ان کے والد کا نام محمد حسین ابوبکر تھا۔

(۴) ان کی نسبت ذکری بلخی ہے۔

(۵) ان کی عمر بوقت شہادت ۹۸ سال تھی۔

(۶) ان کی وفات (شہادت) ۹ ذی الحج ۶۴۳ھ کو ہوئی۔

(۷) ان کا سال ولادت بحساب عمر ۵۴۵ = (۶۴۳-۹۸) ہے۔

گویا چنگیز خان (۶۰۳-۶۲۴ھ/۱۲۰۶-۱۲۲۷ء) کے حملوں سے ان کی شہادت کا کوئی تعلق ہی نہیں ہے، معاصر مؤرخ شہاب الدین نسوی نے سیرت جلال الدین مینکبرنی (ص ۱۱۰-۱۱۳) میں چنگیز خان کے لاہور پر حملے کا ذکر ہی نہیں کیا، بلکہ لکھا ہے کہ جب سلطان جلال الدین مینکبرنی کا لاہور پر قبضہ ہو گیا تو سلطان اسے نقد خراج پر دینے کے وعدے پر چھوڑ کر واپس چلا گیا۔ (سیرت مینکربنی ۱۱۹-۱۲۲) اس سے مترشح ہوتا ہے کہ پیر بلخی چنگیزی حملے میں شہید نہیں ہوئے تھے بلکہ علاء الدین مسعود شاہ (۶۳۹ھ-۶۴۴ھ/۱۲۴۲ء-۱۲۴۶ء) کے عہد میں لاہور

Marfat.com

پر منگولوں کے حملوں میں ۶۴۳ھ/۱۲۴۵ء کو شہید ہوئے' جو مذکورہ کتبے کے مطابق درست ہے:

پیر بلخی کا مزار گزرر ڑہ (موجودہ کشمیری بازار) میں واقع ہے' دہلی دروازے سے سنہری مسجد کی طرف جائیں تو یہ مزار بائیں ہاتھ پر واقع ہے ۱۱۶۳ھ/۱۷۴۹ء کو جب نواب سید بھکاری خان نے سنہری مسجد تعمیر کروائی تو مسجد کی زینت بڑھانے کے لیے اس نے بازار سیدھا کروایا (تاریخی مساجد لاہور ص۱۰۴) تو پیر بلخی کا یہ مزار سرراہ آ گیا' مزار کا بہت سا حصہ توڑ کر گرا دیا گیا' ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس توڑ پھوڑ میں پیر بلخی کے مزار کا اصل کتبہ اتر گیا اور کسی طرح عجائب گھر لاہور میں پہنچا دیا گیا۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

مآخذ مقدمہ وحواشی

مخطوطات

(۱) آدم نبوڑی، شیخ: خلاصۃ المعارف ۱۰۳۷ھ بخط مولانا محمد امین بدخشی، مملوکہ محمد اقبال مجددی۔ لاہور

(۲) احمد علی استرآبادی: تذکرہ مقیمی (احوال مشائخ حجرہ شاہ مقیم) ۱۱۷۲ھ مخزونہ کتاب خانہ گنج بخش۔ مرکزِ تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد

(۳) احمد بیگ مرزا لاہوری: رسالہ الاعجاز (حالات مشائخ سلسلۂ نوشاہیہ) ۱۱۰۷ھ مملوکہ مولانا سید شرافت نوشاہی، ساہن پال گجرات

(۴) احمد بن محمود: لطائف نفسیہ، مخزونہ کتابخانہ گنج بخش اسلام آباد ذخیرہ مولانا غلام محی الدین قصوریؒ

(۵) اسحاق قادری کشمیری: چل چلۃ العارفین۔ ذخیرہ حافظ محمود خاں شیرانی کتابخانہ دانشگاہ پنجاب لاہور نمبر ۲/۱۲۹۳/۴۳۴۶

(۶) باہو سلطان: کلید التوحید، ذخیرہ مولانا غلام محی الدین قصوری۔ کتابخانہ گنج بخش، اسلام آباد

(۷) بختاور خاں: مراۃ العالم۔ کتابخانہ دانش گاہ پنجاب۔ لاہور نمبر Pe/I۵۶

(۸) پیر محمد لاہوری: خوارقات شاہ قمیص قادری، ذخیرہ سراج الدین آذر، کتابخانہ دانشگاہ پنجاب نمبر ۱۱۹۔T

(۹) تاج الدین احمد برنی: سراج الہدایہ (ملفوظات حضرت مخدوم جہانیاں بخاری)

Marfat.com

مملوکہ محمد اقبال مجددی

(۱۰) حامد سلطان: مناقب سلطانی (احوال حضرت سلطان باہوف ۱۱۰۲ھ) ذخیرۂ شیرانی ۳۲۵۲/۲۴۷

(۱۱) خاوند محمود خواجہ لاہوری: رسالہ محمودیہ (احوال مشائخِ خود و ذکرِ اولادِ خود) مملوکہ انبالہ بک بائنڈنگ' لاہور۔

(۱۲) خلاصۃ العارفین: (ملفوظات خواجہ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ) مکتوبہ ۱۰۳۳ھ مملوکہ مولوی عبدالخالق قدوسی صاحب لاہور

(۱۳) رحیم بخش فخری: شجرۃ الانوار فخری (احوال مشائخ چشت خصوصاً شاہ فخر دہلویؒ) ذخیرہ مولوی شمس الدین مرحوم' نیشنل میوزیم' کراچی

(۱۴) رضا قادری شاہ لاہوری: ارشاد العاشقین (۱۰۶۸ھ) مملوکہ محمد اقبال مجددی

(۱۵) زمرد: احوال و آثار ملا شاہ بدخشی' مقالہ برائے حصول درجہ پی ایچ ڈی' دانش گاہ پنجاب' لاہور۔

(۱۶) سعداللہ بن عبدالرحمٰن: بحر السرائر' مملوکہ مولوی حکیم الٰہ بخش انصاری' ملتان

(۱۷) سعید نامہ (قصائد فارسی در مدح و مناقب حاجی محمد سعید لاہوری) مملوکہ چودھری عبدالوحید' لاہور

(۱۸) سلیمان بن شیخ سعد اللہ: احوال مشائخ کبار (ملفوظات شیخ محمد اشرف لاہوری) مرتبہ محمد اقبال مجددی' مرکز تحقیقات فارسی' اسلام آباد

(۱۹) شرافت نوشاہی سید: شریف التواریخ (احوال مشائخ سلسلہ نوشاہیہ) ۱۳۵۵ھ۔ ۱۳۹۴ھ سہ جلد مملوکہ مصنف مدظلہ

(۲۰) صداقت محمد ماہ کنجاہی: ثواقب المناقب ۱۱۲۷ھ مملوکہ مولانا سید شرافت نوشاہی

(۲۱) عبداللہ مارواڑی اوچی: مناقب الاصفیاء (معاصر سید حامد گنج بخشؒ) مملوکہ سید نور محمد

Marfat.com

قادری صاحب، گجرات پاکستان

(۲۲) عبدالباقی جمی قادری: مقامات داؤدی (احوال شیخ داؤد کرمانی شیر گڑھی) ۱۰۵۶ھ مملوکہ محمد اقبال مجددی

(۲۳) عبدی، عبداللہ خویشگی قصوری: معارج الولایت ۱۰۹۶ھ ذخیرہ آذر ۲۵-H

(۲۴) ایضاً: اخبار الاولیاء ۱۰۷۷ھ مملوکہ مولانا سید محمد طیب ہمدانی، قصور

(۲۵) عبدالفتاح بن محمد نعمان بدخشی: مفتاح العارفین (احوال مشائخ خصوصاً سلسلہ مجددیہ) ۱۰۷۸ھ ذخیرۂ شیرانی نمبر ۱۶۱۳/۴۲۲۳

(۲۶) عبدالحق شیخ: زاد المتقین (احوال شیخ علی متقی و عبدالوہاب متقی وغیرہ) مملوکہ مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی، لاہور۔

(۲۷) عبرت، محمد قاسم لاہوری: عبرت نامہ ۱۱۳۵ھ ذخیرۂ آذر ۶۲-H

(۲۸) علی اصغر گیلانی: شجرۃ الانوار (انساب مشائخ اوچ ۱۱۹۲ھ) کتابخانہ دانشگاہ پنجاب

(۲۹) علی اکبر اردستانی: مجمع الاولیاء، ذخیرۂ آذر 8-H

(۳۰) علی بن احمد الغوری: کنز العباد فی شرح الاوراد حضرت بہاء الدین زکریا ملتانیؒ، مکتوبہ در سمرقند ۸۵۴، مملوکہ محمد اقبال مجددی۔

(۳۱) عمر بخش رسول نگری: مناقبات نوشاہی۔ مملوکہ مولانا سید شرافت نوشاہی

(۳۲) میر غلام کشمیری: خوارق العادات (احوال سید حسن پشاوری) ۱۱۸۹ھ مملوکہ مولانا سید محمد امیر شاہ قادری، پشاور

(۳۳) غلام قادر نوشاہی: بیاض قادری مملوکہ مولانا سید شرافت نوشاہی

(۳۴) غلام عبدالقدوس: حدائق داؤدی (احوال مشائخ سلسلہ صابریہ) ذخیرۂ شیرانی نمبر ۱/۸۷۶/۳۹۲۸

(۳۵) غلام علی دہلوی شاہ: رسالہ در حالات امام ربانی مجدد الف ثانیؒ، مملوکہ محترمہ پاشاہ

Marfat.com

بیگم، راولپنڈی

(۳۶) ایضاً: رسالہ طریق مجددیہ، مملوکہ جی معین الدین صاحب، لاہور

(۳۷) فقیر غلام محی الدین لاہوری: تشریف الفقراء مملوکہ سید شرافت نوشاہی

(۳۸) غلام محی الدین کنجاہی: مجمع التواریخ بخطِ والدِ مصنف مولوی محمد صالح کنجاہی، مملوکہ محمد اقبال مجددی۔

(۳۹) کمال الدین محمد احسان: روضۃ القیومیہ، پنجاب پبلک لائبریری، لاہور نمبر ۶۹، ۲۹۷۔احسا

(۴۰) پیر کمال بن عثمان لاہوری: تحائفِ قُدسیہ (احوال مشائخ نوشاہیہ) ۱۱۸۶ھ مملوکہ مولانا سید شرافت نوشاہی۔

(۴۱) گل محمد نوشاہی: لطائفِ گُل شاہی، مملوکہ مولانا سید شرافت نوشاہی

(۴۲) لعلی، لعل بیگ: ثمرات القدس (بعد ۱۰۱۷ھ) مملوکہ مولانا نصرت نوشاہی، شرقپور پاکستان

(۴۳) محمد غوث اوچی سید: دیوان شاہ محمد غوث اوچی۔ ذخیرہ آذر نمبر ۴۸۱

(۴۴) محمد قریشی شاہ: مخزنِ ہدایت و مرات المعرفت ۱۲۸۱ھ ذخیرہ آذر نمبر ۸۲۳۱

(۴۵) ملا شاہ بدخشی: رباعیاتِ ملاشاہ، کتابخانہ دانش گاہ پنجاب نمبر APi/vi-۵۹، مثنویات pi/vi-۱۵۸

(۴۶) محمد حیات حافظ: تذکرہ نوشاہی (۱۱۴۶ھ) مملوکہ سید شرافت نوشاہی۔

(۴۷) محمد صادق: کلمات الصادقین ۱۰۲۳ھ مملوکہ پروفیسر قریشی احمد حسین احمد، گجرات، پاکستان

(۴۸) محمد بلاق: مطلوب الطالبین ذخیرہ مولانا غام محی الدین قصوری، کتابخانہ گنج بخش، راولپنڈی

Marfat.com

(۴۹) محمد اشرف، مولانا بن خواجہ محمد معصوم سرہندی: حل المغلقات فی الرد علی اہل الضلالات تصحیح و حواشی محمد اقبال مجددی، زیرِ ترتیب

(۵۰) محمد امین چھترائی: مناقب مخدومین، مملوکہ جناب سید سعید علی شاہ......لاہور

(۵۱) محمد امین بدخشی: نتائج الحرمین (احوال حضرت شیخ آدم بنوڑیؒ) کتابخانہ مولانا فضل صمدانی، بھانہ ماڑی، پشاور۔

(۵۲) محمد عمر چمکنی میاں: ظواہر (احوال شیخ سعدی لاہوری) ۱۱۱۲ھ ذخیرۂ شیرانی نمبر ۳۸۸

(۵۳) محمد اعظم کشمیری: فیض مراد، کتابخانہ دانش گاہ پنجاب نمبر ۱۱۴۲/ ۴۱۹۵

(۵۴) محمد صالح کنجاہی: سلسلۃ الاولیاء ۱۲۶۷ھ بخطِ مصنف مملوکہ پروفیسر احمد حسین احمد، گجرات

(۵۵) محمد ادریس اعوان، ڈاکٹر: شرح احوال و آثار شاہ محمد غوث گوالیاری و تصحیح بحر الحیات، مقالہ برائے حصول درجہ پی۔ایچ۔ڈی، دانش گاہ طہران ۱۹۷۲ء مملوکہ محمد اقبال مجددی

(۵۶) محمد عاقل لاہوری: تحفۃ المسلمین (مسائل مذہبی و احوال اساتذۂ مؤلف) ۱۱۶۰ھ مملوکہ محمد اقبال مجددی

(۵۷) محمد رفیع، اخوند: قران السعدین (احوال شیخ محمد سعید لاہوری و اخوند محمد مسعود پشاوری، ۱۱۶۲ھ مملوکہ محمد اقبال مجددی۔

(۵۸) محمد اشرف بن شیخ یونس لاہوری: جامع الفوائد، مملوکہ محمد اقبال مجددی

(۵۹) محمد اقبال مجددی: حیات حاجی محمد سعید لاہوری، زیرِ ترتیب ۱۹۷۴ء

(۶۰) ایضاً: حیات شاہ عنایت قادری قصوری ثم لاہوری، زیرِ تکمیل ۱۹۷۴ء

(۶۱) معین الدین بن خواجہ خاوند محمود کشمیری: المرققۃ القلوب مملوکہ جی معین الدین، لاہور

(۶۲) ایضاً: کنز السعادت۔ مخزونہ پنجاب پبلک لائبریری، لاہور

Marfat.com

(۶۳) مشتاق رام گجراتی: کرامت نامہ ۱۱۳۲ھ (حالات شاہ دولہ دریائی گجراتی) مملوکہ سید شرافت نوشاہی

(۶۴) نصیب الدین کشمیری بابا: نورنامہ (احوال مشائخ کشمیر) ذخیرۂ شیرانی نمبر ۶۳۸/ ۳۶۵۹

(۶۵) وشیرامین اللہ' ڈاکٹر: الرسالۃ الخاقانیہ (متن انتقادی) مع احوال و آثار ملاعبدالحکیم سیالکوٹی' مقالہ دانشگاہ پنجاب/ ۱۹۶۸ء

(۶۶) یعقوب بن عثمان غزنوی' خواجہ: رسالہ ابدالیہ' کتابخانہ برٹش میوزیم نمبر ۱۷۷۴ روٹوگراف مملوکہ حکیم محمد موسیٰ امرتسری لاہور

مطبوعات عربی

(۶۷) عبدالحی حسنی: نزہۃ الخواطر (ہشت جلد) حیدرآباد دکن ۱۹۶۲۔۱۹۷۰ء

(۶۸) محسن ترہتی: الیانع الجنی' دیوبند ۱۳۴۹ھ

(۶۹) محمد عبداللہ خالدی: البھجۃ السنیہ فی آداب الطریقۃ الخالدیہ' مصر ۱۳۱۹ھ

(۷۰) محمد مظہر مجددی: المناقب الاحمدیہ والمقامات السعیدیہ' قزان ۱۸۹۶ء

(۷۱) نورالدین ابوالحسن: بہجۃ الاسرار' مصر ۱۳۰۴ھ

مطبوعات فارسی

(۷۲) آزاد' میر غلام علی بلگرامی: مآثر الکرام۔ دفتر اوّل۔ آگرہ ۱۳۱۰ھ

(۷۳) ابوالفضل: آئینِ اکبری بہ تصحیح سرسیّد احمد خاں' دہلی ۱۲۷۲ھ

(۷۴) ابوالمعالی شاہ لاہوری: تحفۃ القادریہ' سیالکوٹ ۱۳۱۰ھ

(۷۵) اصغر علی: جواہر فریدی' لاہور ۱۸۸۸ء

(۷۶) احمد ابوالخیر مکی: ہدیہ احمدیہ (انساب اولاد حضرت مجدد الف ثانیؒ) کانپور ۱۳۱۳ھ

(۷۷) امام بخش: حدیقۃ الاسرار فی اخبار الابرار' مطبوعہ

Marfat.com

(۷۸) امام دین: نافع السالکین، لاہور ۱۲۸۵ھ

(۷۹) الہدیہ چشتی: سیر الاقطاب، لکھنؤ ۱۹۱۳ء

(۸۰) امیر خرد: سیر الاولیاء، دہلی ۱۳۰۲ھ

(۸۱) باقی باللہ خواجہ: کلیاتِ خواجہ باقی باللہ دہلوی مرتبہ ڈاکٹر برہان احمد فاروقی، لاہور ۱۹۶۷ء

(۸۲) ایضاً: مشائخ طرق اربعہ، کراچی ۱۹۶۹ء

(۸۳) بدرالدین سرہندی: وصالِ احمدی، کراچی ۱۳۸۸ھ

(۸۴) ایضاً: حضرات القدس، دفتر دوم مرتبہ محبوبِ الٰہی، لاہور

(۸۵) بایزید بیات: تذکرہ ہمایوں واکبر، کلکتہ ۱۹۴۱ء

(۸۶) بشیر حسین ڈاکٹر: فہرست مخطوطات شیرانی سہ جلد، لاہور ۱۹۶۸ء۔۱۹۷۳ء

(۸۷) ایضاً: فہرست مخطوطات شفیع، لاہور ۱۹۷۲ء

(۸۸) برنی، ضیاء الدین: تاریخ فیروز شاہی، کلکتہ ۱۸۶۲ء

(۸۹) بہاء الدین کشمیری: سلطانی (احوال سلطان حمزہ کشمیری) لاہور ۱۹۲۳ء

(۹۰) پیر محمد لاہوری: حقیقت الفقراء، لاہور ۱۹۶۶ء

(۹۱) جامی، مولانا: نفحات الانس۔ لکھنؤ ۱۳۱۷ھ

(۹۲) جہانگیر بادشاہ: تزکِ جہانگیری بتصحیح سر سیّد احمد خاں، مطبوعہ علی گڑھ

(۹۳) جمال الدین ابوبکر: تذکرہ قطبیہ مرتبہ غلام دستگیر نامی، لاہور ۱۹۵۲ء

(۹۴) حسن سجزی امیر: فوائد الفواد مرتبہ ملک لطیف، لاہور ۱۹۶۶ء

(۹۵) حمید شاعر قلندر: خیر المجالس مرتبہ خلیق احمد نظامی، علی گڑھ ۱۹۵۹ء

(۹۶) داراشکوہ شہزادہ: سفینۃ الاولیاء، لکھنؤ ۱۹۰۰ء

(۹۷) ایضاً: سکینۃ الاولیاء مرتبہ ڈاکٹر تاراچند، طہران ۱۹۶۵ء

Marfat.com

(۹۸) داؤد خاکی: وِردالمریدین‘ لاہور ۱۸۹۴ء

(۹۹) درگاہ قلی خاں: مرقع دہلی (دہلی بارھویں صدی ہجری میں) دہلی (س۔ن)

(۱۰۰) رکن الدین: لطائفِ قدوسیہ‘ دہلی ۱۳۱۱ھ

(۱۰۱) سیف الدین خواجہ سرہندی: مکتوبات سیفیہ جامع مولانا محمد اعظم مرتبہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں‘ کراچی (س۔ن)

(۱۰۲) شاہ حسین لاہوری: تہنیت‘ مرتبہ محمد اقبال مجددی مشمولہ مجلہ صحیفہ‘ لاہور‘ جولائی ۱۹۷۲ء

(۱۰۳) شمیم زیدی: احوال و آثار حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی و تصحیح خلاصۃ العارفین‘ اسلام آباد ۱۹۷۵ء

(۱۰۴) شیر خاں لودھی: مراۃ الخیال‘ کول علی گڑھ ۱۸۵۴ء

(۱۰۵) عبدالحق شیخ‘ دہلوی: اخبار الاخیار‘ میرٹھ ۱۲۷۸ھ

(۱۰۶) ایضاً: کتاب المکاتیب والرسائل‘ دہلوی ۱۲۶۷ھ

(۱۰۷) عبدالقادر بدایونی: منتخب التواریخ‘ نولکشور‘ لکھنؤ

(۱۰۸) ایضاً: نجات الرشید مرتبہ ڈاکٹر سید معین الحق‘ لاہور ۱۹۷۲ء

(۱۰۹) عبدالحمید لاہوری: بادشاہ نامہ‘ کلکتہ ۱۸۶۸ء

(۱۱۰) عبدالواحد بلگرامی: سبع سنابل‘ کانپور ۱۲۹۹ھ

(۱۱۱) عبدالقدوس گنگوہی شیخ: انوار العیون‘ لکھنؤ ۱۲۹۵ھ

(۱۱۲) ایضاً: مکتوبات قدوسیہ جامع رکن الدین بڈھن‘ دہلی ۱۲۷۸ھ

(۱۱۳) عبدالقادر ٹھٹھوی: حدیقۃ الاولیاء ۱۰۱۶ھ مرتبہ حسام الدین راشدی‘ سندھ ۱۹۶۷ء

(۱۱۴) عزیز الدین وکیلی فوفلزئی: تیمور شاہ دُرّانی‘ دو جلد‘ کابل ۱۳۴۶ش

(۱۱۵) عفیف‘ شمس سراج: تاریخ فیروز شاہی‘ کلکتہ ۱۸۹۰ء

(۱۱۶) علی رضا نقوی: تذکرہ نویسی فارسی در ہند و پاکستان‘ طہران ۱۹۶۴ء

Marfat.com

(۱۱۷) غازی الدین، نظام: مناقب فخریہ، دہلی ۱۳۱۵ھ

(۱۱۸) غلام سرور، مفتی لاہوری: خزینۃ الاصفیاء، مطبع ثمر ہند، لکھنؤ ۱۸۷۳ء

(۱۱۹) غلام علی دہلوی شاہ: رسالہ در حالات و مقامات حضرت مرزا مظہر جان جانان (مقاماتِ مظہری) دہلی ۱۲۶۹ھ

(۱۲۰) ایضاً. رسائل سبع سیارہ، مطبع نقشبندی ۱۲۸۲ھ

(۱۲۱) کیخسر و اسفندیار: دبستان مذاہب، بمبئی ۱۲۷۷ھ

(۱۲۲) ایضاً: مثنویات فانی مرتبہ امیر حسن عابدی، کشمیر ۱۹۶۴ء

(۱۲۳) فرحت، فرح بخش: اذکار قلندری مرتبہ پیر غلام دستگیر نامی، لاہور ۱۹۵۷ء

(۱۲۴) فرشتہ: تاریخ فرشتہ (گلشن ابراہیمی) لکھنؤ ۱۲۸۱ھ

(۱۲۵) فقیر اللہ علوی شاہ شکارپوری: مکتوبات، لاہور ۱۹۱۹ء

(۱۲۶) قانع ٹھٹھوی: تحفۃ الکرام مرتبہ حسام الدین راشدی، سندھ

(۱۲۷) ایضاً: مقالات الشعراء مرتبہ حسام الدین راشدی، سندھ ۱۹۵۷ء

(۱۲۸) قلندر شاہ: دیوان قلندر شاہ، مرتبہ پیر غلام دستگیر نامی، لاہور

(۱۲۹) لطف اللہ انبالوی: ثمرات الفواد (احوال میراں بھیکھ چشتیؒ) دہلی

(۱۳۰) شاہ محمد غوث لاہوریؒ: رسالہ در کسبِ سلوک و بیان معرفت، پشاور ۱۲۸۳ھ

(۱۳۱) محمد ہاشم کشمی خواجہ: زبدۃ المقامات، لکھنؤ ۱۳۰۷ھ

(۱۳۲) محمد صالح کنبو لاہوری: عمل صالح (شاہ جہان نامہ) لاہور ۱۹۷۲ء

(۱۳۳) محمد اعظم دیدہ مری: تاریخ کشمیر اعظمی (واقعات کشمیر) کشمیر ۱۳۵۵ھ

(۱۳۴) محمد اسلم پسروری: فرحت الناظرین، آخری باب تراجم اعیان مرتبہ ڈاکٹر محمد شفیع مشمولہ اورینٹیل کالج میگزین، مئی و اگست ۱۹۲۸ء، و اُردو ترجمہ و حواشی محمد ایوب قادری، کراچی ۱۹۷۲ء

Marfat.com

(۱۳۵) محمد اکرم براسوی: اقتباس الانوار، لاہور ۱۸۹۵ء

(۱۳۶) محمد فضل اللہ مجددی: عمدۃ المقامات، سندھ ۱۳۵۵ھ

(۱۳۷) محمد مظہر مجددی: مناقب احمدیہ و مقامات سعیدیہ، دہلی ۱۲۸۲ھ

(۱۳۸) محمد سعید خواجہ بن حضرت مجدد الف ثانیؒ: مکتوبات خواجہ سعیدؒ مرتبہ حکیم عبدالمجید سیفی، لاہور

(۱۳۹) محمد معصوم خواجہ بن حضرت مجددؒ: مکتوبات معصومیہ جلد اول، کانپور ۱۳۰۴ھ

(۱۴۰) محمد مقیم: وقائع سیالکوٹ (۱۰۷۱ھ) (احوال شہادت امام علی الحق سیالکوٹی) مرتبہ ڈاکٹر عبداللہ چغتائی، لاہور ۱۹۷۲ء

(۱۴۱) محمد تقی دانش پژدہ: فہرست میکرو فیلمہای کتابخانہ مرکزی دانش گاہ طہران، طہران ۱۹۶۹ء

(۱۴۲) محمد تقی دانش پژوہ و ایرج افشار: نسخہ ہائی خطی، تہران ۱۹۶۹ء

(۱۴۳) محمد حسین تسبیحی: فہرست نسخہ ہائی خطی کتابخانہ گنج بخش اسلام آباد۔ اسلام آباد ۱۹۷۱ء

(۱۴۴) محمود: ملفوظات نقشبندیہ (ملفوظات باب شاہ مسافر اورنگ آبادی ف ۱۱۲۶ھ) اورنگ آباد ۱۳۵۲

(۱۴۵) موسیٰ پاک شہید ملتانی: تیسر الشاغلین، فیروز پور ۱۳۰۹ھ

(۱۴۶) نجم الدین حاجی: مناقب المحبوبین، لاہور ۱۳۱۱ھ

(۱۴۷) نظام الدین احمد ہروی: طبقاتِ اکبری نولکشور، لکھنؤ ۱۲۹۲ھ

(۱۴۸) نظام غریب یمنی: لطائف اشرفی (ملفوظات حضرت اشرف جہانگیر سمنانیؒ) دو جلد ۱۲۹۸ھ

(۱۴۹) نفحات المحبوب فی احیاء القلوب: مطبوعہ

(۱۵۰) نعیم اللہ بہرائچی: معمولاتِ مظہریہ، کانپور ۱۲۷۵ھ

Marfat.com

(۱۵۱) نورالدین حسن فخری: فخر الطالبین، دہلی ۱۳۱۵ھ

(۱۵۲) ہادی علی: مناقب حافظیہ (احوال وملفوظات حافظ محمد علی) کانپور ۱۳۰۵ھ

(۱۵۳) وحدت، عبدالاحد شاہ گل: گلشن وحدت (مکتوبات شیخ وحدت) جامع خواجہ محمد مراد
تنگ کشمیری، کراچی ۱۹۶۶ء

(۱۵۴) وڈیرہ گنیش داس: چار باغ پنجاب مرتبہ کرپال سنگھ، امرتسر ۱۹۶۵ء

(۱۵۵) ولی اللہ شاہ: انتباہ فی سلاسل الاولیاء

(۱۵۶) ایضاً: شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات مرتبہ خلیق احمد نظامی (دہلی ۱۹۶۹ء)

(۱۵۷) ایضاً: انفاس العارفین، دہلی ۱۳۳۵ھ

(۱۵۸) یار محمد: انتخاب مناقب سلیمانی، لاہور ۱۳۱۵ھ

مطبوعات اُردو

(۱۵۹) ابرار حسین فاروقی: تذکرہ جواہر زواہر (فہرست مخطوطات اٹاوہ میوزیم، اٹاوہ ۱۹۵۹ء

(۱۶۰) ابوالفضل محمد احسان: سوانح عمری حضرت مجدد الف ثانیؒ، دہلی ۱۹۲۶ء

(۱۶۱) ابوالحسن: مقامات گل محمدیہ، مدراس ۱۳۰۷ھ

(۱۶۲) احمد علی خاں: تذکرہ کاملان رام پور، دہلی ۱۹۲۹ء

(۱۶۳) احمد خاں سرسیّد: آثار الصنادید، دہلی ۱۹۶۵ء

(۱۶۴) الٰہ بخش خاں: خاتم سلیمانی، لاہور ۱۳۳۵ھ

(۱۶۵) اعجاز الحق قدوسی: شیخ عبدالقدوس گنگوہی، کراچی ۱۹۶۱ء

(۱۶۶) ایضاً: تذکرہ صوفیہ پنجاب، کراچی

(۱۶۷) امیر شاہ قادری: حضرت عبداللہ صحابی ٹھٹھوی، پشاور ۱۹۷۱ء

(۱۶۸) ایضاً: تذکرہ مشائخ قادریہ حسنیہ، پشاور ۱۹۷۲ء

(۱۶۹) ایضاً: تذکرہ علماء ومشائخ سرحد، پشاور ۱۹۷۳ء

Marfat.com

(۱۷۰) امام الدین گلشن آبادی: برکات الاولیاء، دہلی ۱۳۲۲ھ

(۱۷۱) امیر بخش: انوار شمسیہ، لاہور ۱۳۳۵ھ

(۱۷۲) بلال زبیری: تذکرہ اولیائے جھنگ، لاہور ۱۹۶۸ء

(۱۷۳) جمال اللہ بن شاہ جیون: مناقبِ موسوی ۱۱۵۲ھ (احوال شیخ موسیٰ آہنگر لاہوری ف ۱۹۶۲ء، اُردو ترجمہ محمد علی، لاہور ۱۹۶۱ء

(۱۷۴) خلیق احمد نظامی: تاریخ مشائخ چشت جلد چہارم، دہلی ۱۹۵۳ء

(۱۷۵) ایضاً: حیات شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ، دہلی ۱۹۵۴ء

(۱۷۶) ایضاً: ملفوظات کی تاریخی اہمیت، مقالہ مشمولہ نذر عرشی مرتبہ مالک رام و مختار الدین احمد، دہلی ۱۹۶۵ء

(۱۷۷) دین محمد: احترام الاصفیاء (نشاطِ حافظیہ) علی گڑھ ۱۹۳۱ء

(۱۷۸) داراشکوہ: حسنات العارفین (شطحیات) ترجمہ محمد عمر، لاہور (س۔ن)

(۱۷۹) رافت رؤف احمد مجددی: جواہر علویہ اردو ترجمہ، لاہور (س۔ن)

(۱۸۰) رحمان علی: تذکرہ علمائے ہند۔ ترجمہ و حواشی محمد ایوب قادری، کراچی ۱۹۶۱ء

(۱۸۱) رسالہ در حالت شاہ بلاول لاہوری اردو ترجمہ، لاہور (س۔ن)

(۱۸۲) رحیم بخش دہلوی: حیات ولی (حیات شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ)، لاہور (س۔ن۔)

(۱۸۳) روشن علی: تذکرہ رولیائے رائچور، دکن

(۱۸۴) زوار حسین سیّد: حضرت مجدد الف ثانیؒ، کراچی ۱۹۷۲ء

(۱۸۵) سخاوت مرزا: تذکرہ مخدوم جہانیاں، دکن ۱۹۶۲ء

(۱۸۶) شبیر شاہ: انوار محی الدین (سوانح حضرت مولانا غلام محی الدین قصوریؒ)، لائل پور ۱۹۶۶ء

(۱۸۷) شرافت نوشاہی سیّد: عبدالرحمٰن پاک نوشاہی (سوانح)، مرید کے

(۱۸۸) شرف الدین قریشی: جامع الکرامات، ترجمہ سیّد فرزند علی، بہاولپور ۱۹۱۵ء

(۱۸۹) شہراللہ: تذکرہ حمیدیہ (احوال سلطان حمید الدین حاکم) ترجمہ پیر غلام دستگیر نامی، لاہور

(۱۹۰) ظہورالدین احمد ڈاکٹر: شاہ ابوالمعالیؒ لاہوری (شاعر) مقالہ مشمولہ نذر رحمٰن، لاہور ۱۹۶۶ء

(۱۹۱) عبدالرزاق قریشی: مرزا مظہر اور ان کا کلام، بمبئی ۱۹۶۰ء

(۱۹۲) عبدالقادر رام پوری: علم وگل، مرتبہ محمد ایوب قادری، کراچی ۱۹۶۱ء

(۱۹۳) عبدالاوّل جونپوری: مفید المفتی، لکھنؤ ۱۳۲۶ھ

(۱۹۴) عبدالرحیم: لباب المعارف العلمیہ (فہرست مخطوطات اسلامیہ کالج، پشاور)، آگرہ ۱۹۱۸ء

(۱۹۵) علی محمود جاندار: درّ نظامی اُردو ترجمہ مطبوعہ

(۱۹۶) علیم اللہ جالندھری: تحفۃ الصالحین ترجمہ نزہۃ السالکین، لاہور (س۔ن)

(۱۹۷) غوث محی الدین سیّد: شرف الانساب، دکن ۱۹۳۳ء

(۱۹۸) غوثی حسن بن موسیٰ: اذکارِ ابرار ترجمہ گلزارِ ابرار ترجمہ فضل الدین، آگرہ ۱۳۲۶ھ

(۱۹۹) فقیر محمد جہلمی: حدائق الحنفیہ، لکھنؤ ۱۹۰۶ء

(۲۰۰) فوق محمد دین: ملک العلماء ملا عبدالحکیم سیالکوٹی، لاہور ۱۹۲۴ء

(۲۰۱) ایضاً: تذکرہ علماء ومشائخ لاہور، لاہور ۱۹۲۰ء

(۲۰۲) قائم الدین: ذکر مبارک (احوال اعیان مکان شریف)، امرتسر ۱۹۴۰ء

(۲۰۳) کنھیا لال: تاریخ لاہور، لاہور ۱۸۸۴ء

(۲۰۴) گل حسن شاہ: تذکرہ غوثیہ، مطبوعہ ۱۳۰۱ھ/۱۸۸۴ء

(۲۰۵) محمد قاسم راجوردی: حیات بری امام، راولپنڈی (س۔ن)

Marfat.com

(۲۰۶) محمد بخش میاں: بوستان قلندری، لاہور

(۲۰۷) محمد شفیع مولوی ڈاکٹر: اولیائے قصور، لاہور ۱۹۷۲ء

(۲۰۸) محمد اسلم: دینِ الٰہی اور اس کا پس منظر، لاہور ۱۹۷۰ء

(۲۰۹) محمد الدین صوفی: ذکرِ حبیب، پنڈی بہاء الدین ۱۳۴۲ھ

(۲۱۰) محمد حسن للٰہی: حالات مشائخ نقشبندیہ مجددیہ، مراد آباد ۱۳۲۳ھ

(۲۱۱) محمد ابراہیم قصوری: خزینۂ معرفت، شرقپور (س۔ن)

(۲۱۲) محمد ایوب قادری: مخدوم جہانیاں جہاں گشت بخاریؒ کراچی ۱۹۶۳ء

(۲۱۳) محمد شفیع صاحبزادہ: سوانح میاں وڈا لاہوری، لاہور ۱۹۰۹ء

(۲۱۴) محمد موسیٰ امرتسری: مقدمہ کشف المحجوب ترجمہ مولانا ابوالحسنات سید محمد قادری، لاہور ۱۳۹۳ھ

(۲۱۵) محمد اسلم: تاریخی مقامات، لاہور ۱۹۷۰ء

(۲۱۶) محمد جیون داجلی: لطائف سیریہ، لاہور

(۲۱۷) محمد اقبال مجددی: احوال و آثار عبداللہ خویشگی قصوری، لاہور ۱۹۷۲ء

(۲۱۸) محمود شیرانی: مقالاتِ شیرانی مرتبہ مظہر محمود شیرانی، جلد پنجم، لاہور

(۲۱۹) محمود عالم مفتی: ذکر جمیل (اذکار اولاد شیخ الاسلام شہاب الدین انور خصوصاً مفتی غلام سرور لاہوری) لاہور ۱۹۶۸ء

(۲۲۰) منظور الحق صدیقی: شاہ لطیف بری، لاہور ۱۹۷۰ء

(۲۲۱) محمد اقبال مجددی: مادھو لال حسین مقالہ مشمولہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ دانش گاہ پنجاب، لاہور

(۲۲۲) مقصود ناصر: تاریخ شیخوپورہ، لاہور ۱۹۶۳ء

(۲۲۳) معنی اجمیری: سوانح حضرت بابا فرید الدین گنج شکر، ۱۹۲۷ء

(۲۲۴) مسلم نظامی: انوار الفرید، پاک پٹن ۱۹۶۵ء

(۲۲۵) مشتاق احمد امیٹھوی: انوار العاشقین، حیدر آباد دکن ۱۳۳۲ھ

(۲۲۶) معین عبدالمعبود: روائج النظام (سوانح شاہ نظام الدین اورنگ آبادیؒ)، دہلی ۱۳۴۴ھ

(۲۲۷) مظہر جان جاناں مرزا: خطوط مرزا مظہر، ترجمہ خلیق انجم، دہلی ۱۹۶۲ء

(۲۲۸) محبّ الحسن: کشمیر سلاطین کے عہد میں، دار المصنفین اعظم گڑھ ۱۹۶۷ء

(۲۲۹) منظور احسن عباسی: فہرست مخطوطات عربی (فارسی پنجاب پبلک لائبریری) لاہور ۱۹۶۶ء

(۲۳۰) نامی، غلام دستگیر، پیر: تاریخ جلیلہ، لاہور ۱۹۶۰ء

(۲۳۱) ایضاً: سوانح حضرت شاہ محمد غوث لاہوری، لاہور (س۔ن)

(۲۳۲) ایضاً: بزرگانِ لاہور، لاہور ۱۹۶۶ء

(۲۳۳) ایضاً: بی بیاں پاکدامن، لاہور ۱۹۳۵ء

(۲۳۴) نسیم ایم ایس۔ تذکرہ شاہ دولہ گجراتی، لاہور ۱۹۷۰ء

(۲۳۵) نذر صابری: نوادرات اٹک، اٹک ۱۹۶۳ء

(۲۳۶) نور احمد چشتی: تحقیقاتِ چشتی، لاہور پیسہ اخبار لاہور ایڈیشن

(۲۳۷) نور احمد خاں فریدی: تذکرہ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانیؒ، ملتان ۱۹۵۴ء

(۲۳۸) ایضاً: تذکرہ حضرت شاہ رکن عالم ملتانیؒ، ملتان ۱۹۶۱ء

(۲۳۹) ایضاً: تذکرہ حضرت شیخ صدر الدین عارفؒ، ۱۹۵۸ء

(۲۴۰) ہاشمی فرید آبادی: آثر لاہور، لاہور ۱۹۵۶ء

(۲۴۱) وحید احمد مسعود: سوانح بابا فرید الدین گنج شکر، کراچی ۱۹۶۵ء

متفرق مطبوعات

(۲۴۲) اثر، عبدالحلیم افغانی، قاضی: روحانی رابطہ اور روحانی تڑون، پشاور ۱۳۸۲ھ (بزبان پشتو

(۲۴۳) بلھے شاہ، بابا: کلیات بلھے شاہ مرتبہ فقیر محمد فقیر، لاہور (بزبان پنجابی)

(۲۴۴) محمد الدین: باغ اولیائے ہند' لاہور ۱۹۲۸ء (پنجابی منظوم)

رسائل کے مضامین

(۲۴۵) اظہر' ظہور احمد: مفتی عبدالسلام لاہوری' مشمولہ المعارف ادارۂ ثقافت اسلامیہ' لاہور مئی ۱۹۷۰ء

(۲۴۶) امین اللہ علوی: شاہ فقیر اللہ علوی شکارپوری' مشمولہ الرحیم حیدر آباد سندھ' مئی ۱۹۷۲ء (بزبان سندھی)

(۲۴۷) شجاع الدین: خانقاہ شیخ کا کو چشتی' مجلّہ بہار دیال سنگھ کالج' لاہور ۱۹۵۴ء

(۲۴۸) عبدالحی حبیبی: تاریخ وفات داتا گنج بخش علی ہجویری غزنوی' اورینٹیل کالج میگزین فروری ۱۹۶۰ء

(۲۴۹) لطیف ملک: ملفوظات حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی' صحیفہ' لاہور جنوری ۱۹۷۱ء

(۲۵۰) محمد اقبال مجددی: حدائقِ داؤدی۔ مجلّہ برہان ندوۃ المصنفین' دہلی نومبر ۱۹۶۷ء

(۲۵۱) ایضاً: ذخیرہ مولوی شمس الدین مرحوم کے چند نادر مخطوطات' المعارف' لاہور' اگست ۱۹۷۰ء

(۲۵۲) ایضاً: تحفۃ الواصلین اور اس کا سالِ تصنیف' معارف' دارالمصنفین' اعظم گڑھ' نومبر ۱۹۶۷ء

(۲۵۳) ایضاً: شیخ علی متقی' رسالہ سرحد' کراچی' مارچ ۱۹۷۴ء

(۲۵۴) محمد عمراں خاں' قاضی: معین بن خاوند محمود اور ان کی تصانیف' معارف اعظم گڑھ' مارچ ۱۹۶۷ء

(۲۵۵) محمد اسلم: تذکرہ الشیخ والخدم ۱۰۵۴ھ مؤلفہ صورت سنگھ (احوال شیخ حسو تیلی لاہوری) المعارف لاہور' اکتوبر ۱۹۷۳ء

(۲۵۶) محمد ابراہیم ڈار: جہاں آراء کی ایک غیر معروف تصنیف صاحبیہ اورینٹیل کالج

Marfat.com

میگزین اگست ۱۹۳۷ء

(۲۵۷) محمد عضدالدین خاں: مقالات طریقت مؤلفہ عبدالرحیم حیدر آبادی' معارف اعظم گڑھ ستمبر ۱۹۶۵ء

English

(258) Storey, C.A: Persian Literature, Vol:1, Part: II, London 1953.

(259) Nizami, Khaliq Ahmad: Life and Times of Sh: Farid-u-Din, Aligarh, 1955.

(260) M. Slim: Shaykh Nizam-ud-Din Auliya and the Sultans of Dehli: Journal, Historical Society, Karachi, January 1967.

(261) M. Latuf: Lahore, Lahore, 1892

(262) Friedmann Yohan: Shaykh Ahmad Sirhindi Canda 1971.

(263) Abdul Muqtadir: Catalogue of Arabic and Persian Manuscripts in the Oriental Public Library at Bankipur, Calcutta, 1908-39.

(265) Abdullah: S.N. Cat Persian, Urdu and Arabic Mss. in the Punjab University Lib: Lahore, 1942-1948.

تمام شد کتاب حدیقۃ الاولیاء تالیف مفتی غلام سرور لاہوری
با مقدمہ و تصحیح و حواشی و تذہیب محمد اقبال مجددی مہتمم دار المؤرخین'

Marfat.com

لاہور و لکچرر تاریخ، شاہ حسین کالج، لاہور ۱۲ دسمبر ۱۹۸۴ء

☆☆☆☆☆

Marfat.com

عکسیات

Marfat.com

حدیقۃ الاولیاء کی اس اشاعت میں ان مشائخ کرام کی خودنوشت تحریرات کے عکس شامل کیے گئے ہیں:

۳۲۔تحریر حضرت شاہ رضا قادری لاہوریؒ۔ برورق اوّل' کتاب مطالع الطالبین خطی۔ مخزونہ کتابخانہ گنج بخش مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان' راولپنڈی۔

۳۷۔مناجات حضرت شاہ محمد غوث لاہوری بن حضرت سید حسن پشاوریؒ حال بملک مولانا محمد امیر شاہ قادری پشاوری۔

۸۳۔مکتوب شریف بخطِ حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ مملوکہ مولانا زید ابوالحسن دہلی۔ ماخوذ از کتاب عرفانیات باقی۔

۹۷۔ترقیمہ رسالہ علم میراث کتبہ ومؤلفہ حضرت مولانا غلام محی الدین قصوریؒ۔ مملوکہ حکیم سیّد ارشاد حسین صاحب قصور۔

۱۴۹۔اجازت نامہ بخط حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ۔خطی نسخہ مخزونہ کتابخانہ خدا بخش۔ پٹنہ۔

۱۵۴۔سند بخاری شریف بخط ومہر حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ۔ مملوکہ حکیم سید ارشاد حسین صاحب' قصور۔

۲۴۰۔تین دستاویزات متعلقہ مسجد وزیر خان لاہور و خاندان حافظ محمد صدیق لاہوری۔

• ۔تحریر ومہر حضرت مولانا محمد باقر بن شرف الدین لاہوری خلیفہ حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی حال بملک مولانا عبدالرشید۔ مالک مرکزِ نوادر کتب خانہ رشیدیہ' لاہور۔

- ۔تحریر و مہر حضرت شاہ عبدالاحد معروف بہ میاں کالو مجددی۔ مخزونہ کتاب خانہ گنج بخش، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، راولپنڈی۔
- ۔مکتوب پروفیسر خلیق احمد نظامی، (علی گڑھ) حدیقۃ الاولیاء کے متعلق رائے۔

Marfat.com

نظری لکل شیء مالک الا وجهک الکریم ولا یبقی فی بصیرتی وبصری الا وجهک الکریم وار
الٰی احد من اولیائک یحببنی الیک الٰی ارجو من فضلک ان تجیرنی من النار
برحمتک یا ارحم الراحمین وصلی الله علی خیر خلقه محمد وآله واصحابه اجمعین آمین

بنامه نقطه ای از کتم
با الطاف از کیسه خادم و محقق و معتقد درویشان
بلکه خاکپای ایشان برای عفو و نور عفو عفو ادر علم
الحمد لله حالی صفو احمد در نقش الله ابو هاشم نوشته و نسبت حصه
این دعا را فیض کند و ... اشتراوا ... و ... در دو شیشه
قدر نعم کرده اند

این مناجات بخط حضرت شاه محمد غوث بن زین حسن قادری لاهوری است
حال بملک مولانا سید محمد امیر شاه قادری مدظله ساکن یکه توت پشاور

حرره
محمد اقبال مجددی
۲۵ مئی ۱۹۷۵ء

Marfat.com

مکتوب شریف امام ربانی مجدد الف ثانی

بنام شیخ فرید بخاری از دست مبارک ایشان

ایں مکتوب شریف در جلد اول مکتوبات امام ربانی به نمبر دو صد و سیزدهم موجود است

بحرمت نبیکم الامجد علیه و علی آله الصلوات
والتسلیمات

قال الله سبحانه و تعالی هل جزاء الاحسان الا الاحسان
می داند که احسان شما را اگر بالاحسان مکافات نمایم
آنکه درا [illegible] نیک [illegible] سلامتی دارین [illegible]
باشد الحمد لله سبحانه والمنة که [illegible]
احسان دیگر که لایق مکافات است موعظه و تذکیرست
اگر در معرض قبول افتد چه نعمت است [illegible]
خلاصهٔ مواعظ و منبع نتایج اختلاط و انبساط باهل [illegible]
و اصحاب تشیع است [illegible] و [illegible] و ربط المسلوک
صحبت اهل سنت و جماعت [illegible] که فرقهٔ ناجیه اند
اسلامیه نجات [illegible] متابعت این بزرگواران
محال است و [illegible] اتباع آرای ایشان [illegible] اهل عقلی
و نقلی [illegible] صحابه [illegible] را احتمال تخلف [illegible]
دیگر معلوم شود که شخصی برابر دانه خردلی از صراط مستقیم
این بزرگواران جدا افتاده است صحبت او سم قاتل
باید نمود و مجالست او [illegible] باید انگاشت
علمای بی باک از هر فرقه که باشند لصوص دین اند
از صحبت اینها نیز از ضروریات است این همه فتنه و فساد
که در دین پیدا شده است از شومی اینهاست [illegible]
دنیای [illegible] آخرت را بر باد داده اند اولئک الذین اشتروا
الضلالة بالهدی فما ربحت تجارتهم وما کانوا مهتدین
ابلیس لعین را شخصی دید که آسوده و فارغ [illegible]
نشسته است [illegible] از اغوا و اضلال کوتاه کرده

ماخوذ از عرفانیات باقی مرتبہ نظام الدین احمد کاظمی حیرت ـ مطبوعہ دہلی ۱۹۷۰ء

Marfat.com

والمرتدة فيهما لهم قبل اللحوق عند جميع اصحابنا رحمهم الله تعالى
وكسبا هما بعده فيئ بالاجماع وكلاهما للذين ان كان احد
من الاخوة ازتد اهل قريته والاسير مسلم واذا ازتد فرقتا
وعند عدم العلم مفقود واذا لم يعلم تقديم موت احد
من جماعة جعل كانهم ماتوا معا ومال كل لورثته
وهو المختار وعليه الفتوى والحمد لله على الاتمام والا
وعلى رسوله الصلوة والسلام واتوب اليه من جميع الذنوب والآثام

كاتب الحروف محرر السطور العبد المسكين اذنب المذنبين الفقير الحقير
غلام محي الدين ابن صاحب السني وقع والصفا الموصوف بصفة
الانابة والاجتبا الشيخ الراج المصطفى الحقه الله بالرفيق الاعلى
ابن الشيخ العالم العامل والعارف الكامل قطب الخلائق غوث الطالق
صاحب الولاية العلى الشيخ الحافظ المرتضى رضي الله تعالى عنه وارضاه امين

Marfat.com

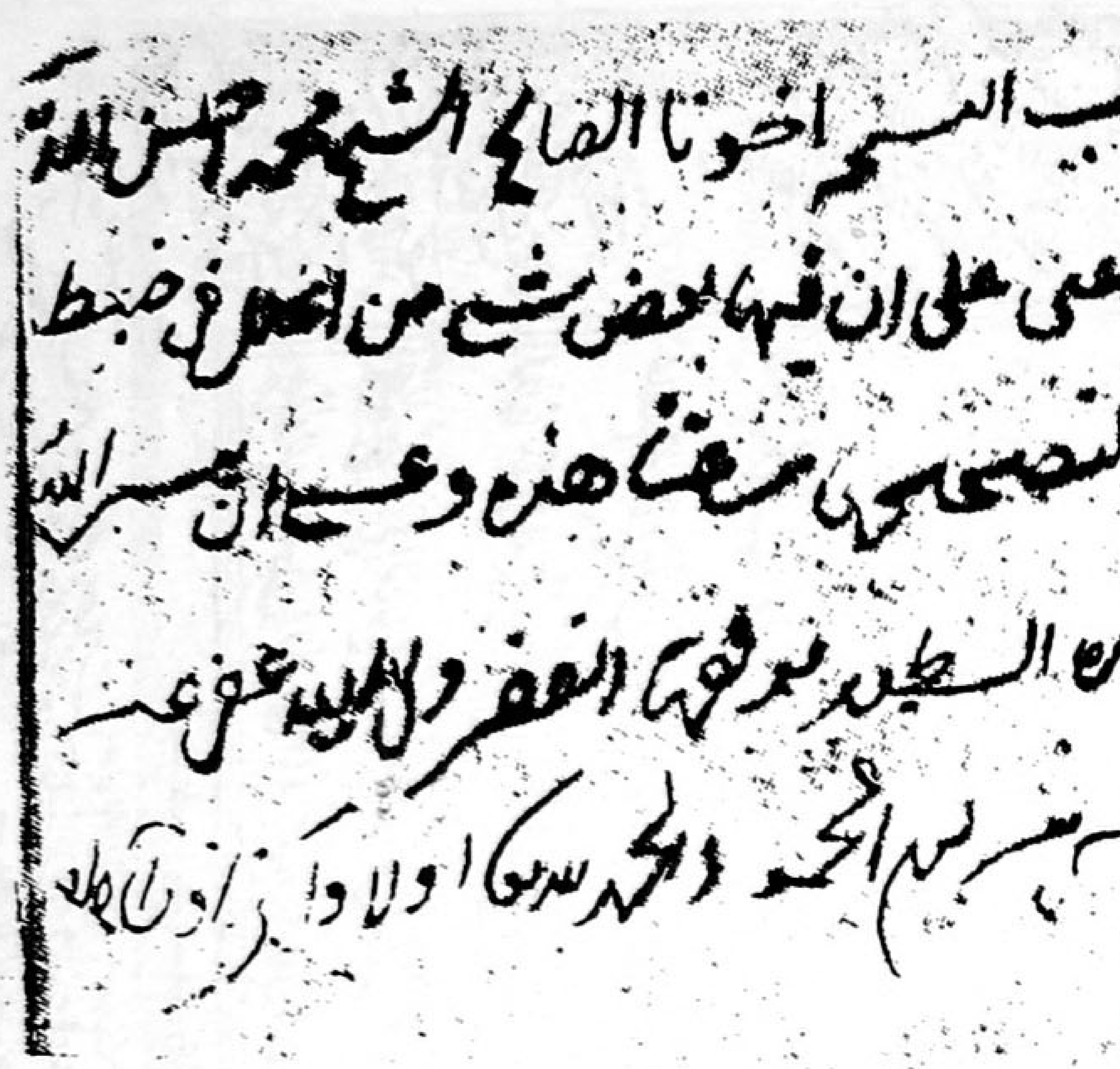
الحمد لله قد قرأ علي من اوله لكتاب صحيح مسلم اخونا الفاضل الشيخ محمد حسن اصلح الله
باله واصلح حاله فأجزت له برواية عني على ان فيها بعض شيء من الغلط في ضبط
الاسماء لا سيما اسماء المغاربة - فليتوجه لتصحيح نسخته هذه وعسى ان ييسر الله
لنا ذلك في الزمان المستقبل [illegible] الفقير ولي الله عفي عنه
اوائل محرم سنة ١١٦٠ [illegible]

حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ کے دست مبارک کا لکھا ہوا اجازت نامہ جو کتاب خانہ خدابخش (پٹنہ) کے صحیح بخاری کے ایک نسخہ سے حاصل کیا گیا ہے

سند بخاری شریف

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین و الصلوة والسلام علی رسوله

محمد شفیع المذنبین و علی آله و اصحابه الهادین

اما بعد میگوید فقیر عبد العزیز دهلوی

عفی الله عنهم که مولوی غلام محی الدین صاحب

اجازت [illegible] و تعلیم احادیث رسول رب

العالمین بشرط مراعات الطریق المرضی عند اهل السنة والجماعة

[illegible] والقوم و ملک الغیر [illegible]

کلام مجید دادم و سند کتاب حدیث الصحیح البخاری

سند بخاری شریف بخط حضرت شاه عبد العزیز دهلوی رح بتحقیق محمد اقبال مجددی ۱۳۹۳ھ

حدیث صحیح بخاری بسبب آنکہ سند دادم و سندہ ہذا

اخبرنا شیخنا واستاذنا ووالدنا الشیخ ولی اللہ

بن الشیخ عبد الرحیم الدہلوی قال اخبرنا شیخنا

ابو طاہر محمد بن ابراہیم الکردی المدنی قال اخبرنا

ابی قال نا احمد القشاشی قال نا احمد الشناوی قال

نا الشمس الرملی قال نا الزین زکریا قال نا الحافظ ابن حجر

العسقلانی قال نا البرہان ابراہیم التنوخی الشامی نا احمد الحجار

نا السراج الحسین الزبیدی نا ابو الوقت السجزی نا الداؤدی

نا الحموی نا الفربری نا الحافظ ابو عبد اللہ محمد بن

اسمعیل البخاری

سند بخاری شریف بخط حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی بتحقیق محمد اقبال مجددی ۱۴۱۲ھ

ا. بحوالہ ملک مولانا عبدالرشید سیالکوٹی
کتب خانہ رشیدیہ-لاہور

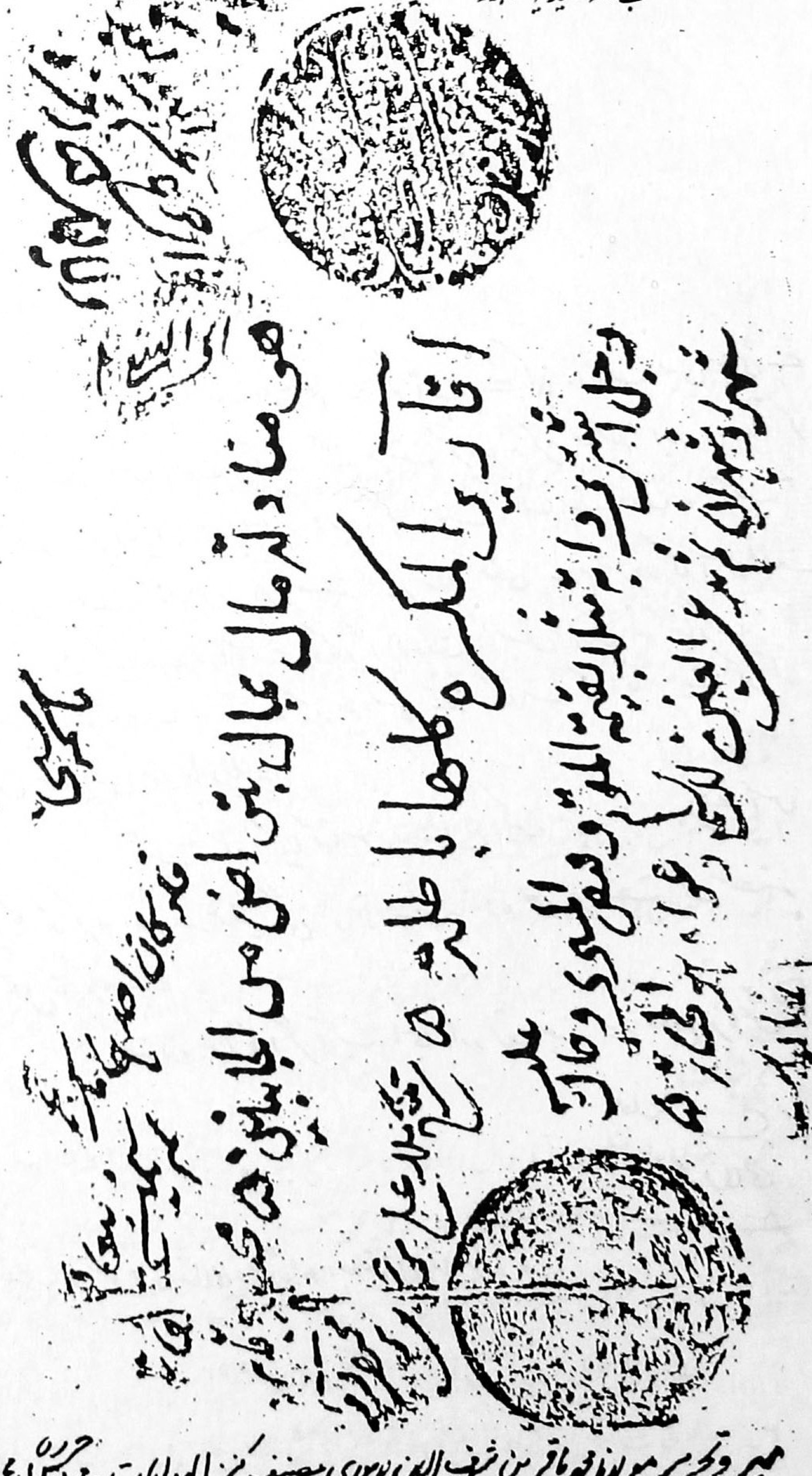

مہر و تحریر مولانا محمد باقر بن شرف الدین لاہوری مصنف کنز الہدایات - حررہ محمد اقبال مجددی ۱۳۹۵ھ

Khaliq Ahmad Nizami
PROFESSOR OF HISTORY

NIZAMI VILLA
SIR SYED ROAD
ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY
ALIGARH (INDIA)

۷۸۶

۱۲/ستمبر ۱۹۷۸ء

کرمی،

السلام علیکم ۔ گو آپ سے کبھی ملاقات نہیں ہوئی ہے لیکن اس وقت آپ کے مرتب کردہ تذکرۂ "حدیقۃ الاولیاء" کو دیکھکر بے اختیار جی چاہا کہ آپ کو زحمت التفات دوں ۔ آپ نے جس محنت، خلوص اور سلیقہ کے ساتھ مفتی غلام سرور کی اس تصنیف کو ایڈٹ کیا ہے، اُسے دیکھ کر طبیعت خوش ہوگئی ۔ مبارکباد پیش کرتا ہوں ۔ آپ کے حواشی نے کتاب کی افادیت کو کہیں سے کہیں پہونچا دیا ۔

آپ نے اور کیا کتابیں شائع کی ہیں! میرے پاس آپ کا تذکرہ "عبداللہ خویشگی" تو ہے ۔ وہ بھی ہر حیثیت سے مستند اور مکمل تذکرہ ہے ۔

ممنون ہونگا اگر آپ اپنی اور تصانیف سے مطلع فرمائیں ۔

مخلص
خلیق احمد نظامی

مکتوب پروفیسر خلیق نظامی، علی گڈھ، حدیقۃ الاولیاء پر رائے

Marfat.com

محمد اقبال مجددی

(مرتب کتاب حاضر)

پیدائش

۱۵ستمبر ۱۹۵۰ء بمقام قصور (من مضافاتِ لاہور، پنجاب، پاکستان)

تعلیم

ایم اے تاریخ (درجہ اوّل) پنجاب یونیورسٹی، لاہور

تالیفات

۱۔ احوال و آثارِ سیّد شرافت نوشاہی، لاہور

۲۔ احوال و آثار عبداللہ خویشگی، قصوری، لاہور، ۱۹۷۲ء

۳۔ تذکرہ علماء و مشائخ پاکستان و ہند، لاہور، ۲۰۱۳ء

مرتبات

۴۔ مقامات مظہری (احوال و افکار میرزا مظہر جان جاناں شہید (۱۱۹۵ھ/۱۷۸۱ء)

۵۔ حسنات الحرمین (ملفوظات خواجہ محمد معصوم سرہندی (ف ۱۰۷۹ھ/ ۱۶۶۸ء) تالیف خواجہ عبید اللہ مروج الشریعت (تحقیق متن، ترجمہ، حواشی، مفصل مقدمہ) موسیٰ زئی، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان، ۱۹۸۱ء

۶۔ ملفوظاتِ شریفۂ شاہ غلام علی دہلوی، جامع خواجہ غلام محی الدین قصوری، تحقیق و

تعلیق و تقدیم' لاہور ۱۹۷۸ء۔

۷۔ اثبات المولد والقیام' تحقیق و تقدیم' استنبول' ترکی۔

۸۔ رشحات عنبریۃ (احوال و مقامات شاہ احمد سعید مجددی) تحقیق و تقدیم' استنبول' ترکی۔

۹۔ حدیقۃ الاولیاء (پنجاب و نواحی آں کے صوفیہ کا تذکرہ) تالیف مفتی غلام سرور لاہوری' لاہور' ۱۹۷۵ء' دوم ۲۰۰۰ء۔

۱۰۔ لطائف المدینۃ (احوال خواجہ محمد سعید سرہندی ف ۱۰۷۱ھ/۱۶۶۱ء) تالیف شیخ عبدالاحد وحدت سرہندی' تحقیق و تعلیق و ترجمہ' لاہور' ۲۰۰۴ء۔

۱۱۔ مقاماتِ معصومی (احوال و تعلیمات خواجہ محمد معصوم سرہندی) تالیف صفر احمد معصومی' تحقیق و تعلیق ...... ترجمہ) جلد اول (مقدمہ مجددی تحریک جلد دوم' (اردو ترجمہ) جلد سوم فارسی متن' جلد چہارم (تعلیقات و توضیحات)' لاہور' ۲۰۰۴ء۔

۱۲۔ احوالِ مشائخ کبار (ملفوظات شیخ محمد اشرف شطاری لاہوری ف ۱۱۰۴ھ/ ۱۶۹۳ء) تالیف شیخ سلیمان بن سعد اللہ لاہوری) تحقیق و تقدیم' اسلام آباد' ۲۰۰۰ء۔

۱۳۔ زاد المعاد (تذکرۂ خواجہ حسام الدین احمد ف ۱۰۴۳ھ/۱۶۳۳ء) تالیف خواجہ کلاں بن خواجہ باقی باللہؒ جلد اول (نقشبندی مشائخ کی سعی ہای احیائے دین' احوال و آثار حضرت خواجہ باقی باللہ' خواجہ حسام الدین احمد' خواجہ کلاں) جلد دوم (اردو ترجمہ)' جلد سوم (فارسی متن) جلد چہارم (تعلیقات و توضیحات)' گوجرانوالہ' ۲۰۱۳ء۔

۱۴۔ معمولات مظہریہ (احوال و ملفوظات و معمولات حضرت مظہر جانِ جانان

Marfat.com

شہید) تالیف شیخ نعیم اللہ بہڑا یچی' ترجمہ وتعلیقات' زیر طبع۔

۱۵۔ بشارات مظہریہ (احوال ومکتوبات حضرت میرزا مظہر جانِ جانان شہید) تالیف نعیم اللہ بہڑا یچی تحقیق وتعلیق وترجمہ' زیر طبع۔

۱۶۔ کمالاتِ مظہریہ (احوال حضرت میرزا مظہر جان جانانِ شہید) تالیف شاہ غلام علی دہلوی' زیر چاپ۔

۱۷۔ تذکرہ علمائے ساہووالہ (سیالکوٹ) تالیف محمد شہنواز الدین' تحقیق وحواشی' لاہور' ۱۹۷۱ء۔

۱۸۔ تذکرہ شرافت نوشاہی (احوال وسخنان) شریک مرتب ڈاکٹر عارف نوشاہی' اسلام آباد' ۲۰۰۸ء۔

۱۹۔ رسائل در دفاع حضرت مجدد الف ثانی مؤلفہ وکیل احمد سکندر پوری' لاہور' ۲۰۱۱ء۔

۲۰۔ دفاع حضرت مجدد الف ثانی (رسائل کا مجموعہ)' گوجرانوالہ' ۲۰۱۲ء۔

مقالات

اب تک تقریباً ایک ہزار تحقیقی مقالات دنیا کے موقر جرائد میں طبع ہو چکے ہیں یعنی معارف (دارالمصنفین' اعظم گڑھ' برہان (ندوۃ المصنفین' دہلی)' مجلّہ علوم اسلامیہ (علی گڑھ)' اورینٹل کالج میگزین (لاہور) مجلّہ تحقیق (لاہور)' صحیفہ (لاہور)' المعارف (لاہور) بصائر (کراچی)' اُردو دائرہ معارف اسلامیہ (پنجاب یونیورسٹی' لاہور)' دانشامہ جہان اسلام' (تہران' ایران)' دانشامہ زبان و ادب فارسی درشبہٴ قارہ (تہران' ایران)۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

مقاماتِ مظہری

مع فہرس

احوال وملفوظات ومکتوبات

حضرت میرزا مظہر جانِ جاناں شہید

۱۱۱۱ھ — ۱۱۹۵ھ

۱۷۰۰ء — ۱۷۸۱ء

تالیف:

حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ

تحقیق وتعلیق وترجمہ

محمد اقبال مجدّدی

پروگریسو بکس لاہور

یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ

اردو بازار لاہور ☎ 37352795

HADIQAH TUL AULIYA

(Tazkirah of the Sufis of the Panjab)

Compiled by:

Mufti Ghulam Sawar Lahori

(C. 1837–1890)

Edited By:

Muhammad Iqbal Mujaddidi

2016

Published By:

PROGRESSIVE BOOKS
6-YOUSIF MARKET GHAZANI STREET, URDU BAZAR LAHORE
PH: 042-37352795, FAX: 042-37124354

پروگریسو بکس

پروگریسو بکس
یوسف مارکیٹ ۰ غزنی سٹریٹ
اُردو بازار ۰ لاہور
فون 042-37124354 فیکس 042-37352795

Marfat.com